الحج المبرور لیس لہ جزاءٌ الّا الجنۃ ، الحدیث
انوارِ مناسک
① حج کے مسائل انتہائی نازک اور مشکل ترین ہیں ② بعض دفعہ تجربہ کار ماہر عالم کے لئے بھی غور طلب بن جاتے ہیں ③ یہ حج کے موضوع پر ایسی جامع ترین کتاب ہے جو تیس مضامین کے ساتھ اکثر مسائل کو حاوی ہے
④ اس کتاب کا ہر مسئلہ مستند اور باحوالہ ہے ⑤ انشاء اللہ یہ کتاب علماء اور عوام وخواص سب کے لئے بے مثال تحفہ اور معاون ثابت ہوگی ⑥ حرمین شریفین، اللہ کی تجلیات اور اسکے انوار کا مرکز ہے اسلئے اسکا نام "انوارِ مناسک" رکھا گیا
مفتی شبیر احمد قاسمی
مکتبہ یوسفیہ دیوبند

اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ الحدیث

بخاری شریف ۱/۲۳۸، حدیث ۱۷۲۹، مسلم شریف ۱/۴۳۶

انوارِ مناسک

جلد ۱

① حج کے مسائل انتہائی نازک اور مشکل ترین ہیں ② بعض دفعہ تجربہ کار ماہر عالم کے لئے بھی غور طلب بن جاتے ہیں ③ یہ حج کے موضوع پر ایسی جامع ترین کتاب ہے جو تین سو مضامین کے ساتھ اکثر مسائل کو حاوی ہے ④ اس کتاب کا ہر مسئلہ مستند اور باحوالہ ہے ⑤ انشاء اللہ یہ کتاب علماء اور عوام و خواص سب کے لئے بے مثال تحفہ اور معاون ثابت ہوگی ⑥ حرمین شریفین، اللہ کی تجلیات اور اس کے انوار کا مرکز ہے اس لئے اس کا نام "انوارِ مناسک" رکھا گیا۔

مؤلف

شبیر احمد قاسمی

خادم الافتاء والحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

نام کتاب ——— انوارِ مناسک
مؤلّف ——— حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی
کتابت ——— محمد یوسف قاسمی و محمد قاسم کاشی پوری

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ
لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا
شَرِيْكَ لَكَ

انتساب

یہ نااہل اپنی اس علمی، تحقیقی، فقہی، نورانی کاوش کو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور پیغمبر انسانیت خاتم الانبیاء سید الکونین، رسولِ عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے، جن کے چشمۂ فیوض سے باری تعالیٰ کے مرکزِ توجہ حرمین شریفین سے چاردانگ عالم میں تجلیاتِ الٰہی پھیلی ہیں۔ اور والدۂ ماجدہ جو العاصمۃ المقدسۃ مکۃ المکرمہ میں مقیم ہیں ان کی طرف منسوب کرنا، نیز یہ فقہی نورانی تحفہ مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کی آغوشِ تربیت کا ثمرہ اور مدرسہ شاہی مرادآباد کا مرہونِ منت ہے اسلئے ان کی طرف منسوب کرنا بھی اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہے۔ فقط

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
مدرسہ شاہی مرادآباد

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۱) حج اسلام کے چار ارکان میں سے ایک عظیم ترین رکن اور عشقیہ عبادت ہے۔

(۲) یہ عبادت ایسی جگہ ادا کی جاتی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی توجہات اور اس کی تجلیات اور انوار کا مرکز ہے۔

(۳) حدیث پاک میں آیا ہے کہ بیت اللہ شریف جس جگہ قائم ہے بعینہ اس کے اُوپر ساتویں آسمان میں بیت المعمور قائم ہے۔ اور پھر بیتُ المعمور کے بالکل اُوپر عرشِ الٰہی ہے۔ وہیں سے حق تعالیٰ شانہٗ کی توجہات اور اسکے انوارات وتجلیات کا نزول سب سے پہلے کعبۃ اللہ پر ہوتا ہے۔ پھر وہاں سے اس کی شعاعیں پوری دُنیا میں پھیلتی ہیں۔

(۴) اسلئے وہاں کی حاضری مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی سعادت ہے۔

(۵) یہ عاشقانہ عبادت اور وہاں کی حاضری صرف ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جنہوں نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے اعلانِ حج پر لبیک کہا ہو۔ اور جس نے جتنی بار لبیک کہا ہے اس کو اتنی مرتبہ حاضری کی سعادت حاصل ہوتی رہے گی۔

(۶) جس طرح وہاں حاضر ہوکر اس عبادت کی ادائگی باعثِ سعادت ہے، اسی طرح اسکی ادائیگی میں شرائط وپابندیاں بھی بہت ہی زیادہ ہیں۔ ایسی ایسی معمولی غلطیوں جرمانہ میں کفارہ اور دم واجب ہوجاتا ہے جنکا خود حجاج کرام کو احساس بھی نہیں ہوتا۔

(۷) اسلئے حج بیتُ اللہ عمر بھر میں صرف ایک ہی مرتبہ ادا کرنا فرض ہے۔ ہاں البتہ اگر

کوئی اللہ کی رحمت و عنایت سے ہر سال یا چند سال میں بار بار حاضری کا شرف حاصل کرتا ہے تو وہ اسکی طرف سے نفلی عبادت اور اس کی خوش نصیبی ہے۔

(۸) اس عشقیہ عبادت کے موضوع پر چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں لکھی گئیں، فائدہ سے کوئی بھی خالی نہیں۔ کوئی مسائل حج پر کوئی فضائلِ حج پر اور کوئی حج وعمرہ کی دعاؤں پر، سب میں قیمتی باتیں ہوتی ہیں، ہر ایک میں الگ الگ رنگ کی مفید باتیں ہیں۔

(۹) ۱۴۱۲ھ میں رمضان المبارک سے موسم حج تک محض رب کریم کے فضل سے حرمین شریفین میں قیام کا شرف حاصل ہوا۔ پھر ۱۴۱۳ھ میں مسلسل چار ماہ قیام کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس دوران بہت سے نئے اور مشکل مسائل سامنے آتے رہے۔ اور دورانِ سفر کچھ مسائل نوٹ بھی کر لیے گئے۔ چنانچہ ۱۴۱۵ھ میں حج کے اہم مسائل سے متعلق ۳۱۳ مسائل پر مشتمل ایک کتاب بنام ایضاح المناسک تیار ہوگئی، جو اس وقت مختلف مکتبوں سے شائع ہوگئی ہے، پھر عوام اور کم پڑھے لکھے لوگوں کی ضرورت کے پیشِ نظر ایک کتاب بنام "حج وعمرہ کا آسان طریقہ" لکھی گئی۔ یہ بھی مختلف مکتبوں سے شائع ہوگئی ہے۔ پھر ایک کتابچہ "سفرِ حج میں غلطیوں کی اصلاح" کے نام سے تیار ہوا۔ جو ندائے شاہی حج وزیارت نمبر میں شامل ہو کر شائع ہوا ہے۔ اور ایک کتابچہ "حج وعمرہ کی مقبول ومنقول دعاؤں پر بھی تیار ہوا ہے۔

(۱۰) مگر ان سب کے باوجود چودہ سال سے محض اللہ کے فضل سے مسلسل حاضری کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ اور ہر سال حاضری کے دوران عجیب عجیب انوکھے اور نادر اور مشکل ترین مسائل پیش آتے رہے، جن کا حل عرق ریزی اور دسیوں کتابوں کی چھان بین کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور کبھی کبھی حضرت اقدس مولانا محمد شمیم صاحب مدظلہٗ مدیر مدرسہ صولتیہ کے حکم سے مدرسہ صولتیہ میں حجاج کرام کو مسائل بتانے کی جگہ بیٹھنے کا بھی اتفاق ہوتا رہا۔ اس سے مزید نئے مسائل سامنے آتے رہے۔ اور پیش آمدہ بعض مسائل کے حل کی تلاش میں کافی دقتیں پیش آئیں۔

(۱۱) اسلئے مناسکِ حج سے متعلق ایک ایسی کتاب تیار ہونی نہایت ضروری محسوس ہوئی

کہ جس سے نئے اور مشکل مسائل کا عمدہ اور بہترین حل موجود ہو۔ اور ہر مسئلہ مدلل اور مبرہن اور باحوالہ ہو۔ اور مناسکِ حج کے زیادہ تر مسائل کو حاوی بھی ہو۔

(۱۲) اب اللہ کے فضل وکرم سے تینتیس مضامین پر مشتمل مناسکِ حج کے موضوع پر یہ کتابی تحفۂ حجاجِ کرام اور ناظرین کی خدمت میں پیش ہے۔ اگر مفید ثابت ہوا تو زہے نصیب ورنہ کتابوں کے انبار میں ایک اور سہی۔

(۱۳) اس کتاب کی چند خصوصیات یہ ہیں۔ ۱۔ تینتیس مضامین میں سے ہر ایک بسم اللہ سے شروع ہوا۔ اور ہر مضمون کو اسی مضمون کے مناسب قرآنی آیت سے شروع کرنے کی کوشش کی گئی۔ ۲۔ ہر عنوان کے تحت مختلف سرخیوں سے ہر مسئلہ کو باحوالہ لکھا گیا۔ ۳۔ ہر مسئلہ سلیس زبان میں لکھ کر اس کی دلیل حاشیہ میں پیش کی گئی۔

(۱۴) سب سے پہلا عنوان فضائلِ حج پر ہے۔ اس میں حج کی تینوں قسموں اور عمرہ کے افعال کا نقشہ اور حج کے پانچ دن ایک نظر میں پیش کیے گئے۔ اسکے بعد حج کے موضوع پر چالیس حدیثیں پھر بیت اللہ کی تاریخی جھلکیاں پھر متبرک مقامات اور افعال کے ناموں پر ایک مضمون ہے۔ اسکے بعد حج کے طریقہ اور مسائل پر مضامین کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔

(۱۵) فہرست میں اولاً تینتیس مضامین کی اجمالی فہرست ہے۔ ناظرین سے گذارش ہے کہ پہلے اس کو دیکھ لیں۔ اس کے بعد تفصیلی فہرست ہے۔

(۱۶) چند مسائل الگ الگ عنوانات کے ذیل میں ان کی مناسبت کیوجہ سے مکرر بھی ہوگئے ہیں۔ اور یہ تکرار مناسبت اور مزید وضاحت کیوجہ سے بالقصد کیا گیا ہے۔

(۱۷) چونکہ مناسکِ حج کی ادائیگی ایسی مقدس اور متبرک سرزمین میں ہوتی ہے جو حق تعالیٰ شانہٗ کے انوار اور تجلیات کا مرکز ہے اسلئے اس کتاب کا نام انوارِ مناسک رکھا گیا۔ اے اللہ اس کو شرفِ قبولیت اور اس نا اہل کی نجات کا ذریعہ بنا۔

آمین

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری استاذِ حدیث دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، اَمَّا بَعْدُ:

"انوارِ مناسک" جناب مولانا مفتی شبیر احمد صاحب زید مجدہٗ کی حج کے موضوع پر مفصّل کتاب ہے۔ حج اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے۔ اور چونکہ عام طور پر اسکو ادا کرنیکا موقع زندگی میں ایکبار ملتا ہے، اور وہ بھی دیارِ پاک میں جہاں کے احوال سے یک گونہ ناواقفیت ہوتی ہے، نیز نقل وحمل کے آلات کی تیز رفتاری نے بھی ایک مسائل میں نئی صورتیں پیش آگئی ہیں، اسلئے ضرورت ایک مدلّل ومفصل کتاب کی تھی، جو امت کی راہنمائی کرے۔ ہمارے مفتی شبیر احمد صاحب ماشاء اللہ حج سے خاص شغف رکھتے ہیں، بار بار اللہ تعالیٰ نے ان کو حج کی سعادت سے بہرہ ور کیا ہے، اور مسائل پر بھی نظر رکھتے ہیں، اسلئے تمام نئی ضرورتیں انکے سامنے ہیں۔ اور انکا حل تلاش کرنے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کتاب میں کوئی گوشہ تشنہ باقی نہیں چھوڑا۔ ہر مسئلہ مدلّل ومفصل ارقام فرمایا ہے۔ میں نے یہ کتاب مکمّل پڑھی ہے۔ اسکا ہر مسئلہ مستند ہے۔ نیز نئے مسائل میں اختلافِ رائے ممکن ہے۔ چنانچہ ان کی نشاندہی کردی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائیں، اور حجاجِ کرام کے لئے اس کو مشعلِ راہ اور مصنف زید مجدہٗ کے لئے ذخیرۂ دارین بنائیں۔ (آمین)

والسّلام

کتبہ

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دار العلوم دیوبند

۲۴ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ

تقریظ

حضرت مولانا نعمتُ اللہ صاحب استاذِ حدیث دارالعُلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامِداً ومُصلیاً۔ حجاج کرام کی رہنمائی کے لئے اُردو زبان میں مختصر اور مفصل متعدد کتابیں موجود ہیں۔ اور ان سے حجاجِ کرام استفادہ کرتے ہیں۔ مولانا مفتی شبیر احمد صاحب سلمہ اللہ نے بھی اس موضوع پر متعدد رسائل تحریر کئے جو شائع ہوکر مقبول ہو چکے ہیں۔

اب انہوں نے حجاجِ کرام کی ضروریات اور اپنے تجربات کی روشنی میں ”انوارِ مناسک“ کے نام سے ایک مفصل کتاب تحریر کی ہے، جو ماشاء اللہ موضوع کا احاطہ کرتی ہے۔ کہ انہوں نے موضوع کو تیس عنوانات پر تقسیم کیا۔ اور ہر عنوان کا حق ادا کرتے ہوئے اس سے متعلق فقہی مسائل بیان کیے۔ نیز یہ کہ عصرِ حاضر میں جن مسائل کا اضافہ ہوا، تحقیق کے بعد انکے شرعی احکام کو بیان کرنیکا بھی اہتمام کیا ہے۔

کتاب کے مندرجات پر طائرانہ نظر ڈالنے سے اندازہ ہوا کہ انشاء اللہ حجاج کرام کو اس اہم عبادت کے تمام مراحل میں اس کتاب سے اچھی روشنی ملے گی۔ اور وہ آسانی کے ساتھ اپنے فریضہ کو صحیح طور پر ادا کرسکیں گے۔

میں دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مصنف محترم کی سعی مشکور کو دنیا و آخرت میں قبول عطاء فرمائے اور زیادہ سے زیادہ علمی خدمات کی توفیق ارزانی کرے۔
آمین

نعمت اللہ غفرلہٗ
خادمِ تدریس دارالعلوم دیوبند
۷ ارجمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ

تقریظ

حضرت اقدس مولانا ریاست علی صاحب استاذ حدیث دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدُ للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

محترم جناب مولانا مفتی شبیر احمد صاحب زید مجدہم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی سعادتوں سے نوازا ہے کہ ان کے قلم سے مسلسل دینی کتابیں تیار ہوتی رہتی ہیں۔

اس وقت موصوف کی تازہ تالیف " انوار مناسک " راقم الحروف کے سامنے ہے جس میں حج کے مفصل موضوع کا مکمل عنوانات قائم کرکے احاطہ کیا گیا ہے پھر ہر عنوان کی دلنشین تفصیلات دی گئی ہیں۔ اور اس سے متعلق پیش آنیوالے عام اور نادر مسائل فقہیہ آگئے ہیں، اور عصر حاضر میں جن مسائل کا اضافہ ہوا ہے تحقیق کے بعد انکا جواب بھی شامل ہے۔

مؤلف محترم کی زندگی افتار کی خدمت میں گذری ہے۔ اور وہ اسکی نزاکتوں اور ذمہ داریوں سے واقف ہیں۔ اور وہ چونکہ عنفوانِ شباب سے آجتک مسلسل دیار پاک کی حاضری کی سعادتوں سے بہرہ ور ہیں اور بعض اسفار میں کئی کئی ماہ قیام رہا ہے۔ اور وہاں مدرسہ صولتیہ اور دیگر مقامات پر مسائل کے بیان کی ذمہ داری کو پورا کرتے رہے ہیں۔ اسلئے یہ تازہ تالیف موصوف کے افتار اور حج مبرور کے تجربات کا عطر ہے۔

راقم الحروف کتاب سے استفادہ تو طباعت کے بعد کریگا۔ لیکن بندہ نے طباعت سے پہلے اسکے نصف سے زائد حصوں کی ورق گردانی اور سرسری مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ کتاب حجاج کرام کی تمام ضروریات میں انکی سب سے بہتر رہنمائی کرے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بھی مؤلف محترم کی دیگر تصانیف کی طرح قبول عام عطا کرے۔ اور ان کے لئے دنیا و آخرت میں ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ والحمد للہ اولاً و آخراً۔

ریاست علی غفرلہٗ
خادم تدریس دار العلوم دیوبند
۱۶ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ

تأثر

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری اُستاذِ حدیث
مدرسہ شاہی مُراد آباد۔ یوپی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ!

حج کے مسائل بہت نازک ہیں۔ مسلسل تجربات اور گہرے مطالعہ اور جزئیات پر مطلع ہوئے بغیر حج کے مسائل قابو میں نہیں آسکتے۔ اسی وجہ سے ہر زمانہ میں بالغ نظر اور تجربہ کار علماء و مفتیانِ کرام نے حج کے موضوع پر مختصر اور تفصیلی کتابیں تالیف فرمائی ہیں جن سے خلقِ خدا مسلسل مستفیض ہو رہی ہے۔

ہمارے رفیق مکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب زید مجدہم مفتی و اُستاذِ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد نے بھی حج کے متعلق متعدد رسائل اور کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ جنہیں "ایضاح المناسک"، "حج و عمرہ کا آسان طریقہ" مشہور و معروف ہیں۔ نیز موصوف کی معروف کتاب "انوارِ رحمت" میں بھی مسائلِ حج کے بارے میں متعدد اہم مباحث شامل ہیں۔ اب موصوف نے کئی سال کے تجربات اور مبتلا بہ حجاج سے واقفیت حاصل کرکے موجودہ دور کی ضرورت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے "انوارِ مناسک" کے نام سے نہایت جامع اور مفصل و مدلل کتاب مرتب فرمائی ہے۔

یہ کتاب بے شمار جزئیات اور اہم مباحث کو شامل ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ علماء اور مفتیان کے لئے بھی وہ مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور ہر مطالعہ کرنیوالا خود ہی اس کی قدر و قیمت کا اندازہ لگا لیگا۔ یقین ہے کہ یہ کتاب حجاج کرام کے لئے بہترین "رفیقِ سفر" بنے گی۔ اور اسکا نفع عام اور تام ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مؤلف کو جزائے خیر سے نوازیں۔ اور کتاب کو قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین

فقط والسلام

احقر محمد سلمان منصور پوری

١٩/٦/١٤٢٧ھ

کتاب کی اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

(۴) بیت اللہ شریف کی تاریخی جھلکیاں

⑤ حرمین شریفین کے متبرک مقامات اور مشہور اعمال کے اصطلاحی نام

⑦ حج کس پر اور کب فرض؟

⑧ عورت پر حج کب فرض ہوتا ہے؟

(۱۱) حالتِ احرام میں عطر وخوشبو کی حرمت

(۱۲) مسائلِ میقات

(۱۳) حج کے ارکان و واجبات

عنوان	صفحہ

(۱۶) عمرہ کے مسائل

(۲۲) مسائلِ منیٰ

(۲۳) مسائلِ قربانی

(۲۴) حلق یا قصر اور احرام سے حلال ہونے کے مسائل۔

(۲۹) حج و عمرہ کی مقبول و منقول دعائیں

(۳۰) مسائلِ مدینۃ المنورہ

① بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰه الَّذِی فرضَ عَلَیۡنَا مناسِكَ الحجّ فی العُمرِ مرّةً وجعل علینا العُمرةَ فی كلّ زمانٍ سُنّةً وتطوّعًا وانزل علی صاحب القبرِ الاعظم سُورةَ الحجّ والفرقان وصلی الله عَلیه وعلیٰ اٰلہٖ وصحبه وسلّم تسلیمًا كثیرًا كثیرًا۔

حج کے فضائل

حج اسلام کا اہم ترین فریضہ اور عشقیہ عبادت ہے۔ اس میں لاپرواہی کرنیوالوں پر بہت سی وعیدیں آئی ہیں۔ اور اسکا اہتمام کرنے والوں کے لئے بیشمار اجر وثواب کا وعدہ ہے ـــ امام طبرانیؒ نے المعجم الکبیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک حدیث شریف نقل فرمائی کہ جو شخص مکۃ المکرمہ سے عرفات تک سواری پر چل کر حج کریگا اس کو سواری کے ہر قدم پر ستر ستر نیکیاں ملتی ہیں۔ اور جو شخص مکۃ المکرمہ سے عرفات تک پیدل چلکر حج کریگا اس کو ہر قدم پر سات سو نیکیاں ملتی ہیں۔[1]

اور امام حاکم شہید نے مستدرک حاکم میں اور امام ابوبکر بیہقیؒ نے شعب الایمان میں سند صحیح کے ساتھ ایک حدیث شریف نقل فرمائی کہ جو شخص مکۃ المکرمہ سے عرفات تک پیدل چلکر حج کریگا اس کو ہر قدم پر سات سو نیکیاں ملتی ہیں۔ اور حرم مقدس کی ہر نیکی کے بدلہ میں ایک لاکھ نیکیاں ملتی ہیں۔ اور ایک لاکھ کو سات سو میں ضرب دیا جائے تو سات کروڑ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا مکۃ المکرمہ سے عرفات تک پیدل چلکر حج کرنے سے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ملتی جائیں گی۔[2]

---

[1] المعجم الکبیر ۱۲/۵۹ حدیث ۱۲۵۲۲)   [2] عن عبداللہ بن عباسؓ قال سمعتُ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من حج من مکۃ ماشیاً حتی یرجع الیٰ مکۃ کتب اللہ لہٗ بکل خطوۃ سبع مائۃ حسنۃ مثل حسنات الحرم قیل وما حسنات الحرم قال بکل حسنۃ مائۃ الف حسنۃ۔ الحدیث
ھٰذا حدیث صحیح الاسناد المستدرک جدید ۲/۲۴۸ حدیث ۱۶۹۲ شعب الایمان ۳/۴۳۱ حدیث ۳۹۸۱)

یہ حق تعالیٰ کے بیشمار انعامات و احسانات ہیں کہ ایک عبادت کے عوض میں ہزاروں لاکھوں، کروڑوں عبادتوں کی نیکیاں عطاء فرماتے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر میت کی طرف سے حج بدل کیا جائے تو ایک حج کی وجہ سے تین آدمی جنتی بن جاتے ہیں۔
۱۔ وہ میت جس کی طرف سے حج بدل کیا جائے۔ ۲۔ حج بدل کرنے والا۔
۳۔ وہ وارث وغیرہ جو حج بدل کا پیسہ خرچ کرتا ہے۔ [۱]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مروی ہے کہ ایک حاجی کو اپنے خاندان کے چار سو افراد کے لئے شفاعت کا اختیار دیا جائیگا۔ اور حدیث کے بعض الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ چار سو گھرانے کے لئے شفاعت کا اختیار دیا جائے گا۔ اور گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہو کر نکل جاتا ہے جیسا کہ نومولود بچہ پیدائش کے دن ہر گناہ سے پاک وصاف ہو کر ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ [۲]

حضرت ابوذر غفاریؓ کی حدیث میں ہے کہ جب حاجی اپنے گھر سے نکلے اور اس پر تین دن گذر جائیں تو وہ نومولود بچہ کی طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد سفرِ حج میں بقیہ جو ایام گذریں گے ان میں درجات بلند ہو جائیں گے۔ [۳]

اور بخاری شریف میں ایک روایت مروی ہے کہ جو شخص اس طرح حج کرتا ہے کہ حج کے دوران اس نے اپنے آپ کو لڑائی جھگڑے اور فسق و فجور اور بدکلامی اور بدمزاجی سے دُور رکھا ہو تو حج کر کے گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو کر لوٹیگا جیسا کہ نومولود بچہ ماں کے پیٹ سے پیدائش کے وقت ہر گناہ سے پاک ہوتا ہے۔ [۴]

---

[۱] فضائل حج (۳۲) [۲] عن ابی موسیٰ رفعہٗ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الحاج یشفع فی اربع مائۃ اهل بیت اوقال من اهل بیتہ ویخرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امّہٗ۔ الحدیث مجمع الزوائد ۲۱۱/۳ الترغیب والترهیب ۱۰۶/۲)

[۳] عن ابی ذرؓ انہ قال عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج الحاج من اهلہ فسار ثلاثۃ ایام او ثلاث لیالٍ خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امّہٗ وکان سائر ایامہ درجات الحدیث۔ شعب الایمان ۳/۴۷۸ حدیث ۴۱۱۴ المسالک فی المناسک للکرمانی ۲۲۹/۱)

[۴] عن ابی هریرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امّہٗ۔ الحدیث بخاری شریف ۲۰۶/۱ حدیث ۱۴۹۹)

حضرات صحابۂ کرامؓ اور تابعینؒ اپنی غربت و عسرت اور تمام مشغولیات کے باوجود کثرت سے حج اور عمرہ کیا کرتے تھے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پچپن مرتبہ حج فرمایا۔ لہٰذا جن بھائیوں کو اللہ پاک نے صحت و فراخی عطا فرائی ہے وہ حج فرض پر اکتفاء نہ کریں۔ بلکہ موقع بموقع حج کرنے کی کوشش کریں۔ اور کم از کم ہر چار پانچ سال میں ایک دفعہ تو کر ہی لیا کریں۔ اور بار بار حج کرنا اگرچہ فرض یا واجب نہیں، لیکن بے مثال اجر و ثواب کا باعث ہے۔ نیز بار بار حج کرنے سے تنگ دستی اور فقر و محتاجی سے حفاظت ہوتی ہے۔ [۱]

ایک حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو میں نے صحت اور فراخی عطا کی پھر اس نے ہر پانچ سال میں میرے پاس حاضری نہیں دی تو وہ رحمت سے محروم ہے۔ [۲]

اور ایک حدیث میں ہر چار سال کا ذکر بھی آیا ہے۔ اے اللہ ہم کو قبول فرما، اور بار بار اپنی بارگاہ کی حاضری اور اپنے پاک اور پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بار بار زیارت نصیب فرما۔ آمین

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ﴿﴾ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

---

[۱] عن جابر بن عبد اللہ یرفعہ قال ما امعر الحاج قط فقیل لجابر ما الامعار قال ما افتقر۔ الحدیث شعب الایمان ۳/۴۸۳ حدیث ۴۱۲۳)

[۲] عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یقول ان عبدا صححت له جسمه ووسعت علیه فی المعیشة تمضی علیه خمسة اعوام لا یفد الی لمحروم الحدیث
صحیح ابن حبان ۴/۲۰۳ حدیث ۳۷۰۵، شعب الایمان ۳/۴۸۲ حدیث ۴۱۳۲)
مسند ابی یعلیٰ ۲/۴۴۴ حدیث ۱۰۷۴)

(۲) افعالِ حج وعمرہ کا مفصّل نقشہ

حج کی تینوں قسموں اور عمرہ کے وہ تمام افعال جو فرض یا واجب ہیں ان سب کو ایک نقشہ میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ حجاجِ کرام ایک نظر میں تمام افعال سے واقف ہو جائیں۔

حجِ اِفراد کے اَفعال

نمبر	فعل	حکم
۱	احرام	شرط
۲	طوافِ قدوم مع رمل	سنت
۳	سعی بین الصفا والمروہ	واجب
۴	وقوفِ عرفہ	رکن
۵	وقوفِ مزدلفہ	واجب
۶	یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی	واجب
۷	سر منڈانا	واجب
۸	طوافِ زیارت	رکن
۹	گیارہویں بارہویں کی رمیٔ جمار	واجب
۱۰	منیٰ میں رات گذارنا	سنت
۱۱	طوافِ وداع	واجب

حجِ قِران کے اَفعال

نمبر	فعل	حکم
۱	حج وعمرہ دونوں کا احرام	شرط
۲	طوافِ عمرہ	رکن
۳	طوافِ عمرہ میں رمل	سنت
۴	عمرہ کی سعی	واجب
۵	طوافِ قدوم مع رمل	سنت
۶	حج کی سعی	واجب
۷	وقوفِ عرفہ	رکن
۸	وقوفِ مزدلفہ	واجب
۹	یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی	واجب
۱۰	قربانی	واجب
۱۱	سر منڈانا	واجب
۱۲	جمرۂ عقبہ کی رمی، قربانی حلق میں ترتیب	واجب
۱۳	طوافِ زیارت	رکن
۱۴	گیارہویں بارہویں کی رمی جمار	واجب
۱۵	منیٰ میں رات گذارنا	سنت
۱۶	طوافِ وداع	واجب

حجِ تمتّع کے اَفعال

۱	عمرہ کا احرام	شرط
۲	عمرہ کا طواف	رکن
۳	طوافِ عمرہ میں رمل	سنت
۴	عمرہ کی سعی	واجب
۵	ارکانِ عمرہ کے بعد سر منڈانا	واجب
۶	آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا	شرط
۷	وقوفِ عرفہ	رکن
۸	وقوفِ مزدلفہ	واجب
۹	یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی	واجب
۱۰	قربانی	واجب
۱۱	سر منڈانا	واجب
۱۲	جمرۂ عقبہ کی رمی، قربانی و حلق میں ترتیب	واجب
۱۳	طوافِ زیارت	رکن
۱۴	حج کی سعی	واجب
۱۵	گیارہویں و بارہویں کی رمی جمار	واجب
۱۶	منیٰ میں رات گذارنا	سنت
۱۷	طوافِ وداع	واجب

عمرہ کے اَفعال

۱	احرام	شرط
۲	طوافِ عمرہ	رکن
۳	سعی	واجب
۴	سر منڈانا	واجب
۵	طوافِ وداع	نہ واجب اور نہ ہی سنت

حج کے پانچ دِن ایک نظر میں

حج کا پہلا دن آٹھ ذی الحجہ حج کا پہلا دن ہے۔ اس دن کا کام یہ ہے کہ مکۃ المکرمہ سے فجر کی نماز کے بعد منیٰ کے لئے روانہ ہوجائیں اور منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں ذی الحجہ کی فجر کی نماز ادا کریں۔
مگر آجکل معلم کے لوگ حاجیوں کو ساتویں اور آٹھویں کی درمیانی شب میں ہی منیٰ لیجاتے ہیں، اور انہیں کے ساتھ منیٰ چلے جانا چاہئے ورنہ پریشانی پیش آسکتی ہے۔

حج کا دوسرا دِن حج کا دوسرا دن نویں ذی الحجہ ہے۔ اس دن فجر کی نماز کے بعد جب سورج طلوع ہوجائے تو منیٰ سے عرفات کیلئے روانہ ہوجائیں۔ اور عرفات کے معمولات اس طرح ادا کریں جو ہم نے مسائلِ عرفات کے عنوان کے تحت تفصیل سے بیان کردیئے ہیں
اور عرفات میں ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں ایک ساتھ ادا کرینگے۔
اور عرفات کے مناسک سے فارغ ہوکر سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ کے لئے روانہ ہوجائیں گے، اور مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ کے راستہ میں ادا نہیں کریں گے، بلکہ دونوں نمازوں کو مزدلفہ میں آکر عشاء کے وقت میں ایک ساتھ جمع کرکے ادا کریں گے۔
اور رات مزدلفہ میں گذارنا ہے۔

حج کا تیسرا دِن حج کا تیسرا دِن دسویں ذی الحجہ ہے۔ اس دن بہت سارے کام کرنے ہیں۔ اور اس دِن مناسکِ حج میں سے چار واجبات اور ایک فرض کُل پانچ اُمور ادا کرنے ہیں۔
۱؎ مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے وقوف کرنا اور سورج طلوع ہونے سے ذرا پہلے منیٰ کے لئے روانہ ہوجانا۔
۲؎ منیٰ میں آکر سب سے پہلے جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا ہے۔ اور جمرۂ عقبہ کی رمی کا وقت

دسویں ذی الحجہ کو سُورج طلوع ہونے کے بعد سے زوال تک افضل ہے۔ اور زوال کے بعد بلا کراہت جائز ہے۔ مگر سورج غروب ہونے کے بعد مکروہ وقت شروع ہوجاتا ہے۔ اور اگر شام تک بھیڑ کا سلسلہ جاری رہے تو غروب کے بعد بھی مکروہ نہیں ہے۔ گویا کہ دسویں کو جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا ۲۴ گھنٹے جائز ہے۔

۳۔ اگر متمتع یا قارن ہے تو رمی کے بعد قربانی بھی کرنا ہے۔

۴۔ اگر متمتع یا قارن نہیں ہے تو جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد سَر کے بال اُتارنا ہے۔ اور اگر قارن یا متمتع ہے تو قربانی کے بعد سر کے بال اُتارنا ہے۔

۵۔ حج کا اہم ترین رکن اور فرض طوافِ زیارت ہے۔ اگر دسویں ذی الحجہ کو وقت میں گنجائش ہو تو آج ہی طوافِ زیارت کرنا افضل اور بہتر ہے۔ اور اگر اس دن گنجائش نہو تو گیارہویں یا بارہوین تاریخ تک مؤخر کرنے کی بھی گنجائش ہے۔ مگر بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے طواف سے فارغ ہوجانا واجب ہے۔ اور دسوین ذی الحجہ گذرنے کے بعد دسوین ذی الحجہ گذار کر دو رات منیٰ میں آکر گذارنا مسنون ہے۔

حج کا چوتھا دِن

حج کا چوتھا دن گیارہویں ذی الحجہ ہے۔ اس دن کی ذمہ داری صرف ایک ہے۔ وہ یہ ہے کہ زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کی جائے۔ اور زوال سے پہلے اس دن جمرات کی رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ زوال کے بعد سُورج غروب ہونے سے پہلے پہلے کرلینا افضل ہے۔ اور سورج غروب ہونے کے بعد وقتِ مکروہ شروع ہوجاتا ہے۔ البتہ اگر بھیڑ کی وجہ سے دِن میں رمی نہ کرسکے تو سورج غروب ہونے کے بعد صبح صادق سے پہلے پہلے تک رمی کرنا بلا کراہت جائز ہوجاتا ہے۔ اور اگر بلا عذر تاخیر کریگا تو مکروہ ہوجائیگا، مگر کوئی جرمانہ نہیں۔ اور اگر دوسرے دن کی صبح طلوع ہوجاتے تک رمی نہیں کی ہے تو پھر دم واجب ہوجائیگا۔ زوال کے بعد اس کی قضاء کرنا بھی لازم ہوگا۔ گویا کہ گیارہویں کی رمی کا وقت زوال سے لیکر بارہویں کی صبح صادق تک تقریبًا

سولہ سترہ گھنٹے ہیں۔ اور اس دن کی رات منیٰ میں گذارنا مسنون ہے۔

حج کا پانچواں دِن

حج کا پانچواں دن بارہویں ذی الحجہ ہے۔ اس دن بھی زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی اسی طرح کرنا ہے جس طریقہ سے گیارہویں تاریخ کو کیا تھا۔ لیکن اگر بارہویں کو مکہ مکرمہ کے لئے کوچ کرنیکا ارادہ ہے تو افضل اور بہتر یہی ہے کہ سورج غروب ہونے سے قبل رمی کرکے منیٰ سے نکل جائے۔ اور اگر دن میں بھیڑ کی وجہ سے رمی نہ کرسکے تو رات میں بھی رمی کرکے منیٰ سے روانہ ہوجانا بلا کراہت جائز ہے۔ اور اگر بھیڑ وغیرہ کی کوئی پریشانی نہ ہو پھر بھی دن میں محض لاپرواہی سے رمی نہیں کی، اور بلا عذر رات تک تاخیر کرکے رمی کی ہے اور پھر رات ہی میں منیٰ سے روانہ ہوجاتا ہے تو مکروہ ہے، مگر کوئی کفارہ نہیں۔ اور عذر اور بھیڑ کی وجہ سے تیرہویں کی صبح صادق سے پہلے پہلے رمی کرکے مکہ مکرمہ کے لئے کوچ کرنا بلا کراہت جائز ہے گویا بارہویں کی رمی کا وقت زوال سے لیکر تیرہویں کی صبح صادق تک تقریباً سولہ سترہ گھنٹے ہیں۔

اور اگر تیرہویں کی صبح صادق ہوجانے تک منیٰ میں قیام رہے تو پھر تیرہویں کی رمی بھی لازم ہوجائے گی۔ اور تیرہویں کی رمی بھی راجح قول کے مطابق زوال کے بعد کرنا لازم ہے۔ امام صاحبؒ کے نزدیک زوال سے قبل کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ تفصیل رمی کی بحث میں دیکھ لیں۔

اور تیرہویں کے غروب کے بعد رمی کا وقت کلی طور پر ختم ہوجاتا ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ❊ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ٥

(۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حج کے موضوع پر چالیس حدیثیں

وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(سورۂ بقرہ آیت ۱۲۸ تا ۱۲۹)

اور ہم کو بتلا دیجئے حج کرنیکے ضابطے اور طریقے اور ہماری خطاؤں کو معاف فرما۔ بیشک تو ہی توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے۔ اے ہمارے پروردگار تو انمیں انہیں میں سے ایک ایسا رسول بھیجدے جو انکو تیری آیتیں پڑھکر سنائے اور انکو کتاب اور علم و ہنر اور حکمت کی باتیں سکھلائے، اور انکو کفر کی گندگیوں سے پاک کرے۔ بیشک تو ہی بہت زیادہ زبردست بڑی حکمت والا ہے۔

حج و عمرہ جیسی عشقیہ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق و محبت والی عبادت سے متعلق چالیس حدیثیں بامحاورہ ترجمہ کے ساتھ نقل کر دیتے ہیں۔ ہر ایک حدیث حج و عمرہ کے کسی نہ کسی فضائل یا مسائل کی ترجمان کی حیثیت سے الگ الگ عنوان کے تحت درج ہے۔ امید ہے کہ ان حدیثوں سے اللہ کے مخلص اور مقبول بندوں کو فائدہ پہونچیگا۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ کیسے پڑھتے تھے؟

حضرت سید الکونین خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام جن الفاظ سے تلبیہ پڑھتے تھے وہ حدیث پاک میں ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَاَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَاشَرِيْكَ لَكَ، [له] الحديث

(ترمذی ۱/۱۶۹، بخاری شریف ۱/۲۱۰ حدیث ۱۵۲۵، نسائی شریف ۲/۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کے الفاظ اس طرح ہیں:

میں تیرے دربار میں حاضر ہوتا ہوں، اے اللہ میں تیری بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا ہوں، تیرا کوئی ہمسر نہیں میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں۔ بیشک ہر تعریف اور ہر قسم کی نعمت اور بادشاہت تیرے ہی لئے ہے، اور تیرا کوئی ہمسر نہیں۔
نوٹ: بخاری شریف میں وَالْمُلْكَ کے بعد بھی لفظ لَكَ کا اضافہ ہے۔

(۲) حج میں تاخیر اور کوتاہی پر سخت وعید

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا وَذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ الحديث

(ترمذی ۱/۱۶۷ شعب الایمان ۳/۴۳۰ حدیث ۳۹۷۸)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

له عَنِ الْفَضْلِ بن عباس قال اَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم من جمع الى منىً فلم يزل يُلَبِّيْ حتى رمى جمرة العقبة۔ الحديث (ترمذی ۱/۱۸۵)

فرمایا کہ جو شخص ایسے توشۂ سفر اور سواری کا مالک ہو جس سے بیتُ اللہ تک بآسانی پہنچکر واپس آسکتا ہو تب بھی وہ حج نہیں کرتا ہے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ یہودیت کی موت مرے یا نصرانی ہوکر مرے (یعنی تارکِ حج گویا یہودی یا نصرانی ہوجاتا ہے، وہ ملّتِ اسلامیہ سے آزاد ہے، اور یہودیت کی موت مرنے یا نصرانیت کی موت مرنے کا سخت خطرہ ہے) اور یہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں فرمایا کہ اللہ کے لئے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے۔ جو شخص اس تک رسائی کے لئے امن کے ساتھ زادراہ اور سواری پر قادر ہو۔

(۳) افضل ترین حج کونسا حج ہوتا ہے

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْحَجِّ اَفْضَلُ قَالَ اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ۔ الحدیث (ترمذی ۱/۱۷۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُوال کیا گیا کہ حج کی مختلف قسموں میں سے کونسا حج زیادہ افضل اور فضیلت والا ہے؟ تو آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ حج زیادہ فضیلت والا ہے جس میں بلند آواز کے ساتھ کثرت سے تلبیہ ہو۔ اور جس حج میں قربانی کا خون خوب بہتا ہو۔

اَلْعَجُّ کے معنی بلند آواز سے کثرت سے تلبیہ پڑھنے کے ہیں۔ اَلثَّجُّ کے معنی قربانی میں جانور کا خون بہانے کے ہیں۔ اور وہ بدنہ کی قربانی کے لئے زیادہ استعمال ہوتاہے۔

(ترمذی ۱/۱۷۱)

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حج قران اور حج تمتع میں قربانی ہوتی ہے۔ اور حج اِفراد میں قربانی نہیں ہوتی۔ اسلئے افراد کے مقابلہ میں

قران اور تمتع زیادہ افضل ہوں گے۔

④ حج و عمرہ سے انسان گناہوں سے کس طرح پاک ہوتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَابِعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ فَاِنَّھُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ وَالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَلَیْسَ لِلْحَجَّۃِ الْمَبْرُوْرَۃِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّۃَ۔ الحدیث (ترمذی ۱/۱۶۷، نسائی ۲/۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ پے در پے کرتے رہو، یعنی جب حج کرو تو ساتھ میں عمرہ بھی کرلیا کرو۔ (حج قران و حج تمتع کیا کرو) اسلئے کہ حج و عمرہ دونوں گناہوں اور محتاجگی و فقیری کو اس طرح دُور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دُور کرکے صاف کر دیتی ہے۔ اور حج مبرور (حج مقبول جو معصیت سے پاک ہوتا ہے) کا ثواب اور بدلہ جنت کا اعلیٰ مقام ہی ہے۔

⑤ حج مقبول سب سے افضل ترین عمل ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ جِھَادٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ۔ الحدیث۔

(بخاری شریف ۱/۲۰۶ حدیث ۱۴۹۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے بہتر اور افضل ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ اور

اسکے رسُول پر ایمان لانا سب سے افضل ترین عمل ہے۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ پھر اسکے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے جواب دیا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے نکلنا سب سے افضل اور بہترین عمل ہے۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ پھر اسکے بعد کونسا عمل افضل ترین ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ایسا حج سب سے افضل ترین عمل ہے جو ہر بُرائی سے پاک اور مقبول ہو۔

(۶) عورتوں کیلئے حج مقبوُل جہاد سے بھی افضل

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرَى الْجِهَادَ اَفْضَلُ الْعَمَلِ اَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لَا لٰكِنَّ اَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ۔ الحديث (بخاری شریف ۱/۲۰۶ حدیث ۱۴۹۸)

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے خود رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُوال فرمایا کہ یا رسُول اللہ ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے افضل ترین عمل اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے جانا ہے، تو کیا ہم بھی جہاد کے لئے جائیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ تم کو جہاد کے لئے نہیں جانا، مگر تمہارا افضل ترین جہاد حج مقبول ہے جس میں کسی بُرائی کا ارتکاب نہ ہو۔

(۷) گناہوں سے پاک کرنیوالا حج کیسا ہوتا ہے؟

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ۔ الحديث

(بخاری شریف ۱/۲۰۶ حدیث ۱۴۹۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص رضاءِ الٰہی کے لئے حج کرتا ہو پھر اس میں فحش اور بُرائی کی بات نہ کرتا ہو، اور کسی قسم کی معصیت اور گناہ میں مبتلا نہ ہو تو وہ حج کے بعد اپنے گھر گناہوں سے اس طرح پاک ہوکر واپس لوٹیگا جس طرح پیدائش کے وقت ماں کے پیٹ سے گناہوں سے پاک دنیا میں آیا تھا۔

(۸) حج اور عمرہ کرنے والے کی دُعار ضرور قبول ہوتی ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ اِنْ دَعَوْهُ اَجَابَهُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَ لَهُمْ۔ الحدیث (ابن ماجۃ شریف ۱/۲۰۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ کے قافلے اور اسکے قاصد ہیں۔ اگر حجاج کرام اور عمرہ کرنے والے اللہ سے دُعار کرتے ہیں تو اللہ پاک ان کی دعار قبول فرماتے ہیں۔ اور اگر گناہوں سے استغفار کرتے ہیں تو ان کی مغفرت فرماتے ہیں۔

(۹) حاجیوں سے دُعار کی گذارش کرنا مسنون

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ، الحدیث

(مسند امام احمد بن حنبل ۲/۶۹ حدیث ۵۳۷۱ — ۶۱۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ جب تم حاجی سے ملاقات کرو تو اس کو سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو، اور حاجی صاحب کے اپنے گھر میں داخل ہوکر گھریلو مصروفیات میں مشغول ہوجانے سے قبل اس سے دعاء اور استغفار کیلئے گذارش کرو، اسلئے کہ حاجی صاحب کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱۰) اللہ کے رسول نے بھی حاجی سے دعاء کیلئے فرمائش کی ہے

عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ اِسْتَأْذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْعُمْرَةِ فَاَذِنَ لَهٗ وَقَالَ یَا اَخِیْ اَشْرِکْنَا فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا۔ الحدیث (ابن ماجۃ شریف ۲۰۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کو جانے کی اجازت مانگی، آپؐ نے ان کو عمرہ کو جانے کی اجازت مرحمت فرمائی، اور ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ اے میرے بھائی اپنی مخصوص دعاؤں میں ہم کو بھی شریک کرنا اور ہمکو اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا۔

(۱۱) مال حرام سے حج یا عمرہ کا وبال

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ حَاجًّا بِنَفَقَةٍ طَیِّبَةٍ وَوَضَعَ رِجْلَهٗ فِی الْغَرْزِ فَنَادٰی لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ نَادَاهُ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ زَادُكَ حَلَالٌ وَرَاحِلَتُكَ حَلَالٌ وَحَجُّكَ مَبْرُوْرٌ غَیْرُ مَأْزُوْرٍ وَاِذَا خَرَجَ بِالنَّفَقَةِ الْخَبِیْثَةِ فَوَضَعَ رِجْلَهٗ فِی الْغَرْزِ فَنَادٰی لَبَّیْكَ نَادَاهُ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ لَا لَبَّیْكَ وَلَا سَعْدَیْكَ زَادُكَ حَرَامٌ وَ

نَفَقَتُكَ حَرَامٌ وَحَجُّكَ غَيْرُ مَبْرُوْرٍ۔ الحدیث

(المعجم الاوسط ۴/۶۲ حدیث ۵۲۲۸، الترغیب والترہیب للمنذری ۲/۱۱۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی پاک مال کے ساتھ سفر حج کیلئے گھر سے نکل کر روانہ ہوتا ہے، اور اپنی سواری کی رکاب پر پیر رکھ کر لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کے الفاظ سے تلبیہ پڑھتا ہوا پکارتا ہے تو آسمانوں سے ایک پکارنیوالا پکار کر کہتا ہے لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ تیرے لئے حاضری اور سعادت ہے۔ تیرا توشہ حلال اور تیری سواری حلال اور تیرا حج مقبول اور مبرور ہے۔ جس میں کوئی گناہ اور معصیت نہیں ہے۔ اور جب حرام مال سے حج کے لئے نکلتا ہے پھر سواری کی رکاب پر پیر رکھ کر لَبَّيْكَ کہتا ہے تو آسمانوں سے ایک ندا دینے والا پکار کر کہتا ہے لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ تیرے لئے نہ حاضری ہے نہ ہی سعادت ہے۔ تیرا توشہ حرام، تیرا نفقہ اور مال حرام، اور تیرا حج گناہ اور معصیت میں ملوث ہے۔ جو کبھی قبول نہیں ہوسکتا۔

(۱۲) سفرِ حج میں خرچ کرنے کی فضیلت

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ كَالنَّفَقَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ۔ الحدیث

(مسند امام احمد بن حنبل ۵/۳۵۵ حدیث ۲۳۳۸۸)

لہ عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلے الله عليه وسلم الحجاج والعمار وفد الله عز وجل يعطيهم ما سألوا ويستجيب لهم ما دعوا ويخلف عليهم ما انفقوا الدرهم الف الف۔ الحدیث
شعب الایمان ۳/۴۷۴ حدیث ۴۱۰۵)
عن بريدة عن رسول الله صلے الله عليه وسلم قال النفقة فى الحج مثل النفقة في سبيل الله الدرهم بسبعمائة۔ الحدیث المعجم الاوسط ۴/۸۷ حدیث ۵۲۷۴)

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّد الکونین علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ سفرِ حج میں خرچ کرنا اتنے بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے کہ جتنا جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنیکا ہوتا ہے کہ ایک روپیہ خرچ کرنیکا اجر سات سَو روپے خرچ کرنے کے برابر ملتا ہے۔

فائدہ بعض روایات میں ایک روپیہ خرچ کرنے سے ایک لاکھ روپے خرچ کرنے کے برابر اجر و ثواب کی فضیلت آئی ہے، جو حاشیہ میں درج ہے۔ لہٰذا فضول خرچی سے بچکر فراخدلی سے سفرِ حج میں خرچ کرنا چاہیئے۔ بعض لوگ ضروری اور اہم خرچ سے بھی گریز کرتے ہیں، اور وطن لانے کیلئے غیر ضروری اشیاء خوب خریدتے ہیں۔ حالانکہ حرمین شریفین کے قیام کے زمانہ میں کھانے پینے میں خرچ کرنے میں اور منیٰ، عرفات، مزدلفہ کی آمد و رفت وغیرہ میں فراخدلی سے ایک ایک ریال خرچ کرنے کے بدلہ میں ایک ایک لاکھ ریال اللہ کے راستہ میں صدقہ کرنے کے برابر اجر و ثواب کا باعث ہے۔ دونوں ہاتھ گھی میں ہیں، خوب کھایا پیا، پھر آخرت کے لئے خود بخود بے شمار نیکیاں بھی ہوگئے۔

ہر پانچ سال میں بیت اللہ کی عدمِ حاضری ہر سرمایہ دار کے لئے محرومی کا سبب (۱۴)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ اِنَّ عَبْدًا صَحَّحْتُ لَہٗ جِسْمَہٗ وَوَسَّعْتُ عَلَیْہِ فِی الْمَعِیْشَۃِ تَمْضِیْ عَلَیْہِ خَمْسَۃُ اَعْوَامٍ لَایَفِدُ اِلَیَّ لَمَحْرُوْمٌ۔ الحدیث

(صحیح ابن حبان ۴/۲۰۴ حدیث ۳۷۰۵ مسند ابی یعلیٰ الموصلی ۱/۴۴۴ حدیث ۱۰۲۷)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: بیشک میں نے اپنے جس بندہ کے بدن میں صحت اور تندرستی عطا کی، اور معیشت اور سرمایہ میں اس کیلئے وسعت اور فراخی عطا کی پھر اس پر پانچ ایسے سال گذر جائیں جن میں اس نے ایک بار بھی میرے گھر کی حاضری نہ دی ہو تو یقیناً وہ میری رحمت سے محروم رہیگا۔

فائدہ مذکورہ حدیث شریف حدیث قدسی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا براہِ راست ارشاد اُسکے حبیب علیہ السّلام کے الفاظ میں پیش ہوا ہے۔

ہر اُس سرمایہ دار کے لئے بڑی خوش نصیبی ہے جو ہر سال حج یا عمرہ کے لئے بیتُ اللہ شریف کی حاضری دیتا ہے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ اس نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السّلام کے اعلان پر اتنی ہی مرتبہ لبیّک کہا ہے جتنی بار حاضری دیگا۔

(۱۴) ہر سال حج کو جانے کی سعادت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہر سال حج کو جاتی تھیں، اسلئے کہ حج مقبول جہاد فی سبیل اللہ کے برابر حیثیت رکھتا ہے۔ اور جس کو ہر سال حج نصیب ہو جائے اس کی بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی ہے۔ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے اعلان پر بار بار لبیّک کہا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نُجَاهِدُ مَعَكُمْ فَقَالَ لَكُنَّ اَحْسَنُ الْجِهَادِ وَاَجْمَلُهُ اَلْحَجُّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَا اَدَعُ الْحَجَّ بَعْدَ اِذْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ الحديث (بخاری شریف ۱/۲۵۰ حدیث ۱۸۲۳ السنن الکبریٰ للبیہقی ۶/۴۳۷ حدیث ۸۷۰۲)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہم عورتیں آپ لوگوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوکر جہاد نہ کریں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے سب سے اچھا اور خوبصورت جہاد حجِ بیت اللہ ہے۔ اور حج بھی ایسا ہو جو ہر معصیت سے پاک ہوکر مقبول اور مبرور ہو۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ فرماتے ہوئے سُنا اس وقت سے میں نے کسی سال بھی کوئی حج نہیں چھوڑا۔ (ہر سال حج کرتی رہیں)

(۱۵) سفرِ حج میں موت سے قیامت تک ثواب لکھا جاتا رہیگا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرَ الْحَاجِّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرَ الْمُعْتَمِرِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَمَنْ خَرَجَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَمَاتَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرَ الْغَازِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ الحدیث

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی ۵/۴۴۱ حدیث ۶۳۲۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ جو شخص سفرِ حج میں نکل کر مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت تک حج کا ثواب لکھتے رہیں گے۔ اور جو شخص عمرہ کے سفر میں وفات پاجائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت تک عمرہ کا ثواب لکھتے رہیں گے۔ اور جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کیلئے نکلے اور اس میں اس کی موت واقع ہوجائے تو اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب لکھتے رہیں گے۔

(۱۶) پچاسؔ طواف جس نے کئے وہ گناہوں سے معصوم بچے کیطرح پاک

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ خَمْسِیْنَ مَرَّۃً خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔ الحَدِیث (ترمذی ۱/۱۷۵) [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص بیتُ اللہ شریف کا پچاس بار طواف کریگا وہ اپنے گناہوں سے نکل کر ایسا پاک ہوجائیگا جیسا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدائش کے دن پاک تھا۔

(۱۷) حجرِ اَسْوَد انسانوں کے گناہوں کو چوس لیتا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَھُوَ اَشَدُّ بَیَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْہُ خَطَایَا بَنِیْ اٰدَمَ۔ الحَدِیث (ترمذی ۱/۱۷۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حجرِ اَسود جنّت سے اُترا ہے، اور جس وقت جنت سے اُتر رہا تھا اس وقت وہ دُودھ سے زیادہ سفید تھا، پھر بنی آدم کی خطاؤں اور گناہوں نے اسکو سیاہ اور کالا کر دیا۔

---

[1] عن ابن عمر قال سمعتُ رسُولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من طاف بالبیت اسبُوعًا لایضع قدمًا ولا یرفع اُخریٰ الاحطّ اللہ عنہ بھا خطیئۃً وکتبَ لہٗ بھا حسنۃً ورفع لہ بھا درجۃً الحدیث (صحیح ابن حبان ۲/۲۰۳ حدیث ۳۲۵۹)

فائدہ | حجرِ اسود میں انسان کے گناہ کو کھینچکر جذب کرنے کی صلاحیت ہے۔

(۱۸) حجرِ اَسود اور مقامِ ابراہیم کی چمک کیسی تھی؟

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الرُّكْنَ وَالْمَقَامَ يَاقُوْتَتَانِ مِنْ يَاقُوْتِ الْجَنَّةِ طَمَسَ اللّٰهُ نُوْرَهُمَا وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُوْرَهُمَا لَأَضَاءَتَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔

الحدیث (ترمذی ۱/۱۷۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ بیشک حجرِ اَسود اور مقامِ ابراہیم دونوں جنت کے یاقوت پتھروں میں سے دو پتھر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کے نور کی چمک کو ختم فرماکر دُنیا میں اُتارا ہے۔ اور اگر ان کے نور کی چمک ختم نہ کی ہوتی تو یقیناً مشرق سے مغرب تک پوری رُوئے زمین کو اپنے نور سے چمکا دیتے۔

(۱۹) معذور کی طرف سے حج بدل کا ثبوت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ خَثْعَمَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبِيْ أَدْرَكَ الْإِسْلَامَ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ رُكُوْبَ الرَّحْلِ وَالْحَجُّ مَكْتُوْبٌ عَلَيْهِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ أَأَنْتَ أَكْبَرُ وَلَدِهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى أَبِيْكَ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهُ أَكَانَ ذٰلِكَ يُجْزِئُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاحْجُجْ عَنْهُ۔

الحدیث (السنن الکبریٰ للبیہقی ۶/۳۴۲، حدیث ۸۲۱۸)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قبیلہ خثعم کا ایک شخص رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا: بیشک میرے والد نے اس حالت میں اسلام قبول فرمایا کہ وہ بہت زیادہ بوڑھے ہو چکے، سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے، اور ان پر حجِ بیتُ اللہ فرض ہوچکا ہے، کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتا ہوں؟ تو آپؐ نے فرمایا: کیا تم ان کی اولاد میں سب سے بڑے ہو؟ تو کہا کہ جی ہاں، اس پر آپ نے فرمایا کہ کیا اگر تمہارے والد پر لوگوں کا قرض ہوتا تم اس کو ادا کردیتے تو کافی ہوتا یا نہیں؟ اس نے کہا جی ہاں کافی ہوجاتا، اس پر آپؐ نے فرمایا بس حج بھی ادا ہوجائیگا۔ تم ان کی طرف سے حج کرلو۔

(٢٠) عورت کا مرد کی طرف سے حجِ بدل کا ثبوت

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اِمْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِىْ اَدْرَكَتْهُ فَرِيْضَةُ اللّٰهِ فِى الْحَجِّ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّسْتَوِىَ عَلٰى ظَهْرِ الْبَعِيْرِ قَالَ حُجِّىْ عَنْهُ۔ الحديث (ترمذی ١/١٨٥)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک قبیلہ خثعم کی عورت نے آکر رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسُول اللہ میرے باپ پر اللہ کا فریضہ حج لازم ہو گیا ہے، اور وہ بہت زیادہ بوڑھے ہو گئے۔ اونٹ کے اوپر بیٹھکر سوار ہونے کی طاقت نہیں رکھتے، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم انکی طرف سے حج کرو۔

(٢١) والدین کی طرف سے حج بدل کرنے سے جہنم سے آزادی کا اعلان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ

عَنْ وَالِدَیْهِ بَعْدَ وَفَاتِهِمَا كُتِبَ لَهٗ عِتْقًا مِّنَ النَّارِ وَكَانَ لِلْمَحْجُوْجِ عَنْهُمَا اَجْرُ حَجَّةٍ تَامَّةٍ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمَا شَيْئًا۔ الحدیث

(شعب الایمان ۶/۲۰۵ حدیث ۷۹۱۲) ؎۱

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کریگا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے نجات اور آزادی عطا فرمائیں گے، اور اسکو بھی ان کی طرف سے کیے ہوئے حج کا پورا اور مکمّل اجر ملیگا، اور ان کے اجر میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں آئے گی۔

(۲۲) دوسروں کی طرف سے حج کرنیسے پہلے اپنا حج ضرور کرلینا چاہیے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَّـقُوْلُ لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ فَقَالَ اَحَجَجْتَ عَنْ نَفْسِكَ قَالَ لَا۔ قَالَ حُجَّ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ ؎۲ الحدیث

(المعجم الاوسط ۳/۳۲۷ حدیث ۳۱۳۰ مجمع الزوائد ۳/۲۸۳)

؎۱ عن ابن عبّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ عَنْ وَالِدَيْهِ اَوْ قَضٰى عَنْهُمَا مَغْرَمًا بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْاَبْرَارِ۔ الحدیث۔ المعجم الاوسط ۸/۲ حدیث ۷۸۰۰)
عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَجَّ عَنْ اَبِيْهِ اَوْ عَنْ اُمِّهٖ اَجْزَأَ ذٰلِكَ عَنْهُ وَعَنْهُمَا۔ الحدیث۔ المعجم الکبیر ۵/۲۰۰ حدیث ۵۰۸۳)
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَجَّ عن مَيِّتٍ فَلِلَّذِیْ حَجَّ عنه مثل اجرہ ومن فَطَّرَ صَائِمًا فله مثل اَجْرِهٖ وَمَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فله مثل اَجْرِ فَاعِلِهٖ۔ الحدیث المعجم الاوسط ۳/۲۳۱ حدیث ۵۸۱۸) ؎۲ عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سَمِعَ رَجُلًا يقولُ لَبَّيْكَ عن شُبْرُمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عَلَيْهِ وسلم من شبرمه قال اَخٌ لِی اوقرابة قال هل حَجَجْتَ قَطّ قال لا۔ قال فَاجْعَلْ هٰذِهٖ عن نفسك ثم احْجُجْ عَنْ شُبْرُمَةَ۔ الحدیث صحیح ابن حبان ۲/۲۸۶ حدیث ۳۹۹۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو شبرمہ کی طرف سے تلبیہ پڑھتے ہوئے سُنا تو آپؐ نے اس سے پوچھا کہ تم نے اپنا حج کرلیا تھا یا نہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں، تو اس پر آپؐ نے فرمایا کہ پہلے تم اپنا حج کرو، اسکے بعد شبرمہ کی طرف سے حج کرنا۔

فائدہ بہت سے لوگ اپنا حج چھوڑکر دوسروں کا حج کرتے ہیں، یہ انکی ناواقفیت ہے۔ بلکہ اپنا حج پہلے کرلینا چاہئے، اسکے بعد اگر گنجائش ہو تو دوسروں کا حج کرنا چاہیئے۔

(۲۴) حضرت سیّد الکونین علیہ السّلام نے ہجرت کے بعد چار عُمرے فرمائے ہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرٍ عُمْرَةُ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةُ الثَّانِيَةُ مِنْ قَابِلٍ عُمْرَةُ الْقِصَاصِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةُ الثَّالِثَةُ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ وَالرَّابِعَةُ الَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ۔ الحديث

(ترمذی ۱/۱۶۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک حضرت سیّد الکونین علیہ السّلام نے (ہجرت کے بعد) چار عُمرے فرمائے ہیں۔

۱ عمرۃ الحدیبیہ جس میں کفارِ مکہ نے آپؐ کو روک لیا تھا۔

۲ دوسرے سال عمرۃ القضاء جو ماہِ ذی القعدہ میں ادا کیا گیا تھا۔

۳ عمرۃ الجعرّانہ (یعنی حُنین کے مالِ غنیمت مقام جعرانہ میں تقسیم کرنیکے موقع پر یہ عُمرہ رات میں فرمایا تھا۔)

۴ وہ عمرہ جس کو آپؐ نے حجۃ الوداع کے ساتھ ادا فرمایا تھا۔

(۲۴) رمضان میں عُمرہ کرنیکی فضیلت حج کے برابر

عَنْ اُمِّ مَعْقِلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً [1] الحديث

(ترمذی ۱/۱۸۶، المعجم الکبیر ۱/۲۵۱ حدیث ۷۲۲ حدیث ۱۱۲۹۹)

حضرت امّ معقل رضی اللہ عنہا سے مَروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان المبارک کا ایک عمرہ ایک حج کے برابر اجر و ثواب کا باعث ہوتا ہے۔

(۲۵) مکہ مکرّمہ سے عرفات تک سواری پر چلنے سے ہر قدم پر سّتر نیکیاں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ لِبَنِيْهِ يَا بَنِيَّ اُخْرُجُوْا مِنْ مَكَّةَ حَاجِّيْنَ مُشَاةً فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِلْحَاجِّ الرَّاكِبِ بِكُلِّ خُطْوَةٍ تَخْطُوْهَا رَاحِلَتُهٗ سَبْعِيْنَ حَسَنَةً وَالْمَاشِيْ بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعُ مِائَةِ حَسَنَةٍ۔ الحديث

(المعجم الکبیر ۱۲/۵۹ حدیث ۱۲۵۲۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے لڑکو! تم مکۃ المکرمہ سے عرفات کو حج کرنے کے لئے پیدل جایا کرو، اسلئے کہ میں نے رسُولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا ہے

---

[1] عن عثمان بن ابی العاص قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم واعلم ان العمرۃ ھی الحج الاصغر وان عمرۃ خیر من الدنیا وما فیہا وحجۃ خیر من عمرۃ الحدیث مختصراً۔ المعجم الکبیر ۹/۳۴ حدیث ۸۳۳۶ عن انس بن مالک انہ سمع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمرۃ فی رمضان کحجۃ معی۔ الحدیث المعجم الکبیر ۱/۲۵۱ حدیث ۷۲۲) عن ابن عباس قال جاءت ام سُلیم الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت حج ابوطلحۃ وابنہ وترکانی فقال یا ام سُلیم عمرۃ فی رمضان تعدل حجۃ۔ الحدیث صحیح ابن حبان ۴/۲۳ حدیث ۳۷۰۱)

کہ بیشک سواری پر چلنے والے حاجی کو اس کی سواری کے ہر قدم پر ستر نیکیاں دی جاتی ہیں۔ اور عرفات تک پیدل چلکر حج کرنیوالے حاجی کو اس کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں دی جاتی ہیں۔

فائدہ مکۃ المکرمہ سے عرفات تک پیدل جانے اور پیدل واپس آنے سے ہر قدم پر سواری کے مقابلہ میں ۶۳۰ نیکیاں زیادہ ملتی ہیں۔ اور خاص طور پر عرفات سے واپس آتے وقت سواری کے مقابلہ میں پیدل آنا زیادہ آسان بھی ہے اور ثواب بھی زیادہ ہے۔

(۲۶) مکّۃ المکرمہ سے عرفات تک پیدل چلنے پر ہر قدم پر سات لاکھ نیکیاں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَجَّ مِنْ مَکَّۃَ مَاشِیًا حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی مَکَّۃَ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ سَبْعَ مِائَۃِ حَسَنَۃٍ مِثْلَ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ قِیْلَ وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ قَالَ بِکُلِّ حَسَنَۃٍ مِائَۃُ اَلْفِ حَسَنَۃٍ۔ الحدیث هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ (المستدرک للحاکم جدید ۲/۶۳۸ حدیث ۱۶۹۲ شعب الایمان للبیہقی ۳/۴۳۱ حدیث ۳۹۸۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص مکۃ المکرمہ سے عرفات تک پیدل چلکر حج کرتا ہے، اور پیدل ہی مکۃ المکرمہ واپس آتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے واسطے ہر قدم کے بدلہ میں حرم مقدس کی نیکیوں کی طرح سات سو نیکیاں

لکھدیتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ حرم مقدس کی نیکیاں کس حساب سے ہوتی ہیں، تو فرمایا کہ حرم مقدس کی ہر ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔ لہٰذا ستّالاکھ کے برابر ہوگئیں

(۲۷) حالتِ نفاس میں احرام باندھنا عورت کیلئے بلاکراہت جائز

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَفِسَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِي بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُهُ كَيْفَ تَفْعَلُ فَاَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ وَتَسْتَثْفِرَ بِثَوْبِهَا وَتُهِلَّ۔ الحَدِيث (نسائی شریف ۲/۱۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر (ذوالحلیفہ پہنچکر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن ابوبکر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے، جس سے حضرت اسماءؓ نفاس کی حالت میں ہوگئیں، تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا کہ کس طرح عمل کریں، تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ حکم فرمایا کہ اسی حالت میں غسل کرکے خون صاف کریں اور اس جگہ پر کپڑا باندھ دیں، پھر اس کے بعد احرام باندھ لیں۔

فائدہ | اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حالتِ حیض و نفاس میں عورت کے لئے احرام باندھنا بلا کراہت جائز ہے۔

(۲۸) حالتِ حیض میں طواف کے علاوہ حج کے تمام ارکان ادا کرنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا لَا نَنْوِيْ اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ اَحِضْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

عَلٰی بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِی مَا یَقْضِی الْمُحْرِمُ غَیْرَ اَنْ لَاتَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ۔
الحدیث (نسائی شریف ۲/۱۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ حج ہی کے ارادہ سے سفر کو نکلے، پھر جب ہم مقامِ سَرِف میں پہونچ گئے تو مجھ سے ماہواری کا خون جاری ہوگیا۔ پھر جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو مجھے رونے کی حالت میں پایا۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا تمہیں ماہواری شروع ہوگئی، میں نے کہا جی ہاں! تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی بیٹیوں پر لازم کر دیا ہے۔ لہٰذا تم بیت اللہ کے طواف کے علاوہ وہ تمام ارکان اور مناسک ادا کرو جو محرم حالتِ احرام میں ادا کیا کرتا ہے۔

(۲۹) صرف تین مسجدوں میں نماز کیلئے شدِّ رحال جائز

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَشُدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ وَمَسْجِدُ الرَّسُوْلِ وَمَسْجِدُ الْاَقْصٰی۔ الحدیث (بخاری شریف ۱/۱۵۸ حدیث ۱۱۷۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صرف تین مسجدوں میں عبادت کے لئے شدِّ رحال اور سفر کرنا جائز ہے۔ ان کے علاوہ باقی کسی دوسری مسجد میں عبادت کے لئے سفر کرنا جائز نہیں۔

۱۔ مسجدِ حرام (اس کی ایک عبادت ایک لاکھ کے برابر ہے۔)
۲۔ مسجدِ نبوی (اس کی ایک عبادت ایک روایت میں ایک ہزار، دوسری روایت میں پچاس ہزار کے برابر ہے)

۳ مسجدِ اقصیٰ (اس کی ایک عبادت پچاس ہزار کے برابر ہے)

(۳۰) مسجدِ حرام میں ایک لاکھ اور مسجدِ نبویؐ اور مسجدِ اقصیٰ میں پچاس پچاس ہزار کا ثواب

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ بَيْتِهٖ بِصَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِيْ مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ صَلٰوةً وَصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُجَمَّعُ فِيْهِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِيْ مَسْجِدِيْ بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلٰوةٍ[له]۔ الحديث۔

(ابن ماجة شريف ۱۰۲/ باب الصلوٰة فى المسجد الجامع، المعجم الاوسط ۱۸۵ حديث ۲۰۰۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی اپنی رہائش گاہ کی نماز ایک ہی نماز ہوتی ہے۔ اور اسکی ایک نماز .... محلہ کی مسجد میں پچیس۲۵ نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ اور اسکی ایک نماز علاقہ کی جامع مسجد میں پانچسو۵۰۰ نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ اور اسکی ایک نماز مسجدِ اقصیٰ میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ اور اس کی ایک

له عن جابرؓ ان رسول الله صلّى الله عليه وسلم قال صلوٰة فى مسجدى افضل من الف صلوٰة فيما سواه الا المسجد الحرام وصلوٰة فى المسجد الحرام افضل من مائة الف صلوٰة فيما سواه۔ الحديث (ابن ماجة شريف ۱۰۱/)

عن ابى هريرةؓ ان رسول الله صلے الله عليه وسلم قال صلوٰة فى مسجدى هٰذا خيرٌ من الف صلوٰة فيما سواه الا المسجد الحرام الحديث (بخارى شريف ۱۵۹/۱ حديث ۱۱۷۷، ترمذى ۷۴/۱)

نماز مسجدِ نبوی میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ اور اسکی ایک نماز مسجدِ حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔

فائدہ حجاجِ کرام کو مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے کا جو موقع فراہم ہوتا ہے اس کی بہت زیادہ قدر کرنے کی ضرورت ہے۔ اور کوئی نماز ہاتھ سے نکلنے نہ دیں۔ ورنہ اس قدر فضیلتیں ہاتھ سے نکل جانے کے بعد واپس ملنا بہت مشکل ہے۔

(۳۱) آبِ زمزم وطن لیجانے کی سعادت

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مَاءَ زَمْزَمَ فِي الْقَوَارِيْرِ وَتَذْكُرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ وَكَانَ يَصُبُّ عَلَى الْمَرْضٰى وَيَسْقِيْهِمْ۔ الحدیث (شعب الایمان ۳/۴۸۲ حدیث ۴۱۲۹) ترمذی ۱/۱۹۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے بیشک وہ آبِ زمزم شیشہ کے برتنوں میں بھر کر مدینۃ المنورہ اٹھا کر لیجایا کرتی تھیں، اور ساتھ میں یہ بھی تذکرہ فرمایا کرتی تھیں کہ حضرت آقائے نامدار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بھی اسی طرح لیجایا کرتے تھے، اور بیماروں کے اوپر بہایا کرتے تھے اور انکو پلایا بھی کرتے تھے۔

مدینۃ المنورہ میں قیامت تک طاعون اور دجّال کا داخلہ نہیں ہوسکتا

(۳۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ۔

الحدیث۔ (بخاری شریف ۱/۲۵۲ حدیث ۱۸۴۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسُولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینۃ المنورہ کے پہاڑی اور ہموار راستوں پر ملائکہ کی نگرانی متعین ہے۔ لہذا مدینۃ المنورہ کی مقدس سرزمین میں طاعون کا مرض اور دجّال مردُود کا داخلہ نہیں ہو سکیگا۔

(۳۳) مدینۃُ المنوّرہ میں مَرنے والوں کیلئے شفاعت کی بشارت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا۔ الحدیث (ترمذی ۲/۲۲۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّد الکونین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص سے یہ بات ممکن ہو سکے کہ مدینۃ المنورہ میں موت تک رہائش اختیار کر کے مدینہ منورہ ہی میں مرے، وہ ضرور مدینہ میں موت کی نیت سے موت تک رہائش اختیار کرے، اسلئے کہ میں ایسے لوگوں کے لئے ضرور شفاعت کرونگا جو مدینۃ المنورہ میں آکر مرتے ہوں۔

فائدہ وہ حجاجِ کرام بڑے خوش نصیب ہیں جو سفرِ مدینہ منورہ میں وفات پاجاتے ہیں، ان کے لئے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاعت کا وعدہ فرمایا ہے۔

مدینۃُ المنوّرہ کی حُرمت اور تقدس کی خلاف ورزی پر لعنت کی وعید

(۳۴) عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا

فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ۔ الحدیث

(مسلم شریف ۱/۴۴۲، ابوداؤد شریف ۱/۲۷۸، بخاری شریف ۱/۲۵۱ حدیث ۱۸۳۲)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ مدینۃ المنورہ میں جبلِ عیر سے جبلِ ثور تک کے درمیان کا حصہ حُدودِ حرم کے دائرہ میں داخل ہے۔ لہٰذا جو شخص اس میں بدعت پیدا کریگا یا کسی بدعتی کو پناہ دیگا تو اس پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے دن اس کی طرف سے نہ کوئی نفل عبادت قبول ہوگی اور نہ ہی کوئی فرض عبادت اس کی طرف سے قبول کی جائے گی۔

فائدہ مدینۃ المنورہ میں مکۃ المکرمہ کی طرف سے ذوالحلیفہ کے پاس ایک بہت طویل عریض پہاڑ ہے، اس کو جبلِ عیر کہا جاتا ہے۔ اس سے حُدودِ حرم مدینہ شروع ہوتی ہے۔ اور اسکے بالمقابل دوسری جانب جبلِ اُحد ہے اسکے پیچھے ایک پہاڑ ہے۔ اسکو جبلِ ثور کہا جاتا ہے۔ اس کی چوٹی پر جاکر ختم ہوتی ہے۔ یہی حرم مدنی کی حُدود ہے۔

(۲۵) خروج دجال کے زمانہ میں مدینۃ المنورہ کے سات گیٹ اور ہر گیٹ پر دو فرشتے تعینات

عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ۔ الحَدِيْث (بخاری شریف ۱/۲۵۲ حدیث ۱۸۴۱)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں کانے دجّال کی ہیبت اور رُعب کا اثر داخل نہیں ہو سکتا۔ اور اُس وقت مدینۃ المنورہ کے سات گیٹ ہوں گے۔ اور ہر ایک گیٹ پر دوُ۔ دُو فرشتے متعین ہوں گے۔

(۳۶) ریاض الجنّہ میں نماز اور عبادت کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ الحدیث۔ (بخاری شریف ۱/۱۵۹ حدیث ۱۱۸۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّد الکونین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصّہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر میرے حوض کوثر کے اُوپر ہے۔

فائدہ ریاض الجنّہ میں منبرِ رسُول کے پاس عبادت سے جنّت کے باغات نصیب ہوں گے، اور حوضِ کوثر سے پینا نصیب ہوگا۔

(۳۷) مسجدِ نبوی میں چالیس نمازوں کی فضیلت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلٰوةً لَا یَفُوْتُہٗ صَلٰوةٌ کُتِبَتْ لَہٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَنَجَاةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرِیءَ مِنَ النِّفَاقِ۔ الحدیث

(مسند امام احمد بن حنبل ۳/۱۵۵ حدیث ۱۲۶۱۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدالکونین علیہ السّلام کا ارشاد منقول ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری مسجد میں لگاتار

چالیس نمازیں پڑھیگا جن میں سے ایک نماز بھی فوت نہ ہو تو اس کے لئے تین بشارتوں کا اعلان ہے۔

۱۔ جہنم سے حفاظت اور برأت کی بشارت۔
۲۔ دُنیا و آخرت میں عذابِ الٰہی سے حفاظت کا اعلان۔
۳۔ دُنیا میں نفاق کے فتنہ سے حفاظت و برأت کی بشارت ہے۔

فائدہ حجاجِ کرام کو مدینۃ المنورہ میں صرف آٹھ دن کا موقع دیا جاتا ہے جس میں چالیس نمازیں ہوتی ہیں، اگر ذرا سی بھی لاپرواہی ہوگی تو مسجد نبوی کی نماز فوت ہوسکتی ہے، اسلئے اہتمام سے ہر نماز مسجد نبوی میں پابندی سے پڑھنے کی کوشش جاری رکھیں، تاکہ اس عظیم الشان فضیلت سے محرومی نہ ہو۔

(۳۸) مسجدِ قبا میں نماز کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَأْتِیْ مَسْجِدَ قُبَاءَ مَاشِیًا وَرَاکِبًا فَیُصَلِّیْ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ۔ الحدیث[۱]

(بخاری شریف ۱/۱۵۹ حدیث ۱۱۸۰ مسلم شریف ۱/۴۴۸)

۱؎ عن عبد اللہ بن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأتی مسجد قباء کل سبت ماشیا وراکبا۔ الحدیث (بخاری شریف ۱/۱۵۹ حدیث ۱۱۷۹ مسلم شریف ۱/۴۴۸)
۲؎ عن اسید بن ظہیر الانصاری وکان من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الصلوٰۃ فی مسجد قباء کعمرۃ۔ الحدیث (ترمذی ۱/۷۷)
۳؎ عن سہل بن حنیف قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خرج حتی یأتی ھذا المسجد مسجد قباء فصلی فیہ کان لہ عدل عمرۃ۔ الحدیث (نسائی شریف کتاب المساجد ۱/۸۱، المعجم الکبیر ۶/۷۵ حدیث ۵۵۵۸)
۴؎ عن سہل بن حنیف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من توضأ فاحسن الوضوء ثم صلی فی مسجد قباء رکعتین کانت لہ عمرۃ۔ الحدیث المعجم الکبیر ۶/۷۵ حدیث ۵۵۶۱)
۵؎ عن سہل بن حنیف قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ فاحسن وضوءہ ثم دخل مسجد قباء فرکع فیہ اربع رکعات کان ذلک عدل رقبۃ۔ الحدیث المعجم الکبیر ۶/۷۵ حدیث ۵۵۶۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی پیدل اور کبھی سواری پر مسجد قباء تشریف لیجانے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، اور پھر دو رکعت کا بھی اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

(۳۹) مدینۃ المنورہ کی کھجوروں کی فضیلت

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَکَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِمَّا بَیْنَ لَابَتَیْہَا حِیْنَ یُصْبِحُ لَمْ یَضُرَّہٗ سَمٌّ حَتّٰی یُمْسِیَ۔ الحدیث (مسلم شریف ۲/۱۸۱)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مدینۃ المنورہ کے دونوں پہاڑوں (جبلِ اُحد اور جبلِ عیر) کے درمیان کی پیداوار میں سے سات کھجور صبح کو کھائیگا تو شام تک اُسے زہر اثر نہیں کر سکتا۔

(۴۰) مدینۃ المنورہ کی عجوہ کھجور کی فضیلت

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَۃٍ لَمْ یَضُرَّہٗ ذٰلِکَ الْیَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ۔ الحَدِیْث (مسلم شریف ۲/۱۸۱)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص عجوہ کھجور سات عدد صبح کو کھائیگا اس کو پورے دن زہر اور جادو اثر نہیں کر سکیں گے۔

فائدہ عجوہ کھجور اپنی جگہ بے مثال ذائقہ دار ہونے کے ساتھ اس کی فضیلت بھی کس قدر ہے کہ زہر اور جادو بھی اثر نہیں کر سکتے۔

نیز ماقبل کی حدیث میں مدینۃ المنورہ کی ہر کھجور کی فضیلت کا ثبوت ہے۔ اسلئے اگر حجاج کرام مدینۃ المنورہ سے واپسی کے وقت وہاں کی کھجور بھی اپنے ساتھ وطن لائیں گے تو اعزاء و احباب کو بھی وہاں کی کھجوروں سے فائدہ اٹھانے کی سعادت حاصل ہو جائے گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۴) بیت اللہ شریف کی تاریخی جھلکیاں

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝

(سورۃ الحج آیت ۲۷)

اور جب ہم نے ابراہیم کو کعبۃ اللہ کی جگہ بتلادی. اور حکم دیا کہ عبادت میں میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنیوالوں اور نماز میں قیام اور رکوع وسجود کرنیوالوں کیلئے پاک رکھا کرو اور لوگوں میں حج بیتُ اللہ کا اعلان کردو. لوگ تمہارے پاس دُور دراز راستوں سے پیروں چل کر اور سوار ہو کر دُبلے دُبلے اُونٹوں پر چلے آئیں گے ۔

ظالم بادشاہ اور حضرت سارہ و ابراہیمؑ

حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے ظالم نمرود کے ظلم وزیادتی سے تنگ آکر وطنِ مالوف عراق چھوڑکر اپنی شریکِ حیات حضرت سارہؓ اور اپنے بھتیجہ لوطؑ کو ساتھ لیکر ہجرت فرمائی (قرطبی سورۃ صافات ص ۹۷/۱۵) سب سے پہلے ملکِ شام کے مشہور شہر حرّان پہونچے پھر وہاں سے شہر حلب، پھر وہاں سے ارضِ مقدس یعنی یروشلم جہاں اس وقت بیتُ المقدس ہے، پھر وہاں سے مصر تشریف لیگئے اور اسوقت مصر کا جو بادشاہ تھا وہ نہایت ظالم اور خبیث طبیعت کا تھا. اسکا حال یہ تھا کہ جب کوئی اپنی حسین اور خوبصورت بیوی کو لیکر وہاں سے گذرتا تو زبردستی اس کی بیوی کو گرفتار کر کے اسکے ساتھ اپنا منھ کالا کرتا

بخاری شریف میں اس واقعہ کو چھ مقامات میں بیان فرمایا ہے اسکا خلاصہ یہاں پیش کیا جارہا ہے کہ جب بادشاہ کے کارندوں نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے پوچھا کہ یہ تمہاری کون ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے جواب میں فرمایا کہ یہ میری بہن ہے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت سارہؓ سے فرمایا کہ دیکھو مجھے مت جھٹلانا۔ اس وقت دُنیا میں ہم دو ہی مسلمان ہیں اسلئے تمہارے بارمیں کہدیا کہ تم میری بہن ہو۔ (کیونکہ معلوم ہوا کہ یہ بادشاہ کسی کی ماں بہن ساتھ میں ہوتی تو مَرد کو قتل نہیں کرتا، اور اگر اگر بیوی ہوتی تو مَرد کو قتل کر دیتا، پھر کیا ہوتا ہے کہ حضرت سارہ کو کارندوں نے بادشاہ کے پاس لیجا کر پیش کردیا۔ جب بادشاہ نے حضرت سارہؓ کے حیرت انگیز حُسن وجمال کو دیکھا تو سارہ کیساتھ اسکی نیت خراب ہوگئی اور غلط حرکت کیلئے تیار ہوگیا! حضرت سارہؓ نے وضو کرکے دُو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے یہ دُعا مانگی۔ اے اللہ تجھے یہ بات خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ میں تجھ پر اور تیرے رسُول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کو شوہر کے علاوہ تمام انسانوں سے محفوظ رکھا ہے۔

آج یہ کافر وظالم میری عصمت دری پر تُلا ہوا ہے۔ اے اللہ اس ظالم کی حرکتوں سے میری حفاظت فرما۔ حضرت سارہؓ کی اس دُعا پر بادشاہ ایکدم غشی کھاکر گر پڑا۔ اور تڑپتا ہوا ہاتھ پیر زمین پر مارنے لگا۔ یہ منظر دیکھکر حضرت سارہؓ نے اللہ سے دُعا فرمائی اے بارگاہِ الٰہی اگر یہ مَر گیا تو میرے اُوپر اسکا الزام عائد ہوگا اسلئے اسے صحیح کردے۔ حضرت سارہؓ کی دُعا سے اللہ نے اُسے صحیح کردیا وہ کمبخت جب ہوش میں آیا تو پھر دوبارہ حضرت سارہؓ کیطرف ہاتھ بڑھانا چاہا۔ حضرت سارہؓ نے دوبارہ دُعا مانگی تو وہ ظالم پھر بیہوش ہوکر تڑپنے لگا اس طرح یکے بعد دیگرے تین مرتبہ واقعہ پیش آیا۔ بالآخر بادشاہ نے سخت غیظ وغضب میں درباریوں سے کہا کہ تم نے تو میرے پاس ایک شیطان کو پیش کردیا ہے اِسے جیسے لائے تھے ایسے ہی واپس کردو۔

بادشاہ نے ظاہری طور پر تو درباریوں کے سامنے شیطان کا لفظ استعمال کیا۔ مگر اسکے دل میں حضرت سارہؑ کی بہت بڑی عظمت پیدا ہوگئی تھی، اسی وجہ سے اس نے اپنی بیٹی شہزادی حضرت ہاجرہؑ کو حضرت سارہؑ کی خدمت کیلئے بطور خادمہ کے عطا کر دیا۔ عربی عبارت لمبی ہونیکی وجہ سے چھوڑ دی خلاصہ لکھدیا ہے جسکو دیکھنا ہو بخاری شریف ۲۹۵/۱ حدیث ۲۱۶۶ - ۴۷۴/۱ حدیث ۳۲۴۷ میں ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت ہاجرہ باندی تھیں یا شہزادی؟

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہؑ باندی تھیں یا شہزادی؟ تو حقیقت یہ ہے کہ حضرت ہاجرہؑ شاہِ مصر کی بیٹی تھیں کہ بادشاہ نے جب دیکھا کہ جب بھی حضرت سارہؑ کی طرف بری نیت سے ہاتھ بڑھانا چاہا، خود بادشاہ غشی کھا کر گرتا رہا اور مسلسل تین مرتبہ یہ ماجرا پیش آتا رہا۔ اُس پر بادشاہ کو یقین ہوگیا کہ یہ نہایت پاکباز اور پاکدامن صاحب کرامت عورت ہے چنانچہ حضرت سارہؑ کی عظمت وہیبت بادشاہ کے دل و دماغ میں سرایت کر گئی اسلئے حضرت سارہؑ کی خدمت کیلئے شہزادی حضرت ہاجرہؑ کو پیش کر دیا اور اپنے کارندوں سے کہدیا کہ سارہؑ کو ابراہیمؑ کے پاس سے جیسے لائے تھے ایسے ہی واپس پہنچادو۔ اور حضرت ابراہیمؑ اپنی اہلیہ حضرت سارہؑ اور اُن کی خادمہ حضرت ہاجرہؑ کو لیکر باعزت یروشلم واپس تشریف لے گئے، اور اسی حالت میں ایک عرصہ گذر گیا مگر حضرت سارہؑ کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تو وہ یہ سمجھیں کہ میں بانجھ ہو چکی ہوں اور ادھر حضرت سارہؑ کی خادمہ شہزادی حضرت ہاجرہؑ بالغ اور بڑی ہوگئیں تو حضرت سارہؑ نے اپنی خادمہ ہاجرہ کو حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں نکاح کیلئے پیش کر دیا۔ اور حضرت ابراہیمؑ نے شہزادی حضرت ہاجرہؑ سے نکاح کرلیا پھر انہیں ہاجرہؑ کے بطن سے حضرت سید الکونین خاتم الانبیاء رسولِ عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد حضرت اسمٰعیلؑ

پیدا ہوئے۔ (مستفاد معارف القرآن ۷/۴۵۷۔ سورۃ صافات آیت ۱۱۱)

بہت سے لوگوں نے حضرت ہاجرہؑ کو باندی سمجھا۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ بخاری شریف میں یہ واقعہ پانچ چھ مقامات میں موجود ہے۔ اسمیں بادشاہ کیطرف سے حضرت سارہؑ کو شہزادی ہاجرہؑ عطا کی جانے میں مختلف انداز کے الفاظ آئے ہیں کہیں حضرت سارہؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے آکر یہ الفاظ کہے۔

فقالت اشعرتَ انَّ اللّٰہ کبتَ الکَافِرَ وَاخدَمَ وَلِیدَۃً۔ (بخاری ۱/۲۵۹ حدیث ۲۱۶۶، ۱/۳۵۹ حدیث ۲۵۶۱)	حضرت سارہؑ نے کہا کیا آپ کو معلوم ہوا کہ بیشک اللہ نے کافر کو ذلیل اور رسوا کر دیا اور ایک لڑکی خدمت کے لئے دیدی، اور ولیدہ کے معنی پیدا شدہ بچی کے ہیں۔

اور کہیں اسطرح کے الفاظ سے حضرت ابراہیمؑ کو مطلع فرمایا۔

قَالَتْ ردّ اللّٰہ کَیدَ الکَافِرِ اَو الفَاجِرِ فِی نَحرِہٖ وَاَخْدَمَ ھَاجَرَ۔ (بخاری شریف ۱/۴۷۴ حدیث ۳۲۴۷)	حضرت سارہؑ نے فرمایا کہ اللہ نے کافر یا فاجر کے مکر و فریب کو اُسی کی گردن پر لوٹا دیا اور ہاجرہ کو خدمت گذاری کیلئے دیدیا۔

ایک شبہ کا ازالہ

حدیث پاک میں جو ولیدۃ کا لفظ آیا ہے اس سے بعض لوگوں نے حضرت ہاجرہؑ کو باندی سمجھ لیا تھا جو صحیح نہیں ہے۔ اسلئے کہ ولیدہ کے اصل معنی پیدا شدہ لڑکی کے ہیں۔ لہٰذا اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ کم عمر لڑکی خدمت کیلئے دیدی تھی، اور جب جوان ہوگئی اور ادھر حضرت سارہؑ اپنے آپ کو بانجھ سمجھنے لگیں تو حضرت ابراہیمؑ کو نکاح کیلئے پیش کر دیا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے ان سے نکاح کر لیا تھا اور بعض لوگوں نے اَخدَمَ ہَاجَرَ سے باندی سمجھ لیا تھا وہ کہتے ہیں کہ خدمت چونکہ باندی ہی کیا کرتی ہے اسلئے اَخدَمَ سے باندی ہی مراد ہے۔ امام بخاریؒ نے ۱/۳۵۹ پر اسکو باقاعدہ اختلاف کا موضوع بنایا ہے حالانکہ ایسا

ہے نہیں بلکہ اَخْدَمَ کا لفظ خدمت گذاری کیلئے دینے کے معنی میں آتا ہے مالک بنانے کیلئے نہیں آتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السَّلام کی مکّۃ المکرمہ آمد

جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے شہزادی حضرت ہاجرہؓ سے نکاح فرمالیا اور پھر انکے بطن سے حضرت اسماعیل کی ولادت ہوگئی تو حضرت سارہؓ کو اس پر بہت زیادہ غیرت پیدا ہوگئی کیونکہ پچاس ساٹھ سال کی عمر تک شوہر کیساتھ رہ کر گذار دیئے مگر انکے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور شہزادی ہاجرہ جو درحقیقت حضرت سارہؓ کی خادمہ تھیں اُن سے نہایت خوبصورت اور ہونہار بچّہ کی ولادت ہوگئی۔ اسی سے دونوں بیویوں کے درمیان کشیدگی شروع ہوگئی۔ اور ادہر اللہ تعالیٰ کیطرف سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو حکم ہوا کہ مکۃ المکرمہ جو وادئ غیر ذی ذرع ہے اُسے آباد کریں۔ اور حضرت ہاجرہؓ اور نومولود بچہ حضرت اسماعیلؑ کو ساتھ لیکر مکۃ المکرمہ تشریف لے جائیں۔ لہٰذا حضرت ابراہیمؑ اپنی چھوٹی زوجہ حضرت ہاجرہؓ اور نومولود صاحبزادہ حضرت اسماعیلؑ کو ساتھ لیکر حجازِ مقدس کا سفر فرمایا اور بڑی زوجہ حضرت سارہؓ کو یروشلم میں اپنی اصل رہائش گاہ پر برقرار رکھا۔ (مستفاد فتح الباری ۶/۴۶۱)

حضرت ابراہیمؑ کی واپسی کا حیرت انگیز واقعہ

بخاری شریف میں تقریباً ڈیڑھ صفحہ پر مشتمل مفصل حدیث شریف وارد ہے اس کا مختصر خلاصہ یہاں پیش کیا جارہا ہے شاید کسی کو اس سے فائدہ ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام اللہ کے حکم سے حضرت ہاجرہؓ اور نومولود صاحبزادہ حضرت اسمٰعیلؑ کو لیکر جس وقت مکۃ المکرمہ پہونچے تو اُسوقت مکۃ المکرمہ کا حال عجیب وغریب تھا۔

ہرطرف پہاڑ ہی پہاڑ، سَو سَو کلو میٹر دُور دُور تک کسی انسان کی بود و باش کا نام و نشان تک نہیں تھا اور کعبۃ اللہ سے طوفانِ نوحؑ کے سیلاب کیوجہ سے بناءِ ملائکہ اور بناءِ آدم کے آثار بھی ختم ہو چکے تھے (امام ازرقیؒ نے اخبارِ مکہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک روایت اسطرح نقل فرمائی ہے کہ کشتی نوحؑ میں اسّی افراد مع اہل و عیال کے تھے اور کشتی میں ایک سَو پچاس یوم تک مقیم تھے اس دوران اللہ تعالیٰ نے کشتی کا رخ مکۃ المکرمہ کیطرف کر دیا تھا اور کعبۃ اللہ طوفان کے سیلاب میں غرق تھا اور اسی حالت میں کشتی نوح کعبۃ اللہ کے چاروں طرف چالیس یوم تک چکر لگاتی رہی اسکے بعد کشتی کا رُخ پھر عراق کیطرف ہوا اور جبلِ جودی کی چوٹی پر جا کر رُک گئی۔ اخبارِ مکہ ۱/۵۲) اور جس جگہ بیت اللہ شریف قائم ہے وہ ایک اُونچے ٹیلہ کی شکل میں تھی اور اُس کے پاس ایک درخت تھا اس درخت کے نیچے حضرت ہاجرہؓ اور نومولود صاحبزادہ حضرت اسمٰعیلؑ کو چھوڑ دیا اور ایک تھیلی جسمیں کچھ کھجوریں تھیں اور ایک مشکیزہ جسمیں پینے کا پانی تھا ہاجرہؓ کے حوالہ کرکے ملک شام روانہ ہو گئے۔ اور آس پاس میں دُور دُور تک نہ پانی تھا اور نہ ہی کھانے کیلئے کوئی چیز دِکھائی دے رہی تھی اور نہ ہی سَرسبزی و شادابی دِکھائی دے رہی تھی ہر طرف خشک چٹیل پہاڑ ہی پہاڑ نظر آرہے تھے۔ اسلئے اللہ نے مکۃ المکرمہ کو وادِی غیر ذی زرع کہا ہے یعنی پہاڑوں کے درمیان کی ایسی وادی جہاں کوئی چیز نہیں اُگتی ہے جب حضرت ابراہیمؑ ایسے بے آب و گیاہ پہاڑوں کے بیچ کی خشک وادی میں چہیتی زوجہ ہاجرہؓ اور دُودھ پیتے لختِ جگر کو اکیلے چھوڑ کر جانے لگے تو حضرت ہاجرہؓ پیچھے پیچھے دَرد بھری آوازوں سے پُکارتی ہوئی جانے لگیں آپ ہم کو ایسی جگہ اکیلے چھوڑ کر کیسے جا رہے ہیں۔ کیا یہی اللہ کا حکم ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا جی ہاں یہی اللہ کا حکم ہے وہ تم کو ضائع نہیں کریگا۔ تو حضرت ہاجرہؓ یہ کہکر رُک گئیں کہ اگر اللہ کا یہی حکم ہے تو اللہ پاک ہمکو ضائع نہیں کریگا (بخاری شریف ۱/۴۷۵ تا ۱/۴۷۷)

کتنی بڑی عبرت کی بات ہے۔ کیا آج اللہ کے نام اور حکم پر اس قدر خوف و خطر کی قربانی دینے والا کوئی ہو سکتا ہے؟

بیرِ زمزم کا واقعہ

حضرت ابراہیمؑ کی واپسی کے بعد حضرت ہاجرہؓ کی تھیلی میں جو کھجوریں تھیں بھوک لگنے پر اسمیں سے کھا لیا کرتی تھیں اور پیاس لگنے پر مشکیزہ سے پانی پی لیا کرتی تھیں۔ اللہ کی قدرت یہ تھی کہ جب مشکیزہ سے پانی پی لیتیں تو پستان میں دودھ خوب اتر جاتا تھا جس سے حضرت اسماعیلؑ کو پیٹ بھر کر پینے کو مل جاتا تھا۔ مگر چند روز کے بعد پانی ختم ہو گیا۔ اور جب پینے کا سلسلہ ختم ہوا تو دودھ اترنا بھی بند ہو گیا۔ اور نومولود بچہ بھوک کے مارے بلبلانے لگا اور ماں بے چین ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگیں اسوقت جس جگہ بیرِ زمزم ہے وہیں پر دودھ پیتے بچے کو تنہا چھوڑ کر کوہ صفا پر چڑھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگیں کہیں کوئی پانی کے آثار نظر آجائیں یہ یقین تھا کہ ضرور پانی ملیگا کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے جاتے وقت یہ کہدیا تھا اللہ پاک تم کو ضائع نہیں کریگا۔ ساتھ ساتھ بچے کی طرف بھی دیکھتی تھیں کہ کہیں درندہ آکر بچہ کو اٹھا کر نہ لیجائے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے مانگتی ہوئی صفا پہاڑی سے مروہ پہاڑی کیطرف چلنے لگیں وہاں تک پہونچیں جہاں اس وقت ہرے کھمبے ہیں دوڑنے لگیں اور دوڑتی ہوئی دوسرے ہرے کھمبے تک پہونچ گئیں اور وہاں سے دوڑنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ حصہ نشیب میں تھا وہاں سے بچہ نظر نہیں آتا تھا، پھر جب مروہ کیطرف چڑھائی تک پہونچ گئیں تو بچہ نظر آنے لگا اور دوڑنا چھوڑ دیا اور مروہ پر پہونچکر بھی ادھر ادھر دیکھنے لگیں اور اللہ سے دعا کرنے لگیں پھر مروہ سے صفا تک اسطرح سات چکر لگائیں ساتویں چکر پر جب مروہ جاکر کھڑی ہوگئیں تو ایک آواز سی سنائی دی اور دیکھا کہ بچہ کے ارد گرد پرندے اڑنے لگے تو سمجھ گئیں کہ وہاں پر کوئی بات ہے۔ چنانچہ وہاں پہونچیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ ایک فرشتہ یعنی حضرت جبرئیل

امین تشریف فرما ہیں۔ اور جہاں پر بئرِ زمزم ہے وہاں پر اپنی ایڑی ماری تو .... پانی کا چشمہ اُبلنے لگا حضرت ہاجرہؓ جلدی سے چشمہ کی چاروں طرف سے یہ کہتی ہوئی منڈیر بنانے لگیں زمزم یعنی رُک جاؤ رُک جاؤ۔ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ہاجرہؓ نے اس طریقے سے پانی کو نہ روکا ہوتا تو وہاں سے ہمیشہ کیلئے جاری پانی کی نہر جاری ہوجاتی۔ اللہ نے آبِ زمزم میں غذائیت بھی رکھی لہٰذا اب ماں بیٹے دونوں کیلئے بھوک و پیاس دونوں کی ضرورت پوری کرنے کیلئے آبِ زمزم کافی ہوگیا۔ حضرت سیدالکونین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پانی کی تلاش میں حضرت ہاجرہؓ کا صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ اُمّتِ مسلمہ کیلئے صفا مروہ کے درمیان دوڑنا حج وعمرہ جیسی عاشقانہ عبادت کا اہم ترین جزء قرار دیدیا۔ (بخاری شریف ۱/۴۷۵، ۴۷۶/حدیث ۳۲۵۲-۳۲۵۳)

حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنیکا عبرت انگیز واقعہ

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام قریب البلوغ ہونہار ہوگئے اور دلفریب حسن وجمال کی انتہاء کو پہونچ گئے۔ ماں، باپ دونوں کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک بن گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت اور سنگین ترین امتحان اور آزمائش کا حکم ہوا۔ انبیاء علیہم السلام کا خواب اللہ کی طرف سے وحی ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ ملکِ شام سے مکۃ المکرمہ تشریف لے آئے اور اپنے ہونہار لختِ جگر سے ملاقات ہوئی کچھ دن ساتھ میں رہے ــــ اسی درمیان میں مسلسل تین مرتبہ خواب میں دیکھا کہ اللہ کے حکم سے اکلوتے لختِ جگر کو ذبح فرمارہے ہیں۔ پیارے بیٹے سے کہنے لگے کہ اللہ کی طرف سے تم کو ذبح کرنیکا حکم ہوا ہے، یہ سنتے ہی مطیع وفرمانبردار بیٹے نے کہا اے میرے ابا جان جب اللہ کا حکم ہے تو مجھ سے مشورہ کرنیکی ضرورت نہیں جو بھی حکم ہوا کر گذریئے۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنیوالوں

میں سے پائیں گے. بعض تاریخی اور تفسیری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان مردود نے تین مرتبہ حضرت ابراہیمؑ کو بہکانے کی کوشش کی، ہر بار حضرت ابراہیمؑ نے اُسے سات کنکریاں مار کر بھگا دیا. آج تک منیٰ کے تینوں جمرات پر اسی محبوب عمل کی یادگار کنکریاں مار کر منائی جاتی ہے. (معارف القرآن سورۂ صافات تحت آیت ۱۰۳) جب دونوں باپ بیٹے یہ انوکھی عبادت انجام دینے کیلئے قربان گاہ پہونچے تو حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے والد سے کہا کہ ابّا جان مجھے خوب اچھی طرح باندھ دیجئے تاکہ میں زیادہ تڑپ نہ سکوں. اور اپنے کپڑوں کو بھی مجھ سے بچا لیجئے. ایسا نہ ہو کہ اُن پر میرے خون کی چھینٹیں پڑیں. اور میرا ثواب گھٹ جائے. اور میری والدہ خون دیکھیں گی تو غم وصدمہ زیادہ ہوجائے، اور چھُری کو بھی خوب تیز کر لیجئے. اور میرے حلق میں جلدی جلدی پھیر دیجئے گا تاکہ آسانی سے میری جان نکل سکے. اور اوندھے کرکے پیشانی کے بل لٹا دیجئے تاکہ شفقتِ پدری غالب نہ آسکے. اور جب آپ میری والدہ کے پاس جائیں تو میرا سلام کہہ دیجئے گا. اِکلوتے بیٹے کی زبان سے یہ الفاظ سُن کر ایک باپ کے دل پر کیا گذر سکتی ہے؟ ہر باپ اندازہ لگا سکتا ہے؟ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر سَو بار قربان جائیے ــــ کہ استقامت کے پہاڑ بن کر یہ جواب دیتے ہیں کہ بیٹے تم اللہ کا حکم پورا کرنے کیلئے میرے کتنے اچھے مددگار ہو یہ کہکر بیٹے کو بوسہ دیا اور پُرنم آنکھوں بہتے آنسوؤں کی حالت میں لختِ جگر کو باندھ دیا. اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے اپنے لختِ جگر کے گلے پر چھُری چلانا شروع فرما دیا. ادھر آسمانوں سے ایک ندا اور پکار آئی اے ابراہیمؑ آپ نے اپنا خواب سچا کرکے دکھا دیا، اور آسمان سے مینڈھا نازل ہوا اسی کو اللہ کے حکم سے حضرت اسماعیلؑ کے عوض میں ذبح فرمایا. باپ بیٹے دونوں حکمِ خداوندی کی تعمیل میں کس قدر صبر وضبط کے پہاڑ بنے ہوئے تھے انسانی عقل حیران ہے.

(معارف القرآن ۷/۴۶۰)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنیکا واقعہ خوب وضاحت
سے بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ فَبَشَّرْنَاهُ
بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ
السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ
فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ
مَاذَا تَرَىٰ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا
تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ
مِنَ الصَّابِرِينَ ۝ فَلَمَّا أَسْلَمَا
وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ۝ وَنَادَيْنَاهُ
أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ
الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِينَ ۝
إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۝
وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ۝

(سورۂ صافات آیت ۱۰۰ تا ۱۰۷)

اے میرے رب مجھ کو ایک نیک فرزند دے۔
توہم نے اُن کو ایک حلیم المزاج فرزند کی بشارت
دی پھر جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہونچا کہ ابراہیمؑ
کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیمؑ نے فرمایا
اے میرے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا
تم کو ذبح کر رہا ہوں اَب تم بھی سوچ لو تمہاری کیا
رائے ہے؟ وہ بولے اَبا جان آپکو جو حکم ہوا ہے
کر ڈالیے۔ انشاء اللہ آپ مجھ کو صبر کرنیوالوں میں
سے پائیں گے جب دونوں نے تسلیم کرلیا۔ اور
باپ نے بیٹے کو کروٹ پر لٹایا اور ہم نے اُن کو
آواز دی اے ابراہیمؑ تم نے خواب کو خوب سچ
کر دکھایا یقیناً ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا
کرتے ہیں بیشک یہی ہے صریح آزمائش اور
ہم نے ایک بڑا ذبیح اُس کے عوض میں دیا۔

حضرت اسماعیلؑ کی شادی

ذبح کے دیگر عبرت ناک واقعہ کے بعد حضرت
ابراہیمؑ پھر ملک شام واپس تشریف لے گئے
اسی اثناء میں قوم جرہم کے کچھ لوگ اپنا خاندان بسانے کیلئے اِدھر اُدھر ایسی جگہ کی
تلاش میں چکر لگا رہے تھے جہاں عمدہ ترین پانی کی فراوانی ہو، اتفاق سے انکا
گذر وہاں سے ہوا۔ جہاں حضرت ہاجرہؓ کا قیام تھا انہوں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت

خاتون اپنے خوبصورت بیٹے کے ساتھ قیام پذیر ہے، اور اُن کے پاس سے آبِ زمزم کا چشمہ جاری ہے۔ اور اس پانی میں غذائیت بھی ہے، نہایت عمدہ ذائقہ دار بھی اسلئے ان لوگوں نے حضرت ہاجرہؓ سے اس بات کی اجازت مانگی کہ اُن کے قریب آکر اپنے خاندان کو بسائے۔ حضرت ہاجرہؓ نے اس شرط پر اجازت دی کہ پانی کے چشمہ کا مالک تم نہیں ہو سکتے بلکہ اسکے مالک ہم ہی ہونگے! اور قومِ جرہم نے حضرت ہاجرہؓ کی بات مان لی۔ اور اپنے خاندان کو وہاں لاکر بسالیا۔ ان سب کے گذر بسر کا سلسلہ اس طرح سے شروع ہوگیا کہ پہاڑوں میں جاکر شکار پکڑ کر لاتے اور شکار کا گوشت کھاتے اور زمزم پیتے۔ اسلئے کہ وہاں پر غلّہ نہ پیدا ہوتا تھا اور نہ ہی کہیں سے آتا تھا اور نہ کسی قسم کا پھل پیدا ہوتا تھا۔ پھر جب حضرت اسماعیلؑ جوان ہو گئے تو قومِ جرہم نے اپنی ایک لڑکی کے ساتھ نکاح کیلئے پیشکش کی، اور حضرت اسماعیلؑ کا نکاح اس لڑکی کے ساتھ ہوگیا۔ اُس کے بعد حضرت ہاجرہؓ کی وفات ہوگئی۔ پھر کچھ دنوں کے بعد حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے مگر اسوقت حضرت اسماعیلؑ گھر پر موجود نہیں تھے شکار کیلئے پہاڑوں میں تشریف لے گئے تھے، اُن کی بیوی سے ملاقات ہوئی ــ حالات معلوم کرنا شروع فرمایا، پوچھا کہ زندگی کیسی گذر رہی ہے؟ حضرت اسماعیلؑ کی زوجہ نے جواب دیا کہ ہم نہایت تنگی اور مشقت اور عُسرت کی حالت میں گذر بسر کر رہے ہیں، اُس پر حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ جب تمہارا آدمی آئیگا تو ان کو میرا سلام پیش کر دینا اور یہ کہہ دینا کہ گھر کی چوکھٹ کو بدل دیں۔ یہ فرماکر حضرت ابراہیمؑ ملکِ شام واپس تشریف لے گئے۔ جب حضرت اسماعیلؑ شکار سے لوٹ آئے تو بیوی سے پوچھا کہ کوئی آیا تھا؟ بیوی نے کہا کہ جی ہاں ایک اِس اِس صفت کا شیخ آیا تھا آپ کو سلام کہا اور یہ کہا کہ گھر کی چوکھٹ کو بدل دینا۔ حضرت اسماعیلؑ نے بیوی سے کہا کہ وہ میرے والد تھے تم کو طلاق دینے کو کہا ہے۔ گھر کی چوکھٹ سے تم ہی مراد ہو۔ لہٰذا میں تم کو

طلاق دیتا ہوں، اپنے ماں باپ کے یہاں چلی جاؤ! اسکے بعد حضرت اسماعیلؑ نے قوم جرہم کی ایک دوسری لڑکی سے نکاح کر لیا۔ کچھ دنوں کے بعد پھر حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے اسوقت بھی حضرت اسماعیلؑ گھر پر موجود نہیں تھے شکار کیلئے گئے ہوئے تھے۔ بہو سے ملاقات فرمائی اور حالات معلوم فرمائے بہو نے کہا کہ ہم خیر و برکت اور خوشحالی کی زندگی گذار رہے ہیں اور اللہ کی خوب حمد و ثنا بیان فرمائی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا کہ کیا چیز کھاتے ہو اور کیا پیتے ہو۔ بہو نے کہا گوشت کھاتے ہیں آب زمزم پیتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِی اللَّحْمِ وَالْمَاءِ اے اللہ ان کیلئے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔ اور فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئیگا ان سے میرا سلام کہدینا اور یہ کہدینا کہ گھر کی چوکھٹ ٹھیک ہے اسکو نہ بدلیں۔ اس کو باقی رکھیں۔ اسکے بعد حضرت ابراہیمؑ واپس روانہ ہوگئے۔ جب حضرت اسمٰعیلؑ تشریف لائے تو بیوی نے پورا واقعہ بیان کیا کہ ایک نہایت حسین خوبصورت شیخ تشریف لائے تھے اور آپ کے بارمیں پوچھ رہے تھے اور گذر بسر کے بارمیں بھی پوچھا اخیر میں جاتے وقت آپ کو سلام کہا اور گھر کی چوکھٹ باقی رکھنے کو کہا۔ حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا کہ وہ میرے والد تھے تم کو نکاح میں باقی رکھنے کو کہا ہے۔ گھر کی چوکھٹ سے تم ہی مراد ہو۔ یہ بخاری شریف کی ایک لمبی حدیث کا خلاصہ ہے جسکو دیکھنا ہو بخاری شریف ۱/۴۷۴ تا ۱/۴۷۷ کا ملاحظہ فرمائے۔

پہلی بیوی کو طلاق دوسری بیوی کو باقی رکھنے میں کیا حکمت؟

حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کی پہلی بیوی کو طلاق دیکر زوجیت سے الگ کردینے کا حکم فرمایا۔ اور دوسری زوجہ کو زوجیت میں باقی رکھنے کا حکم فرمایا تھا اسمیں کیا حکمت اور کیا راز ہے۔ اسکے اندر اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک بہت بڑی حکمت

اور راز کی بات یہ ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے حضرت سیدالکونین خاتم الانبیاء رسُولِ عربی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا مقصُود تھا جنکے رگ وریشہ میں بلند اخلاق اور صبر وشکر، امانت وصداقت پیدائش کے وقت سے ہی فطری طور پر پیوست ہونا ضروری تھا، اور دُنیا میں تشریف لانے کے بعد آپ نے کس قدر تکلیف اور مشقتیں برداشت کیں اور کیسے کیسے خوفناک مواقع میں صبر وضبط کے پہاڑ بن کر کام کیا تھا، دنیا کی تاریخ اسکو بھُلا نہیں سکتی۔ اور حضرت اسماعیلؑ کی پہلی بیوی میں صبر وشکر نہیں تھا اور اُس نے حضرت ابراہیمؑ سے صاف الفاظ میں یہ شکایت کی تھی کہ ہم سخت مشقت اور تنگی میں گذارا کر رہے ہیں اور دوسری بیوی صبر وشکر کی پہاڑ تھی اُس نے حضرت ابراہیمؑ سے تنگی کے باوجود یہ فرمایا تھا کہ ہم خیر وبرکت اور خوشحالی میں زندگی گذار رہے ہیں۔ اور اللہ کی بہت حمد وثنا کی، مگر حقیقت میں جو تنگی اور مشقتیں برداشت کرنی پڑرہی تھیں اُسکا دُور دُور تک اظہار نہیں کیا، بلکہ ہر طرح سے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے جس حالت میں بھی رکھا ہے وہ خیر وبرکت اور خوش حالی میں رکھا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت اسماعیلؑ کی دونوں بیویوں میں پہلی بیوی کو صبر وشکر کا کوئی مقام حاصل نہیں تھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے یہ کسی طرح پسند نہیں فرمایا۔ کہ حضرت سیدالکونین خاتم الانبیاءؐ اسی عورت کی نسل میں سے پیدا ہوجائیں۔ اسی وجہ سے اپنے خلیل ابراہیمؑ کے دِل میں ڈالدیا کہ اپنے بیٹے کو یہ حکم کریں کہ اپنی اس بیوی کو طلاق دیکر زوجیت سے الگ کر دیں۔ اور پھر دوسری بیوی جسکو صبر وشکر کا بلند مقام حاصل تھا اسکو زوجیت میں باقی رکھنے کا حکم فرمایا اسلئے کہ حضرت خاتم الانبیاء سیدالکونینؐ کا انہیں کی نسل سے پیدا ہونا اللہ کو منظور تھا، اسی حکمت کی بناء پر پہلی بیوی کو طلاق دینے کا حکم فرمایا تھا اور دوسری بیوی کو زوجیت میں باقی رکھنے کا حکم فرمایا تھا۔

چنانچہ حضرت اسماعیلؑ کی اس دوسری اہلیہ سے آفتاب نبوت اور رشد و ہدایت کا پیکر خاتم الانبیاء سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے جو پورے عالم کیلئے ہدایت اور صبر و شکر کے بے مثال معلّم بن کر تشریف لائے تھے۔ حضرت اسماعیلؑ کی دونوں شادیوں کا ذکر بخاری شریف ۱/۴۷۴ تا ۱/۴۷۷ حدیث ۳۲۵۲ و ۳۲۵۳ میں موجود ہے۔

حضرت ابراہیمؑ دونوں بیویوں کے درمیان عدل کیسے کرتے تھے؟

یہاں یہ شبہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہؓ کو مکۃ المکرمہ کی بے آب و گیاہ خشک وادی میں نومولود بچہ سمیت چھوڑ کر ملک شام تشریف لے گئے تو پھر دو بیویوں کے درمیان عدل و انصاف کا فریضہ کیسے انجام دیتے تھے؟ تو اس بارمیں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں کئی روایتوں کا حوالہ پیش کیا ہے۔ جنہیں اس بات کو ثابت فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے بُراق عطاء فرمایا تھا جس پر سوار ہو کر صبح سے چلکر دوپہر سے پہلے پہلے مکۃ المکرمہ پہنچ جایا کرتے تھے۔ اور ہر ماہ مکۃ المکرمہ تشریف لیجایا کرتے تھے۔ (فتح الباری ۶/۴۶۵ تحت حدیث ۳۳۶۵) عبارت ملاحظہ فرمایئے۔

کان ابراھیم یزورُ ھاجرَ کُلّ شھرٍ علی البُراق یغدو غدوۃ فیاتی مکۃ ثم یرجع فیقیل فی منزلہٖ بالشام الخ (فتح الباری ۶/۴۶۵)

نیز حضرت ابراہیمؑ نے بے قصور ہاجرہؓ اور نومولود بچہ کو بلا وجہ خشک وادی میں نظر بند نہیں کیا تھا، بلکہ اللہ کے حکم سے مقدس سرزمین کو آباد کرنے کیلئے اُن کو اللہ کی حفاظت میں دیا تھا۔ اور دونوں بیویوں کے درمیان عدل و انصاف کی اسوقت جو بھی شکل خدا کے حکم کے مطابق ہوسکتی تھی اُسکو اختیار فرمایا تھا جیسا کہ بعض روایات میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ حضرت ابراہیمؑ براق پر سوار ہوکر دونوں مقدس

سرزمین کے درمیان برابر سفر فرماتے رہے۔ اور اللہ کے حکم سے یروشلم اور مکۃ المکرمہ دونوں مقدس سرزمین میں دونوں بیویوں کی نسلوں سے مقدس انبیا علیہم السّلام کا سلسلہ جاری ہوا چنانچہ حضرت سارہؓ کو یروشلم جس شہر میں بیت المقدس قائم ہے وہاں بسایا اور ان کی نسلوں سے ہزارہا انبیاء علیہم السّلام پیدا ہوئے جو حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام تک حضراتِ انبیاء علیہم السّلام کی ایک سلسلہ وار زنجیر ہے اور حضرت ہاجرہؓ کو مکۃ المکرمہ کی وادئ غیر ذی ذرع میں بسایا اور ان کی نسل سے حضرت اسماعیل علیہ السّلام اور حضرت خاتم الانبیاء سید الکونین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ پھر ان دونوں شہروں کو ایسا شرف اور قبولیت حاصل ہوئی جو دنیا کے دیگر شہروں کو حاصل نہیں۔ پھر مدینۃ المنورہ کو حضرت سید الکونین علیہ السّلام کی جائے ہجرت ہونیکی وجہ سے مکۃ المکرمہ کے برابر کا شرف اور عزت اور عظمت حاصل ہوگئی، اور آج دنیا میں ایک خدا کو ماننے والا ہر انسان وہاں کی حاضری کو اپنے لئے باعثِ شرف وعزت محسوس کرتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا اعلان

جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوگئے تو اللہ سے گذارش کی کہ اے بارگاہِ الٰہی کعبۃ اللہ کی تعمیر کا تیرا حکم تھا اب میں تعمیر کے کام سے فارغ ہوچکا ہوں تو اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ تم لوگوں کے درمیان حج بیت اللہ کا اعلان کرو تو اس پر حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے گذارش فرمائی کہ اے اللہ میاں آس پاس میں دُور دُور تک کبھی انسان کی آبادی نہیں ہے یہاں سے سیکڑوں میل دُور دُور انسان رہتے ہیں میری آواز وہاں تک کیسے پہنچے گی، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا کہ اے ابراہیمؑ تمہیں اس بات کی فکر نہیں ہونی چاہیئے کہ تمہاری

آواز تمام انسانوں تک کیسے پہنچے گی بس تمہارا کام اعلان کرنا ہے۔ اور تمام انسانوں تک آواز کا پہنچانا ہمارا کام ہے جب اللہ کی طرف سے یہ ندا آئی تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو اطمینان ہوا اور صفا پہاڑی سے متصل ایک طویل عریض اُونچا پہاڑ ہے جسکو جبلِ ابو قبیس کہتے ہیں اسکی چوٹی پر پہنچکر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنے دونوں کانوں میں اُنگلی ڈالکر خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے حکم کی تعمیل میں زور زور سے اس قسم کے الفاظ سے اعلان فرمایا۔

یَا اَیُّھَا النَّاس اِنَّ اللّٰہ تعالیٰ کتبَ علیکم الحجّ : اے انسانو! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اُوپر حج بیت اللہ کو فرض کردیا ہے فَاَجِیْبُوْا رَبَّکم لہٰذا تم اپنے رب کی دعوت کو قبول کرو۔ اور بعض روایات میں مقامِ ابراہیمؑ پر کھڑے ہوکر اعلان کرنیکا ذکر آیا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جبلِ ابوقبیس پر اور مقامِ ابراہیمؑ پر کئی جگہ کھڑے ہوکر کئی مرتبہ اعلان فرمایا تھا: جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے حکمِ خداوندی کی تعمیل میں اسطرح کے الفاظ سے اعلان فرمایا تو حضرت ابراہیمؑ کی آواز تمام نسلِ انسانی کو پہنچ گئی۔ مردوں کی پشت در پشت سے جو انسان پیدا ہونیوالے ہیں اور عورتوں کے رحموں میں جو انسان پرورش پانے والے ہیں اُن سب کے کانوں تک حضرت ابراہیمؑ کی آواز گونجنے لگی۔ سُنن کبریٰ کی روایت میں اس بات کا ذکر ہے کہ آسمانوں میں جتنی مخلوق ہے اسی طرح زمینوں میں جتنی مخلوق ہے چاہے انسان ہو یا جنات ہو یا فرشتے ہوں غرضیکہ جو بھی مخلوق ہوں انمیں حضرت ابراہیمؑ کی آواز پہنچ گئی۔ اسوقت جس جس نے حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر لبیک کہا ہے اسکو حج بیت اللہ نصیب ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر سب سے پہلے یمن والوں نے لبیک کہا اسکے بعد دُنیا کے ہر طرف کے لوگوں کی طرف سے لبیک کا جواب آیا۔

(تفسیر رُوح المعانی سُورۂ حج آیت ۲۷، ۲۱۳/۱۰ السنن الکبریٰ ۲۸۵/۷ حدیث ۹۹۳۳)

بعض روایات میں اس بات کا بھی ذکر ملتا ہے کہ حج صرف اس شخص کو نصیب ہوتا ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا ہے اور جس نے حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر لبیک نہیں کہا اُسے حج نصیب نہیں ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر جس نے جتنی بار لبیک کہا ہے اسکو اتنی ہی مرتبہ حج نصیب ہوگا۔ اگر کسی نے دس مرتبہ لبیک کہا ہے تو اُسے دس مرتبہ اور جس نے پچاس مرتبہ کہا ہے تو اُسے پچاس مرتبہ حج نصیب ہوگا۔ اس مضمون سے متعلق چند حدیثیں آئندہ مستقل سُرخیوں کے تحت آرہی ہیں۔

شجر و حجر اور پہاڑوں نے بھی ابراہیمؑ کی آواز پر لبیک کہا

بعض روایات میں اس بات کی وضاحت آئی ہے کہ روئے زمین کی ہر شئی نے حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر ان الفاظ سے جواب دیا لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حتیٰ کہ ہر پتھر ہر درخت ہر پہاڑ ہر ٹیلے سے بھی لبیک کی صدائیں آئی ہیں۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

عن ابن عباس لمّا بنیٰ ابراهيم عليه السّلام البيتَ اَوحىَ الله تبارك وتعالىٰ اِليهِ ان اَذِّنْ فِي النّاسِ بالحج قال فقال ابرَاهيم الاانّ ربّكم قد اتّخذَ بيتًا و اَمَرَكُم ان تَحُجُّوهُ فَاستَجابَ لهٗ مَا سَمِعَهٗ من حجرٍ او شجرٍ او اكمةٍ او تُرَابٍ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ،

(شعب الایمان ۳/۴۲۱ حدیث ۳۹۹۸)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبۃ اللہ کی تعمیر مکمل فرمائی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ پر اس بات کی وحی نازل فرمائی کہ لوگوں کے درمیان حج بیت اللہ کا اعلان فرمادیں تو حضرت ابراہیمؑ نے ان الفاظ کیساتھ اعلان فرمایا اے لوگو بیشک تمہارے رب نے ایک گھر بنایا اور تمکو اس بات کا حکم کیا کہ تم اسکا حج کرو تو ہر پتھر یا درخت یا پہاڑ و ٹیلے اور مٹی کے تودے اور ہر شئی جس نے حضرت ابراہیمؑ کی آواز سنی اُس نے ان الفاظ سے جواب دیا لبیک اللّٰہم لبیک اے اللہ میں بار بار حاضر ہوتا ہوں تیرے دربار میں۔

اور ایک حدیث شریف السنن الکبریٰ بیہقی میں الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ مزید وضاحت سے مروی ہے ملاحظہ فرمائیے۔

عن ابن عبّاسؓ فِي قولهٖ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالحجّ - قَالَ لَمَّا اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِبْرَاهِيْمَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ اتَّخَذَ بَيْتًا وَاَمَرَكُمْ اَنْ تَحُجُّوْهُ فَاسْتَجَابَ لَهٗ مَا سَمِعَهٗ مِنْ حَجَرٍ اَوْ شَجَرٍ اَوْ اَكَمَةٍ اَوْ تُرَابٍ اَوْ شَيْءٍ فَقَالُوْا لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ -

(السنن الکبریٰ للبیہقی نسخہ جدید ۷/۳۸۴ حدیث ۹۹۳۲)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس آیت کریمہ (وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ) کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اس بات کا حکم فرمایا کہ لوگوں میں حج بیت اللہ کا اعلان کردیں تو حضرت ابراہیمؑ نے ان الفاظ سے اعلان فرمایا۔ اے انسانو! بیشک تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے اور تم کو اس بات کا حکم فرمایا ہے کہ تم اسکا قصد کرکے حج کیا کرو تو حضرت ابراہیمؑ کے اعلان کا ہر اس مخلوق نے جواب دیا جس نے یہ اعلان سُنا حتیٰ کہ پتھروں اور درختوں اور پہاڑوں و ٹیلوں اور مٹی کے تودوں اور ہر شئی نے ان الفاظ سے جواب دیا لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ -

ایک حدیث شریف مستدرک حاکم اور سُنن کبریٰ میں اس سے بھی وضاحت کے ساتھ مروی ہے جسمیں اس بات کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی آواز آسمانوں اور زمینوں کی تمام مخلوق نے سُنی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی آواز پر لبیک کے ذریعہ جواب دینے کا حکم ہوا تھا اسلئے حج وعمرہ کا احرام باندھتے وقت تلبیہ پڑھنے کو شرط کے درجہ میں قرار دیا گیا چنانچہ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہیگا کہ جو جہاں سے احرام

باندھیگا اُس پر وہیں سے تلبیہ پڑھنا واجب ہو جاتا ہے پھر عمرہ کا احرام باندھنے والوں پر طواف شروع کرنے تک تلبیہ پڑھنے کا حکم ہے۔ اور حج کا احرام باندھنے والوں پر جمرۂ عقبہ کی رمی میں پہلی کنکری کی رمی تک لبیک لبیک پکارنے کا حکم ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے۔

عن ابن عبّاسؓ قَالَ لمّا فرغ ابراهيمُ عليه السّلام من بناءِ البَيْتِ قَالَ رَبِّ قَدْ فَرَغتُ فقَالَ اَذِّنْ فى النّاسِ بالحجّ قَالَ رَبِّ وَمَا يبْلغُ صَوْتِى قَالَ اَذِّنْ وَعَلَىَّ الْبَلَاغُ قَالَ رَبِّ كَيفَ اَقُوْلُ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْحجّ حَجّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ فسمِعَهٗ من بَيْنَ السّماءِ والارضِ اَلا ترىٰ اَنَّهُمْ يَجِيْئُوْنَ مِنْ اَقْصَى الْاَرْضِ يُلَبُّوْنَ۔

(السنن الکبریٰ ۷/۲۸۵، حدیث ۹۹۳۳، المستدرک للحاکم جدید ۲/۴۰۱ حدیث ۳۴۶۴، نسخہ قدیم ۲/۳۸۹، مصنف ابن ابی شیبہ ۸/۵۱۵ حدیث ۱۱۸۶۷)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ کعبۃ اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوگئے تو اللہ سے فرمایا کہ اے میرے رب میں بناءِ کعبہ سے فارغ ہوگیا ہوں تو اللہ نے فرمایا کہ لوگوں میں حج بیت اللہ کا اعلان کردو تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اے میرے رب میری آواز لوگوں تک کیسے پہنچے گی تو اللہ نے فرمایا آپ اعلان کردیں اور پہنچانا میرا کام ہے تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں کس طرح کے الفاظ سے اعلان کروں تو اللہ نے فرمایا کہ یہ الفاظ ہیں کہ اے لوگو! تمہارے اوپر مقدس بیت اللہ کا حج لازم کردیا گیا ہے تو اس آواز کو ہر اُس مخلوق نے سُنا جو آسمانوں اور زمینوں کے درمیان میں رہتی ہیں کیا نہیں دیکھتے ہو اس بات کو کہ بیشک لوگ روئے زمین کے ہر اطراف سے لبیک کہتے ہوئے آتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر سب سے پہلے لبیک کس نے کہا؟

صاحب تفسیر روح المعانی اور تفسیر ابن کثیر نے ابن جریر طبری اور ابن ابی حاتم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی لمبی روایت نقل فرمائی۔ روایت کا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا تو آپنے جبل ابوقبیس کی چوٹی پر چڑھ کر دونوں کانوں میں انگلی ڈالکر آواز دی کہ اے انسانو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر حج بیت اللہ کو فرض کردیا ہے۔ جو انسان مردوں کی پشت میں تھے اور جو انسان عورتوں کے رحموں میں تھے انہوں نے بھی لبیک لبیک کی صداؤں سے حضرت ابراہیمؑ کے اعلان کا جواب دیا۔ اور سب سے پہلے یمن والوں نے جواب دیا اسکے بعد دنیا کے دوسرے خطوں کے لوگوں کی طرف سے جواب آیا اور جس دن حضرت ابراہیمؑ نے اعلان فرمایا تھا اس دن سے لیکر قیامت تک صرف وہ انسان حج کرسکے گا جس نے حضرت ابراہیمؑ کی دعوت پر لبیک کہا ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

عن عبد اللہ بن عبّاسٍ قال ان ابراهيم عليه السّلام صعد ابا قبيس فوضع اصبعيه في اذنيه ثمّ نادى يا ايّها النّاس انّ الله تعالىٰ كتب عليكم الحجّ فاجيبوا ربّكم فاجابوه بالتّلبية في اصلاب الرّجال وارحام النّساء واوّل من اجاب اهل اليمن فليس حاجّ يحجّ من يومئذٍ الى ان تقوم

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ جبل ابوقبیس پر چڑھ کر دونوں کانوں میں انگلی ڈالکر پکارنے لگے کہ اے انسانو! بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر حج بیت اللہ کو فرض کردیا ہے لہٰذا تم اپنے رب کی دعوت کو قبول کرو، تو کثیر تعداد کے ایسے لوگوں نے لبیک کے ساتھ جواب دیا ہے جو مردوں کی پشت در پشت میں موجود اور عورتوں کے رحموں میں موجود تھے۔ اور سب سے پہلے یمن والوں نے جواب دیا تھا لہٰذا اس

الساعۃ الامن اجاب یومئذ ابراھیم علیہ السلام ۔ (تفسیر روح المعانی ۱۰/۲۱۲ سورۂ حج آیت ۱۷، تفسیر ابن کثیر ۳/۵۳۹)

دن سے قیامت تک کوئی حج کرکے حاجی نہیں بن سکے گا مگر وہی شخص جس نے اس دن حضرت ابراہیمؑ کی دعوت پر لبیک سے جواب دیا ہے۔

سب سے پہلے یمن والوں نے لبیک کیوں کہا ؟

یہاں یہ بات نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ سب سے پہلے یمن والوں نے حضرت سیدنا ابراہیمؑ کے اعلان کا جواب لبیک کے ساتھ دیا ہے کیونکہ دنیا میں اہل یمن کے نصیب میں دینی سبقت فطری طور پر موجود ہے کہ انصار مدینہ اوس وخزرج کے آباؤ اجداد یمنی تھے۔ یمن سے ہجرت کرکے مدینۃ المنورہ آکر بس گئے تھے، حضرت سید الکونین علیہ السلام تیرہ۱۳ سالہ مکی زندگی میں تکلیفیں اور مشقتیں اور ایذائیں جھیلتے رہے اور اس اثنا میں بہت مختصر تعداد میں کمزور لوگوں نے ایمان قبول فرمایا تھا۔ تمام بڑے بڑے سرداروں نے مخالفت کی تھی اور جب مدینۃ المنورہ ہجرت کرکے تشریف لے آئے تو سب سے پہلے یمنی النسل اوس وخزرج کے بڑے بڑے سرداروں نے ایمان قبول فرمایا حتیٰ کہ مکی زندگی کے تیرہ۱۳ سال میں جتنے انسانوں نے ایمان قبول کیا تھا مدنی زندگی کے تیرہ۱۳ یوم میں اس سے زیادہ انسانوں نے ایمان کی دعوت پر لبیک کہا ہے، اسلئے کہ اہل مدینہ نسلاً یمنی تھے۔ ایسا ہی حضرت سیدنا ابراہیمؑ کے اعلان پر لبیک کہنے میں سبقت کرنے والوں کی صف اوّل میں یمن والوں سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکا۔

حرم مقدس کی حاضری بھی صرف لبیک کہنے والے کو نصیب

کعبۃ اللہ اور حرم مقدس کی حاضری صرف اسی کو نصیب ہوگی جس نے حضرت سیدنا ابراہیمؑ کی آواز پر لبیک کہا ہو اور جس نے جتنی مرتبہ لبیک کہا ہو اسکو اتنی مرتبہ حرمین

شریفین کی حاضری نصیب ہوگی۔ امام مجاہد بن جبیرؒ سے اس مضمون پر ایک حدیث شریف مُرسلاً مروی ہے ملاحظہ فرمایئے۔

عن مجاهدٍ قال لمّا فرغ ابراهيمُ عَلَيْه السَّلَام اُمِرَان يُؤذِّنَ فِي النَّاسِ فقامَ على المقام فقالَ يَا عِبَادَ الله اَجِيْبُوا فَاَجَابُوْهُ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ فَمَنْ حَجَّ فَهُوَ مِمَّنْ اَجَابَ دَعْوَةَ ابراهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(شعب الایمان ۳/۴۳۹ حدیث ۴۰۰۲)

حضرت امام مجاہدؒ سے مرسلاً منقول ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام تعمیر کعبہ سے فراغت حاصل کر چکے تو لوگوں میں اعلان کا حکم ہوا تو مقام ابراہیم پر کھڑے ہوکر اسطرح اعلان فرمایا کہ اے اللہ کے بندو اللہ کی دعوت قبول کرو تو حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر لوگوں نے اللہ کو ان الفاظ سے جواب دیا لبّیکَ اَللّٰھمّ لبّیک اے اللہ میں حاضر ہوتا ہوں تیرے دربار میں حاضر ہونا لہٰذا جس نے حج کیا ہو وہ وہی شخص ہوگا جس نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی آواز کا جواب دیا ہو۔

کعبۃ اللہ اور مسجدِ اقصیٰ کے درمیان کتنے زمانہ کا فاصلہ

بخاری شریف میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث شریف دو مقامات پر مذکور ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ دنیا میں سب سے پہلی مسجد اور سب سے پہلی عبادت گاہ کونسی ہے؟ تو آقا رنا مدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ دُنیا کے اندر عبادت کے لئے جو سب سے پہلے گھر بنایا گیا ہے وہ مسجد حرام ہے۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر مسجد اقصیٰ کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ دونوں عبادت گاہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت قبولیت کا شرف رکھتی ہیں۔ مسجد حرام کی تعمیر کے چالیس سال کے بعد مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی گئی ہے۔ اسلئے دنیا میں سب سے پہلی عبادت گاہ مسجد حرام ہے۔ یہ دونوں مسجدیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ہاتھوں سے تعمیر ہوئی ہیں۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

عن ابی ذرؓ قال قلتُ یا رَسُوْلَ اللّٰہ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلاً قال المَسْجِدُ الْحَرَامُ قلتُ ثمَّ ایٌّ قال المَسْجِدُ الْاَقْصٰی قلتُ کَمْ کَانَ بَیْنَہُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ ثُمَّ حیثُ مَا اَدْرَکَتْكَ الصَّلٰوۃ فَصَلِّ وَالْاَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ۔

(بخاری شریف ۱/۴۸۷ حدیث ۳۲۱۱، ۱/۴۷۴ حدیث ۳۲۵۴)

حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ دُنیا میں سب سے پہلی کونسی مسجد تیار ہوئی، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد حرام سب سے پہلی مسجد ہے۔ پھر میں نے سوال کیا۔ اسکے بعد کونسی مسجد؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ پھر میں نے سوال کیا کہ دونوں کے درمیان کتنی مدت کا فاصلہ ہے تو آپؐ نے جواب دیا کہ چالیس سال کا فاصلہ ہے۔ پھر جہاں بھی نماز کا وقت تمہیں مل جائے تو وہیں نماز پڑھ لو۔ اور پوری روئے زمین تمہارے لئے مسجد اور سجدہ گاہ ہے۔

قرآن کریم میں بھی کعبۃ اللہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دُنیا میں سب سے پہلے عبادت اور ہدایت کا گھر جو بنایا گیا ہے وہ مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ ہے۔ اس گھر کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نہایت برکت والا اور پورے عالَم کے انسانوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے۔ آیتِ کریمہ ملاحظہ فرمایئے۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ ۔ (سورہ آل عمران آیت ۹۶)	بیشک سب سے پہلا وہ گھر جو لوگوں کی عبادت کے واسطے منجانب اللہ مقرر کیا گیا ہے یقیناً وہ وہی گھر ہے جو مکہ معظمہ میں ہے، وہ نہایت برکت والا اور تمام دُنیا کے لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت ہے۔

بنیادِ کعبہ کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر

جس وقت کعبۃ اللہ کی تعمیر کے لئے اللہ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو حکم ہوا تھا اُس وقت سیّدنا ابراہیمؑ کی عمر سَو سال ہو چکی تھی، اور حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی عمر تیس سال تھی، اور اسکے چالیس سال بعد جس وقت مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر ہونے لگی اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر ایک سو چالیس سال اور حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی عمر ستّر سال ہو گئی تھی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام فاکہی سے حضرت ابوجہم کی حدیث شریف اس موضوع پر نقل فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

ووقع فی حدیث ابی جهم عند الفاکهی انّ عمر ابراهیم کان یومئذ مائة سنة وعمر اسماعیل ثلاثین	اور امام فاکہیؒ کے نزدیک حضرت ابوجہم کی حدیث میں یہ بات ثابت ہے کہ بیشک بنیادِ کعبہ کے زمانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی عمر سَو سال

سنۃ ۔ (فتح الباری ۶/۴۶۷ تحت حدیث ۳۳۶۵)

اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر تیس سال ہو گئی تھی۔

بیت اللہ شریف کو البیت العتیق کیوں کہتے ہیں؟

کعبۃ اللہ کا ایک نام البیت العتیق بھی ہے، جسکا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ اور عتیق کے معنی آزاد شدہ کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کا نام بیت عتیق اسلئے رکھا ہے کہ اللہ رب العالمین نے ہر ظالم و جابر اور طاغوتی طاقت والوں سے بیت اللہ شریف کو آزاد اور پاک رکھا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی کوئی طاغوتی طاقت بیت اللہ شریف پر غلبہ حاصل نہیں کر سکے گی۔ حضرت امام حاکم شہید نیساپوریؒ نے مستدرک حاکم میں ایک صحیح حدیث شریف اس مضمون سے متعلق نقل فرمائی ہے جو بخاری شریف کی حدیثوں کی شرط کے مطابق ہے۔

ملاحظہ فرمائیے۔

عن عبد اللہ بن الزبیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما سمی اللہ البیت العتیق لانہ اعتقہ من الجبابرۃ فلم یظہر علیہ جبار قط۔ ھذا حدیث صحیح علی شرط البخاری (المستدرک للحاکم نسخہ جدید ۴/۱۳۰۲ حدیث ۳۴۶۵)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے بیت اللہ کا نام عتیق اسلئے رکھا ہے کہ اس کو ہر ظالم و جابر اور طاغوتی طاقتوں سے آزاد کر رکھا ہے۔ لہٰذا کبھی کوئی ظالم و جابر اس پر غلبہ حاصل نہیں کر سکے گا۔

کعبۃ اللہ کے اوپر بیت المعمور

بیت المعمور ساتویں آسمان میں فرشتوں کی عبادت کا گھر ہے، جیسا کہ دنیا میں

ایمان والے انسانوں کی عبادت کے لئے کعبۃُ اللہ قبلہ ہے۔ اور موقع ملے تو کعبۃُ اللہ کے اندر بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ایسا ہی ساتویں آسمان میں فرشتوں کا قبلہ بیتُ المعمور ہے۔ اور روزانہ اس میں ستّر ہزار فرشتے عبادت کرتے ہیں۔ اور فرشتوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ جن کا نمبر اس میں داخل ہونے کا ایک بار آچکا ہو دوبارہ ان کی باری آنے سے پہلے پہلے قیامت قائم ہوجائے گی۔

اور بیتُ المعمور ساتویں آسمان میں کعبۃُ اللہ کے بالکل اُوپر اس طرح واقع ہے کہ اگر وہاں سے کوئی چیز گرادی جائے تو کعبۃُ اللہ کی چھت پر آکر گریگی۔ اور اُوپر کی طرف سے عرشِ الٰہی کے نیچے ہے۔ اور آسمانوں میں بیتُ المعمور کی حرمت اور عظمت کا وہی حال ہے جو دُنیا میں کعبۃ اللہ کا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمانوں میں بیت المعمور کو اور زمین میں بیتُ اللہ شریف کو وہ اعزاز اور عظمت عطا فرمائی ہے جو آسمان وزمین کی کسی بھی عمارت کو حاصل نہیں، بلکہ دُنیا کی شہرت یافتہ سَو سَو منزلہ عمارتوں کو بھی حاصل نہیں۔

آج بیتُ اللہ شریف کی زیارت اور اسکے طواف کے لئے دُنیا کا ہر ایمان والا انسان ترس رہا ہے، جس کو نصیب ہوگئی وہ بڑا خوش نصیب سمجھا جاتا ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو بار بار نصیب فرمائے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

عن انس بن مالکؓ قال قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ البیتُ المعمورُ فی السَّماءِ السَّابعَۃِ یَدْخُلُہٗ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعُوْنَ الف مَلَكٍ ثمّ لایعودُون الیہ حتّٰی تقوم السَّاعۃ، الحدیث (شعب الایمان ۳/۴۲۸ حدیث ۳۹۹۲)	حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیتُ المعمور ساتویں آسمان میں ہے۔ اسمیں روزانہ ستّر ہزار فرشتے داخل ہوکر اللہ کی عبادت کرتے ہیں، جو ایک بار داخل ہوگئے انکو دوبارہ داخل ہونیکی نوبت نہ آسکے گی حتیٰ کہ قیامت قائم ہوجائے گی۔

ایک اور حدیث شریف حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے اس سے زیادہ واضح الفاظ میں مروی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

عن عبد الله بن عمرو بن العاصؓ قال البيتُ المعمورُ بيتٌ في السّماء بحيال الكعبة ولو سقط سقط عليها يُصلّي فيه كلّ يومٍ سبعون الف ملكٍ والحرم حرمٌ بحياله الى العرش - الحديث
(شعب الایمان ۳/۲۳۸ حدیث ۳۹۹۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ بیت المعمور آسمانوں میں ایک گھر ہے۔ جو کعبۃ اللہ کے بالکل محاذ اور برابر میں ہے، حتیٰ کہ اگر وہ گریگا تو کعبۃ اللہ پر ہی آکر گریگا، روزانہ اسمیں ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ اور حرم مکی ایسا حرم ہے کہ اسکے اوپر کو سیدھا عرشِ الٰہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت دوسرے الفاظ سے بھی مروی ہے اس میں بیت المعمور کا دوسرا نام الضراح بتایا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

عن ابن عباسؓ ان في السّماءِ بيتًا يقال له الضراح وهو فوق البيتِ العتيقِ من حيالهِ حرمتهُ في السّماءِ كحرمةِ هٰذا في الارض يلجهُ في كلّ ليلةٍ سبعون الف ملكٍ يصلّون فيه لايعودون اليه ابدًا غير تلك اللّيلةِ - الحديث -
(شعب الایمان ۳/۲۳۹ حدیث ۳۹۹۸)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ بیشک آسمان میں ایک گھر ہے جس کو ضراح کہا جاتا ہے، اور وہ کعبۃ اللہ کے اوپر بالکل اسکے محاذ میں واقع ہے۔ اور آسمانوں میں اسکی عظمت وحرمت ایسی ہے جیسی زمین میں اس بیت اللہ شریف کی ہے۔ ہر رات اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوکر نماز پڑھتے ہیں۔ جو ستر ہزار ایک رات داخل ہوتے وہ اس رات کے بعد کبھی بھی دوبارہ داخل نہیں ہو سکیں گے۔

ملائکہ کا حج

حدیث پاک میں آیا ہے کہ دُنیا میں انسانوں کو بسائے جانے سے دو ہزار سال پہلے سے ملائکہ اور فرشتے جو اللہ کی پاکباز مخلوق ہیں، بیتُ اللہ شریف کا حج فرمایا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کعبۃُ اللہ کو اللہ ربُّ العالمین نے انسانوں سے پہلے فرشتوں کا قبلہ بنایا تھا۔ اور جب بعد میں انسانوں کو زمین میں بسایا تو فرشتوں کے لئے بیت المعمور کو مستقل قبلہ قرار دیا، اور انسانوں کے لئے بیت اللہ شریف کو قبلہ قرار دیا۔ چنانچہ سیّدنا حضرت آدم علیہ السّلام سے لیکر ہر زمانہ میں کسی نہ کسی قوم نے بیت اللہ کا حج کیا ہے جس کی تفصیل آئندہ آرہی ہے۔ فرشتوں کے حج کی حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

عن محمّد بن کعب القرظی او غیرہٖ قال حجّ اٰدم علیہ السّلام فلقیتہ الملائکۃ فقالوا برّ نسکک اٰدم لقد حججنا قبلك بألفی عام۔ الحدیث (السنن الکبریٰ للبیھقی ۳۸/۵ حدیث ۹۹۳۶)

حضرت محمد بن کعب قرظیؒ وغیرہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السّلام کو حج کرتے ہوئے ملائکہ سے ملاقات حاصل ہوئی، تو ملائکہ نے فرمایا کہ اے آدم تمہارا حج، حجِ مبرور اور حج مقبول ہو، تم سے دو ہزار سال پہلے سے ہم حج کرتے آئے ہیں۔

سیّدنا حضرت آدم علیہ السّلام کا حج

اس وقت بیت اللہ شریف کو جو ہم دیکھ رہے ہیں، یہ اس نشان کے دائرہ میں قائم ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بتلایا تھا، اور حضرت آدم علیہ السّلام اور فرشتوں کے زمانہ میں اس کی علامت اور نشان بہت مختصر اور معمولی سی تھی، اور بیہقی شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام

کے زمانہ میں بیت اللہ شریف کی جگہ کی علامت زمین سے صرف ایک بالشت سے کچھ زائد اونچی تھی، پھر اللہ کے حکم سے اس پر تعمیر کا سلسلہ جاری ہوا۔ بہرحال حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے ملائکہ بیت اللہ کا حج فرمایا کرتے تھے۔ پھر جب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا گیا تو حضرت آدم علیہ السلام بھی اللہ کے حکم سے بار بار حج فرمانے لگے۔ ایک دفعہ ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ بیت اللہ شریف کا حج کر کے آرہا ہوں، تو ملائکہ نے فرمایا کہ آپ سے پہلے فرشتوں نے بیت اللہ شریف کا بار بار حج کیا ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

عن انس بن مَالكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم قال كَانَ مَوْضع البَيْتِ فِى زَمَنِ اٰدمَ شبرًا اَوْ اَكْثر عَلَمًا فكانت الملائكة تحجّهُ قَبْل اٰدمَ ثمّ حج اٰدم فَاسْتَقْبَلَتْهُ الملائكةُ فقالوا يا اٰدمُ مِنْ اَيْنَ جئتَ قال حَجَجْتُ البيتَ فقالوا قد حجّتهُ المَلَائِكة قَبْلَكَ۔ الحديث
(السنن الكبرى للبيهقى ۲۸۵/۷ حديث ۹۹۳۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں بیت اللہ کی جگہ ایک نشان کی شکل میں زمین سے ایک بالشت یا اس سے کچھ زائد اونچی تھی۔ ملائکہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے اسی کا حج کیا کرتے تھے۔ پھر جب حضرت آدم علیہ السلام حج کر کے آنے لگے تو ملائکہ نے پوچھا، اے آدم علیہ السلام کہاں سے آرہے ہو حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا کہ بیت اللہ کا حج کر کے آرہا ہوں۔ تو ملائکہ نے فرمایا کہ آپ سے پہلے ملائکہ اس کا حج کیا کرتے تھے۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح ابن خزیمہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل فرمائی جس کو ابن خزیمہ کے حوالہ سے امام منذری رحمہ اللہ نے الترغیب والترہیب میں بھی نقل فرمایا ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان

سے ایک ہزار مرتبہ پیدل سفر کرکے بیت اللہ شریف کی حاضری کا شرف حاصل فرمایا ہے۔ (الترغیب والترہیب ۲/۱۰۷)

اور امام منذریؒ نے امام ابوالقاسم الاصبہانیؒ سے حضرت انسؓ کی ایک روایت نقل فرمائی جس میں اس بات کو خوب واضح کرکے بیان فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے جب سفر فرمایا تو راستوں میں جن جن مقامات میں قیام فرمایا، یا کھانے پینے کا اتفاق ہوا ان تمام مقامات میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی آبادیاں بسادی ہیں۔

عربی عبارت لمبی ہونے کی وجہ سے نقل نہیں کی جارہی ہے۔ ملاحظہ ہو الترغیب والترہیب للمنذری ۲/۱۰۹) (یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ الترغیب کی مذکورہ روایت کچھ کمزور ہے۔)

حضرت نوحؑ وابراہیمؑ کا حج

امام ابوبکر بیہقیؒ نے حضرت عروہ بن زبیرؓ سے ایک حدیث شریف مرسلاً نقل فرمائی ہے۔ اسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت ہود علیہ السلام کے علاوہ باقی ہر نبی نے بیت اللہ شریف کا حج فرمایا ہے۔ اور سیدنا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بیت اللہ شریف کا حج فرمایا ہے۔

پھر جب طوفانِ نوحؑ کے موقع پر عالمگیر سیلاب آیا تو بیتُ اللہ شریف کی جگہ پر نشان بھی باقی نہ رہا، اور معمولی سا ایک سرخ ٹیلہ اور تودہ کی شکل میں دکھائی دے رہا تھا جس میں بیتُ اللہ شریف کے آثار کا پتہ بھی نہیں تھا پھر جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبۃُ اللہ کی علامت اور نشان بتلا دیا، اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خالقِ کائنات

ربّ کریم کی طرف سے بتلائے ہوئے نشانات کے مطابق کعبۃُ اللّٰہ کی تعمیر سے فراغت حاصل فرمائی تو خود حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السّلام نے حج فرمایا۔ اور اللّٰہ کے حکم سے انسانوں میں حج کا اعلان فرمایا، پھر حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام کے بعد آنے والے ہر نبی نے بیت اللّٰہ کا حج فرمایا۔

روایت ملاحظہ فرمائیے۔

عن عُروۃ بن الزُّبیر انّہٗ قال مَامِنْ نبیٍّ الّا قد حجّ البیتَ الّا ما کان مِنْ ھُودٍ وَصَالِحٍ ولقد حجّہٗ نُوحٌ فلمّا کان من الارض مَا کانَ من الغرقِ اصَابَ البیْتَ ما اَصَابَ الارْضَ وَکَانَ البیتُ رَبْوۃٌ حَمْرَاء فبعثَ ھُوْدًا علیہ السّلام فتشاغل بأمر قومہ حتّٰی قبضہ اللہ اِلَیْہِ فلَمْ یحجّہٗ حتّٰی مَاتَ فَلَمَّا بَوّاَہٗ اللہُ لِاِبْرَاھیمَ علیہ السّلام حجّہٗ ثُمّ لَمْ یَبْقَ نَبِیٌّ بعدہٗ اِلّا حجّہٗ۔

الحدیث سنن الکبریٰ للبیہقی ۴/۲۸۶ حدیث ۹۹۳۸) بالفاظِ دیگر شعب الایمان ۳/۴۴۰ حدیث ۴۰۰۲)

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السّلام میں سے ہر نبی نے بیتُ اللّٰہ شریف کا حج فرمایا ہے۔ صرف حضرت ہُود اور صالح علیہما السّلام نے حج نہیں فرمایا تھا، اور بیشک حضرت سیّدنا نوح علیہ السّلام نے بھی حج فرمایا۔ پھر جب طوفانِ نوح کے موقع پر پوری روئے زمین سیلاب میں غرق ہوگئی تھی تو بیتُ اللّٰہ شریف بھی سیلاب کی زد میں غرق ہوگیا تھا۔ اور بیتُ اللّٰہ ایک سرخ تودہ اور ٹیلہ کی شکل میں رہ گیا تھا، پھر اللّٰہ نے حضرت ہود علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا تو وہ اپنی قوم کے معاملہ میں ایسے مشغول ہوگئے کہ وفات تک حج کا موقع نہ مل سکا اور اللّٰہ نے اپنے پاس بلالیا، پھر جب اللّٰہ ربُّ العالمین نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو بیتُ اللّٰہ کی علامت اور نشانات بتلادیئے تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اسکی تعمیر فرما کر اسکا حج فرمایا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بعد ہر نبیؑ نے حج فرمایا۔

سیدنا حضرت موسیٰ کا حج

حضرت امام ابو بکر بیہقیؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت موقوفاً نقل فرمائی ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے پچاس ہزار افراد کو ساتھ لیکر بیت اللہ شریف کا حج فرمایا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا کہ اُمم سابقہ کے کوئی بھی نبی اور رسول کعبۃ اللہ کی زیارت کے لئے بلا احرام تشریف نہیں لے گئے۔ اور حضرت سید الکونین علیہ السلام بھی فتح مکہ کے موقع کے علاوہ جب بھی مکہ معظمہ میں داخل ہوتے تو احرام کے ساتھ ہی داخل ہوئے ہیں۔

اور امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت عروہ بن زبیرؓ کی ایک روایت مرسلاً نقل فرمائی کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب کعبۃ اللہ کی نشانی اور علامت بتلا دی، اور اس کی تعمیر فرمائی تو خود حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج فرمایا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہر نبی نے کعبۃ اللہ کا حج فرمایا ہے۔ روایت ملاحظہ فرمائیے۔

عن عبد اللہ بن مسعودؓ قال حجّ مُوسٰی بن عمرانؑ فی خمسین الفا من بنی اسرائیل وعلیہ عباء تان قطوانیتان وھو یلبی لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ تعبدًا ورقًا لَبَّیْكَ اَنَا عَبْدُكَ اَنَا لَدَیْكَ لَدَیْكَ یا کشّافَ الکَرَبِ قال قالَ الشّافعی رحمہ اللہ ولم یحك لنا عن احدٍ من النّبیّین ولا الاُمم الخالفین انّہٗ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے پچاس ہزار بنی اسرائیل کے ساتھ حج فرمایا ہے۔ اور حضرت موسیٰؑ کے بدن پر اس وقت قطوانیہ دو عبا تھے، اور ان الفاظ سے تلبیہ پڑھ رہے تھے: میں تیرے دربار میں حاضر ہوں، اے اللہ میں تیری بارگاہ میں بار بار حاضر ہوں، تیری بندگی کے لئے غلام بنکر حاضر ہوں، میں تیرے پاس ہوں تیرے پاس حاضر ہوں اے تکلیف دور کرنیوالے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے کہ

جاء البيتَ اَحَدٌ قطّ الاحَرامًا ولَمْ يَدْخل رَسُوْل الله صَلَّى الله عَليه وسلم مَكّةَ عَلِمنَاه الاحَرامًا الّا في حَرْب الفتح۔ (السنن الكبرىٰ للبيهقي ۲۸۶/۳ حَديث ۹۹۳۹)

ہمیں جتنے انبیاء اور امم سابقہ کے بارے میں بیت اللہ شریف کی حاضری کے بارے میں معلوم ہوا ہے ان میں سے ہر ایک نے احرام باندھکر ہی حاضری دی ہے۔ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی فتح مکہ مکرمہ کے موقع کے علاوہ ہر بار احرام باندھکر تشریف لے گئے ہیں۔

کشتیٔ نوح علیہ السلام کا طواف

تفسیر مظہری اور تفسیر قرطبی اور معارف القرآن وغیرہ میں سورۂ ہود آیت ۴۱ سے ۴۴ تک کی تفسیر کے تحت طوفانِ نوحؑ اور کشتیٔ نوحؑ سے متعلق تفسیر کرتے ہوئے نقل کیا گیا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام دس رجب کو اپنے ساتھ ایمان والے انسانوں اور دیگر مخلوق کو لیکر سوار ہوگئے، اور دس رجب سے دس محرم الحرام تک طوفانی سیلاب کی موجوں میں گشت کرتی ہوئی حضرت نوح علیہ السلام کے آبائی وطن شمالی عراق کے موصل اور آرمینیہ کے علاقہ سے چکر لگاتی ہوئی جب مکۃ المکرمہ پہنچ گئی تو کشتیٔ نوحؑ نے بیت اللہ شریف کا سات مرتبہ طواف کیا اسکے بعد یہ کشتی پہاڑوں کیطرح اُونچے اُونچے موجوں کے درمیان بہتی ہوئی شمالی عراق کے جبلِ جودی کے اُوپر جاکر رُک گئی (مستفاد معارف القرآن ۴/۶۲۷)

اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو وہ اعزاز اور عظمت عطا فرمائی جو دنیا کے کسی مقام کو حاصل نہیں، اور دنیا کی سو سو منزلہ عمارتوں کو لوگ نہیں جانتے مگر دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک کے بچے بچے کعبۃ اللہ کے نام سے واقف ہیں کشتی نوحؑ کے طواف کی عبارت ملاحظہ فرمایئے، جو امام قرطبی اور صاحب تفسیر مظہری نے نقل فرمائی ہے۔

قَالَ الْبَغْوِی اَنَّهٗ رَوٰی اَنَّ نُوحًا رَکِبَ السَّفِینَۃَ لِعَشْرٍ مَضَتْ مِنْ رَجَبٍ وَجَرَتْ بِہِمُ السَّفِینَۃُ سِتَّۃَ اَشْہُرٍ وَمَرَّتْ بِالْبَیْتِ فَطَافَتْ بِہٖ سَبْعًا وَقَدْ رَفَعَہُ اللّٰہُ مِنَ الْغَرَقِ وَبَقِیَ مَوْضِعُہٗ وَھَبَطُوْا یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ ۔الخ (تفسیر مظہری ۵/۹۰ ومثلہ تفسیر قرطبی ۵/۲۶)

حضرت امام بغوی ؒ نے فرمایا کہ روایت کی گئی کہ حضرت نوح علیہ السلام دش رجب کو کشتی پر سوار ہوگئے اور کشتی اُن سب کو لیکر چھ ماہ تک طوفانی سیلاب میں چلتی رہی اور جب بیت اللہ کے پاس سے گذری تو بیت اللہ شریف کا سات مرتبہ طواف کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے غرق سے اسکو بچا کر اُٹھا لیا تھا اور اسکی جگہ باقی تھی اسی کا طواف کیا تھا اور حضرت نوح علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لیکر دش محرم الحرام عاشوراء کے دن کشتی سے اُترے

بیت اللہ شریف کی تعمیر

بیت اللہ کی تعمیر کے بارے میں محدثین اور مفسرین نے بہت سے اقوال نقل فرمائے ہیں سب کو جمع کر کے دیکھا جائے تو دش مرتبہ بیت اللہ شریف کی تعمیری تاریخ ہمارے سامنے آتی ہے اور دش مرتبہ کی تفصیل حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے مؤطا امام مالکؒ کی شرح اَوجزُ المسالک میں نقل فرمایا ہے اور بالفاظِ دیگر کچھ کم وبیش کیساتھ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں اور حافظ بدرالدین عینیؒ نے عمدۃ القاری میں بھی نقل فرمایا ہے۔ اور اختصار کے ساتھ ایضاحُ الطحاوی میں بھی نقل کیا گیا تھا جو یہاں بھی نقل کیا جارہا ہے۔

۱ تخلیقِ آدم سے پہلے حضراتِ ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی تھی،

۲ حضرت آدم علیہ السلام کی تعمیر۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں اُترنے کے بعد سب سے پہلے کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی اور اسکا طواف فرمایا۔

۳ حضرت شیث علیہ السّلام کی تعمیر۔

۴ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی تعمیر۔ طوفانِ نوحؑ کے بعد کعبۃ اللہ کے آثار کا بھی پتہ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو بیتُ اللہ کے بنیادی آثار اور نشانات بتلادیئے۔ انہیں نشانات کے مطابق حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو ساتھ لیکر بیتُ اللہ شریف کی تعمیر فرمائی جسکا ذکر قرآن کریم میں بہت شاندار انداز سے کیا گیا ہے۔

۵ قومِ عمالقہ کی تعمیر۔

۶ قوم جرہم کی تعمیر۔ حضرت امام بیہقیؒ نے شعبُ الایمان ۳/۴۳۷ حدیث ۳۹۹۱ میں اس بارمیں ایک لمبی حدیث شریف نقل فرمائی ہے۔

۷ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِامجد قصّی کلاب کی تعمیر۔

۸ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۳۲ سال کی عمر میں قریشِ مکہ کی تعمیر جس میں حضرت سیدالکونین علیہ السّلام بھی شریک تھے اور حجرِ اسود کو اپنی جگہ رکھنے کا شرف بھی درحقیقت آپ ہی کو حاصل ہوا تھا۔

۹ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے منشاءِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تعمیر فرمائی تھی کہ آقائے نامدار علیہ السّلام نے حجۃُ الوداع کے موقع میں امُّ المومنین حضرت عائشہؓ کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ آئندہ سال تک اگر زندگی نے ساتھ دیا تو کعبۃُ اللہ کی تعمیر اس طریقے سے کیجائے گی کہ اسکے دو دروازے ہونگے ایک شرقی دوسرا غربی تاکہ داخل ہونیوالے ایک سے داخل ہوکر دوسرے سے نکل سکیں۔ اور حطیم کعبہ کو کعبۃُ اللہ میں شامل کردیا جائیگا۔ مگر آئندہ سال تک حضرت سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں موجود نہیں رہے بلکہ پردہ فرماکر تشریف لے گئے۔ پھر جب حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کی مکۃ المکرمہ میں خلافت قائم ہوگئی تھی تو انہوں نے منشاءِ نبوّت کے مطابق کعبۃُ اللہ

کی تعمیر فرمائی حطیم کعبہ کو کعبہ سے ملاکر شامل فرمادیا اور جو دروازہ فی الحال موجود ہے اسکے بالمقابل مغرب کی جانب سے دوسرا دروازہ بنادیا تھا اسکا نشان آج بھی دیوار کعبہ کے پتھروں سے نظر آتا ہے۔

۱۰ جب حجاج بن یوسف نے مکۃ المکرمہ پر چڑھائی کی اور لشکر کشی کر کے کعبۃ اللہ پر منجنیق اور گولے برسائے اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کردیا یہ کہکر کعبۃ اللہ کو ڈھادیا کہ ابن زبیرؓ کی تعمیر کردہ بیت اللہ کا نشان بھی باقی نہیں رہنا چاہیئے۔ اسکے بعد اُس نے اسی طرح سے تعمیر کردی جسطرح قریش نے کی تھی کہ حطیم کو کعبۃ اللہ کی عمارت سے خارج کردیا اور غربی دروازہ کو بند کردیا۔ آج بھی کعبۃ اللہ کا نقشہ اسی حالت میں ہے جسطرح قریش اور حجاج بن یوسف کے زمانہ میں تھا۔ پھر جب بادشاہ ہارون رشید کا زمانہ آیا تو انہوں نے منشاء رسول اللہ ﷺ کے مطابق تعمیر کا ارادہ فرمایا تو اسوقت کے امام اور مجتہد حضرت امام مالکؒ نے فتویٰ دیدیا کہ اب کعبۃ اللہ میں کسی قسم کی ترمیم جائز نہ ہوگی۔ ورنہ کعبۃ اللہ ہر آنے والے بادشاہ کا کھلونا بنجائیگا۔

(ایضاح الطحاوی ۳/۶۲۹ بالفاظ دیگر عمدۃ القاری قدیم ۵/۲۱۶)

زیادہ تفصیل اوجزالمسالک ۴/۲۷۵ تا ۴/۲۸۶ میں ہے۔

انما بُنِیَتْ عشر مراتٍ منها بناءُ الملائکۃِ ومنها بناءُ آدم ومنها بناءُ أولادہٖ وبناءُ ابراھیمؑ وبناءُ العمالیقِ وبناءُ جُرھم وبناءُ قُصَی ابن کلابٍ وبناءُ قریش وبناءُ ابن الزُبَیر۔ (أوجز المسالک ۴/۲۷۵)

بیشک کعبۃ اللہ کی تعمیر دس مرتبہ ہوئی۔ انہیں سے فرشتوں کی تعمیر، اور حضرت آدمؑ کی اور اُن کی اولاد کی اور حضرت ابراہیمؑ کی اور قوم عمالقہ کی اور قوم جُرہم کی اور قصی بن کلاب کی اور قریش کی، اور ابن زبیرؓ کی تعمیر ہوئی ہے۔

عن الرشید او المھدی او المنصور انہ اراد ان یعید الکعبۃ علیٰ ما فعلہ ابن الزبیر فناشدہ مالکؒ فی ذٰلک وقال اخشیٰ ان یصیر ملعبۃ فترکہ۔ (اوجز المسالک قدیم ۳/۴۰۶)

بادشاہ ہارون رشید یا مہدی یا منصور نے بناء عبداللہ بن زبیرؓ کے مطابق تعمیر کے اعادہ کا ارادہ کیا تو حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ خدا کے لئے ایسا نہ کرنا ورنہ آنیوالے بادشاہوں کا کھلواڑ بنجائیگا۔ تو چھوڑ دیا۔

مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کو اعزاز کا شرف کیسے حاصل ہوا

حضرت امام حافظ ابن حبانؒ نے حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل فرمائی کہ حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت مکۃ المکرمہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا تھا کہ تجھ سے زیادہ پاک اور مقدس شہر دُنیا میں کوئی دوسرا نہیں۔ اور میرے لئے تجھ سے زیادہ محبوب ترین شہر کوئی نہیں۔ اگر دشمنانِ اسلام مجھے تیرے پاس سے نہ نکالتے تو میں تجھے چھوڑکر کہیں اور جاکر ہرگز رہائش اختیار نہ کرتا۔ مگر تیرے یہاں رہ کر دعوت و تبلیغ پر سخت پابندیوں اور دُشواریوں اور رُکاوٹوں نے ہجرت کرنے پر مجبور کردیا ہے۔ اور دعوتِ اسلام کی آزادی کے لئے مجبورًا تجھے چھوڑنا پڑا۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

عن ابن عبّاسؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَطْیَبَكِ مِنْ بلدۃٍ واَحبّكِ اِلَیَّ وَلَوْلَا اَنَّ قَوْمِی اَخْرَجُوْنِیْ مِنْكِ مَا سَکَنْتُ غَیْرَكِ۔ الحدیث (صحیح ابن حبان/۲۰۶ حدیث ۳۷۰۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکۃ المکرمہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تجھ سے زیادہ پاک اور مقدس شہر کوئی نہیں، اور میرے نزدیک تجھ سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ شہر بھی کوئی نہیں۔ اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تجھے چھوڑکر اور کہیں کی رہائش ہرگز اختیار نہ کرتا۔

حضراتِ انبیاء علیہم السّلام کے قدموں کے صدقہ سے جن شہروں کو عظمت حاصل ہے قیامت تک ان مقدّس شہروں کو عزّت کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہیگا۔ مکۃ المکرمہ کو اللہ نے پہلے ہی عزّت وشرف سے نواز رکھا تھا مگر حضرت ابراہیمؑ کی آمدورفت اور ان کے خاندان کے آباد ہونیکے بعد سے اس کی عظمت وشرف دنیا میں عام ہوگئی اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السّلام اپنی پہلی اہلیہ کیساتھ یروشلم میں رہائش اختیار فرمانیکی وجہ سے وہاں سے انبیاء علیہم السّلام کا سلسلہ جاری ہوا اور آج اس شہر کو عزّت وعظمت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور ہجرت سے قبل مدینۃ المنورہ کی کوئی اہمیت اور اعزاز نہیں تھا اور اسکا نام یثرب تھا اور طرح طرح کے امراض اور وباء کی جگہ سے مشہور تھا۔ مگر حضرت سیّد الکونین خاتم الانبیاء علیہ السّلام کی تشریف آوری پر اسکا نام یثرب کے بجائے مدینۃ المنوّرہ ہوگیا اور آپ کی برکت سے وباء اور خطرناک امراض کا سلسلہ ختم ہوکر رحمت کی جگہ بن گیا حرم مکّی کیطرح حدودِ مدینہ کو حدودِ حرم مدنی کا شرف حاصل ہوگیا۔ پوری دنیا میں مکۃ المکرمہ کے برابر شہرت اور اعزاز حاصل ہوا۔ آج دنیا کے انسان ہر وقت ہر ٹائم آنکھوں سے اس کی حاضری کی سعادت سے ترستے رہتے ہیں۔ اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی آمدورفت اور ان کے قدموں کے صدقہ سے جسطرح مکۃ المکرمہ کو عزّت وشرف حاصل ہوا۔ اسی طرح محض حضرت سیّد الکونینؐ کے صدقہ سے مدینۃ المنوّرہ کو عظمت وشہرت کا بلند مقام حاصل ہوا۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ⁂ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَللّٰہُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ كَثِیْرًا

وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُكْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حرمین شریفین کے متبرک مقامات اور مشہور اعمال کے اصطلاحی نام

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۝
(آل عمران ۹۷)

یقیناً روئے زمین میں سب سے پہلا گھر یہی ہے جو مکۃ المکرمہ میں لوگوں (کی عبادت کے لئے) مقرر کیا گیا ہے، جو نہایت برکت والا اور پورے عالم کے انسانوں کیلئے ذریعۂ ہدایت ہے۔ اس میں کھلی ہوئی واضح نشانیاں ہیں جیسے مقامِ ابراہیم۔ اور جو بھی اس میں داخل ہوگا ہر خطرے سے مامون اور محفوظ ہوگا۔

اس آیتِ کریمہ میں حق تعالیٰ نے بڑے مؤثر انداز سے ارشاد فرمایا کہ مکۃ المکرمہ میں بہت سے متبرک مقامات اور بہت سی متبرک اشیاء کے ذریعہ عبرت اور ہدایت ہیں اسلئے حج کے موقعہ پر حاجی کیلئے وہاں کے مشہور الفاظ اور مقاماتِ متبرکہ کے مشہور ومعروف ناموں کو جاننا ضروری ہے۔ اگر وہاں کے مشہور اصطلاحی الفاظ کے معنیٰ اور مطلب نہیں سمجھیں گے تو بہت سے مناسکِ حج کی ادائے گی میں کمی آسکتی ہے اسلئے ضروری محسوس ہوا کہ وہاں کے اصطلاحی الفاظ اور متبرک مقامات کے ناموں کی تشریح کردی جائے۔

احرام احرام کے معنیٰ کسی چیز کو حرام کرنے کے ہیں۔ اور حاجی جس وقت حج یا عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھتا ہے تو اسکے اوپر بہت سے ایسے امور حرام ہوجاتے ہیں جو احرام سے پہلے حلال تھے۔ اسلئے اسکو احرام کہا جاتا ہے۔ اور لوگوں میں یہ جو مشہور ہے کہ احرام کی دو چادریں جو حاجی استعمال کرتا ہے اسکو احرام

کہدیا جاتا ہے یہ مجازاً کہا جاتا ہے، ورنہ حقیقت میں یہ احرام نہیں ہے۔

(مستفاد ھدایہ ۱/۲۱۷ غنیہ جدید/۶۶)

افراد افراد کا مطلب یہ ہے کہ حاجی میقات سے صرف حج کا احرام باندھ کر روانہ ہوجائے اور مکہ مکرمہ پہنچکر احرام نہ کھولے، بلکہ یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کرکے احرام کھولدے۔ ایسے حاجی کو مفرد بالحج کہا جاتا ہے۔

(المسالک فی المناسک ۱/۳۶۹)

آفاقی یہ اس حاجی کیلئے بولتے ہیں جو میقات کے باہر سے حج یا عمرہ کے لئے حرم شریف پہونچتا ہے۔ جیسا کہ ہندوستانی، پاکستانی، افغانستانی، یمنی، مصری، نجدی، شامی، افریقی، یورپی وغیرہ ہیں۔ (ہدایہ ۱/۲۱۴)

اشہرِ حج یہ ماہ شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے عشرۂ اوّل کیلئے بولتے ہیں۔ یہ حج کے مہینے ہیں (ترمذی شریف مع العرف الشذی ج۱/۱۸۶)

اشہرِ حرم ان مہینوں کو کہا جاتا ہے جن میں قتل وقتال جائز نہیں ہوتا۔ اور یہ رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم ہیں۔ (ترمذی ج۱ ص۱۸۶)

ایامِ نحر یہ دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ تک تین دن کیلئے بولتے ہیں۔ (ہدایہ ج۱ ص۴۳۰)

ایامِ تشریق یہ گیارہویں ذی الحجہ سے تیرہویں ذی الحجہ تک تین دن کیلئے بولتے ہیں لیکن چونکہ نویں ذی الحجہ سے تیرہویں ذی الحجہ تک پانچ دنوں میں تکبیر تشریق پڑھی جاتی ہے، اسلئے مجازاً ان پانچ دنوں کو بھی ایامِ تشریق کہا جاتا ہے (ہدایہ ج۱ ص۴۳۰)

ایامِ حج یہ آٹھویں ذی الحجہ سے لیکر بارہویں ذی الحجہ تک پانچ دن کے لئے بولتے ہیں۔ اور انہیں پانچ دنوں میں حج کے سارے مناسک ادا کیئے

جاتے ہیں۔ اسلئے ان پانچ دنوں کو ایام حج کہا جاتا ہے۔

اضطباع اسکا مطلب یہ ہے کہ احرام کی اُوپر والی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکالکر بائیں کندھے پر ڈالدینا، اور دائیں کندھے کو کھلے رہنے دینا۔ اسکی تفصیل اضطباع کے عنوان میں دیکھی جائے۔

اِستلام اسکا مطلب یہ ہے کہ حجرِ اسود کو منہ سے بوسہ دیا جائے یا ہاتھ سے چھُو دیا جائے، یا ہاتھ سے چھوکر ہاتھ کو چوم لیا جائے، یا ہاتھ سے دُور سے اشارہ کرکے ہاتھ کو چوم لیا جائے (غنیہ جدید/۱۰۳) نیز رکن یمانی پر ہاتھ لگانے کو بھی استلام کہا جاتا ہے۔

بابُ السّلام یہ مسجدِ حرام کے اس دروازہ کا نام ہے جو صفا مروہ کی طرف سے داخل ہونے میں پڑتا ہے۔ بیت اللہ شریف میں سب سے پہلے اسی دروازہ سے داخل ہونا افضل ہے۔ اور صفا مروہ کی طرف سے بہت سے دروازے ہیں۔ ہر دروازے پر نام لکھا ہوا ہے۔ نیز مدینہ منوّرہ میں مسجدِ نبویؐ کے ایک دروازہ کا نام بھی باب السّلام ہے۔

بابُ الفتح یہ مسجدِ حرام کا ایک بڑا گیٹ ہے جو دو بڑے میناروں کے درمیان میں ہے۔ اور فتح مکہ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی دروازہ کی طرف سے حرم مکرم میں داخل ہوئے تھے۔

بابُ العمرہ یہ مسجدِ حرام کا ایک بڑا گیٹ ہے جو دو میناروں کے درمیان میں ہے۔ اور عمرۃ القضا کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی گیٹ سے داخل ہوئے تھے۔ اور اس گیٹ سے نکلنے کے بعد تھوڑے فاصلہ پر سامنے مدرسہ صولتیہ ہے۔

بابُ الفہد یہ مسجد حرام کے اس حصّہ کا بڑا گیٹ ہے جو شاہ فہد نے نیا حرم بنایا ہے۔ اور مسجد حرام کا یہ حصّہ ایرکنڈیشن ہے۔ اس حصّہ سے نکلنے کا

یہ گیٹ بھی بہت بڑا ہے۔ اور دو بڑے میناروں کے درمیان میں ہے۔

بابِ عبدالعزیز یہ بھی دو بڑے میناروں کے درمیان میں بہت بڑا گیٹ ہے۔ اس گیٹ سے داخل ہونیکے بعد خانۂ کعبہ کا رُکنِ یمانی سامنے پڑتا ہے۔ اور اس گیٹ کو بابُ السّعود بھی کہا جاتا ہے۔ اور مسجد نبوی میں بھی ایک دروازہ باب عبدالعزیز سے موسوم ہے۔

بابِ بلالؓ یہ بھی مسجد حرام کا بڑا گیٹ ہے۔ مگر اس گیٹ پر ایک مینار ہے۔ یہ گیٹ صفا پہاڑی اور بابِ عبدالعزیز کے درمیانی حِصّہ میں ہے۔ ان ابواب کے علاوہ مسجدِ حرام میں داخل ہونے کیلئے اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے دروازے ہیں۔ مثلاً بابِ مدینہ، بابِ حُدیبیہ، باب بنوشیبہ وغیرہ۔ اور مسجدِ حرام میں داخل ہونے کیلئے کل ۹۵ دروازے ہیں۔

بابِ جبریلؑ یہ مسجد نبویؐ کا وہ دروازہ ہے جس سے حضرت جبرئیل امین علیہ السّلام سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لایا کرتے تھے۔ اس دروازہ سے باہر نکلنے سے جنّۃ البقیع سامنے پڑتا ہے۔ اور اس دروازہ سے داخل ہونیکے بعد دائیں ہاتھ کو جانبِ شمال میں اصحابِ صفہ کی قیامگاہ پڑیگی۔ اور بائیں ہاتھ کو جانبِ جنوب میں یعنی جانبِ قبلہ میں حضرت فاطمہؓ کا حجرہ ہے۔ اور تھوڑا سا آگے بڑھنے پر حجرہ فاطمہؓ ختم ہوکر بائیں ہاتھ کو ریاض الجنّہ کا حِصّہ شروع ہوجاتا ہے۔

بابُ النساء یہ دروازہ بھی مسجد نبوی کا قدیم دروازہ ہے۔ جو باب جبرئیل ع کی جانب ہیں اس سے ذرا سا ہٹ کر واقع ہے۔

بابِ عبدالعزیز یہ بھی مسجدِ نبوی کا ایک دروازہ ہے۔ اور مسجد نبویؐ میں مشرقی سمت میں تین دروازے بہت بڑے بڑے اور مشہور ہیں (۱) باب جبرئیلؑ (۲) باب النساء (۳) باب عبدالعزیز۔ ان میں سے

باب عبدالعزیز جدید ہے، اور باب جبرئیل اور باب النساء قدیم ہیں۔

باب عمرؓ، باب مجیدی، باب عثمانؓ

مسجد نبوی کی جانب شمال میں تین دروازے بہت بڑے بڑے اور مشہور ہیں (۱) باب عمرؓ (۲) باب مجیدی (۳) باب عثمانؓ، ان میں باب عمرؓ اور باب عثمانؓ سعودی حکومت نے بنائے ہیں۔ اور باب مجیدی ترکی حکومت کے زمانہ میں سلطان عبدالمجید ترکی نے بنایا ہے۔ اور انہیں باب مجیدی درمیان میں ہے۔ اور باب عمرؓ بائیں جانب اور باب عثمانؓ داہنی جانب میں واقع ہے۔ اور مسجد نبوی ؐ میں ترکوں کی تعمیر کا حصہ بہت بڑے بڑے آثار کے ساتھ سُرخ رنگ میں رنگا ہوا ہے۔

بابُ السّعودؒ، باب ابوبکرؓ، بابُ الرحمۃ، بابُ السّلام

یہ چاروں دروازے مسجد نبوی ؐ کی جانب مغرب میں ہیں۔ ان میں سے باب السّعود اور باب ابوبکرؓ جدید ہیں اور بابُ الرحمۃ اور باب السّلام قدیم ہیں۔

بدنہ طوافِ زیارت سے قبل بیوی سے ہمبستری ہو جائے۔ یا حالتِ جنابت یا حالتِ حیض و نفاس میں طوافِ زیارت کیا جائے تو جرمانہ میں ایک اونٹ یا گائے کی قربانی واجب ہوتی ہے۔ اس کو بدنہ کہتے ہیں۔

تلبیہ اسکے معنی لبیک کہنے کے ہیں جو بوقتِ احرام پڑھا جاتا ہے اسکی تفصیل تلبیہ کے عنوان میں دیکھ لی جائے۔

تکبیر اسکے معنی اللہ اکبر کہنے اور تکبیرِ تشریق کے الفاظ پڑھنے کے ہیں۔ (فتاوی محمودیہ ص ۵۴۱/۱۴ میں یہی لکھا ہے۔

تہلیل اس کے معنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھنے کے ہیں۔

تحمید اس کے معنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھنے کے ہیں۔

تسبیح اس کے معنی سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھنے کے ہیں۔

تمتع یہ ایسے حج کو کہا جاتا ہے جس میں حج کے مہینوں میں میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے اور ارکانِ عمرہ ادا کر کے احرام کھول دیا جائے، پھر آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ کر حج کیا جائے۔ اس کی تفصیل حج تمتع کے عنوان میں دیکھ لی جائے

تنعیم یہ مکۃ المکرمہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے، جو حدودِ حرم سے باہر پڑتا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت عائشہؓ کو ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکرؓ کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھنے کیلئے اس پہاڑ کے دامن میں بھیجا تھا۔ اور جہاں حضرت عائشہؓ نے احرام باندھا تھا وہاں اسوقت ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی ہے جو مسجد عائشہؓ کے نام سے مشہور ہے۔ اہلِ مکہ عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے یہیں آتے ہیں اور جنت المعلیٰ کے راستہ سے حرم شریف اور اس مقام کے درمیان چھ کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ (ایضاح الطحاوی ۳/۶۴۲)

جعرانہ یہ مقام حرم شریف سے جبلِ نور یعنی غارِ حرا اور شرائع کی طرف سے ۲۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، اسی کی طرف السیل الکبیر سے ہوتے ہوئے طائف اور نجد وغیرہ کو دو طرفہ ہائی وے روڈ ہے جسکو خط سریع بھی کہا جاتا ہے اور اسّی کلومیٹر کے فاصلہ پر میقاتِ قرن المنازل پڑتا ہے۔ اور سولہ کلومیٹر پر ایک راستہ بائیں ہاتھ کو مدینۃ المنورہ کی طرف جارہا ہے۔ وہاں سے مزید ۹ کلومیٹر پر مدینہ روڈ پہ مقام جعرانہ واقع ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پر حضرت سید الکونینؐ نے حنین وہوازن کا مالِ غنیمت تقسیم فرمایا تھا اور آپ نے وہاں سے رات ہی

میں عمرہ فرمایا تھا اور وہاں آپؐ کے خیمہ کی جگہ پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے اور لوگ یہاں سے بھی عمرہ کا احرام باندھتے ہیں۔

جمرات یا جمار یہ منیٰ کے وہ تین مشہور کھمبے ہیں جن پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ انمیں سے حرم شریف کی طرف بالکل اخیر میں جو کھمبا ہے اس کو جمرۂ عقبہ، جمرۃ الکبریٰ، جمرۃ الاخریٰ بھی کہا جاتا ہے۔ اسکے بعد جو دوسرے نمبر کا کھمبا ہے اسکو جمرۂ وسطیٰ کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد مسجدِ خیف سے قریب کا جو کھمبا ہے اسکو جمرۂ اولیٰ کہا جاتا ہے۔

جنتُ المعلّیٰ یہ مکۃ المکرّمہ کا وہ قبرستان ہے جسمیں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے مدفون ہیں۔ نیز صحابۂ کرامؓ کی ایک بڑی تعداد بھی اسمیں مدفون ہے۔ اور ہمارے اکابر میں سے حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ اور یہ قبرستان دو حصّوں میں بٹا ہوا ہے۔ درمیان میں سڑک بنی ہوئی ہے۔ اور اس سڑک سے حرم شریف کی طرف کا حصّہ کافی بڑا ہے۔ اور اس کے مدمقابل پہاڑ کے دامن کا حصّہ کچھ چھوٹا ہے۔ اسی حصّہ میں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا مزار مبارک ہے اور اس قبرستان میں دفن ہونا بڑی خوش قسمتی ہے۔

جنت البقیع یہ مدینۃ المنوّرہ کا وسیع وعریض قبرستان ہے، جسمیں ہزارہا صحابہ وتابعین مدفون ہیں حضرت فاطمہؓ اور امہات المؤمنینؓ حضرت عثمانِ غنی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات اس قبرستان میں نمایاں ہیں۔ اس قبرستان میں دفن ہونا باعثِ خوش نصیبی ہے۔ [۱]

---

[۱] عن ابن عباسؓ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بہا فانی اشفع لمن یموت بہا۔ الحدیث۔ (ترمذی ص ۲۲۹/۲)

جبلِ اُحد یہ مدینۃ المنورہ کی آبادی سے باہر ایک کنارے پر کافی لمبا چوڑا پہاڑ ہے۔ اسی پہاڑ کے دامن پر جنگِ اُحد ہوئی تھی۔ اور یہیں پر سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔ اور احد کے موقع پر جو ستر صحابہؓ شہید ہوئے ان سب کا مزار اسی جگہ پر ہے۔ اور اس قبرستان کو چاروں طرف سے جالی سے گھیر دیا گیا ہے۔ جب مدینۃ المنورہ پہونچ جائے تو شہداء احد کے مزارات کی زیارت کرنا بھی مستحب ہے۔

جبلِ ابو قبیس یہ مکۃ المکرمہ میں مسجدِ حرم سے متصل حجرِ اسود کی جانب بہت بڑا پہاڑ ہے۔ صفا پہاڑی جبل ابو قبیس ہی کے دامن پر ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ اور جبل ابو قبیس کے اوپر اس وقت شاہی خاندان کے مکانات بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے پہاڑوں میں سب سے پہلے اسی پہاڑ کو پیدا فرمایا تھا۔ طوفانِ نوحؑ کے بعد اس پہاڑ پر سب سے پہلے ایک شخص ابو قبیس نامی نے مکان بنایا تھا اسلئے اسکا نام جبلِ ابو قبیس پڑ گیا تھا۔

جبلِ رحمت یہ میدانِ عرفات کے درمیان میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ وہاں جاکر دو رکعت نماز پڑھ کر دعائیں مانگنا باعثِ قبولیت ہے۔ عرفات کے دن اس پہاڑ پر بہت بھیڑ ہوتی ہے اسلئے کمزور لوگوں کو اس پر چڑھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ بھیڑ میں جان کا خطرہ ہو جاتا ہے۔

جبلِ قزح یہ میدانِ مزدلفہ میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ جس کے دامن پر مسجدِ مشعرِ حرام بنی ہوئی ہے۔ اور اس پہاڑ کے آثار معمولی درجہ کے باقی ہیں۔ جب عرفات سے مزدلفہ کو چلیں گے تو دائیں بائیں اونچے اونچے دو پہاڑ ہیں۔ جب دونوں پہاڑی کے درمیان سے گذریں گے تو پہاڑ کا حصّہ ختم ہو جانیکے بعد مزدلفہ کا حصّہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور سامنے ہی جبل قزح اور مسجد مشعرِ حرام نظر آئے گی۔

جَبَلِ ثبیر

جَبَلِ ثبیر کے بارے میں ترمذی ۱/۱۸۰ ابوداؤد ۱/۲۶۸ ، ابن ماجہ /۲۱۷ میں حدیث شریف مذکور ہے کہ مشرکین مزدلفہ سے اس وقت تک منیٰ کے لئے روانہ نہیں ہوتے تھے۔ جب تک جَبَلِ ثبیر پر سُورج کی روشنی چمکتی ہوئی دکھائی نہ دیتی تھی۔ اور اس حدیث کے تحت ترمذی اور ابن ماجہ کے حاشیہ میں اور بذل المجہود قدیم ۲/۱۶۹ میں نقل کیا گیا کہ جَبَلِ ثبیر وہ طویل عریض پہاڑ ہے جو مزدلفہ سے منیٰ کے آخر تک پھیلا ہوا ہے۔ اور مزدلفہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ کو واقع ہے۔ اور اس نام سے پانچ پہاڑ مکہ مکرمہ میں موجود ہیں۔ ۱۲۔

اور التاریخ القویم میں جَبَلِ ثبیر کے بارے میں کافی تفصیلی بحث ہے۔ اور اس میں اس کی صراحت ہے کہ مکۃ المکرمہ میں جَبَلِ ثبیر کے نام سے سات پہاڑ ہیں۔
(۱) ثبیر النصع (۲) ثبیر الاثبرہ (۳) ثبیر الاحدب (۴) ثبیر الاعرج
(۵) ثبیر غیناء (۶) ثبیر الخضراء (۷) ثبیر الزنج۔

اور ان سات پہاڑوں میں سے تین پہاڑ زیادہ قابلِ ذکر ہیں۔

۱۔ ثبیر النصع: یہ وہ طویل عریض اور مشہور ترین پہاڑ ہے جو مزدلفہ سے پورا منیٰ عبور کرکے جمرۂ عقبہ سے آگے تک پھیلا ہوا ہے۔ اور اس پہاڑ کی ایک جانب پورا منیٰ پھیلا ہوا ہے۔ اور دوسری جانب عزیزیہ کا پورا علاقہ پھیلا ہوا ہے۔ اور یہی وہ پہاڑ ہے جس کے بارے میں حدیث کی کتابوں میں مشرکین کا واقعہ منقول ہے کہ مشرکین مزدلفہ سے منیٰ کے لئے اس وقت تک روانہ نہیں ہوتے تھے جب تک اس پہاڑ پر سورج کی روشنی چمکتی ہوئی دکھائی نہ دیتی تھی۔ اور شدتِ انتظار میں کہتے تھے اشرق ثبیر اے ثبیر جلد روشن ہوجا تاکہ ہم روانہ ہوجائیں۔

دوسرا قابلِ ذکر پہاڑ ثبیر الاثبرہ ہے۔ اور تیسرا قابلِ ذکر پہاڑ ثبیر الاحدب ہے۔ اور ثبیر الاثبرہ اور ثبیر الاحدب دونوں منیٰ میں واقع ہیں ـــ اور ایک دوسرے سے جُڑے ہوئے ہیں، اور دونوں کی جائے وقوع اس طرح سے ہے، کہ جب منیٰ سے مزدلفہ اور عرفات کی طرف جانے لگے تو بائیں ہاتھ کو پڑیں گے ـــ اور دونوں کے بارے میں صراحت ہے کہ مسجد خیف کے مقابل اور مخالف جانب میں واقع ہیں۔ جب آپ جمرات کے پاس سے مزدلفہ اور عرفات کی طرف منہ کرکے چلیں گے۔ تو آپ کی بائیں ہاتھ کو یہ دونوں پہاڑ پڑیں گے۔ اور دائیں ہاتھ کو مسجدِ خیف اور ثبیر النصع پڑیں گے۔

اور ثبیر الاثبرہ پر جب سورج کی روشنی چمکنے لگے تو نویں ذی الحجہ کو حجّاج کرام کے لئے منیٰ سے عرفات کے لئے روانہ ہوجانا مستحب ہے۔ اور ثبیر الاحدب وہ مبارک پہاڑ ہے کہ اسکے دامن پر حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو ذبح کرتے ہوئے آسمان سے مینڈھا نازل ہوا تھا اور یہ مسجد خیف کے بالکل مقابل پر واقع اور کافی اونچا پہاڑ ہے۔ اور ثبیر الاعرج اور ثبیر غنیا بھی منیٰ کے آس پاس میں واقع دو پہاڑ ہیں۔ اور ثبیر الخضرا حرم شریف سے جنتُ المعلیٰ کے راستہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے راستہ میں واقع ہے۔

اور ثبیر الزنج مکّہ مکرمہ میں شبیکہ کی طرف ایک پہاڑ ہے۔ اور اسکے آس پاس میں سوڈان کے لوگ قیام کرتے ہیں۔

(التاریخ القویم ۲/۳۹۹ تا ۲/۴۰۲)

جبلِ ثور یہ مکۃ المکرمہ سے جانبِ جنوب اور مشرق میں ایک بہت بڑا پہاڑ ہے۔ اور مکہ کے تمام پہاڑوں میں یہ سب سے اونچا پہاڑ ہے سخت گرمی کے زمانہ میں اسکے اُوپر کی چوٹی میں ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ اور اسی پہاڑ کی چوٹی پر غارِ ثور ہے۔ اور ایک چھوٹی سی پہاڑی جبلِ ثور کے نام سے مدینہ منورہ میں بھی ہے۔ جو جبلِ اُحد کے دامن میں ہے۔

جبلِ حرا یہ مسجدِ حرام سے جانبِ مشرق میں تقریباً چھ کلو میٹر کے فاصلہ پر بہت اونچا پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر غارِ حرا ہے۔ اسی میں حضرت سید الکونین علیہ السّلام کو نبوت ملی تھی۔ اور غارِ حرا سے خانۂ کعبہ سامنے نظر آتا ہے لیکن اس زمانہ میں کعبۃ اللہ کے چاروں جانب دو دو منزلہ مسجدِ حرام بن جانیکی وجہ سے کعبۃ اللہ نظر نہیں آتا مسجدِ حرام کی چھتیں نظر آتی ہیں۔

جبلِ نور یہ جبلِ حرا کا دوسرا نام ہے۔ آجکل یہ پہاڑ جبلِ نور ہی کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔

جبلِ قعیقعان یہ وہ پہاڑ ہے جو حطیم کعبہ کی جانب جبلِ ابوقبیس کے مدِ مقابل میں واقع ہے۔ اور جب حرم شریف سے بابُ الفتح اور بابُ العمرہ کے درمیانی حصّہ سے باہر نکلیں گے تو سامنے یہی پہاڑ پڑیگا اور اسی کی جانب اسوقت بابِ مدینہ اور بابِ حدیبیہ واقع ہیں۔

(ابو داؤد شریف ج۱ ص۲۵۹)

اس طرف کے علاقہ کو فی الحال شامیہ کہا جاتا ہے اور عمرۃ القضاء کے موقع پر

قریش مکہ مکرمہ خالی کر کے اسی پہاڑ پر جا کر قیام کئے ہوتے تھے اور کہنے لگے تھے کہ یثرب کے بخار نے ان لوگوں کو کمزور کر دیا ہے۔ تو آپؐ نے صحابہؓ کو حکم فرمایا کہ شروع کے تین چکروں میں رمل کریں۔ (مستفاد بخاری شریف ۲/۶۱۱، طحاوی شریف ۱/۲۹۲)

جبلِ سلع جبلِ سلع وہ مشہور پہاڑ ہے جس کے دامن میں خندق کھودی گئی تھی۔ اور غزوۂ خندق اسی پہاڑ کے دامن میں پیش آیا تھا۔ اور اسی پہاڑ کے دامن میں اسوقت مساجدِ ستہ بنی ہوئی ہیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔

(مستفاد فتح القدیر ۳/۱۸۳)

مگر اب ان میں سے کئی مسجدیں شہید کر دی گئیں اور بیچ میدان میں ایک بڑی مسجد تعمیر ہو رہی ہے۔

جحفہ یہ مقام رابغ کے قریب ایک مقام ہے۔ اسکو مہیعہ اور مقام خربار بھی کہا جاتا ہے۔ اس زمانہ میں یہ مقام ویران سا ہو گیا ہے۔ اور یہ مقام مسجدِ حرام سے تقریباً ۱۸۷ کلومیٹر دوری پر واقع ہے۔ (تاریخ مکہ مکرمہ/۳۰)

اور یہ شام، مصر، الجزائر، سوڈان، اور برِاعظم افریقہ کی طرف سے خشکی کے راستہ سے آنیوالوں کیلئے میقات ہے۔ نیز ترکستان، بلغاریہ، فلسطین، جرمنی، فرانس، برطانیہ وغیرہ سے خشکی کے راستہ سے آنیوالوں کیلئے بھی میقات ہے۔ ان لوگوں کو اسی جگہ سے احرام باندھنا واجب ہے۔

جبلِ قرن یہ مقام مکۃ المکرمہ سے اسّی کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اہلِ نجد اور خلیجی ممالک کیطرف سے آنیوالوں کیلئے یہ میقات ہے۔

جبلِ یلملم یہ مکۃ المکرمہ سے تقریباً ایکسو تیس کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے اسکے قریب کی آبادی کو سعدیہ کہا جاتا ہے۔

(تاریخ مکہ مکرمہ/۲۸)

اور یمن اور اس طرف سے آنیوالوں کیلئے یہ میقات ہے۔ اور ساحلی ممالک سے جو لوگ بحری جہاز سے جدّہ پہونچتے ہیں وہ سب ادھر ہی سے گذرتے ہیں۔ مسقط، پاکستان ہندوستان، بنگلہ دیش، برما، سنگاپور، تھائی لینڈ، ملیشیا، انڈونیشیا، آسٹریلیا وغیرہ سے بحری جہاز سے آنیوالوں کیلئے یہ میقات ہے۔ مگر جدّہ اسکے محاذ میں پڑتا ہے۔ اسلئے بحری راستہ سے آنیوالوں کیلئے جدّہ میں بھی احرام باندھنا جائز ہے۔

حجرِ اسود ترمذی شریف ج۱ ص۱۷۷ میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حدیث شریف مروی ہے کہ حجرِ اسود جنّت کے یاقوت کا ایک پتھر ہے۔ اسکے نور کو اللہ تعالیٰ نے ختم کرکے دنیا میں اُتارا ہے۔ اگر اس کے نور کو ختم نہ کیا جاتا تو مشرق و مغرب اس کی روشنی سے منوّر ہو جاتے۔ جس وقت اسکو اُتارا جارہا تھا بالکل دُودھ کیطرح سفید تھا مگر بنی آدم کی خطاؤں نے اسکو سیاہ کردیا ہے۔ یہ بیت اللہ شریف کے مشرقی جنوبی گوشہ میں قدِ آدم کے قریب اُونچائی پر دیوار میں گڑا ہوا ہے۔ اسکے چاروں طرف چاندی کا حلقہ چڑھا ہوا ہے اور حجرِ اسود کو کسی زمانہ میں بلوائیوں نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا تھا۔ ان ٹکڑوں میں سے چھوٹے بڑے گیارہ ٹکڑے اسوقت چاندی کے اس حلقہ کے اندر جڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی صرف حلقہ کے اندر بوسہ دیگا تو حجرِ اسود کو بوسہ دینا ثابت نہ ہوگا۔ بلکہ حجرِ اسود پر بوسہ اسوقت صحیح ہوگا جبکہ پتھر کے ان ٹکڑوں پر بوسہ دیا جائے۔

حطیم یہ بیت اللہ شریف کی جانبِ شمال میں بیت اللہ سے متصل قدِ آدم دیوار سے گھرا ہوا حصّہ ہے۔ یہ درحقیقت بیت اللہ شریف کا حصّہ ہے۔ جب قریشِ مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پینتیس سال کی عمر میں زمانۂ اسلام سے پہلے خانۂ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ تو حلال پیسہ کی کمی کی وجہ سے یہ حصّہ چھوڑ دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے منشاءِ نبوت کے مطابق اسکو خانۂ کعبہ میں

شامل فرمایا تھا۔ مگر حجاج بن یوسف نے اس کو ختم کر کے پرانی تعمیر کی ہیئت شکل بنادیا ہے۔ پھر خلیفہ ہارون رشید نے منشاء نبوت کے مطابق دوبارہ تعمیر کا ارادہ فرمایا تھا۔ مگر اس زمانہ میں سلطنت اسلامی کے مفتی حضرت امام مالکؒ تھے۔ انہوں نے فتویٰ دیا کہ اب قیامت تک کیلئے ترمیم جائز نہ ہوگی۔ ورنہ ہر زمانہ کے آنیوالے بادشاہ خانۂ کعبہ میں ترمیم کرتے جائیں گے۔ تو خانہ کعبہ بادشاہوں کا کھلواڑ بن کر رہ جائے گا۔ اسلئے اسی حالت میں قیامت تک باقی رہے گا۔ (اوجز المسالک ۲/۴۸۶) اسکی تفصیل بیت اللہ کی تاریخی جھلکیاں کے عنوان کے اخیر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

حرم یہ مکۃ المکرمہ کے چاروں طرف کچھ دور دور تک زمین ہے۔ اور اسکی چہار جانب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حدودِ حرم کے نشانات نصب کر دیئے ہیں جو نشانات کسی بھی طرف سے حدودِ حرم میں داخل ہوتے وقت نظر آتے ہیں ۱؎ انمیں سب سے قریب ترین حدود طریق مدینہ پر مقام تنعیم اور مسجد عائشہؓ ہے، جو حرم شریف سے صرف ۶ یا ۷ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ ۲؎ وادی نخلہ جو مسجد حرام سے تقریباً ۱۴ر کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے ۳؎ اضاۃ لبن اسکو عُقَیْشِیَہ بھی کہا جاتا ہے جو مسجد حرام سے ۲۳ر کلومیٹر کے فاصلہ پر طریق یمن میں واقع ہے ۴؎ جعرانہ جسمیں حنین کے مال غنیمت تقسیم ہوئے تھے۔ یہ مسجد حرام سے تقریباً ۲۴ر کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ تاریخ مکہ میں ۲۲ر کلومیٹر لکھا ہے۔ مگر ہم نے خود تجربہ کیا تو ۲۴ر اور ۲۵ر کلومیٹر کے درمیان واقع ہے ۵؎ حدیبیہ جو مسجد حرام سے ۲۲ر کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جو جدہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان قدیم شاہراہ پر واقع ہے اور اس سے کچھ دور جانب یسار کو ہٹ کر جدید شاہراہ ہے جس پر رحل نما نشان قائم ہے اور حدیبیہ ہی کا دوسرا نام شمیسی بتلاتے ہیں۔ اور مسجد حرام سے حدودِ حرم کا نشان ۲۲ر کلومیٹر پر ہے۔ اور وہاں سے ڈو کلومیٹر پر صلح حدیبیہ کے موقع پر

بیعت الرضوان کی جگہ ہے لہٰذا مسجد بیعت الرضوان ۲۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

المسافۃ بین المسجد الحرام وبین الشمیسی اربعۃ وعشرون کیلو متراً والمسافۃ بین المسجد الحرام والعلمان الدالان علی حدود الحرم اثنان وعشرون کیلو متراً تقریبًا ومن العلمین الی مسجد الشمیسی نحو اثنین کیلو متراً الخ التاریخ القویم ۲/۱۵۵)

؎ عرفات ومزدلفہ کے راستہ میں واقع ہے جو مسجد حرام سے تقریبًا ۱۷ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ تاریخ مکہ میں ۲۲ کلومیٹر لکھا ہے جو مسامحت پر محمول ہے! اور وہاں سے ڈاکٹر ابو خلیل نے "اطلس السیرۃ النبویۃ" میں بھی ۲۲ کلومیٹر نقل فرمایا ہے — وہ بھی مسامحت پر محمول ہے ؎ طائف کا راستہ جو عرفات اور جامع ام القری جدید سے ہوکر جارہا ہے، اسمیں مسجد حرام سے ۱۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر حدودِ حرم کا کھمبا نصب ہے۔

حَرَمی یا اہلِ حَرم | یہ حدودِ حَرم کے اندر رہنے والے لوگوں کو کہا جاتا ہے۔

حِل | یہ حدودِ حَرم سے باہر اور حدودِ میقات کے اندر کے درمیانی حصہ کو کہا جاتا ہے۔ اس کو حِل اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس میں حدودِ حَرم کے برخلاف شکار وغیرہ کھیلنا حلال اور جائز ہے۔

حِلّی یا اہلِ حِل | یہ حدودِ حِل میں رہنے والوں کو کہا جاتا ہے۔

حُدیبیہ | یہ جدّہ سے مکۃ المکرمہ جاتے وقت راستہ میں ایک مقام پڑتا ہے یہ حَرم شریف سے ۲۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر دوطرفہ پہاڑوں کے درمیان بہت بڑی وسیع وعریض وادی اور میدان ہے۔ اس وسیع ترین وادی کے وسط میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نصب کردہ حدودِ حَرم کا نشان والا کھمبا ہے — اور وہاں سے تقریبًا ڈھائی کلومیٹر پر حدودِ حَرم سے باہر اسلامی لشکر کا قیام تھا۔

اسی جگہ آپؐ نے صحابہؓ سے بیعت لی تھی جسکو بیعت الرضوان کہا جاتا ہے۔ اور اس بیعت کا ذکر قرآنِ کریم میں بڑے عظیم الشان انداز سے فرمایا ہے۔

حَلق | اسکے معنی سَر کے بال مونڈنے یا منڈانے کے ہیں۔ اس کے ذریعہ سے احرام سے نکلتے ہیں۔

حَلال | حلال ایسے آدمی کو کہا جاتا ہے جس نے احرام نہیں باندھا ہے۔

دم | احرام کی حالت میں ممنوع افعال کے ارتکاب کرنے سے جرُمانہ میں ایک بکری یا اس جیسے جانور کی قربانی کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اسکو دم کہتے ہیں اور اس پوری کتاب کے اندر جہاں بھی دم کا لفظ آئے گا وہاں پر یہی جرمانہ کی قربانی مراد ہوگی۔

ذاتِ عرق | یہ مکۃ المکرمہ سے ۹۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک مقام ہے۔ یہ اہلِ عراق، ایران، خراسان، افغانستان، ازبکستان، ترکمانستان، قزاختسان، روس اور چین سے خشکی کے راستہ سے آنیوالوں کیلئے میقات ہے۔ اس مقام پر ان لوگوں کیلئے احرام باندھنا لازم ہے۔

ذوالحلیفہ | اسکو بیرِ علی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مدینہ سے آنیوالوں کیلئے میقات ہے یہ مکۃ المکرمہ سے جدید راستہ میں ۴۱۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

رکنِ اسود | خانۂ کعبہ کا وہ گوشہ ہے جس میں حجرِ اسود ہے۔

رکنِ عراقی | یہ بیت اللہ کا شمالی مشرقی گوشہ ہے۔

رکنِ شامی | یہ بیت اللہ شریف کا مغربی شمالی کونہ ہے۔

رکنِ یمانی | یہ بیت اللہ شریف کا جنوبی مغربی کونہ ہے۔ طواف کے دوران اس کونہ پر ہاتھ لگاتے ہوئے گذرنے کو استلام کہا جاتا ہے۔

اور یہ استلام مسنون ہے۔

رمل — یہ طواف کے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر تیز چلنے کو کہا جاتا ہے۔

رمی — یہ جمرات پر کنکری مارنے کیلئے بولا جاتا ہے۔

روضۂ اطہر — حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو روضۂ اطہر کہا جاتا ہے اور اسکے چاروں طرف سے بنی ہوئی عمارت کو مُواجہہ شریف کہا جاتا ہے۔

ریاض الجنّہ — حُجرۂ عائشہؓ اور منبرِ رسُولؐ کے درمیانی حِصّہ کو ریاض الجنّہ کہا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں اس مقام کی بڑی فضیلت آئی ہے اور اس جگہ نماز پڑھنا اور دُعاء کرنا باعثِ قبولیت ہے۔

زمزم — بئیر زمزم کو کہا جاتا ہے جس کا پانی بہت متبرک ہے۔ پوری دنیا کے لوگ اس سے سیراب ہو رہے ہیں، مگر اسکے پانی میں کمی نہیں آتی۔

سعی — صفا مروہ کے درمیان مخصوص طریقہ سے چلنا۔

شوط — بیت اللہ شریف کے طواف کے ہر چکر کو شوط کہا جاتا ہے۔ اسی طرح صفا مروہ کے درمیان کے ہر چکر کو بھی شوط کہا جاتا ہے۔

صَفا — یہ بیت اللہ شریف کی مشرقی جنوبی جانب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے اور اسی سے سعی کی ابتداء کیجاتی ہے۔

صُفّہ — یہ مسجدِ نبویؐ کے اندر حجرۂ فاطمہؓ سے دو تین صف کے فاصلہ پر وہ مقام ہے جسمیں اصحابِ صُفّہ رہتے تھے۔ اور یہ مقام مسجد نبویؐ کے اندر بالکل نمایاں ہے۔ سطحِ زمین سے تقریباً ایک ہاتھ کی اونچائی پر ہے۔ یہاں نماز پڑھنا بھی باعثِ فضیلت ہے۔ یہاں بھیڑ کی وجہ سے نماز کی جگہ مشکل سے ملتی ہے۔

صَدقہ حج کے جرمانہ میں جب یہ کہا جاتا ہے کہ صدقہ واجب ہے۔ تو اس سے صدقۂ فطر (نصف صاع) مراد ہوتا ہے۔

طواف یہ بیت اللہ شریف کے چاروں طرف چکر لگانے کو کہا جاتا ہے۔ اور طواف کی بقات قسمیں اس کتاب کے اندر اقسامِ طواف کے عنوان کے تحت میں دیکھ لی جائیں۔

عمرہ حِل یا میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ شریف کا طواف۔ اور صفا مروہ کی سعی کر کے حلق کرنے کو عمرہ کہا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل عمرہ کے عنوان کے تحت دیکھ لی جائے۔

غارِ ثور مکۃ المکرمہ کی جانب مغرب وجنوب میں تقریباً ۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر بہت بڑا پھیلا ہوا ایک اونچا پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر بڑے بڑے پتھروں کے ٹال میں ایک غار ہے۔ جسمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقِ اکبرؓ کو ساتھ لیکر ہجرت کے موقع پر مشرکینِ مکہ سے چھپ کر قیام فرمایا تھا۔ یہ غار آج بھی اسی پرانی شکل میں ہے۔

غارِ حراء یہ جبلِ نور کی چوٹی پر پتھروں کے ٹال کے اندر ایک غار ہے جس میں نبوت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی روز گوشہ نشین ہوکر عبادت کرتے تھے۔ اور سب سے پہلی وحی اسی غار میں نازل ہوئی ہے۔ اور سورۂ اِقْرَأْ اسی غار میں نازل ہوئی ہے۔ اور اس پہاڑ کی چوٹی بہت دُور دُور سے نظر آتی ہے۔

قرن مکۃ المکرمہ سے اسیؔ کلومیٹر کے فاصلہ پر نجد کیطرف ایک پہاڑ ہے۔ یہ نجد کیطرف سے آنیوالوں کیلئے میقات ہے اسکو قرن المنازل بھی کہا جاتا ہے۔

قِران یہ حج کی اس قسم کو کہا جاتا ہے جسمیں میقات سے حج اور عمرہ دونوں

کا ایک ساتھ احرام باندھ کر آتے ہیں۔ پھر یوم النحر تک احرام ہی کی حالت میں باقی رہتے ہیں۔

قارن حج قران کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔

قصر احرام کھولتے وقت سر کے بال کٹوانے کو کہا جاتا ہے۔

کعبہ یہ مسجدِ حرام کے درمیان میں وہ مقدس عمارت ہے جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔ اسی کی زیارت کیلئے دنیا کے کونے کونے سے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔

مفرِد یہ اس حاجی کو کہا جاتا ہے جو میقات سے صرف حج کا احرام باندھکر آتا ہے۔ (المسالک فی المناسک ۱/۳۶۹)

مُحرِم احرام باندھنے والے کو کہا جاتا ہے۔

مطاف کعبۃ اللہ کے چاروں طرف کا وہ میدان ہے جسکو مسجدِ حرام نے اپنے اندر گھیر رکھا ہے۔ اسی میں کعبۃ اللہ کا طواف کیا جاتا ہے۔

میقات اس مقام کو کہا جاتا ہے۔ جہاں سے گذرتے وقت آفاقی پر احرام باندھنا لازم ہوتا ہے۔

۱ قرن المنازل یہ نجد اور مشرق کیجانب سے آنیوالوں کا میقات ہے یہ مسجدِ حرام سے اسّی کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۲ ذاتِ عرق یہ عراق اور خراسان وغیرہ کیطرف سے آنیوالوں کا میقات ہے اور یہ مسجدِ حرام سے ۹۰ کلومیٹر دُوری پر واقع ہے۔

۳ یلملم یہ یمن اور جنوبی اور ساحلی علاقہ کیطرف سے آنیوالوں کا میقات ہے۔ اور یہ مسجدِ حرام سے ۱۳۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۴ جحفہ یہ رابغ سے قریب ایک مقام ہے یہ ملک شام، مصر، فلسطین اور برِاعظم

یورپ کی طرف سے آنیوالوں کا میقات ہے۔ اور یہ مسجدِ حرام سے ۱۸۲ر کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۵ ذوالحلیفہ یہ مقام اب مدینۃ المنوّرہ کی آبادی میں مل گیا ہے اور یہ مدینہ منوّرہ اور اس طرف سے آنیوالوں کا میقات ہے۔ اور یہ مسجدِ حرام سے ۴۱۰ر کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ (تاریخ مکہ مکرمہ / ۲۵)

میقاتی | میقات کے علاقہ کے رہنے والے کو کہا جاتا ہے۔

مقامِ ابراہیمؑ | یہ جنّت کا وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی ہے۔ یہ پتھر آج بھی اپنی حالت میں باقی ہے۔ اور اسمیں دو قدم بنے ہوئے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے قدم کے نشان ہیں۔ کعبۃ اللہ کے دروازے کے سامنے اس پتھر کو شیشے میں رکھا گیا ہے پھر اس شیشے کو پیتل اور تانبا کی جالی سے گھیر دیا گیا ہے اور جالیوں سے اچھی طرح نظر آتا ہے۔ ترمذی شریف ص۱۷۷ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث شریف مروی ہے کہ یہ جنّت کا یاقوتی پتھر ہے۔ اسکی چمک کو اللہ تعالیٰ نے ختم فرماکر دنیا میں اُتارا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام اس پر کھڑے ہوکر بیت اللہ کی تعمیر فرماتے تھے تو یہ پتھر خود بخود حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو لیکر حسب ضرورت اونچا ہوجاتا تھا۔ اس پتھر کے پاس دُعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔ قرآنِ کریم میں اسکی بہت فضیلت آئی ہے (تفسیر رُوح المعانی ص۳۷۷/۱)

مُلتزم | یہ کعبۃ اللہ کے دروازہ اور حجرِ اسود کے درمیانی حِصّہ کا نام ہے۔ اس سے لپٹ کر دُعا مانگنا مسنون اور مقبول ہے۔

میزابِ رحمت | یہ بیت اللہ شریف کے پرنالے کا نام ہے۔ جو حطیم کیطرف ہے اس پرنالے کے نیچے کھڑے ہوکر دُعا مانگنا مسنون اور مستحب ہے۔

اور یہاں پر دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔

مَروہ | یہ بیت اللہ شریف کی شمالی مشرقی جانب میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جو صفا پہاڑی کے مقابل میں ہے۔ یہاں پر سعی ختم ہوجاتی ہے۔

مُزدلفہ | یہ منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک بڑا میدان ہے جس کے تین جانب پہاڑ ہے، عرفات سے واپسی میں اسی میدان میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ پڑھنے کا حکم ہے، پھر فجر کی نماز کے بعد طلوعِ شمس سے کچھ پہلے تک اس میدان میں وقوف کرنا واجب ہے۔

مُحسِّر | یہ منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان ایک نشیبی میدان ہے۔ اور اسی جگہ پر اصحاب فیل اور انکے سربراہ بادشاہ ابرہہ پر عذاب نازل ہوا تھا یہ لوگ خانہ کعبہ کو ڈھانے کے ارادے سے آرہے تھے مگر اللہ نے اپنی قدرت کا مظاہرہ فرمایا اور یہ ناکام ہوگئے (العرف الشذی ۱/۱۸۲ احاشیہ ترمذی ۱/۱۷۶ روح المعانی ۳۰/۲۷۴ اور عمدۃ القاری قدیم ۱۰/۱۶ معارف السنن ۶/۲۰۸ تکملہ ۸/۷۰ میں خارج حرم کے قول کو راجح کہا ہے۔ اس جگہ مزدلفہ کا وقوف صحیح نہیں ہے۔ اور مزدلفہ سے منیٰ آتے وقت یہاں سے تیز رفتاری سے چلنا چاہئے۔

مِنیٰ | یہ وادیٔ محسر سے جمرۂ عقبہ تک دو طرفہ پہاڑوں کے درمیان ایک وسیع میدان ہے۔ اور یہ میدان مسجدِ حرام سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور اب ادھر سے حرم شریف کا راستہ مزید قریب ہوگیا ہے کہ پہاڑ کی سُرنگ سے سیدھا راستہ بن گیا ہے۔ اور یہیں پر شیطان کو کنکری ماری جاتی ہے۔

مسجدِ خیف | یہ منیٰ میں جمرات کے قریب ایک بہت بڑی مسجد ہے۔

مسجدِ اسماعیلؑ یا مسجد الکبش | التاریخ القویم جو مکۃ المکرمہ کی تاریخ سے متعلق ضخیم ترین جامع کتاب ہے، اسمیں صراحت ہے کہ یہ مسجد منیٰ سے عرفات کی طرف کو رُخ کیا جائے تو بائیں جانب جبلِ ثبیر کے دامن پر واقع ہے۔ اور یہ مسجد اسی جگہ قائم ہے جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام

کو ذبح کرتے وقت الکبش یعنی حضرت جبرئیل امینؑ آسمانی مینڈھا لیکر تشریف لائے تھے اور اسکو مسجد الکبش اور مسجد اسماعیل سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مگر اسوقت اس مسجد کا حتمی نشان باقی ہے یا نہیں یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا۔ (التاریخ القویم ۵ ص ۳۰۹)
ہاں البتہ جمرات سے مزدلفہ اور عرفات کی طرف جاتے ہوئے بائیں ہاتھ کو پہاڑ کے دامن پر کبری عبدالعزیز سے المعیصم کی طرف جاتے ہوئے دائیں جانب شاہراہ سے متصل ایک مسجد ہے اس کو اس وقت کوئی مسجد سے موسوم کیا جاتا ہے ۔ اور اس وقت منیٰ میں مسجد خیف اور یہی مسجد موجود ہیں۔ ان دونوں کے علاوہ کوئی اور مسجد نہیں ہے۔

مسجدِ نمرہ یہ میدانِ عرفات کی وسیع و عریض مسجد ہے۔ جس میں اسّی نوّے ہزار آدمی ایک ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور یہ مسجد دو منزلہ ہے۔ پورے حجاز مقدس میں تین مسجدیں بہت بڑی بڑی ہیں۔ ۱ مسجدِ حرام ۲ مسجد نبویؐ۔ ۳ مسجد نمرہ۔

مسجدِ حرام یہ بیت اللہ شریف کے چاروں طرف بنی ہوئی ہے۔ اسمیں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ شریف ص ۱۰۲)

مسجد الرایہ یہ حرم شریف سے جنت المعلّٰی جاتے ہوئے راستہ میں پڑتی ہے۔ یہ مسجد ایسی جگہ بنی ہوئی ہے جہاں پر فتح مکّہ کے موقع پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا تھا۔

مسجد الجن یہ مسجد بھی جنت المعلّٰی کے راستہ پر مسجد الرایہ سے چند قدم کے فاصلہ پر سڑک کے درمیان میں بنی ہوئی ہے۔ اور یہ مسجد اس جگہ پر واقع ہے جہاں پر لیلۃ الجن کے موقع پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو بٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنات میں تقریر کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

مسجد مشعرِ حرام
یہ مزدلفہ کی مسجد کا نام ہے۔ اور مزدلفہ میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کو جبلِ قزح کہا جاتا ہے، اس کو بھی مشعرِ حرام کہا جاتا ہے۔

مسجدِ عائشہؓ
یہ جبلِ تنعیم کے دامن میں عالیشان مسجد ہے۔ اسی مسجد میں عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے اہلِ مکہ آتے ہیں۔ اور یہ مقام حُدودِ حرم سے باہر ہے۔

مسجدِ نبویؐ
یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے۔ اس وقت یہ مسجد اتنی بڑی بنی ہوئی ہے کہ کئی لاکھ افراد ایک ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا ابن ماجہ کی ایک روایت کے مطابق دوسری مسجدوں میں پچاس ہزار نماز پڑھنے کے برابر ثواب رکھتا ہے۔

(ابن ماجہ شریف ص۱۰۲ بروایت حضرت انسؓ)

مسجدِ قبا
یہ مسجد نبویؐ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر مدینۃ المنورہ کے عوالی میں واقع ہے۔ اس کی تعمیر میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس شرکت فرمائی تھی۔ اس مسجد میں دو رکعت نفل پڑھنے سے ایک عمرہ کے برابر ثواب ملتا ہے۔ ترمذی شریف ۱/۴۷، نسائی شریف ۱/۸۱ اور صحیح حدیث شریف میں اس کا بھی ذکر ہے کہ حضرت سیّد الکونین علیہ السلام ہر ہفتہ کے روز کبھی پیدل کبھی سواری پر سوار ہو کر مسجد قبا تشریف لیجایا کرتے تھے۔

(بخاری شریف ۱/۱۵۹ حدیث ۱۱۷۹، مسلم شریف ۱/۴۴۸) ابن ماجہ شریف ص۱۰۲

اس وقت یہ مسجد بہت بڑی ہوگئی ہے۔

مسجد القبلتین
اس کو مسجد بنو سلمہ بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں پر قبیلہ بنو سلمہ رہتا تھا۔ اور یہ مسجد ایک اونچے ٹیلے پر بنی ہوئی ہے۔ اس میں دو محراب ہیں۔ ایک بیت المقدس کی طرف اور ایک بیت اللہ شریف کی طرف۔ ہجرت کے بعد سترہ مہینہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی گئی۔ اور اس مسجد میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے، دورانِ نماز کعبۃ اللہ کی طرف منہ پھیرنے کا حکم ہوا۔ اس لئے اس مسجد کو مسجد القبلتین کہا جاتا ہے۔ اس کی دیوار پر تحویلِ قبلہ کی آیت لکھی ہوئی ہے۔ ابھی چند سال سے بیت المقدس کی طرف کی محراب بھی ختم کر دی گئی، اور اس کی دیوار پر جو تحویلِ قبلہ کی آیتیں لکھی ہوئی تھیں وہ مٹا دی گئیں۔

مساجدِ ستّہ

مسجد الفتح، مسجد سلمان فارسیؓ، مسجد علیؓ، مسجد عمرؓ، مسجد سعد بن معاذؓ، مسجد ابوبکرؓ
یہ چھ مسجدیں اس جگہ پر بنی ہوئی ہیں جہاں پر غزوۂ خندق کا واقعہ پیش آیا تھا۔ مدینۂ منورہ کے مشہور پہاڑ جبلِ سلع کے دامن میں یہ مسجدیں ہیں۔ اور وہاں پہاڑ کے دامن میں ایک اونچا ٹیلہ ہے اس پر غزوۂ خندق کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے وہاں پر ایک مسجد بنائی گئی ہے اس کا نام ۱ مسجد فتح ہے۔ اور ٹیلے سے نیچے چند قدم پر حضرت سلمان فارسیؓ کو متعین کیا گیا تھا وہاں پر ایک مسجد بنائی گئی ہے، اسکا نام ۲ مسجد سلمان فارسیؓ ہے۔ پھر وہاں سے تقریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو متعین کیا گیا تھا وہاں پر ایک مسجد بنائی گئی ہے، اس کا نام ۳ مسجد ابوبکرؓ ہے۔ پھر وہاں سے بیس قدم کے فاصلہ پر حضرت عمر فاروقؓ کو متعین کیا گیا تھا، وہاں پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے اس کا نام ۴ مسجد عمرؓ ہے۔ پھر وہاں سے چند قدم کے فاصلہ پر حضرت سعد بن معاذؓ کو متعین کیا گیا تھا وہاں ایک مسجد بنی ہوئی ہے اس کا نام ۵ مسجد سعد بن معاذؓ ہے۔ پھر وہاں سے بیس قدم کے فاصلہ پر چڑھائی ہے وہاں پر حضرت علیؓ کو متعین کیا گیا تھا، اس جگہ ایک مسجد بنی ہوئی ہے، اس کا نام ۶ مسجد علیؓ ہے۔ ان چھ مسجدوں کو مساجدِ ستّہ کہا جاتا ہے۔ زیارتِ مدینہ منورہ کے موقع پر ان مقاماتِ مقدسہ اور متبرک مساجد میں حاضری دینا، اور نماز پڑھکر دعائیں مانگنا بڑی خوش نصیبی ہے۔ اسلئے حجاج کرام اپنے آپ

کو ان مقامات اور مساجد کی خیر وبرکات سے محروم نہ کریں ۔ (مستفاد فتح القدیر ج۲ ص۱۸۲)

مگر امسال سنہ ۱۴۲۶ھ تک مذکورہ مساجد سب موجود نہیں ہیں، ان میں سے کئی مسجدیں شہید کر دی گئیں ۔ اور بیچ میدان میں ایک وسیع وعریض مسجد تعمیر ہو گئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

(۶) وطن سے بیت اللہ تک

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ⁘ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ○ (الحج ۲۷)

اور تم لوگوں میں حج بیت اللہ کا اعلان کر دو۔ لوگ تمہارے پاس دُور دَراز علاقوں سے پیدل چلکر اور سَوار ہو کر دُبلے دُبلے اونٹوں پر چلے آئیں گے (انکی سَواریاں چلتے چلتے تھکی ہاری دُبلی ہو جائیں گی)

لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِیْكَ لَكَ۔

سفرِ حج کی ابتدار

سفرِ حج شروع کرنے سے پہلے لازم اور ضروری ہے کہ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرے۔ اور سفرِ حج کا اہم اور اصل مقصد گناہوں سے توبہ ہے۔ اور توبہ قبول ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کے کسی بندہ کا کوئی حق باقی نہو۔ اگر کسی کو جسمانی یا مالی یا ذہنی تکلیف اور نقصان پہنچایا ہے تو اسکا حق ادا کردے، اور اس سے معافی مانگے اور اس کو راضی اور خوش کرے اور اگر کسی کا قرض ہے تو اس کو ضرور ادا کردے۔ اور اگر کسی کی امانت ہے تو اسے بھی واپس کردے، اس کے بعد دل و دماغ کو ہر طرف سے یکسُو کر کے اللہ سے سچی توبہ کرے۔ اب توبہ بھی سچی توبہ ہوگی۔ اور اس کی قبولیت کی قوی امید ہوگی۔ [۱]

---

[۱] اعلم ان من عزم وقصد ان یحج بیت اللہ الحرام یجبُ علیہ اولًا ان یتوبَ عن جمیع الذنوب والخطایا توبةً نصوحًا (وقولہ) ان تمام التوبة وقبولہا موقوف علی ارضاء الخصوم بردّ المظالم الی صاحبہا وقضاء الدیون وردّ الودائع والامانات بقدر الوسع والطاقة لقولہ علیہ السلام لا یقبل اللہ توبة عبدٍ حتی یُرضی الخصماء۔ الحدیث۔
(المسالك فی المناسك ۱/۱۴۴ تا ۱۴۹)

سفرِ حج کی بتیس ۳۲ ہدایات

۱۔ جن لوگوں سے ناراضگی ہو ان سے دل صاف کرلینا۔
۲۔ لوگوں کے معاملات صاف کرنا۔
۳۔ کسی پر ظلم کیا ہو اس سے معافی تلافی کرلینا۔
۴۔ کسی کا مال کھایا ہو تو اس کو یا اس کے ورثاء کو ادا کر دینا۔
۵۔ تمام قصوروں سے توبہ کرنا۔
۶۔ ماں باپ کو راضی اور خوش کرکے سفر کرنا۔
۷۔ بیوی بچوں کو اطمینان دِلاکر سفر کرنا۔
۸۔ اپنے اوپر کسی کا قرض ہو تو قرض ادا کرکے سفر کرنا۔
۹۔ نیک صالح ساتھی کے ساتھ سفر کرنا۔
۱۰۔ حج کے ضروری مسائل کا سمجھنا سیکھ لینا لازم ہے۔
۱۱۔ مناسکِ حج کی کتاب ساتھ میں رکھنا۔
۱۲۔ سفرِ حج کو خالص عبادت کی حیثیت سے کرنا جس میں کوئی تجارت مقصود نہو۔
۱۳۔ اپنے آپ کو ریاکاری اور شہرت سے دور رکھنا۔
۱۴۔ پورے سفر میں تواضع اور عاجزی میں رہنا۔
۱۵۔ ضروری اشیاء کی خریداری میں زیادہ بھاؤ تاؤ نہ کرنا۔
۱۶۔ سفرِ حج کے دوران خرچ کرنے میں تنگی نہ کرنا۔
۱۷۔ ساتھیوں کے ساتھ بھی خرچ کرنے میں فراخدلی اختیار کرنا۔
۱۸۔ گھر سے روانہ ہوتے وقت صدقہ کرنا۔
۱۹۔ دورانِ سفر ضرورتمندوں پر خرچ کی نیت سے پیسہ زیادہ رکھنا۔
۲۰۔ دُو رکعت نماز پڑھکر روانہ ہونا۔
۲۱۔ رخصت کے وقت لوگوں سے مصافحہ کرنا، دُعاء کے لئے کہنا۔

۲۲۔ لوگ حاجی سے دُعار کی گذارش کریں۔

۲۳۔ ہر ایک رخصتی کی دُعار پڑھے۔

۲۴۔ پھر سفر کی دُعار پڑھے۔

۲۵۔ اثنائے سفر جہاں بھی اُترنا ہو وہاں پر دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔ لہٰذا اپنے یہاں کے ایرپورٹ اور جدّہ یا مدینہ ایئرپورٹ پر دُو دُو رکعت نماز پڑھی جائے۔

۲۶۔ پورے سفر میں اللہ کا ذکر اور اپنے لئے اور والدین، اپنی اولاد اہل وعیال اور عامۃ المسلمین کے لئے کثرت کے ساتھ دعار کرتے رہیں۔

۲۷۔ پورے سفر میں لڑائی جھگڑے، دھکا مکی، بدزبانی وغیرہ سے شدّت سے احتراز کریں۔

۲۸۔ ہر کسی کے ساتھ محبّت اور نرمی سے پیش آنا۔

۲۹۔ نماز باجماعت کا اہتمام رکھنا۔

۳۰۔ وہاں کے لوگ عشار کی نماز بھی کبھی مغرب کے وقت پڑھ لیتے ہیں: آپ اپنی نمازیں وقت ہونے پر پڑھا کریں۔

۳۱۔ ممکن ہو تو سنن ونوافل کی بھی پابندی کریں۔

۳۲۔ ہوائی جہاز میں بھی نماز پڑھنے کی جگہ ہوتی ہے۔ لوگوں کو تکلیف دینے سے بچتے ہوئے وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(غنیۃ الناسک/۲۴ تا/۲۹)

گھر سے روانگی گھر سے روانگی کے وقت دو رکعت صلوٰۃ السفر پڑھنا مسنون ہے۔ [1]

پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد قُلْ ھُوَاللّٰہُ پڑھے، یا پہلی رکعت میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور دوسری میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے۔ [2] اور سلام کے بعد قیامگاہ سے نکلنے سے قبل آیۃ الکرسی اور لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ پورے سفر میں کوئی رکاوٹ اور پریشانی نہ ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ سے سفر کی آسانی کے لئے دعاء کرے [3]

گھر سے نکلنے کی دعاء جب گھر یا قیامگاہ سے روانہ ہوجائے تو نکلتے وقت یہ دعاء پڑھے، انشاء اللہ شیطان اور دشمنوں سے حفاظت ہوگی اور ہر مشکل آسان ہوجائے گی۔ [4]

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔
(ترمذی ۲/۱۸۱)

اللہ کے نام سے سفر شروع کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرتا ہوں، معصیت سے حفاظت اور اطاعت پر قدرت اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہوسکتی۔

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصُوْلُ وَبِکَ اَحُوْلُ وَبِکَ اَسِیْرُ۔
(حصن حصین مترجم ص۱۷۰)

اے اللہ آپ ہی کی مدد سے حوصلہ اور ہمت کرکے پہنچنے کا ارادہ کرتا ہوں، اور آپ ہی کی مدد سے معصیت سے بچتا ہوں، اور آپ ہی کی مدد سے سفر میں چلتا ہوں۔

عزیزوں سے رخصت اور جب عزیزوں اور دوستوں سے رخصت ہونے لگے تو یہ دعاء پڑھے:

---

[1] کتاب الاذکار للنووی / ۱۲۸، شامی کراچی ۲/۲۴ شامی زکریا ۲/ ۴۶۶)
[2] کتاب الاذکار / ۱۲۸ [3] کتاب الاذکار / ۱۲۸
[4] ترمذی شریف ۲/۱۸۱ ، ایضاح المناسک / ۲۲۱)

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكُمْ۔ (ترمذی ۲/۱۸۲)	میں تمہارے دین تمہاری امانت اور تمہارے آخری عمل کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

حاجی صاحب سے دعاء کی گذارش

جب حاجی حج کو جانے لگے تو اس سے دُعاء کے لئے درخواست کرنا جائز اور حدیث سے ثابت ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ جب حضرت ابو دَرداء رضی اللہ عنہ کے داماد حضرت صفوان بن عبداللہؓ حج کو جانے لگے تو حضرت امّ درداء رضی اللہ عنہا نے ان سے دُعاؤں کے لئے درخواست فرمائی ہے۔ (ابن ماجہ ص۲۰۸)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کو جانے کی اجازت مانگی تو آپؐ نے اجازت کے ساتھ ساتھ یہ فرمایا کہ اے میرے بھائی اپنی دعاؤں میں ہم کو بھی شریک کرنا، اور ہمکو فراموش نہ کرنا۔

(ابن ماجہ ص۲۰۸، ابوداؤد ۱/۲۱۰)

اور حضرت ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس بات کا ذکر ہے کہ حج اور عمرہ کو جانے والے اللہ تعالیٰ کے قافلے ہیں، جب اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دُعائیں قبول کرتا ہے۔ اور جب استغفار کرتے ہیں تو اللہ ان کی مغفرت فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ ص۲۰۸)

ان تمام روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حج یا عُمرہ کو جانے والے سے دُعاء کی گذارش کرنا دورِ نبوّت اور دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ اسلئے حاجی صاحب کی روانگی کے وقت مقامی لوگوں کا حاجی صاحب سے دُعاء کی درخواست کرنا جائز اور درست ہے۔

لیکن حاجی صاحب کا اس موقع پر لوگوں کی دعوت کرنا یا تحفہ تحائف کا سلسلہ کرنا اور اپنے مقام سے بسوں اور گاڑیوں کے ذریعہ سے بارات کی شکل میں حاجی کو ایرپورٹ تک پہنچانا اور نعرہ لگانا وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں کسی طرح جواز کے دائرہ میں

نہیں آتیں۔ یہ صرف بیجا اسراف اور ریاء کاری ہے، جو حج جیسی عبادت کے لئے نہایت نقصان دہ ہے۔ ہاں البتہ ضرورتًا دو ایک آدمی حاجی صاحب کو ایئرپورٹ تک پہنچادیں تو کوئی حرج نہیں۔

سواری پر جب سواری پر سوار ہونے لگے تو یہ دُعاء پڑھکر سوار ہوجائے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝
(مسلم شریف ۱/۴۳۴، ترمذی شریف ۲/۱۸۲)

اللہ کی ذات پاک ہے جس نے اسکو ہمارے اختیار میں دیا ہے۔ اور ہم اس کو اپنے قابو میں کرنے کے اہل نہیں تھے۔ اور ہم اپنے رب کے پاس ضرور لوٹنے والے ہیں۔

کسی منزل پر اُترنے کی دُعاء

جب دورانِ سفر کسی منزل پر ٹھہرے تو یہ دُعاء پڑھکر ٹھہر جائے۔

رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۝
(الحزب الاعظم ص۹)

اے میرے رب مجھے برکت کے ساتھ یہاں اُتار، اور آپ بہترین اُتارنے والے ہیں۔

سمندر کے اُوپر سے گذرتے ہوئے ہوائی جہاز میں پڑھنے کی دُعاء

جب ہوائی جہاز پرواز کرجائے، اور پرواز کے دوران جب سمندر کے اُوپر سے گذرے تو یہ دُعاء پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِهٖ ط

اللہ کے نام سے اسکا چلنا ہے۔ اور اللہ کے نام سے اسکا ٹھہرنا ہے۔ بیشک میرا رب غفور ہے رحیم ہے۔ وہ لوگ خدا کی عظمت و قدر کو کما حقہٗ نہیں پہچانتے۔ حالانکہ قیامت کے دن پوری روئے زمین اسی کی مٹھی میں ہوگی، اور تمام

سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ○
(حصن حصین ص۱۷۲)

آسمان اسکے دستِ قدرت میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ اور اسکی ذات پاک و برتر ہے اُن کے شرک سے۔

دورانِ سفر پڑھتے رہنے کی دُعَاء

سفر کے دوران اگر یاد ہو اور پڑھنے پر قادر ہوں تو یہ دُعاء پڑھتے رہا کریں:

اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ۔
(مسلم ۱/۴۳۴، حصن حصین ۱۷۳، مشکوٰۃ ۲۱۳)
(ترمذی شریف ۲/۱۸۲)

اے اللہ ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان کر دیجئے اور اس کی درازی کو ہم پر سمیٹ دیجئے۔ اے اللہ آپ ہی سفر میں ہمارے رفیق ہیں۔ اور آپ ہی ہمارے اہل و عیال کی دیکھ بھال کرنے والے ہیں۔ اے اللہ میں آپکے دربار میں سفر کی مشقت سے پناہ چاہتا ہوں، اور پناہ چاہتا ہوں بُری حالت دیکھنے سے۔ اور واپس آ کر گھر میں بچوں اور مال میں بُری حالت دیکھنے سے۔

اپنے یہاں کے ایرپورٹ پر تمتع کا احرام

اگر آپ کو پہلے مکۃ المکرمہ جانا ہے، اور حج تمتع کرنا ہے، یا صرف عمرہ کرنا ہے تو بہتر یہ ہے کہ جہاز میں سوار ہونے سے قبل ہی اپنے یہاں کے ایرپورٹ میں احرام باندھ لیں، اور احرام سے قبل غسل کر لیں، اور غسل نہ ہو سکے تو وضو کر لیں۔ اس کے بعد احرام کے کپڑے پہن کر سر ڈھانک کر دو رکعت نماز پڑھیں۔ پہلی رکعت میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھیں[1]۔

---

[1] عنایہ بیروتی ۲/۴۴۲۔

پھر سلام کے بعد فوراً سر سے احرام کی چادر اُتار کر اگر یاد ہو تو یہ دعاء پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ۔ (مراقی الفلاح ص۴۰۲)	اے اللہ بیشک میں عمرہ کرنے کا ارادہ کرتا ہوں، اس کو میرے لئے آسان فرما اور اسکو میری طرف سے قبول فرما۔

اور جب متمتع ۸ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھے تو حج کی دعاء پڑھے۔ اور اگر یاد نہو تو صرف اپنی مادری زبان میں یا مذکورہ دعاء کا ترجمہ پڑھکر دعاء کرے۔ پھر اسکے بعد عمرہ کی نیت کرکے مرد آواز سے، عورت آہستہ سے تلبیہ پڑھے، اب عمرہ کا احرام مکمل ہوگیا۔ اور اب احرام کی حالت میں جو چیزیں منع ہیں ان سے پرہیز کرنا لازم ہوجائیگا۔ اور بار بار تلبیہ پڑھتے رہا کریں۔ تلبیہ کے الفاظ آگے آرہے ہیں۔ اور اگر عورت ناپاکی کی حالت میں ہو تو نماز نہ پڑھے، مگر دعاء اور تلبیہ پڑھکر احرام باندھلے۔ اگر جہاز پر سوار ہونے سے قبل احرام نہ باندھ سکے تو ہندوستان کی طرف سے جانے والے جدّہ پہونچنے سے ایک گھنٹہ پہلے احرام ضرور باندھ لیں۔ کیونکہ سامنے ایک میقات (قرن المنازل) آنے والا ہے۔ وہاں سے بلا احرام گذرنا منع ہے۔ اگر اتفاق سے جہاز پر بھی نہ باندھ سکے تو جدّہ ائرپورٹ پہنچکر ضرور احرام باندھ لیں۔ اب بلا احرام وہاں سے آگے جانے سے جرمانہ میں ایک دم واجب ہوجائیگا۔

صرف حج کا اِحرام

اپنے یہاں کے ائرپورٹ سے صرف حج کا احرام باندھنا ہے، یا تمتع کرنے والے کو ساتویں یا آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں حج کا احرام باندھنا ہے۔ یا حِل میں رہنے والے کو حج کا احرام باندھنا ہے۔ یا مدینہ منورہ سے آنے والے کو حج کا احرام باندھنا ہے تو اگر یہ دعاء یاد ہو تو ضرور پڑھ لیں، ورنہ اپنی زبان سے اس کا مفہوم ادا کریں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ۔ (ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۱۶، زیلعی ۲/۸)	اے اللہ بیشک میں حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ اسکو میرے لئے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرما۔

حج قران کے احرام کی دُعاء

حبب حج قران کرنے کا ارادہ ہو یعنی حج اور عمرہ دونوں ایک ساتھ کرنے کا ارادہ ہو تو ان الفاظ سے دُعاء کریں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ۔ (هدایہ رشیدیہ ۱/۲۲۷)	اے اللہ میں حج وعمرہ کا ارادہ کرتا ہوں، دونوں کو میرے لئے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرما۔

احرام کی نماز کے بعد متصلاً مذکورہ دُعاء پڑھکر احرام کی نیت کرکے تلبیہ پڑھ لیں۔

تلبیہ کے الفاظ

لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ، لَا شَرِیْكَ لَكَ۔ (مسلم شریف ۱/۳۷۵)	میں تیرے دربار میں حاضر ہوتا ہوں، اے اللہ میں تیری بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا ہوں۔ تیرا کوئی ہمسر نہیں، میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں۔ بیشک ہر تعریف اور ہر قسم کی نعمت اور بادشاہت تیرے ہی لئے ہے۔ تیرا کوئی ہمسر نہیں۔

پھر تلبیہ کثرت کے ساتھ پڑھا کریں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سب سے افضل ترین حج اور افضل ترین عمرہ وہ ہے جس میں تلبیہ کی کثرت ہوتی ہے۔[۱]

جدّہ ایئرپورٹ

جدّہ ایئرپورٹ پر اُترنے کے بعد آپ کو ایک فارم دیا جائیگا۔ اس کی خانہ پُری کے بعد پاسپورٹ کی کارروائی ہوتی ہے۔ اس میں کافی دیر لگ جاتی ہے، اسلئے

---

[۱] ترمذی شریف ۱/۱۷۰

صبر سے کام لینا ہے۔ اسکے بعد کسٹم کی کارروائی ہوگی۔ پھر آپ اپنا سامان بلا تکلف قلی کے حوالہ کر سکتے ہیں جو بلا اُجرت کام کرتے ہیں۔

قلی آپ کو سامان کے ساتھ ہندوستانی حج کمیٹی کے دفتر تک پہنچا دیگا۔ پہلے جدّہ ایئرپورٹ پر کرنسی کی تبدیلی ہوا کرتی تھی، اور اب انڈیا میں یہاں کے ایئرپورٹ ہی میں کرنسی مل جاتی ہے۔ اور پیسوں کو بہت احتیاط سے رکھیں۔ اور حج کمیٹی کے ملازمین سے مل کر اپنے معلم کا نمبر اور رہائش وغیرہ کی ساری معلومات فراہم کرلیں۔ اس کے بعد آپ مکۃ المکرمہ یا مدینۃ المنورہ کے لئے روانہ ہوجائیں۔

حُدودِ حرم جدّہ سے مکۃ المکرمہ کے راستہ پر جہاں سے حُدودِ حَرم شروع ہورہی ہے وہاں دو طرفہ سڑک کے اُوپر بہت بڑا رحل نما گیٹ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر اتنا ہی بڑا قرآن رکھا ہوا ہے۔ اس سے آگے غیر مسلم نہیں جاسکتے۔ وہاں سے آگے بڑھتے ہوئے ان الفاظ سے دُعا کریں جو سُرخی کے نیچے آرہے ہیں۔

حُدودِ حرم میں داخل ہونے کی دُعا

اَللّٰھُمَّ إِنَّ ھٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ وَبَشَرِيْ عَلَى النَّارِ، اَللّٰھُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔ (بالمعنی تبیین الحقائق ۲/۱۴، غنیہ ۵۰/۱، قاضیخاں ۳۱۵/۱)	اے اللہ بیشک یہ تیرا اور تیرے رسُولِ پاک کا حرم ہے۔ پس تو میرے گوشت، خون، ہڈی، چمڑے کو جہنم پر حرام فرما۔ اے اللہ اس دن کے عذاب سے میری حفاظت فرما جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائیگا۔

ہر طرف کی حُدودِ حرم

۱۔ مقامِ تنعیم۔ یہ سب سے قریب ترین حُدودِ حرم ہے مسجدِ حرام سے یہ مقام

صرف چھ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ مقام مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے راستہ میں ہے۔ یہیں پر مسجدِ عائشہؓ واقع ہے۔ مکہ والے یہاں آکر عمرہ کا احرام باندھتے ہیں۔

۲۔ وادیٔ نخلہ۔ یہ مقام السیل الکبیر سے ہوکر میقات قرن المنازل کو جاتے ہوئے راستہ میں واقع ہے۔ اور اسی راستہ سے نجد، ریاض وغیرہ جاتے ہیں، اور ادھر سے طائف بھی جاتے ہیں۔ یہ مقام نخلہ جبلِ نور اور غارِ حرار سے آگے چلکر واقع ہے۔ یہ مسجدِ حرام سے ۱۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ دونوں مقامات فی الحال شہر مکۃ المکرمہ کی آبادی میں داخل ہوگئے ہیں۔

۳۔ عرفات و مزدلفہ کے مابین راستہ میں ہے۔ یہ مقام مسجدِ حرام سے تقریبًا سترہ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں پر حُدودِ حرم کا گیٹ نمایاں نظر آتا ہے۔ تاریخ مکہ مکرمہ اور اطلس میں اس کا فاصلہ ۲۲ کلومیٹر لکھا گیا ہے۔ جو مسامحت پر محمول ہے۔

۴۔ حُدیبیہ۔ یہ مقام مکہ مکرمہ اور جدّہ کے درمیان قدیم شاہراہ پر واقع ہے۔ اور اس کو فی الحال شمیسی بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں سے متصل کچھ فاصلہ پر جدید شاہراہ ہے۔ یہاں پر دوطرفہ وسیع ترین سڑک کے اُوپر رحل نما گیٹ بنا ہوا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اسکے اُوپر اتنا بڑا قرآن کریم رکھا ہوا ہے۔

۵۔ جعرانہ۔ یہ مقام سیل الکبیر سے ہوکر میقات قرن المنازل سے حرم شریف کو آتے ہوئے تقریبًا پندرہ سولہ کلومیٹر پہلے دائیں جانب کو نو کلومیٹر دُوری پر واقع ہے۔ اور یہ مقام مسجدِ حرام سے ۲۴ یا ۲۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسی جگہ حنین کے مالِ غنیمت تقسیم کیئے تھے۔ یہاں سے آپؐ نے رات ہی رات میں عمرہ فرمایا تھا، ادھر ہی سے عراق کا راستہ ہے۔

۶۔ اِضاۃ لبن۔ اس کو عُقَیْشِیَہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مقام مکۃ المکرمہ سے یمن کی طرف جنوب کے شہروں کو جانے کے راستہ میں مسجدِ حرام سے تقریبًا ۲۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسی راستہ سے آگے جاکر یلملم والا میقات پڑتا ہے۔

ـــــــ طائف کا راستہ جو اس وقت جامعہ امّ القریٰ جدید سے ہو کر جارہا ہے، اس میں مسجدِ حرام سے ۱۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر حُدودِ حرم کا کھمبا نصب ہے۔

مذکورہ تمام مقامات پر سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے حُدودِ حرم کے کھمبے نصب کر دیئے ہیں۔

ذیل کے نقشہ سے مزید وضاحت ہو جائے گی۔

تنعیم از مسجدِ عائشہ	نخلہ	اِضاۃ لبن	جعرانہ	حُدیبیہ	عرفات سے قبل	بطریق جبال الیٰ طائف
۶ کلومیٹر	۱۴ کلومیٹر	۲۳ کلومیٹر	۲۴ کلومیٹر	۲۲ کلومیٹر	۱۷ کلومیٹر	۱۶ کلومیٹر

حُدودِ حرم کا جغرافیائی نقشہ

شمال

مشرق — مغرب

جنوب
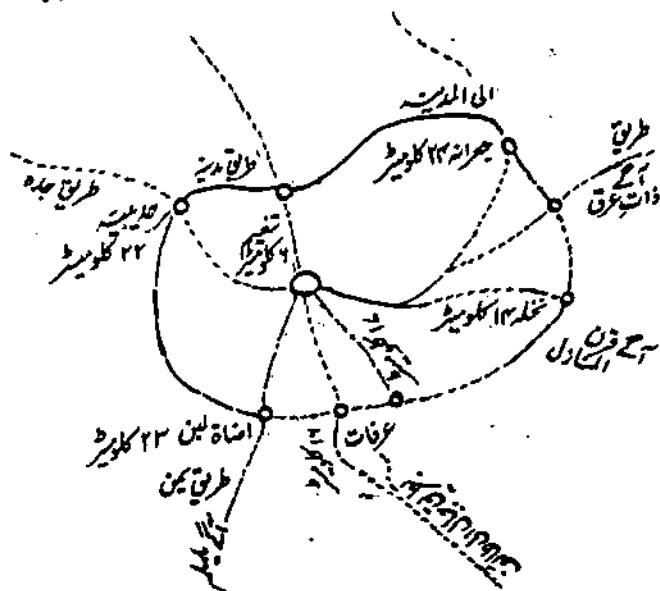
حُدودِ حَرم اور حُدودِ میقات کا جغرافیائی نقشہ
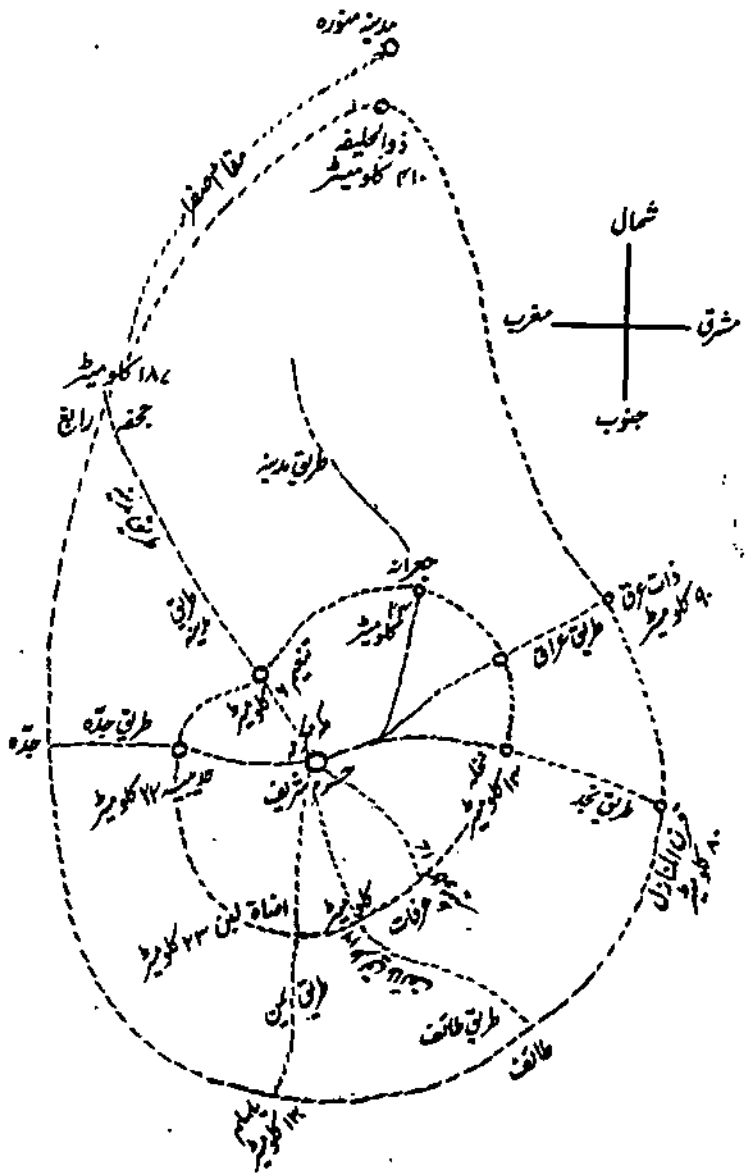
مکۃ المکرمہ میں ضروری کام

جب آپ مکۃ المکرمہ معلّم کی بس سے پہونچیں گے تو اُترنے سے قبل آپ کو ایک پیلے رنگ کا پٹکا دیگا، اسکو ہاتھ میں ڈال لیجئے۔ اس میں معلّم کا پتہ وغیرہ ہوگا۔ اور مکہ معظمہ پہونچنے کے بعد ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر معلّم کی طرف سے آپ کو پلاسٹک چڑھا ہوا ایک تعارفی کارڈ ملیگا۔ اس کو ہمہ وقت اپنے پاس رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ پولیس آپ کو گرفتار بھی کرسکتی ہے۔ اسلئے کہ وہ آپ کے پاسپورٹ کے قائم مقام ہے۔ نیز وہاں کے قیام کے زمانہ میں تمام سرکاری اور پرائیویٹ کام اسی کارڈ کے ذریعہ ہی ہوا کریگا۔

مسجدِ حرام میں داخل ہونے کی دُعار

مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے لئے بہت سے گیٹ ہیں۔ مگر بابُ السّلام سے داخل ہونا زیادہ افضل ہے۔ یہ دروازہ صفا و مروہ کی طرف سے ہے۔ اور گیٹ پر بابُ السّلام لکھا ہوا ہے۔ اور جب داخل ہونے لگے تو داہنا پاؤں آگے رکھے۔ اور درود شریف پڑھکر یہ دُعار پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔	میں اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں، درود وسلام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو۔ اے اللہ میرے گناہ معاف فرما، اور میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔
(ترمذی ۱/۱۷، قاضیخان ۱/۲۱۵ غنیہ ۵۱/۱، حصن حصین ۱۱۳)	

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر کی دُعار

جب مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد کعبۃ اللہ پر پہلی مرتبہ نظر پڑے تو یہ دُعار پڑھے۔

اورخوب روئے اور اللہ سے مُرادیں مانگے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ، اَللّٰھُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّتَعْظِيْمًا وَّبِرًّا۔

(ہکذا قاضیخاں ۱/۳۱۵، احکام حج ۳۳)

اے اللہ آپ سلام ہیں، اور آپ ہی کی طرف سے سلامتی ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ، اے اللہ اپنے گھر کی تعظیم وتکریم اور شرف وہیبت زیادہ کردیجئے۔ اور جو شخص اس کا حج یا عمرہ کرے اس کی تعظیم وتکریم اور شرف وثواب زیادہ کردیجئے۔

اگر یاد ہو تو یہ دُعاء پڑھے، ورنہ اپنی مادری زبان میں اسکا مفہوم ادا کر کے مُرادیں مانگے۔

سب سے پہلا کام طواف

باہر سے آنے والے کے لئے مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام طواف کرنا ہے۔ اور طواف کی ابتدا حجرِ اسود کے استلام کے ساتھ کریں، اور حجرِ اسود ہی پر طواف ختم کریں۔ اور ہر چکر میں بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر حجرِ اسود کو ہاتھوں سے اشارہ کرکے ہاتھ کو چوم کر گذر جائیں۔ اور اگر عورت ناپاکی کی حالت میں ہو تو طواف نہ کرے بلکہ پاک ہونے تک انتظار کرتی رہے۔

طواف شروع کرنے کی دُعاء

طواف شروع کرتے وقت یہ دُعاء پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً

اللہ کے نام سے طواف شروع کرتا ہوں، اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ ہی کے لئے ہر تعریف ہے اور درود وسلام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو۔ اے اللہ تجھ پر ایمان

بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
(بالمعنی قاضیخاں ص۳۱۶)

لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے عہد کے ایفاء اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع کیلئے حجرِ اسود کو چومتا ہوں۔

اگر یہ دعاء نہ پڑھ سکے تو صرف بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پڑھ لینا کافی ہے۔ اور طواف کے ساتوں چکروں کی دعائیں کتاب کے اخیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

حجرِ اسود مقامِ ابراہیم اور حجرِ اسود دونوں جنت کے پتھر ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس وقت ان کو اللہ نے نازل فرمایا تھا دونوں کی چمک سورج سے بھی زیادہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے چمک کو ختم کر دیا ہے۔ حجرِ اسود چاندی کے ایک حلقہ کے اندر ہے۔ کسی زمانہ میں بلوائیوں نے بم مارا تھا جس سے حجرِ اسود ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ چاندی کے اس حلقہ کے اندر چھوٹے چھوٹے گیارہ ٹکڑے ہیں۔ لہٰذا صرف حلقہ پر بوسہ دینا کافی نہیں، بلکہ حلقہ کے اندر کے ان ٹکڑوں پر بوسہ دینے سے بوسہ صحیح ہو سکتا ہے۔ حجرِ اسود کو بوسہ دینے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر بوسہ دیتے وقت کسی کو ایذاء ہرگز نہ پہونچائیں۔ بوسہ نہ دے سکے تو ایسے ہی گذر جائے۔

رُکنِ یمانی طواف کے دوران جب رکنِ یمانی پر پہونچے تو اس کو دونوں ہاتھ یا صرف دائیں ہاتھ سے چھودینا سنت ہے۔ مگر اس کو بوسہ دینا خلافِ سنت ہے۔ اور اس میں خیال رکھیں کہ سینہ بیت اللہ کی طرف مُڑنے نہ پائے۔ اس وقت سینہ بیت اللہ کی طرف موڑنا منع ہے۔ ہاں البتہ حجرِ اسود کے استلام کے وقت سینہ مُڑ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور رکنِ یمانی پر ہاتھ لگانے کا موقع نہ ملے تو بغیر ہاتھ لگائے گذر جائے۔ وہاں بھیڑ لگانا ممنوع ہے۔ اور جب حجرِ اسود کے برابر پہنچ جائے تو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر اس کی طرف ہتھیلیوں سے اشارہ کر کے چوم لیں۔ ہر شوط میں ایسا ہی کرتے رہیں۔ (غنیہ جدید/۱۰۲)

(نوٹ) طواف کے ہر شوط کی الگ الگ دعائیں کتاب کے اخیر میں

ملاحظہ فرمائیں۔ اور مکمل طواف اور سعی وغیرہ کی بحث الگ الگ عنوان کے ساتھ آگے آرہی ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ٭ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

⑦ حج کس پر اور کب فرض؟

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمۡ دَائِمًا اَبَدًا ۞ عَلٰی حَبِیۡبِكَ خَیۡرِ الۡخَلۡقِ کُلِّهِمِ

لَبَّیۡكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیۡكَ، لَبَّیۡكَ لَاشَرِیۡكَ لَكَ لَبَّیۡكَ، اِنَّ الۡحَمۡدَ وَالنِّعۡمَةَ لَكَ وَالۡمُلۡكَ، لَاشَرِیۡكَ لَكَ۔

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ۞ (سورۂ آل عمران ۹۷)

اللہ کے لئے ان لوگوں پر بیت اللہ شریف کا حج لازم اور فرض ہے جو بیت اللہ شریف تک راہ چلنے پر قدرت رکھتے ہوں۔

اس پاک گھر میں جمالِ خداوندی کی کوئی خاص تجلی ہے جس کی وجہ سے ادائے حج کے لئے اسے مخصوص کیا گیا۔ اور حج ایک ایسی عبادت ہے جس کی ہر ادا محبوبِ برحق کے عشق ومحبت کے جذبہ کا اظہار کرتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ جسے اس کی محبت کا دعوٰی ہو، اور مالی اور بدنی حیثیت سے بیت اللہ شریف تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو، کم از کم عمر بھر میں ایک بار دیارِ محبوب میں حاضری دے، اور دیوانہ وار وہاں کا چکر لگائے۔

لہٰذا ہر اُس شخص پر حج فرض ہوجاتا ہے جس کو اللہ تعالٰی نے اتنی دولت عطاء فرمائی کہ جس سے وہ اپنے وطن سے مکۃ المکرمہ تک آنے جانے اور وہاں کے اخراجات پر قادر ہو، اور واپس آنے تک اہل وعیال اور بیوی بچوں کے مصارف بھی بآسانی برداشت کرسکتا ہو۔ اور راستہ کی ساری رکاوٹیں بھی ختم ہوں[1]، مثلاً حکومت

---

[1] حج کی فرضیت کا ثبوت مذکورہ آیتِ کریمہ سے ہوتا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث سے بھی ثابت ہے عن ابی هریرة قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال ان اللہ قد فرض علیکم الحج فحجوا۔ الحدیث مسلم شریف ۱/۴۳۲، مسند امام احمد بن حنبل ۲/۵۰۸ حدیث ۱۰۶۱۵)

کی طرف سے سفر کی منظوری کا ویزا اور سواری اور ٹکٹ کی فراہمی اور دشمن وغیرہ کے خطرات سے مامون ہونا وغیرہ۔ ان تمام سہولیات کے ساتھ عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ حج فرض ہوتا ہے۔ (مستفاد ہدایہ ۱/۲۱۲ شامی کراچی ۲/۴۵۵ شامی زکریا ۳/۴۵۱)

وجوبِ حج کے لئے مقدارِ نصاب کی قید نہیں

حج کی فرضیت اور وجوب کے لئے مالکِ نصاب اور مقدارِ نصاب مال کا ہونا لازم نہیں، بلکہ اتنا مال ہونا لازم ہوتا ہے کہ جس سے حج کا خرچ پورا ہوتا ہو۔ اور اس درمیان میں اہل وعیال کے خرچ کا انتظام ہو، چاہے وہ صرفہ مقدارِ نصاب سے زائد ہو یا اس سے کم ہو یا مقدارِ نصاب کے برابر۔ [1]

حج کرے یا رہائش کیلئے مکان خریدے

اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اس کے پاس رہائش کے لئے ذاتی مکان نہیں ہے۔ اور اسکے پاس فی الحال اتنا پیسہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے حج کے اخراجات پورے ہوسکتے ہیں۔ اور اگر رہائش کے لئے ذاتی مکان خریدنا چاہے تو اس پیسہ سے صرف مکان خریدا جا سکتا ہے۔ غرضیکہ اگر حج کو جائیگا تو مکان نہیں خرید سکتا، اور اگر مکان خریدیگا تو حج کو نہیں جا سکتا، تو ایسی صورت میں اس پر حج فرض ہوگا یا نہیں؟ تو ایسے شخص کے لئے حکمِ شرعی یہ ہے کہ اگر حج کا موسم آگیا ہے اور اسکے علاقہ کے لوگوں کے حج کو جانے کا وقت بھی آگیا ہے تو ایسی صورت میں اس کو حج کو جانا واجب ہوجائیگا۔ اور مکان کی خریداری کو ملتوی کرنا لازم ہوجائیگا۔ اور اگر اس کے علاقہ کے لوگوں کے حج کو جانے کا وقت ابھی نہیں آیا ہے تو ایسی صورت میں حج کی تیاری نہ کرکے اس پیسہ سے رہائش کا مکان خرید لینا بلا کراہت جائز ہوجائیگا۔ اور آئندہ اس

---

[1] ولایشترط لوجوب الحج مقدار النصاب بل ما یبلغه سواء کان مقدار النصاب او اکثر او اقل الخ غنیۃ جدید/۲۰ بالفاظ دیگر مناسک قاری/۴۲)

وقت تک اس پر حج واجب نہ ہوگا جبتک دوبارہ اتنی رقم کا انتظام نہ ہوجائے جس سے حج کے اخراجات پورے ہوسکیں۔[1]

حج کرے یا شادی کرے؟

اگر کسی جوان شخص کے پاس اتنا پیسہ ہے کہ اس سے یا تو شادی کرسکتا ہے، اور یا حج۔ اگر حج کو جائیگا تو شادی کے لئے پیسہ باقی نہیں رہیگا۔ اور اگر شادی کریگا تو حج کے لئے باقی نہ رہیگا، تو وہ کیا کرے؟ تو اگر اس کی حالت ایسی ہے کہ شادی کی بہت ضرورت ہے مگر نفس بے قابو نہیں ہے، بلکہ کنٹرول میں ہے اور ابھی حجاج کے حج کو جانے کا وقت نہیں آیا ہے تو اس پیسہ سے شادی کرلینا بلا کراہت جائز ہوجائیگا اور اگر حج کو جانیکا وقت آگیا ہے تو اس پیسہ سے حج کرنا واجب ہوجائیگا۔ اور اگر حج کو جانیکا وقت بھی آگیا ہے، اور نفس شادی کے لئے کنٹرول سے باہر ہوگیا ہے کہ اگر شادی نہیں کریگا تو گناہ میں مبتلا ہونیکا قوی اندیشہ ہے تو اس پیسہ سے حج کو نہ جاکر شادی کرکے باعصمت زندگی گذارنا بلا کراہت جائز ہوجائیگا، اور پھر اسوقت تک اس پر حج واجب نہ ہوگا کہ جب تک دوبارہ پیسوں کا انتظام نہ ہوجائے۔[2]

حج کرے یا ماں باپ یا بیوی کا علاج کرے؟

اگر کسی شخص کے پاس حج کے اخراجات کا انتظام ہے، اور ادھر ماں باپ سخت مرض میں مبتلا ہیں، اس کی خدمت کے محتاج ہیں، اور ان کے مرض کا علاج وہی

---

[1] وان لم یکن لہ مسکن ولاشیء من ذلک وعندہ دراہم تبلغ بہ الحج وتبلغ ثمن مسکن وخادم وطعام وقوت وجب علیہ الحج وان جعلہا فی غیرہ اثم لکن ھذا اذا کان وقت خروج اہل بلدہ اما قبلہ فیشتری بہ ما شاء لانہ قبل الوجوب الخ شامی زکریا ۳/۴۶۱ شامی کراچی ۲/۴۶۲ غنیہ جدید ۲۰/

[2] معہ الف وخاف العزوبۃ ان کان قبل خروج اہل بلدہ فلہ التزوج ولو وقتہ لزمہ الحج وتحتہ فی الشامیۃ بانہ حال التوقان مقدم علی الحج اتفاقاً لان فی ترکہ امرین ترک الفرض والوقوع فی الزنا (الی قولہ) لانہ لو تحقق فرض التزوج اما لوخافہ فالتزوج واجب لافرض فیقدم الفرض علیہ الخ شامی زکریا ۳/۴۶۱ شامی کراچی ۲/۴۶۲، غنیۃ جدید ۲۰/)

کرسکتا ہے، تو اگر ماں باپ کے علاج میں پیسہ خرچ کریگا تو حج کے اخراجات پورے نہیں ہو سکیں گے پیسہ ختم ہو جائیگا، تو ایسی صورت میں حج کو نہ جاکر ماں باپ کے علاج میں خرچ کرنا اور ان کی خدمت کرنا لازم ہے۔ اور اگر آئندہ دوبارہ حج کے اخراجات کا انتظام نہ ہو سکے تو حج نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار نہ ہوگا۔ نیز اگر انتظام ہو جائے مگر حج کا موسم آنے سے قبل موت واقع ہو جائے تب بھی گنہگار نہ ہوگا۔ ہاں البتہ انتظام کی صورت میں اس کی طرف سے حج بدل کرانا چاہیئے۔ اسی طرح چھوٹے بچے کی خدمت یا اس کے علاج کی وجہ سے حج کو نہ جاسکے تب بھی گنہگار نہ ہوگا۔

اور اگر بیوی بیمار ہو جائے اور اس کے تمام اخراجات کا نظم بھی کر دیا ہے، تو بیوی کی تیمارداری کے لیے حج کو ملتوی کرنے کی شرعًا اجازت نہیں۔ بلکہ حج کو جانا واجب ہے۔[1] کیونکہ بیوی کی تیمارداری اس کے رشتہ داروں میں سے کوئی بھی کرسکتا ہے۔ جبکہ شوہر نے تمام اخراجات کا انتظام کر دیا ہو۔

حج کرے یا قرض ادا کرے؟

اگر کسی کے پاس اتنا پیسہ ہے جس سے حج کے اخراجات پورے ہو سکتے ہیں، مگر اس پر قرض بھی تقریبًا اتنا ہی ہے، لہٰذا اگر قرض ادا کریگا تو حج کے اخراجات ختم ہو جائیں گے۔ تو ایسی صورت میں اس پر حج چھوڑ کر قرض ادا کرنا لازم ہے۔ اور قرض ادا کرنے کی وجہ سے جب حج کا خرچ باقی نہیں رہا تو اب آئندہ دوبارہ پیسوں کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے حج کو نہ جانے کی وجہ سے گنہگار نہ ہوگا۔ اسلئے کہ حج

---

[1] من علیه الحج و مرضت زوجته لا یکون عذرًا فی التخلف عن الحج و مرض الوالد والوالدة یکون عذرًا اذا احتاجا الیه والولد الصغیر المحتاج الیه عذر فی التخلف مریضًا کان اولم یکن یمشی قلیلًا فیضیق نفسه الخ غنیه جدید ۱۲/
المراد به ما یمنع عن التفر والذهاب الی بیت الله او لأجل الحاجة الظاهرة لحضانة الولد الصغیر المحتاج الیه او تعهد الوالد او الوالدة المریضین المحتاجین الی خدمته اولاجل المشقة الظاهرة الخ
(اعلاء السنن کراچی ۱۰/۷)

اس وقت فرض ہوتا ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد اتنا پیسہ بچا ہوا ہو کہ جس سے حج کا خرچ پورا ہو سکتا ہو۔ [1]

حج کے پیسہ پر زکوٰۃ

اگر کسی نے حج کرنے کی نیت سے پیسہ جمع کر رکھا ہے اور وہ شخص پہلے بھی نصاب کا مالک تھا تو جس وقت دیگر مال کی زکوٰۃ نکالیگا اس وقت اس پیسہ کی بھی زکوٰۃ نکالنا لازم ہوجائیگا جس کو حج کی نیت سے روک رکھا ہے۔ اور اگر وہ شخص پہلے سے مقدارِ نصاب کا مالک نہیں تھا بلکہ پہلی بار اسکے پاس پیسہ آیا ہے تو جس وقت مقدارِ نصاب کے برابر پیسہ جمع ہوا تھا اس وقت سے جب اس پیسہ پر سال پورا ہو گا تو زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر سال پورا ہونے سے قبل کچھ پیسہ حج کمیٹی میں جمع کر دیا اور حج کی منظوری بھی آگئی تو جتنا پیسہ جمع ہوگیا اس کی زکوٰۃ لازم نہ ہو گی۔ اور جو رقم جمع نہیں ہوئی اور اس کے پاس موجود ہے اس کی زکوٰۃ لازم ہوجائے گی۔ [2]

ادائے زکوٰۃ کے لئے قانونِ شرعی

زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے شرعی قانون اور ضابطہ یہ ہے کہ مقدارِ نصاب پر سال گذرنے کے ساتھ ملکیتِ تامہ بھی ہو۔ اور ملکِ تام کے لئے دو چیزیں ایک ساتھ لازم ہوتی ہیں۔

---

[1] وان كان فى ماله وفاء بالدّين يقضى الدين ولا يحجّ ويكره الخروج الى الغزو والحج لمن عليه الدّين الخ قاضيخان ۱/۳۱۳ هكذا الهندية ۱/۲۲۱ وكذا الغريم لمديون لامال له يقضى به والكفيل ولو بالاذن فيكره خروجه بلا اذنهم وظاهره ان الكراهة تحريمية ولذا عبّر الشارح بالوجوب الخ وعن قضاء ديونه حالةً او مؤجلة، غنيه جديد ۳۰، شامى زكريا ۳/۴۵۴)

[2] ما اذا امسكه لينفق منه كل ما يحتاجه فحال الحول وقد بقى معه منه نصابٌ فانه يزكى ذلك الباقى وان كان قصده الانفاق منه ايضًا فى المستقبل لعدم استحقاق صرفه الى حوائجه الاصلية وقت حولان الحول الخ شامى كراچى ۲/۲۶۲، شامى زكريا ۳/۱۷۹)

۱ مال پر قبضہ تام یعنی مکمل قبضہ کا ہونا۔
۲ قبضہ کے ساتھ ساتھ ملکیت کا ہونا بھی لازم ہے۔
لہٰذا اگر ملکیت ہو مگر قبضہ باقی نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ اور اسی طرح اگر قبضہ ہو مگر ملکیت نہ ہو تو بھی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ بلکہ وجوبِ زکوٰۃ کے لئے دونوں باتیں ایک ساتھ لازم ہیں۔ لہٰذا ادائے زکوٰۃ کے وقت سے قبل جب حج کی منظوری آ گئی تو جو رقم حج کمیٹی میں جمع ہو گئی اس پر چونکہ قبضہ باقی نہیں رہا اس لئے اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، اور جو رقم اپنے پاس موجود ہے، اور حج کمیٹی میں ابھی تک جمع نہیں ہوئی اور آئندہ جمع ہونا ہے اس پر چونکہ قبضہ اور ملکیت دونوں حاصل ہیں اس لئے اس کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔ [۱]

آمر نے حج بدل کی رقم مامور کو دیدی اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم؟

ایک شخص ہر سال مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے، اور امسال زکوٰۃ ادا کرنے کا وقت آنے سے قبل دوسرے شخص کو حج بدل کے لئے اسّی ہزار روپیہ دیدیا۔ پھر آمر کے قبضہ سے رقم نکل جانے کے بعد ادائے زکوٰۃ کا وقت آ گیا اور مامور کے پاس رقم ابھی موجود ہے، اور مامور نے حج کی درخواست دیکر منظوری بھی کرالی تو ایسی صورت میں اس رقم کی زکوٰۃ کون ادا کریگا۔؟
غور کر کے دیکھا جائے تو اس رقم کی زکوٰۃ کسی پر بھی واجب نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ رقم گویا کہ ادائِ زکوٰۃ کے وقت سے قبل خرچ ہو گئی۔
مالک پر اسلئے واجب نہیں کہ اس رقم پر اسکا قبضہ باقی نہیں رہا، اور وجوبِ زکوٰۃ کے لئے قبضہ اور ملکیتِ تامہ لازم ہے، اور وہ یہاں باقی نہیں۔ اور مامور پر اسلئے

---

[۱] ومنها الملك التام هو ما اجتمع فيه الملك واليد واما اذا وجد الملك دون اليد كالصداق قبل القبض أو وجد اليد دون الملك كملك المكاتب والمديون لا تجب فيه الزكوٰة الخ هنديه ۱/۱۷۲ ومثله جوهرة ۱/۱۲۹، ايضاح النوادر ۲/۷)

واجب نہیں کہ وہ رقم اس کے پاس آنے کے بعد نہ سال گذرا، اور نہ ہی اس رقم کا وہ مالک ہے، بلکہ خرچ کرنے کا امین ہے۔ لیکن اگر آمر نے رقم مامور کو نہیں دی بلکہ مامور کے نام سے حج کی درخواست دیدی تو ادائے زکوٰۃ کے وقت سے قبل جو رقم حج کمیٹی میں جمع ہوگئی اس پر زکوٰۃ لازم نہیں۔ اور جو رقم ابھی جمع نہیں ہوئی اسپر زکوٰۃ لازم ہوگی۔ کیونکہ اس پر قبضہ اور ملکیت دونوں باقی ہیں۔ [1]

بعض فقہی عبارات سے شبہ اور اسکا ازالہ

بعض فقہی عبارات سے کسی کو یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ جو رقم حج کمیٹی میں جمع ہوگئی اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوجانا چاہیئے۔ اگرچہ حج کی منظوری آگئی ہو۔ اور ان عبارات کو سرسری طور پر دیکھا جائے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً ذیل کی عبارت دیکھئے:

امّا الدّیون الّتی لامطالب لہا من جہۃ العبادات کالنذر و الکفّارات وصدقۃ الفطر و وجوب الحجّ ونحوھا لایمنع وجوب الزکوٰۃ لانّ اثرھا فی حق احکام الأخرۃ وھو الثواب بالاداءِ والإثم بالترك الخ

(بدائع قدیم ۲/۸، بدائع زکریا دیوبند ۲/۸۶ ھندیہ ۱/۱۷۳)

اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سفرِ حج کے ہر قسم کے پیسہ پر زکوٰۃ واجب ہے۔ چاہے حج کمیٹی میں جمع ہوگیا ہو یا موجود ہو۔ حالانکہ یہ مطلب نہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ مالک پر حج فرض ہوچکا ہے مگر حج کو ابھی تک گیا نہیں۔ لہٰذا حج مع اس کے اخراجات کے اللہ کا قرض اور اللہ کا دین اس پر لازم ہے۔ پھر وہ شخص ادائے زکوٰۃ کے وقت یہ کہتا ہے کہ میرے اوپر حج فرض ہے، اور گویا وہ مجھ پر قرض ہے۔ اور قرض پر زکوٰۃ لازم نہیں۔ اس لئے سفرِ حج کے پیسہ پر زکوٰۃ ادا کرنا مجھ پر لازم نہ ہوگا۔ لہٰذا اس مقدار کے پیسہ کو زکوٰۃ سے الگ کردیا جائے، تو اسکا یہ خیال غلط ہے، بلکہ اسپر زکوٰۃ لازم ہوجائے گی۔ اسی طرح عید الفطر گذر گئی مگر اس نے صدقۂ فطر ادا نہیں کیا،

---

[1] اذا عجّل الأجرۃ لایملك الاسترداد الخ شامی کراچی ۶/۱۰)

تو اس کو زکوٰۃ سے مجری کرنا درست نہ ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ ۔ حتیٰ کہ اس نے حج کے لئے جو پیسہ جمع کر رکھا ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ لازم ہو جائے گی ۔یہی مذکورہ فقہی عبارت کا مطلب ہے۔ اسلئے کہ اس رقم پر ملک تام حاصل ہے۔

ہاں البتہ اگر حج کے لئے جو رقم حج کمیٹی میں جمع ہوگئی اور حج کی منظوری بھی آگئی ہے تو اس جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ اسی طرح جو رقم حج بدل کے لئے مأمور کو دیدی ہے اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ جیسا کہ ماقبل میں حکم شرعی واضح ہو چکا ہے۔ لہٰذا مذکورہ فقہی عبارت سے ماقبل کے حکم پر شبہ نہ ہونا چاہئے۔

سرکاری دورہ یا منجانب ادارہ سفر کے دوران حج کرنا

سرکاری ملازم سرکاری مصارف کے ذریعہ سے سعودی عرب کا دورہ کرنے کے لئے جائے، اور اثنائے سفر اُدھر سے حج یا عمرہ کرکے آجائے۔ یا مدارس یا کسی دوسرے ادارہ کا ملازم ادارہ کے مصارف سے سعودی عرب کا دورہ کرنے جائے اور اثنائے سفر حج یا عمرہ کرکے آجائے تو اس سے فریضہ حج ادا ہو جائیگا۔ اس کے بعد دوبارہ اپنے پیسہ سے حج کرنا لازم نہ ہوگا۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ ۳/۲/۱۷۱، الیضاح المناسک/۵۱)

مگر حج کے تمام ارکان ادا کرنے میں کل پانچ دن لگ جاتے ہیں۔ ان پانچ ایام کے اخراجات اپنی جیب سے کرنے چاہئیں۔ ادارہ یا سرکاری صرفہ میں شامل نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں البتہ اگر بوقت سفر اس خرچ کی بھی اجازت مل گئی تھی تو اپنی جیب سے کرنے کی ضرورت نہیں۔

مالِ حرام سے حج

حج کے لئے حلال اور پاکیزہ مال فراہم کرنا لازم اور ضروری ہے۔ اور پاک مال ہی سے حج کرنا لازم ہے۔ اور حرام اور مشتبہ مال سے حج قبول نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے، اور پاک اور حلال ہی کو قبول کرتا ہے۔ [1]

اور المعجم الاوسط کی ایک مفصل حدیث میں وارد ہے کہ جب آدمی پاک مال کے ساتھ سفر حج کے لئے گھر سے روانہ ہوتا ہے، اور اپنی سواری کی زین پر پیر رکھکر لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کے الفاظ سے تلبیہ پڑھتا ہے تو آسمانوں سے ایک پکارنے والا پکارکر کہتا ہے لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ تیری حاضری مبارک اور سعادت کا باعث ہے۔ تیرا توشہ حلال اور تیری سواری حلال اور تیرا حج مقبول اور مبرور ہے۔ تیرا حج گناہ اور معصیت سے ملوّث نہیں۔ اور جب مالِ حرام سے حج کے لئے روانہ ہوتا ہے۔ اور سواری کی زین پر پیر رکھکر لَبَّیْکَ کہتا ہے تو آسمانوں سے ایک نداء دینے والا پکارکر کہتا ہے لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ تیرے لئے نہ حاضری ہے اور نہ ہی سعادت ہے۔ تیرا توشہ حرام، تیرا نفقہ اور مال حرام اور تیرا حج گناہ اور معصیت میں ملوّث ہے جو کبھی قبول نہیں ہوسکتا۔ [2]

---

[1] عن ابی هُريرة قال قال رسُول الله صلى الله عليه وسلم أيُّها النَّاسُ إنَّ الله طيّبٌ لا يقبل الّا طيّبًا (الیٰ قوله) ثم ذكر الرجل يطيل السفر اشعث اغبر يمدّ يديه الى السماء يارب يارب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذى بالحرام فانّى يستجاب لذلك۔ الحديث ترمذی شریف ۲/۱۲۸، مسلم شریف ۱/۳۲۶)

[2] عن ابی هريرة قال قال رسُول الله صلى الله عليه وسلم اذا خرج الرّجل حاجًّا بنفقة طيّبة ووضع رجله فى الغرز فنادى لبيك اللهم لبيك ناداه منادٍ من السماء لبيك وسعديك زادك حلال وراحلتك حلال وحجك مبرور غير مأزور واذا خرج بالنفقة الخبيثة فوضع رجله فى الغرز فنادى لبيك ناداه منادٍ من السماء لا لبيك ولا سعديك زادك حرام ونفقتك حرام وحجك غير مبرور الحديث، المعجم الاوسط ۴/۶۲ حديث ۵۲۲۸ الترغيب والترهيب ۲/۱۱۳ ومن حج بمال حرام سقط عنه الفرض ولا يقبل حجه ويكون عاصيًا والصحيح فى مذهب الامام احمد ان من حج بمال حرام لم يجز حجه اصلًا۔ الخ۔ غنیہ جدید ص/۱۹۵)

اور حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ مالِ حرام سے حج کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ [1]
اسلئے ہر حاجی کی کوشش یہی ہونی چاہئے کہ سفرِ حج کے لئے پاک اور حلال مال ہی فراہم کرے۔

اس حکم کو چالیس حدیثوں کے تحت اور سفرِ حج میں غلطیوں کی اصلاح کے تحت اپنی اپنی مناسبت میں بیان کیا گیا ہے۔

حج میں تاخیر کا گناہ

حج کو جانے کے لئے تمام اسباب اور اخراجات فراہم ہوجائیں، اور تمام رُکاوٹیں بھی ختم ہوجائیں، پھر بھی اسی سال حج نہیں کیا، اور دوسرے سال حج کرنے سے قبل موت واقع ہوجائے یا پیسہ ختم ہوجائے تو سخت ترین عذابِ الٰہی کا مستحق ہوکر مریگا۔ حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ جو شخص ایسے توشۂ سفر اور سواری کا مالک ہو جس سے بیت اللہ شریف تک بآسانی پہنچکر واپس آسکتا ہے، پھر بھی وہ حج نہیں کرتا ہے، اور فریضۂ حج ادا کرنے سے پہلے پہلے مرجاتا ہے تو اس کا ملّتِ اسلامیہ سے آزاد ہوکر یہودیت کی موت یا نصرانیت کی موت مَرنیکا سخت خطرہ ہے۔ [2] اسلئے ایسے تمام بھائیوں سے گذارش ہے کہ جن پر حج فرض ہوچکا ہو ادائے حج میں تاخیر نہ کریں۔ اور عذابِ الٰہی سے اپنی حفاظت فرمائیں۔ البتہ اگر کسی کو خوش قسمتی سے دوسرے سال موقع ملجائے اور حج کرلیتا ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ پچھلے گناہ بھی معاف ہوجائیں گے۔ مگر ایسے مواقع کا کیا یقین ہے۔ موت تو ہر وقت

---

[1] وقد يتصف بالحرمة كالحج بمال حرام وتحته في الشامية بل الحرام هو انفاق المال الحرام (وقوله) ويجتهد في تحصيل نفقة حلال فانه لايقبل بالنفقة الحرام الشامي كراچي ۲/۴۵۶)

[2] عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ملك زادًا وراحلةً تبلغه الى بيت الله ولم يحج فلا عليه ان يموت يهوديًا او نصرانيًا وذلك ان الله يقول في كتابه وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا ۝ الحديث ترمذي ۱/۱۶۷ شعب الايمان ۳/۴۳۰ حديث ۳۹۷۸)

پیچھے لگی ہوئی ہے۔ (ایضاح المناسک/۵۰ غنیۃ الناسک جدید/۱۱)

اولاد کی شادی اور مکان کی تعمیر کی وجہ سے حج میں تاخیر

بہت سے لوگ ایسے ہیں جن پر حج فرض ہو چکا، اور وہ یہ کہتے ہیں کہ پہلے سب لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیاں کرنی ہیں۔ اور سب کی شادیوں سے فارغ ہونے کے بعد حج کو جائیں گے۔ اور کوئی کہتا ہے کہ بس ایک لڑکی باقی ہے، اس کی شادی کے بعد حج کو جائیں گے۔ اور کوئی یہ کہتا ہے کہ مکان کی تعمیر ضروری ہے اس کے بعد جائیں گے۔ حالانکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ بالآخر اگر زندہ بھی رہے تو کمزوری اور ضعف کا زمانہ آجاتا ہے، اور حج کے لئے طاقت اور تندرستی کی سخت ضرورت ہوتی ہے، اور بڑھاپے کی کمزوری میں حج کے ارکان بھی صحیح طور سے ادا نہیں ہو پاتے۔ اسلئے اولاد کی شادیوں کے سبب سے فریضۂ حج میں تاخیر کرنا سخت غلطی اور باعثِ معصیت ہے۔ اس طرح کے خیالات سے گریز کرنا لازم ہے۔ اور حج فرض ہوتے ہی فوری طور پر ادا کرلیں۔ ورنہ حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام ابو یوسفؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ سب کے نزدیک، فاسق اور مردود الشہادت کہلایا جائیگا۔ [1]

بیوی کو ساتھ میں لیجانے کیلئے حج میں تاخیر

بہت سے لوگ اسلئے حج میں تاخیر کرتے ہیں کہ بیوی کو ساتھ میں لیجانا ہے، اور فی الحال اپنا تو انتظام ہے مگر بیوی کا انتظام نہیں ہے۔

---

[1] علی الفور فی العام الاول عند الثانی واصح الروایتین عن الامام ومالك واحمد فیفسق وترد شهادته بتاخیره سنینًا لان تاخیره صغیرة وبارتکابه مرة لایفسق الا بالاصرار وتحققه فی الشامیة فیفسق وترد شهادته بالتاخیر عن العام الاول بلا عذر غاية ط در الخ

(درمختار مع الشامی زکریا دیوبند ۳/۴۵۲)

اور جب بیوی کا انتظام ہوجائیگا تب دونوں ساتھ میں جائیں گے، حالانکہ فی الحال بیوی پر حج فرض نہیں ہے۔ اور بیوی کی وجہ سے فریضۂ حج ادا کرنے میں سالوں تاخیر کرتے ہیں، یہ بات غلط ہے۔ اسلئے کہ حج صرف شوہر پر فرض ہوا ہے، بیوی پر نہیں۔ اور اس کی وجہ سے خود اپنے فرض کی ادائیگی میں بلا وجہ تاخیر کرنا سخت گناہ ہے۔ کیونکہ بیوی کو ساتھ میں لیجانا نہ فرض ہے اور نہ ہی واجب۔

لہٰذا اپنا فرض فوری طور پر ادا کرلے، اور بیوی کی وجہ سے اپنے آپ کو گنہگار نہ بنائے۔ [1] (مستفاد شامی زکریا دیوبند ۳/۴۵۴)

حج کرے یا بیوی کا مہر ادا کرے؟

اگر کسی شخص کے پاس اتنا پیسہ موجود ہے کہ اس سے حج کے تمام اخراجات پورے ہوسکتے ہیں، مگر اس پر بیوی کا مہر ادا کرنا باقی ہے، اور اگر بیوی کا دین مہر ادا کریگا تو حج کے اخراجات پورے نہیں ہوسکتے۔ تو ایسی صورت میں اس پیسے سے حج کو جائے یا بیوی کے مہر کا قرض ادا کرے۔ چنانچہ بیوی کا مہر پہلے واجب ہوچکا ہے۔ اور حقوق العباد میں سے ہے، اور حج حقوق اللہ میں سے ہے۔ اور حقوق العباد حقوق اللہ پر مقدم ہوا کرتا ہے۔ اسلئے حج کو موقوف کرکے پہلے بیوی کا مہر ادا کرنا لازم اور ضروری ہے۔ [2]

---

[1] من جاوزہ وقت خروج اہل بلدہ او اشہر الحج وقد استکمل سائر شرائط الوجوب والاداء وجب علیہ الحج من عامہ ووجب اداءہ بنفسہ فیلزمہ التأہب والخروج معہم الخ غنیۃ جدید/۳۳ والحج مطلقًا ہو الفرض فاذا اخرہ الی العام الثانی بلا عذر یأثم لترک الواجب الخ غنیۃ جدید/۱۱)

[2] فیشترط القدرۃ علیہا ایضًا وعن قضاء دیونہ حالۃً او مؤجلۃً والمراد دیون العباد (وقولہ) واصدقۃ نسائہ ولو مؤجلۃ ہذا ہو حد الغنی للحج فی ظاہر الروایۃ الخ

(غنیۃ جدید/۲۰)

حج کرے یا لڑکی کی شادی کرے؟

ملکیت میں اتنا پیسہ موجود ہے کہ اس پیسہ سے حج کے تمام اخراجات پورے ہوسکتے ہیں، اور واپس آنے تک اپنے اہل وعیال کے اخراجات بھی پورے ہوسکتے ہیں۔ اور اسکے پاس جوان لڑکی بھی ہے اس کی شادی ہونی ہے۔ اگر لڑکی کی شادی کریگا تو حج کے اخراجات پورے نہیں ہوسکتے۔ اور حج کی تیاری کا زمانہ آنے سے قبل لڑکی کی شادی نہیں کی ہے، اور اسی حالت میں حج کا موسم آگیا ہے، تو ایسی صورت میں لڑکی کی شادی کے لئے رقم روک لے یا حج کو جائے؟

اس کی وضاحت نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ فریضۂ حج کا ادا کرنا، لڑکی کی شادی اور دیگر ہر کام پر مقدم ہے۔ لڑکی کی شادی کی وجہ سے فریضۂ حج کی ادائیگی کو مؤخر یا موقوف کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اور لوگوں میں یہ جو مشہور ہے کہ غیر شادی شدہ جوان لڑکی گھر میں ہو تو اس وقت تک حج فرض نہیں ہوتا جب تک اس کی شادی نہ ہوجائے، یہ بات غلط مشہور ہے۔ اور یہ بات بھی غلط مشہور ہے کہ حج پر جانے سے پہلے لڑکی کی شادی کے لئے جہیز کا سرمایہ الگ کرلیا جائے، اسکے بعد اگر پیسوں میں گنجائش ہو تو حج کو جائے ورنہ نہیں۔ بلکہ جب حج کے اخراجات موجود ہوں اور حج کے فارم بھرنے کا زمانہ آجائے تو حج کا فارم بھرنا لازم اور اس کی تیاری ضروری ہوجاتی ہے۔ ورنہ سخت گنہگار ہوگا۔ کیونکہ خود اپنی شادی پر بھی حج مقدم ہے، تو لڑکی کی شادی پر بطریق اولیٰ مقدم ہوگا۔ اور یہی حکم لڑکے کی شادی کا بھی ہے، کہ اس پر بھی حج کو مقدم کرنا لازم ہے۔[۱]

---

[۱] المسئلة منقولة عن ابی حنیفة فی تقدیم الحج علی التزوج۔ (وقوله) واشتهد بها علی ان الحج علی الفور عنده ومقتضاه تقدیم الحج علی التزوج وان کان واجبا عند التوقان الخ شامی زکریا دیوبند ۳/۴۶۱)

حج کے لئے جائداد اور زمین بیچنا

اگر کسی کے پاس کھیتی کی زمین اتنی زیادہ ہے کہ اگر حج کے اخراجات کی مقدار فروخت کردی جائے اسکے بعد بھی اتنی زمین باقی رہ جاتی ہے جس کی پیداوار سے گھر کی سالانہ ضروریات بآسانی پوری ہوسکتی ہیں تو اس پر زمین بیچکر حج ادا کرنا فرض ہے کیونکہ شرعًا اس پر حج فرض ہوگیا ہے۔ [۱]

گھر بیچکر حج کرنا

اگر کسی کے پاس حج کے اخراجات کا پیسہ نہیں ہے، مگر اس کا گھر اتنا بڑا ہے جو اس کی ضرورت سے کافی زائد ہے، اور زائد حصہ اگر بیچ دیا جائے تو اس کے پیسہ سے حج کے تمام اخراجات پورے ہوسکتے ہیں، تو اس زائد حصہ کو فروخت کرکے حج کو جانا لازم نہیں، اور نہ ہی اس پر حج فرض ہوگا۔

ہاں البتہ اگر رہائشی مکان کے علاوہ الگ سے دوسرا مکان خالی پڑا ہوا ہے اور اس کو کرایہ پر بھی نہیں دیا، اور نہ ہی دیگر آمدنی کا ذریعہ ہے، تو ایسی صورت میں ایسے زائد مکان کو فروخت کرکے حج کرنا فرض ہے، بشرطیکہ اس کی قیمت سے حج کے اخراجات پورے ہوسکتے ہوں۔ اور اسی طرح ضرورت سے زائد دوکان خالی پڑی ہوئی ہو اس کی قیمت سے حج کے اخراجات پورے ہوسکتے ہوں تو اس کو فروخت کرکے حج کو جانا لازم ہوجائیگا۔ [۲]

---

[۱] وان کان لہ من الضیاع ما لو باع مقدار ما یکفی الزاد والراحلة یبقی بعد رجوعه من ضیعته قدر ما یعیش بغلّته الباقی افترض علیه الحج والا لا الخ (غنیہ جدید/۲۰)

[۲] ولو کان منزله کبیرًا یمکنه الاستغناء ببعضه والحج بالفاضل لا یلزمه بیع الفاضل (وقوله) وان کان له مسکن فاضل لا یسکنه (الی قوله) او حوانیت او نحو ذلک مما لا یحتاج الیها یجب بیعها ان کان به وفاء بالحج الخ
(غنیہ جدید/۲۱)

ہر چار یا پانچ سال میں سرمایہ دار کی حاضری

جس کو اللہ تعالیٰ نے صاحبِ ثروت اور سرمایہ دار بنایا ہے اس کے لئے ہر چار یا پانچ سال میں بیت اللہ شریف کی حاضری مستحب ہے۔ البتہ فرض یا واجب نہیں۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو میں نے صحت اور فراخی عطا کی اور پھر وہ ہر چار سال میں میرے پاس حاضری نہیں دی وہ میری رحمت سے محروم ہے۔ اور بعض روایات میں ہر پانچ سال کی ترغیب آئی ہے۔ [1]
لہٰذا جس کو اللہ پاک نے گنجائش دے رکھی ہے اس پر اگرچہ ہر چار یا پانچ سال میں بیت اللہ شریف کی حاضری فرض یا واجب نہیں ہے۔ مگر مستحب اور باعثِ خیر و برکت ہے۔ (ایضاح المناسک/۵۰)

حج مبرور کسے کہتے ہیں؟

حج مبرور، حج مقبول کو کہتے ہیں۔ اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ ہر گناہ سے توبہ و استغفار کرے، اور کسی کا حق باقی نہ رہے، اور پاک اور حلال مال سے حج کو جائے اور کسی قسم کی بدعنوانی اور لڑائی جھگڑے اور معصیت میں مبتلا نہ ہو۔ اور احرام کے ممنوع اُمور سے اپنے آپ کی پوری پوری حفاظت کرتا رہے۔ پھر حج سے واپسی کے بعد اس کی دینی حالت پہلے سے بہتر ہو تو سمجھ لیں کہ اس کا حج ان شاء اللہ مبرور و مقبول ہے۔ (مستفاد فتاویٰ رحیمیہ ۳/۱۱۴ ایضاح المناسک/۵۱)

---

[1] عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یقول ان عبدًا صححت لہٗ جسمہٗ ووسعت علیہ فی المعیشۃ تمضی علیہ خمسۃ اعوام لایفد الیّ لمحروم الحدیث (صحیح ابن حبان ۴/۳۰۴ حدیث ۳۷۰۳ مسند ابویعلی الموصلی ۱/۳۲۴ حدیث ۱۰۳۱)
عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یقول ان عبدًا صححت لہٗ بدنہٗ و اوسعت علیہ فی الرزق لم یفد الیّ فی کل اربعۃ اعوام لمحروم الحدیث (مجمع الزوائد ۳/۲۰۶)

اور حج مبرور اور نیکی والا حج اہلِ ایمان کا سب سے افضل ترین عمل ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ تین قسم کے اعمال اللہ کے نزدیک سب سے افضل ترین اعمال ہیں۔

۱۔ اللہ ورسُول پر سچا ایمان لانا۔
۲۔ جہاد فی سبیل اللہ۔
۳۔ حج مبرور اور نیکی والا مقبول ترین عمل ہے۔ [۱]

حج اکبر کسے کہتے ہیں عوام میں مشہور یہی ہے کہ جو حج جمعہ کے دن واقع ہو وہ حج اکبر ہے۔ مگر کتبِ حدیث میں کہیں بھی اسکا ثبوت نہیں ملتا، اور نہ کتبِ فقہ اور ائمہ مجتہدین کے اقوال میں اسکا ثبوت ہے۔ البتہ حدیث و فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے کہ حجِ اکبر حج ہی کو کہتے ہیں۔ اور حج اصغر عمرہ کو کہتے ہیں۔ (ترمذی شریف ۱/۱۸۶ شامی کراچی ۲/۶۲۲) [۲]

یوم الجمعہ کا حج شریعت کی اصطلاح میں جمعہ کے دن کے حج کو حجِ اکبر تو نہیں کہاجاتا، لیکن جمعہ کے دن کا ایک حج دیگر ایام کے ستّر حجوں سے زیادہ افضل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ افضل ترین دن یوم عرفہ ہے۔ اور جب یوم عرفہ جمعہ کو واقع ہوجائے تو وہ حج ستر حجوں سے افضل ہے۔ [۳]

نیز جمعہ کے دن جب یوم عرفہ ہو تو میدانِ عرفات میں وقوف کرنے والے تمام حجاج کی مغفرت ہوجاتی ہے۔ [۴]

---

[۱] عن ابی ہریرۃ قال سئل رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم أیُّ العمل افضل قال الایمان باللہ ورسُولہ قیل ثم ماذا قال الجہادُ فی سبیل اللہ قیل ثم ماذا قال حجٌ مبرورٌ، الحدیث بخاری شریف ۱/۸ حدیث ۲۶)

[۲] الحج الاکبر یوم النحر والحج الاصغر العمرۃ (ترمذی شریف ۱/۱۸۶) الحج عرفۃ ووصف الحج بالاکبر لان العمرۃ الحج الاصغر (مرقات ملتان ۵/۳۷۲) قال الزہری والشعبی وعطاء الاکبر الحج والاصغر العمرۃ۔ شامی کراچی ۲/۶۲۲)

[۳] عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال افضل الایام یوم عرفۃ اذا وافق جمعۃ وھو افضل من سبعین حجۃ الحدیث طحطاوی علی المراقی ۳/۳بم اوجز المسالک قدیم ۳/۲۷۰

[۴] اذا وافق یوم عرفۃ یوم جمعۃ غفر لکل اھل الموقف الخ زیلعی ۲/۲۶ ایضاح المناسک ۵۲/ (شامی کراچی ۲/۶۲۱)

سفرِ حج میں تجارت

اگر حاجی سفرِ حج میں تجارت بھی کرنا چاہے تو اس کی تین شکلیں ہیں۔

۱۔ اصل مقصد تجارت ہے اور حج ضمناً ہے تو حج کا فریضہ تو ادا ہوجائے گا لیکن ثواب سے محروم ہوجائے گا۔

۲۔ حج اور تجارت دونوں یکساں طور پر مقصود ہوں تو حج کا فریضہ ادا ہونے کے ساتھ ثواب بھی ملیگا، مگر پورا ثواب نہ ملیگا بلکہ ثواب میں کمی آجائے گی۔

۳۔ اصل مقصد حج ہے۔ تجارت محض ضمناً ہے تو حج کا ثواب پورا پورا مل جائیگا۔ ضمنی تجارت کی وجہ سے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اب حاجی اپنے ارادہ کا خود فیصلہ کرے، کہ اصل مقصد کیا ہے۔ [۱]

(مستفاد ایضاح المناسک/۶۶ فتاوی رحیمیہ ۲/۴)

حرمین شریفین میں سے پہلے کہاں پہنچنا افضل؟

اگر حاجی کا یہ پہلا حج ہے تو اس کے لئے اولاً مکہ معظمہ حاضر ہوجانا افضل ہے۔ اور اگر حاجی کا یہ پہلا حج نہیں ہے بلکہ یہ نفلی حج ہے، تو پہلے مدینہ طیبہ کی حاضری افضل ہے۔ اس کے بعد مکہ معظمہ پہونچ جائے۔

(مستفاد ایضاح المسائل ص۱۲۸ فتاوی محمودیہ ۳/۱۸۱ الطحطاوی علی المراقی ص۴۰۵)

سفرِ حج میں حاجی کا انتقال

اگر حج کے لئے روانہ ہوجانے کے بعد راستہ میں یا مکۃ المکرمہ پہنچکر حاجی کا انتقال ہوجائے تو انشاء اللہ تعالیٰ شہادت کا ثواب ملیگا۔ اور قیامت کے

---

[۱] لیس علیکم جناحٌ ان تبتغوا فضلاً من ربکم۔ الآیۃ (البقرۃ/۲۶)

دن حاجیوں کے زمرے میں اٹھایا جائیگا۔ (مستفاد معارف السنن ۶/ ۴۰۳) اور اسکو پورا کفن دیکر دفن کیا جائے۔ اور اسمیں اسکا سر بھی ڈھک دیا جائے۔ کیونکہ مرنے کی وجہ سے احرام ختم ہو چکا ہے۔ نیز اگر احرام کے کپڑے پڑے ہیں کہ سر تا پا چھپ سکتا ہے تو دو کپڑے وہ اور ایک کپڑا مزید لیکر کل تین کپڑوں میں حاجی کو کفن دیکر دفن کرنا حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک مسنون ہے۔ (معارف السنن ۶/ ۴۰۳ موطا امام محمد / ۲۴۷) [1] صرف احرام ہی کے کپڑے میں دفن کرنا لازم نہیں۔

حاجی کے گلے میں ہار ڈالنا

سفرِ حج کو جاتے وقت حاجی کے گلے میں ہار یا سہرا ڈالنا ممنوع اور ناجائز ہے۔ اس سے احتراز ضروری ہے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ ۳/ ۲۰۲)

حرم کے کبوتروں کو دانہ ڈالنا

عوام کا عقیدہ ہے کہ حرم شریف کے کبوتروں کو دانہ اور چارہ دینا کارِ ثواب ہے۔ اور اس کیلئے حج کو جانیوالے حجاج کے ہاتھ پیسہ بھیجدیتے ہیں۔ حالانکہ ان دانوں اور کبوتروں کی بیٹ کیوجہ سے مسجد حرم میں گندگی پھیلتی ہے۔ جس سے حجاج اور عبادت گذار لوگوں کو سخت ایذا پہنچتی ہے۔ اور حکومت کی طرف سے بھی سخت ممانعت ہے۔ اسلئے اس سے بجائے ثواب کے گناہ ہوگا۔ نیز کبوتروں کو ملتا بھی نہیں۔ کیونکہ دانہ بکھیرتے ہی صفائی کرنے والے صاف کر دیتے ہیں۔ اور حرم شریف کے فرش میں دانہ اور چارہ بکھیرنا اور اسکو گندہ کرنا قرآنی حکم کی عملاً مخالفت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حرم شریف کو عبادت کرنیوالے نمازیوں اور طواف کرنیوالوں کیلئے خوب پاک صاف رکھنے کا شدت سے حکم فرمایا ہے۔ [2] (سورۂ حج ۲۶)

---

[1] ان ابن عمر کفن ابنه واقد بن عبد الله وقد مات محرما بالجحفة وخمر رأسه۔ الحديث (موطا امام محمد بن حسن شیبانی ۲۴۷) ومسئلة الباب خلافية فقال الشافعي واحمد واسحق ان المحرم على احرامه بعد الموت ولا يحرم ستر رأسه وتطييبه وقال ابو حنيفة ومالك والاوزاعي انه يصنع به ما يصنع بالحلال وهو مروي عن عائشةؓ وابن عمرؓ۔ الخ (الابواب والتراجم للبخاري ۲/ ۸۳)

[2] وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ۔ الآية (سورة حج ۲۶)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۸) عورت پر حج کب فرض ہوتا ہے؟

عورت پر حج فرض ہونے کے لئے ذاتی صرفہ کے علاوہ ساتھ میں جانے والے محرم کا پورا سفر خرچ بھی مہیا کرنا لازم ہے، ورنہ عورت پر حج فرض نہیں ہوتا۔ یا عورت کے ساتھ عورت کا شوہر سفر حج کو جائے تب لازم ہے ورنہ نہیں۔ لہٰذا اگر محرم یا شوہر عورت کے ساتھ سفر کے لئے میسّر نہ ہو تو عورت پر حج فرض نہیں ہوتا۔[۱]

کیا شوہر کا سفر خرچ عورت پر لازم ہے

اگر عورت مالدار ہے اور اس پر حج فرض ہو چکا ہے، اور شوہر مالدار نہیں اور اس پر حج فرض نہیں ہوا۔ اور عورت اپنے ساتھ بجائے محرم کے شوہر کو لیجانا چاہتی ہے تو ایسی صورت میں راجح قول کے مطابق عورت پر شوہر کے لئے تمام سفر خرچ لازم ہو جائیں گے۔ ہاں البتہ حالتِ حضر میں ہمیشہ کھانے پینے کا جو خرچ شوہر کیا کرتا تھا وہ خرچ بدستور شوہر پر لازم رہیگا۔ باقی تمام اخراجات شوہر کیلئے عورت پر اسی طرح واجب رہیں گے جس طرح محرم کے لئے ہوتے ہیں۔[۲]

---

[۱] واما الذی یختص النساء فشرطان احدھما ان یکون معہا زوجہا او محرم لہا فان لم یوجد احدھما لا یجب علیہا الحج وھذا عندنا الی قولہ ان المحرم او الزوج من ضرورات حجہا بمنزلۃ الزاد والراحلۃ اذ لا یمکنہا الحج بدونہ کما لا یمکنہا الحج بدون الزاد والراحلۃ الخ (بدائع قدیم ۲/۱۲۳) ومع زوج او محرم مع وجوب النفقۃ لمحرمہا علیہا لانہ محبوس علیہا الخ (درمختار کراچی ۲/۴۶۴)

[۲] قید بالمحرم لانہ لو خرج معہا زوجہا فہی لا نفقۃ لہ علیہا بل لہا علیہ النفقۃ نفقۃ الحضر دون السفر ولا یجب الکراء فینظر الی قیمۃ الطعام فی الحضر لا فی السفر (غنیہ جدید/۲۷)

محرم اور شوہر کا نفقہ عورت پر کب لازم ہوتا ہے

عورت پر محرم یا شوہر کا سفر خرچ اس وقت لازم ہوتا ہے کہ جب محرم یا شوہر پر حج فرض نہو، یا ان لوگوں نے اپنا حج فرض ادا کرلیا ہو۔ اور اگر ان پر بھی اپنا حج فرض ہے اور ان کو بھی اپنا فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے جانا ہے تو ایسی صورت میں عورت پر ان کا سفر خرچ لازم نہیں۔ بلکہ ہر ایک پر اپنا اپنا خرچ لازم ہوجائیگا۔ [۱]

محرم میسّر ہو تو شوہر کی اجازت کے بغیر فریضۂ حج کو جانا

اگر عورت پر حج فرض ہوچکا ہے اور محرم شرعی کا پورا سفر خرچ بھی مہیّا ہوگیا ہے مگر شوہر عورت کو حج فرض کو جانے سے منع کر رہا ہے تو ایسی صورت میں عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر حج کا فریضہ ادا کرنے کے لئے محرم کے ساتھ سفرِ حج کو جانا جائز ہے۔ [۲]

نفلی حج کیلئے شوہر کی اجازت لازم

اگر عورت نے اپنا حج فرض ادا کرلیا ہے اور اب نفلی حج کے لئے جانا چاہتی ہے اور اس کے پاس محرم کا سفر خرچ بھی پورا موجود ہے مگر شوہر کی طرف سے اجازت نہیں، تو شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کے لئے جانا عورت کے لئے جائز نہیں۔ اسلئے کہ شوہر کا حق نفلی حج سے بھی زیادہ ہے۔ [۳]

---

[۱] واما المحرم او الزوج لو امتنع من الخروج معها الا ان تنفق علیہ وتحملہ وجب علیہا ذلک ان کان لہا غنی الخ غنیہ جدید/۲۷ (وقولہ) ھذا اذا ابی ان یحج معہا الا بالنفقۃ منہا والراحلۃ فاما اذا حج معہا من غیر اشتراط ذلک فلا یجب الخ غنیۃ جدید/۲۷)

[۲] ولو کان معہا محرم فلہا ان تخرج مع المحرم فی الحجۃ الفریضۃ من غیر اذن زوجہا عندنا الخ بدائع قدیم ۲/۱۲۳) ولیس للزوج منعہا عن حجۃ الاسلام اذا کان معہا محرم الخ غنیہ جدید/۲۸)

[۳] حتی لو ارادت الخروج الی حجۃ التطوع فللزوج ان یمنعہا کما فی صلوٰۃ التطوع وصوم التطوع الخ بدائع قدیم ۲/۱۲۴)

شرعی محارم کون کون ؟

عورت اپنے شوہر کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے۔ اور شوہر کے علاوہ ان تمام محرم مردوں کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ مثلاً باپ، دادا، پردادا، بیٹے پوتے پڑپوتے، نواسے اور ان کی اولادیں، داماد، خسر، خسر کا باپ، شوہر کا نانا، حقیقی بھائی، باپ شریک بھائی، ماں شریک بھائی رضاعی بھائی اور ان کی اولادیں، رضاعی باپ، حقیقی چچا، تایا، ماموں، نانا وغیرہ یہ سب عورت کے لئے محارم ہیں۔ اور ان میں سے کسی کے ساتھ کبھی بھی نکاح جائز نہیں۔ لہٰذا ان میں سے ہر ایک کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے۔ [1]

اسی طرح شوہر کے لڑکوں کے ساتھ سفرِ حج کو جانا جائز ہے، اسلئے کہ وہ بھی عورت کے لئے محرم ہیں۔ [2]

مگر تایازاد، چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد بھائی شرعی محرم نہیں ہیں ان کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ اسلئے ان کے ساتھ سفرِ شرعی جائز نہیں۔

(مستفاد معلم الحجاج /۸۴)

محرم کیساتھ معصیت کا خطرہ ہو تو کیا کریں ؟

عورت کے لئے بلا محرم سفر کرنا اسلئے ناجائز اور ممنوع ہے کہ بلا محرم شرعی غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے میں معصیت اور فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ غالب ہوتا ہے۔ لہٰذا ممانعت کی اصل وجہ اور علت ابتلاءِ معصیت ہے۔ حتیٰ کہ اگر محرم شرعی کے ساتھ ابتلاءِ معصیت کا اندیشہ ہو تو ایسے محرم شرعی کے ساتھ سفر کرنا بھی

---

[1] ثم صفة المحرم ان یکون ممن لایجوز لہ نکاحہا علی التابید اما بالقرابۃ او الرضاع او الصہریۃ لان الحرمۃ المؤبدۃ تزیل التہمۃ فی الخلوۃ الخ بدائع قدیم ۲/۱۲۴) والمحرم من لا یجوز لہ مناکحتہا علی التابید بقرابۃ او رضاع او صہریۃ الخ شامی کراچی ۲/۴۶۴)

[2] اذا سافرت مع ابن زوجہا لاباس بہ لانہ محرم الخ غنیۃ جدید /۲۸)

جائز نہیں ہے۔ اسلئے صرف محرمِ شرعی میسّر ہونا کافی نہیں ہے۔ بلکہ وہاں بھی ایسے محرمِ شرعی کا میسّر ہونا لازم ہے جس کے ساتھ ابتلاء کا شبہ نہو۔ لہ

بوڑھی عورت کیلئے بلا محرم سفرِ حج

محرم یا شوہر کے ساتھ سفر کی شرط اور مقصد اصلی اثنائے سفر ابتلاءِ معصیت اور فتنہ سے حفاظت ہے۔ لہٰذا عجوزہ اور بوڑھی عورت جس میں ابتلائے معصیت اور فتنہ کا خطرہ نہ ہو اس کا غیر محرم کے ساتھ سفرِ حج کو جانا جائز ہے۔ ٹلہ چنانچہ فتنہ کا خطرہ نہ ہونے کی وجہ سے حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے بھی بوڑھی عورت کے لئے گنجائش نقل فرمائی ہے۔ اسلئے محرم یا شوہر کی معیت کی شرط سے ساٹھ ستّر سالہ عورت مستثنیٰ ہوگی۔ مگر بوڑھی کمزور عورت کی خدمت و سہارے کیلئے کسی کا ساتھ میں ہونا ضروری ہے۔ (مستفاد امداد الفتاویٰ ۲/۲۰۱)

مشتہاۃ عورت کیلئے بلا محرم تین دن سے کم کا سفر

اگر مسافت تین دن سے کم کی ہے، یعنی سفرِ شرعی سے کم ہے، اور فتنہ اور معصیت کا خطرہ بھی نہیں ہے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قولِ مشہور کے مطابق عورت کے لئے بلا محرم اور بلا شوہر سفر کر کے حج کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ ٣ـہ

اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قولِ غیر مشہور کے مطابق جو حضرت امام ابویوسفؒ کا بھی ایک قول ہے عورت کے لئے ایک یوم کی مسافت کا سفر بھی بلا محرم یا بلا شوہر کے کرنا مکروہ ہے۔ اور فسادِ زمانہ کی وجہ سے اسی قولِ غیر مشہور پر ہی فتویٰ جاری

لہ والمحرم انما یجوز لہ المسافرۃ معہا اذا أمن علی نفسہ الشہوۃ اما اذا لم یأمن وکان اکبر رأیہ انہ لو خلا بہا او سافر معہا او مسّہا ان یشتہیہا لم یحل لہ ذلک الخ غنیہ جدید/ ۲۸ ولہٰذا قالوا ان المحرم اذا لم یکن مأمونا علیہا لم یجز لہا ان تسافر معہ وسواء کان المحرم حرًّا او عبدًا الخ بدائع قدیم ۲/۱۲۴)

ٹلہ اما العجوز التی لا تشتہی فلا بأس بمصافحتہا ومس یدہا اذا امن ومتی جاز المس جاز سفرہ بہا ویخلو اذا امن علیہ وعلیہا والا لا الخ الدر المختار کراچی ۶/۳۶۸)

ٹلہ ثم المحرم او الزوج انما یشترط اذا کان بین المرأۃ وبین مکۃ ثلاثۃ ایام فصاعدًا فان کان اقل من ذلک حجت بغیر محرم لان المحرم یشترط للسفر وما دون ثلاثۃ ایام لیس بسفر فلا یشترط فیہ المحرم کما لا یشترط للخروج من محلۃ الی محلۃ الخ بدائع قدیم ۲/۱۲۴)

اما فی اقل منہا فیجب علیہا الحج والخروج الیہ بغیر محرم او زوج الخ غنیہ جدید/ ۲۶)

کرنا چاہئے۔ [1]

بلا محرم تین دن یا اس سے زائد مسافت کا سفر

اگر سفرِ شرعی اور تین دن یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر ہے، یعنی ۸۲ کلومیٹر ۲۹۶ میٹر سے زیادہ کا ہے تو حنفی مسلک کے مطابق عورت کا بلا محرم یا بلا شوہر اتنی لمبی مسافت کا سفر طے کر کے حج کو جانا مکروہ تحریمی ہے، لیکن حج کرے گی تو بالاتفاق اسکا حج صحیح اور درست ہو جائیگا۔ اور اس پر کوئی جُرمانہ بھی لازم نہ ہوگا۔ البتہ کراہت تحریمی کے ارتکاب کا گناہ ہوگا۔ اور اسی پر حنفی مسلک کا فتویٰ ہے۔ [2]

(بدائع قدیم ۲/۱۲۴ غنیہ جدید/۲۹)

لیکن حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام اوزاعیؒ، امام محمد بن سیرینؒ، امام حمادؒ وغیرہ کے نزدیک اگر فتنہ اور معصیت کا اندیشہ نہ ہو تو قابلِ اعتماد نیک لوگوں کے قافلہ کے ساتھ یا قابلِ بھروسہ عورتوں کے قافلہ کے ساتھ بلا محرم سفر کرنا عورت کیلئے بلا کراہت جائز ہے۔ (اوجز المسالک قدیم ۳/۲۷، نووی ۱/۴۳۳ حاشیہ ابوداؤد ۱/۲۴۲، ایضاح الطحاوی ۳/۳۰۸ ھندیہ ۵/۳۶۶)

نیز مسلک حنفی کے شہرۂ آفاق محدث حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے بھی یہی ہے کہ اگر فتنہ اور معصیت کا خطرہ نہ ہو تو بلا محرم سفر کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ شاہ صاحبؒ کی عبارت حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔ [3]

---

[1] وهو ثلاثة ايام ولياليها فيباح لها الخروج الى مادونه لحاجة بغير محرم۔ وروى عن ابي حنيفةؒ وابي يوسف كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد وينبغي ان يكون الفتوى عليه لفساد الزمانؒ
(شامی کراچی ۲/۴۶۴ غنیة جدید/۲۷)

[2] ولو حجت بلا محرم او زوج جاز حجها بالاتفاق (وقوله) لكن مع الكراهة التحريمية للنهي الخ
غنية جديد ص۲۹ قديم ص۱۲ الدر المختار کراچی ۲/۴۶۵)

[3] ويجوز عندي مع غير محرم ايضا بشرط الاعتماد والامن عن الفتنة وقد وجدت له مادة كثيرة في الاحاديث الخ فيض الباری ۲/۳۹ ملفوظات محدث کشمیری/۲۱۶)

ہوائی جہاز میں بلا محرم، عورت کا سفر

یہاں یہ مسئلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ آجکل کے زمانہ میں بہت سے لوگ سعودی عرب میں لمبے زمانہ تک کے لئے ملازمت پر رہتے ہیں، اور ان پر ایسی پابندیاں ہیں کہ جب چاہے وطن نہیں آسکتے۔ یا اتنی آمدنی نہیں ہے کہ جس سے بار بار وطن آسکے۔ اور ان کی بیویاں وطن میں تجرد کی زندگی گذار رہی ہیں۔ بعض دفعہ فتنہ اور معصیت کا اندیشہ بھی سامنے آتا ہے۔ اور میاں بیوی دونوں دیرینہ ملاقات اور دُوری کی وجہ سے پریشان ہیں۔ اور عورت اگر محرم کے ساتھ سفر کے لئے جاتی ہے تو اپنے اخراجات کے ساتھ محرمِ شرعی کا خرچ بھی برداشت کرنا بہت دشوار اور بارِ گراں ہے جو برداشت سے باہر ہے۔ تو ایسے پریشان کن حالات میں میاں بیوی دونوں چاہتے ہیں کہ حج کے موسم میں عورت وطن نے محرم کے ساتھ ایئر پورٹ تک پہونچ جائے اور اُدھر سے جدّہ یا مدینہ ایئر پورٹ سے بیوی کو شوہر یا محرم ساتھ لے لے، اور درمیان میں چار پانچ گھنٹے کا سفر بلا محرم ہوگا، مگر قابلِ اعتماد لوگوں کی معیت میں ہوگا۔ اس طریقہ سے دُو کام اور دُو فائدے حاصل ہوجائیں گے۔

۱۔ میاں بیوی دونوں کی آپسی ملاقات جس کی وجہ سے فتنۂ عظیم اور معصیت سے حفاظت ہوجائے گی۔

۲۔ اس ملاقات کے ساتھ میاں بیوی دونوں ایک ساتھ حج بیت اللہ بھی کرلیں گے۔

تو کیا قابلِ اعتماد لوگوں کے ساتھ بلا محرم چار پانچ گھنٹے یا پانچ سات گھنٹے ہوائی جہاز کا سفر جائز ہوسکتا ہے۔؟

تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سفرِ حج کے لئے بھی اتنی لمبی مسافت کا سفر بغیر محرم یا بغیر شوہر کے عورت کے لئے جائز نہیں۔ اور حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، حضرت محمد بن سیرینؒ، امام اوزاعیؒ، امام حمادؒ وغیرہ کے نزدیک قابلِ اعتماد ثقہ لوگوں کے ساتھ عورت کے لئے بلا محرم اتنا لمبا سفر کرنا جائز ہے۔ لہٰذا اُوپر ذکر

کردہ خاص عذر اور شدید مجبوری میں چند قیودات کے ساتھ حنفی مسلک کی عورتوں کے لئے حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام محمد بن سیرینؒ، امام اوزاعیؒ، امام حمادؒ کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

قیود و شرائط یہ ہیں:

۱۔ میاں بیوی بُعدِ ملاقات اور طولِ فراق کی وجہ سے پریشان ہوں۔
۲۔ ایسی قابلِ اعتماد جماعت کے ساتھ سفر ہو جسمیں عورتیں بھی ہوں۔
۳۔ ایسی قابلِ اعتماد عورتوں کے ساتھ جائے جن عورتوں کے محرم یا شوہر ساتھ ہوں۔
۴۔ ہوائی جہاز کے سفر میں کسی غیر مرد کے ساتھ فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ اور شبہ بھی نہ ہو۔
۵۔ عورت اپنے یہاں کے ایئرپورٹ تک محرم کے ساتھ پہنچے۔
۶۔ دوسری طرف کے ایئرپورٹ سے شوہر یا محرم لینے کے لئے آجائے۔ پھر محرم یا شوہر کے ساتھ حج کے ارکان ادا کرے مذکورہ تمام قیودات و شرائط کے ساتھ عورت کے لئے بلا محرم سفرِ حج کے لئے مذکورہ ائمہ کے قول پر عمل کی گنجائش ہے۔ اور اس میں بھی یہی کوشش کیجائے کہ ڈائرکٹ فلائٹ سے سفر کیا جائے۔

مذکورہ ائمہ کے اقوال ملاحظہ فرمایئے۔

قَالَ حَمَّادُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَا بَأْسَ لِمَرْأَةٍ اَنْ تُسَافِرَ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ مَعَ الصَّالِحِيْنَ الخ [۱]

امام حماد نے فرمایا کہ عورت کیلئے نیک لوگوں کے ساتھ بغیر محرم کے سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

فَقَالَ مَالِكٌ تَخْرُجُ مَعَ جَمَاعَةِ النِّسَاءِ وَقَالَ الشَّافِعِي تَخْرُجُ مَعَ ثِقَةٍ حُرَّةٍ مُّسْلِمَةٍ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ

امام مالکؒ نے فرمایا کہ عورت کیلئے جائز ہے کہ عورتوں کی جماعت کیساتھ مسافت سفر کو نکلے اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ مسلمان آزاد قابلِ اعتماد جماعت کیساتھ سفر کو جاسکتی ہے۔ امام محمد بن سیرینؒ

---

[۱] فتاویٰ عالمگیریہ ۵/۵۶۶

تخرج مع رجلٍ من المسلمین وقال الاوزاعیؒ تخرج مع قوم عدولٍ الخ۔

نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے کسی قابلِ اعتماد مرد کے ساتھ سفر کو جاسکتی ہے۔ اور امام اوزاعیؒ نے فرمایا کہ عادل لوگوں کیساتھ سفر کو جا سکتی ہے۔

نیز حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے بلا محرم یا بلا شوہر عورتوں کی جماعت کے ساتھ یا قابلِ اعتماد لوگوں کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔ [۲] نیز مسلکِ حنفی کے شہرۂ آفاق محدثِ کبیر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے بھی یہی ہے کہ قابلِ اعتماد لوگوں کے ساتھ عورت اتنا لمبا سفر بلا محرم کر سکتی ہے۔ [۳]

پھر اسی طرح حج کے بعد واپسی میں سرکاری قانون کی رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایئرپورٹ تک پہنچنے میں جہاں تک ممکن ہو وہاں تک شوہر یا محرم ساتھ ہو۔ اور پھر ہوائی جہاز کا سفر بلا محرم قابلِ اعتماد لوگوں کے ساتھ ہو، اور وطن کے ایئرپورٹ سے محرم آکر لیجائے۔ تو مذکورہ شرائط وقیودات کے ساتھ جائز ہوجائیگا۔

(انوارِ رحمت /۸۳ تا /۸۷ میں تفصیل موجود ہے۔)

اثنائے سفر محرم کی موت واقع ہوجائے تو کیا کرے؟

اگر اثنائے سفر عورت کے محرم کی موت واقع ہوجائے تو عورت کیا کرے؟ تو اس میں کچھ تفصیل ہے کہ اگر اپنے ملک سے سفر کے لئے جہاز پر سوار ہونے سے قبل

---

[۱] اعلاء السنن کراچی ۱۰/۱۴ بیروتی ۱۰/۱۷

[۲] ان المحرم لیس بشرط فی الحج الواجب قال الاثرم سمعت احمد یسأل هل یکون الرجل محرما لام امرأته یخرجها الی الحج فقال اما فی حجة الفریضة فارجو لانها تخرج الیها مع النساء ومع کل من امنته واما فی غیرها فلا والمذهب الاول وعلیه العمل وقال ابن سیرین ومالک والاوزاعی والشافعی لیس المحرم شرطا فی حجتها بحال الخ (اوجز المسالک قدیم ۳/۲۷۴)

[۳] یجوز عندی مع غیر محرم ایضا بشرط الاعتماد والامن عن الفتنة وقد وجدت له مادة کثیرة فی الاحادیث الخ فیض الباری ۳/۲۹۷ ملفوظات محدث کبیر کشمیری /۲۱۶)

حادثہ پیش آیا ہے تو عورت کے لئے آگے کا سفر بلا محرم کرنا ممنوع اور مکروہ تحریمی اور گناہ کا ارتکاب ہوگا۔ لہٰذا وہاں سے سفر کو ملتوی کرکے واپس ہوجانا لازم ہوجائیگا۔ اور اگر جہاز پر سوار ہونے کے بعد جہاز کی پرواز کے درمیان موت کا حادثہ پیش آیا ہے تو جہاز اس حادثہ کی وجہ سے واپس نہیں ہوگا۔ بلکہ جدّہ یا مدینہ ایئرپورٹ ہی پر جاکر رُکیگا، اسلئے پرواز کی حالت میں موت واقع ہوجائے یا مدینہ ایئرپورٹ اور جدّہ ایئرپورٹ پر اُترنے کے بعد موت واقع ہوجائے دونوں کا حکم برابر ہوگا۔ اور ایسی صورت میں جائے واقعہ سے وطن کی مسافت دُور ہوگی، اور مکۃ المکرمہ کی مسافت قریب ہوگی، اور حکمِ شرعی یہی ہے کہ جب جائے حادثہ سے مکۃ المکرمہ کی مسافت قریب ہو تو عورت بلا محرم حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ ارکانِ حج ادا کرسکتی ہے۔ اور حج کو ملتوی نہیں کرے گی، اور اسی طرح مکۃ المکرمہ پہنچنے کے بعد محرم کی موت واقع ہوجائے یا محرم لاپتہ ہوجائے تو بھی عورت بلا محرم حاجیوں کے قافلے کے ساتھ فریضۂ حج کے ارکان ادا کرے گی۔ کیونکہ عورت کے لئے سعودی عرب پہنچنے کے بعد موضع امن مکۃ المکرمہ سے زیادہ اور کوئی جگہ نہیں۔ اور مکۃ المکرمہ پہنچنے کے بعد بلا محرم ارکانِ حج ادا کرنا جائز ہوجاتا ہے۔[۱]

---

[۱] امّا الواقعۃ فی السّفر (الیٰ قولہ) وان کانت فی قریۃ او مفازۃ لا تأمن علی نفسہا فلہا ان تمضی الیٰ موضع أمن الخ (شامی زکریا ۳/۲۲۶)
وان کان الیٰ مکۃ اقل من مدّۃ سفر والیٰ منزلہا مدّۃ سفر مضت الیٰ مکۃ لانہا لا تحتاج الی المحرم فی اقل من مُدّۃ السّفر (الیٰ قولہ) وان کان ذلک فی المفازۃ او بعض القریٰ بحیث لا تأمن علیٰ نفسہا ومالہا فلہا ان تمضی فتدخل موضع الامن الخ
(بدائع قدیم ۲/۱۲۴ ثانی رحمانیہ ۲/۲۳۵، غنیہ جدید/۲۹)

اثنائِ سفر شوہر کا انتقال ہوجائے یا طلاقِ بائن ہوجائے تو عورت کیا کرے ؟

اگر میاں بیوی ساتھ میں حج یا عمرہ کرنے جائیں، اور اتفاق سے ارکانِ حج یا ارکانِ عمرہ ادا کرنے سے قبل شوہر کا انتقال ہوجائے، یا عورت پر طلاق بائن یا طلاقِ مغلظہ واقع ہوجائے، اور ساتھ میں عورت کا کوئی محرم بھی نہ ہو، تو ایسی صورت میں بحالتِ عدت بلا محرم عورت ارکانِ حج یا ارکانِ عمرہ ادا کرکے تکمیل کرسکتی ہے یا نہیں ؟

تو اس بارے میں ہمارے سامنے کل سات شکلیں آتی ہیں۔ ان میں سے پانچ شکلیں جواز کی ہیں اور ایک عدمِ جواز کی اور ایک اختلافی ہے۔ سب کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

شکل ۱ مکۃ المکرمہ پہنچنے کے بعد حادثہ پیش آجائے تو سب کے نزدیک بلا محرم عدت کی حالت میں حج یا عمرہ کے ارکان ادا کرکے تکمیل کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ حضرات فقہاء نے اس مسئلہ کو ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

وان کان بینہا وبین منزلہا مسیرۃ سفر فصاعدًا وبینہا وبین مکۃ دون ذٰلک فعلیہا ان تمضی علیہا الخ [1]	اور اگر جائے حادثہ سے عورت کا وطن مسافتِ سفر یا اس سے زیادہ دوری پر ہے، اور وہاں سے مکۃ المکرمہ مسافتِ سفر سے کم پر واقع ہے تو عورت پر لازم ہے کہ ارکان کی تکمیل کرے۔

شکل ۲ مکۃ المکرمہ پہنچنے سے قبل حادثہ پیش آجائے، تو اگر جائے حادثہ سے مکۃ المکرمہ مسافتِ سفر سے کم پر واقع ہے تب بھی سب کے نزدیک بلا محرم

---

[1] تاتارخانیہ ۲/۴۳۵، بدائع الصنائع کوئٹہ ۲/۱۲۴، زکریا ۲/۳۰۱ ۔

مکۃ المکرمہ پہنچکر حج یا عمرہ کی تکمیل کرنا عورت کے لئے جائز ہے۔ لہٰذا اگر جدّہ پہنچنے کے بعد آفاقی عورت کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آجائے تو بھی عورت مکۃ المکرمہ پہنچکر حج یا عمرہ کرکے آسکتی ہے۔ اسلئے کہ مسجد حرام سے جدّہ کی آبادی کے کنارے تک صرف ۶۷ کلومیٹر ہے۔ اس سے مسافتِ سفر پوری نہیں ہوگی۔ لہٰذا جس آفاقی عورت کا شوہر جدّہ شہر میں داخل ہونے کے بعد فوت ہوجائے یا عورت پر طلاق بائن واقع ہوجائے تو اس کے لئے بلا محرم مکۃ المکرمہ پہنچکر حج یا عمرہ کی تکمیل کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے۔ جیسا کہ حضرات فقہاء کی اس قسم کی عبارت سے واضح ہوتا ہے۔

وان کانَ إلیٰ مکّۃ اقلّ من مُدّۃ سَفرٍ والیٰ منزلِہا مُدّۃ سفرٍ مضت إلیٰ مکّۃ لانّہا لاتحتاج إلیَ المحرم فی اقلّ مِن مُدّۃ سَفرٍ الخ [۱]

اور اگر جائے حادثہ سے مکۃ المکرمہ مسافتِ سفر سے کم ہے، اور وطن مسافتِ سفر پر ہے تو عورت مکۃ المکرمہ پہنچ جائے۔ اس لئے کہ مدتِ سفر سے کم میں عورت کو محرم کی ضرورت نہیں ہے۔

شکل ۳ جائے حادثہ سے مکۃ المکرمہ اور وطن دونوں مسافتِ سفر سے کم پر ہیں تو ایسی صورت میں سب کے نزدیک عورت کو بلا محرم مکۃ المکرمہ پہنچکر حج یا عمرہ کرنے کا اختیار ہے۔ اور یہ بھی اختیار ہے کہ وطن واپس آجائے۔ لیکن اگر عورت نے احرام باندھ لیا ہے تو واپس نہ آئے، بلکہ احرام کی شرائط کے مطابق ارکان کی تکمیل کے لئے ضرور مکہ مکرمہ پہنچ جائے۔ تاکہ احرام کی جنایت سے محفوظ ہوجائے۔ اس مسئلہ کو حضرات فقہاء نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

---

[۱] بدائع الصنائع کوئٹہ ۲/۱۲۴، زکریا ۲/۳۰۱ ۔

وَاَجْمَعُوا اَنَّهُ اِذَا كَانَ دُوْنَ مَسِيْرَةِ سَفَرٍ مِنَ الْجَانِبَيْنِ فَلَهَا اَنْ تَخْتَارَ اِلَى اَيِّهِمَا شَاءَتْ لہ	اور تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ جب دونوں جانب مسافت سفر سے کم ہوں تو عورت کو اختیار ہے کہ چاہے جانب مکہ کو اختیار کرے یا جانب وطن کو۔

یہ شکل صرف سعودی عرب کی عورتوں کے ساتھ پیش آسکتی ہے آفاقی کیساتھ نہیں۔

شکل ۱۲ ایسی جگہ حادثہ پیش آجائے جہاں رہ کر عدت گذارنے میں عورت کیلئے اپنی عفت نفس اور مال کی حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، تو وہاں سے موضع امن میں پہنچ جانا سب کے نزدیک جائز ہے۔ تو ظاہر بات ہے کہ جدہ ایرپورٹ اس کے لئے موضع امن نہیں بن سکتا، اور مکۃ المکرمہ سے جدہ ایرپورٹ سو کلومیٹر سے زیادہ مسافت پر ہے۔ اور عورت کی عفت اور امن کی جگہ وہاں پر مکۃ المکرمہ سے زیادہ اور کوئی جگہ نہیں ہوسکتی ہے، اسلئے اگر جدہ ایرپورٹ میں حادثہ پیش آجائے تو سب کے نزدیک قافلہ کے ساتھ مکۃ المکرمہ پہنچ جانا اس کے لئے جائز ہوجائیگا، اور جب مکہ مکرمہ پہنچ جائے گی تو اس کے بعد بلا محرم حج یا عمرہ کرنا سب کے نزدیک اس کے لئے جائز ہوگا۔ نیز اسی طرح اپنے یہاں کے ایرپورٹ سے جہاز کے اڑان کے بعد اگر حادثہ پیش آجائے تب بھی مکۃ المکرمہ پہنچکر بلا محرم حج یا عمرہ ادا کرنا مذکورہ طریقہ سے جائز ہوگا۔ کیونکہ اڑان کے بعد اس حادثہ کی وجہ سے جہاز واپس نہیں ہوگا۔ بلکہ سعودیہ ایرپورٹ ہی پہنچکر چھوڑیگا۔ وہاں پہنچنے کے بعد اسکے لئے مکۃ المکرمہ سے زیادہ موضع امن اور کوئی جگہ نہیں ہوسکتی۔

یہ مسئلہ حضرات فقہاء کی اس عبارت سے مستفاد ہوتا ہے۔

وَاِنْ كَانَتْ مَسِيْرَةَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ	اور جائے حادثہ دونوں طرف سے تین دن کی مسافت

لہ تاتارخانیہ ۲/۳۲۶، شامی زکریا دیوبند ۳/۴۶۶۔

ان شاءت رجعت وان شاءت مضت سواءٌ كان معها ولیٌّ اَوْ لَمْ يكن معناه اذا كان الی المقصد ثلاثة ايام ايضًا لانّ المكث فی ذٰلك المكان اخوف عليها من الخروج [۱]
وفی البناية الخوف عليها من خوف الخروج بغير محرم [۲]
وان كان ذٰلك بالمفازة اَوْ فی بعض القُرٰی لا تأمن علٰی نفسها ومالها ان تمضی حتی تدخل موضع الاَمْن [۳]

پر ہے تو عورت کو اختیار ہے چاہے وطن واپس ہو جائے یا مکہ مکرمہ پہنچکر فریضہ ادا کرے، اسکے ساتھ محرم ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مقصد کا مقام تین دن کی مسافت پر ہے، اسلئے کہ اس مقام پر رُکنا اسکے حق میں وہاں سے سفر کرنے سے زیادہ خطرناک ہے۔

اور بنایہ میں ہے کہ بلا محرم سفر کرنے سے وہاں رُک جانے میں زیادہ خطرہ ہے۔

اور اگر یہ حادثہ جنگل یا گاؤں میں پیش آجاتے جہاں اسکے مال وعفت کی حفاظت نہیں، تو موضعِ امن میں پہنچ جانا لازم ہے۔

شکل ۵ اگر راستہ میں جہاز جدّہ پہنچنے سے قبل کسی اور شہر میں اُترتا ہے، مثلاً دُبئی، ریاض، ظہران وغیرہ میں جہاز اُترجائے اور وہاں حادثہ پیش آجائے تو بھی جدّہ پہنچکر پھر وہاں سے مکہ مکرمہ پہنچ جانا جائز ہوگا۔ کیونکہ دونوں جانب مسافتِ سفر پر ہیں۔ اور جہاز چونکہ وطن کی طرف نہیں آئیگا بلکہ جدّہ ہی اسکا رُخ ہے، اور جائے حادثہ موضعِ امن نہیں ہے۔ بلکہ نتیجۃً مکہ مکرمہ ہی موضعِ امن بن جائیگا، اسی لئے مکۃ المکرمہ پہنچکر فریضۂ حج ادا کرنا جائز ہو جائیگا۔

اسی طرح مدینہ منورہ میں اگر حادثہ پیش آجائے تب بھی قافلہ کے ساتھ مکۃ المکرمہ

---

[۱] ہدایہ ۲/۲۰۹ [۲] بنایہ ۲/۴۲۸ [۳] تاتارخانیہ ۲/۴۳۵۔

پہنچکر فریضہ ادا کرنا جائز ہو جائیگا۔ اسلئے کہ مدینہ منورہ میں اتنی مدت تک رُکنے کی اجازت نہیں ہوتی کہ جس میں وہ عدّت گذار سکے۔ نیز وہ اس کے حق میں اجنبی جگہ ہونے کی وجہ سے موضعِ امن بھی نہیں ہے۔

(نوٹ) یہ پانچ شکلیں ایسی ہیں جن میں عورت کے لئے اسی حالت میں بلا محرم حج یا عمرہ کرنا جائز ہے۔ اور سات شکلوں میں سے نمبر ۶ عدم جواز کی ہے۔ اور نمبر ۷ اختلافی ہے، جو ذیل میں درج ہیں۔

شکل ۶ جائے حادثہ سے وطن مسافتِ سفر سے کم پر ہے۔ اور مکۃ المکرمہ مسافتِ سفر یا اس سے زائد پر ہے، اور وہاں سے وطن واپس آنے میں کوئی خطرہ یا رکاوٹ بھی نہیں ہے تو وطن واپس آجانا لازم ہے۔ لہٰذا جو آفاقی اپنے یہاں کے ایئر پورٹ سے سَتّر بچھتر کلومیٹر دُوری پر رہتے ہیں، ان کے ساتھ اگر حج اوفس یا ایئر پورٹ میں طلاق بائن یا انتقال کا حادثہ پیش آجائے تو وطن لوٹ جانا عورت پر لازم ہوگا۔ عدت کی حالت میں حج یا عمرہ کے لئے آگے کا سفر جاری رکھنا محرم کے ساتھ بھی جائز نہ ہوگا۔ اس کو حضرات فقہاء نے اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

فان کان منزلها اقل من مُدّةِ سَفرٍ والی مکۃ مُدّة سَفرٍ فانها تعود الی منزلها [۱]	لہٰذا اگر جائے حادثہ سے عورت کا وطن مسافتِ سفر سے کم پر ہے اور مکہ مکرمہ مسافت پر ہے تو وطن لوٹ جانا چاہیے۔
وفی التاتارخانیة فعلیها اَنْ تعُودَ اِلی مَنزِلها الخ [۲]	اور تاتارخانیہ میں ہے کہ عورت پر وطن لوٹ جانا لازم ہے۔

---

[۱] بدائع الصنائع ۲/۱۲۴ کوئٹہ زکریا ۲/۳۰۱ [۲] تاتارخانیہ ۲/۴۲۵۔

شکل ۷ ایسی جگہ حادثہ پیش آجائے جہاں سے مکۃ المکرمہ اور وطن دونوں مسافتِ سفر پر ہیں، اور یہ حادثہ ایسے شہر میں پیش آجائے جسمیں بظاہر اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محرم کے ساتھ میں ہونے کے باوجود مکۃ المکرمہ جانا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ اور حضرات صاحبین کے نزدیک اگر محرم ساتھ میں ہو تو اسکے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچکر فریضہ کا ادا کرنا بلاکراہت جائز ہے۔

لہٰذا آفاقی کا وطن اگر اپنے یہاں کے ایئر پورٹ سے مسافتِ سفر پر ہے۔ اور ایئر پورٹ پہنچکر حادثہ پیش آجائے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک گھر واپس آنا لازم ہوگا۔ یا آس پاس میں رشتہ دار رہتے ہوں تو وہاں جاکر عدت گذارنی لازم ہوگی۔ اور حضرات صاحبین کے نزدیک ساتھ میں محرم ہو تو ٹکٹ کینسل کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے ساتھ حج کرکے آسکتی ہے۔ اس کو حضرات فقہاءِ کرام نے اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

وان کان من الجانبین مسیرة سَفرٍ فانہ ینظر ان کان فِی المصرِ فلیس لہا ان تخرُجَ حتی تنقضِی عدّتہا فِی قَوْلِ ابی حَنیفة وان وجدت محرمًا وفی قولہما جاز ان تخرجَ اذا کان معہا محرمٌ ولاتخرج بغیر محرم بالاجماع[۱]	اور اگر جانبین میں مسافتِ سفر ہے تو دیکھا جائے کہ اگر ایسے شہر میں واقعہ پیش آیا ہے جو اسکے حق میں موضعِ امن ہے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عدت پوری ہونے سے قبل وہاں سے نکلنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ اسکے ساتھ محرم بھی کیوں نہو۔ اور حضرات صاحبین کے نزدیک اگر اسکے ساتھ محرم ہے تو اسکے ساتھ سفر کرسکتی ہے۔ اور بلا محرم کسی کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

[۱] تاتارخانیہ ۲/۴۳۵۔

ضروری ہدایت

مذکورہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دو چیزیں الگ الگ ہیں۔

۱۔ حکمِ عدّت اور اس کی پابندی۔

۲۔ بلا محرم عورت کے لئے سفرِ حج جائز نہیں۔ بلکہ محرم یا شوہر کا ہونا لازم ہے۔ اب ان دونوں اُمور کے بارے میں غور طلب بات یہ ہے کہ کس کی اہمیت زیادہ ہے؟

تو مذکورہ دلائل سے واضح ہو گیا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حکمِ عدّت اور اس کی پابندی کی اہمیت زیادہ ہے۔ اسلئے محرم ہونے کے باوجود سفر منقطع کر کے عدّت میں آکر بیٹھ جانا لازم ہے۔

اور حضرات صاحبینؒ کے نزدیک حکمِ محرم کی اہمیت زیادہ ہے۔ لہٰذا اگر محرم موجود ہے تو عدّت کی پابندی چھوڑ کر محرم کے ساتھ سفرِ حج کو جاری رکھنا ہے۔

لہٰذا مُبتلا بہ اپنے حالات کے پیشِ نظر دونوں قولوں میں سے کسی بھی ایک کو اختیار کر سکتا ہے۔ اور بہتر یہی ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنے حالات کسی عالمِ دین کے سامنے پیش کرے، اور وہ عالم ان دونوں قولوں کو پیشِ نظر رکھ کر مُبتلا بہ کو حالات کے پیشِ نظر ایک قول پر عمل کرنے کا مشورہ دے۔

عورت کا احرام

عورت کا احرام اس طرح ہے کہ احرام کی نیت سے دُو رکعت نماز پڑھکر سلام کے بعد تلبیہ پڑھ لے۔ اور عورت حالتِ احرام میں سِلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے۔ اور زیورات، موزے، دستانے پہن سکتی ہے۔ اور سَر کا ڈھکنا عورت پر واجب ہے۔ تلبیہ پڑھنا لازم ہے۔ مگر زور سے پڑھنا منع ہے۔ اور رمل کرنا بھی منع ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۰۹)

نیز حیض و نفاس کی حالت میں بھی احرام باندھنا جائز ہے۔ پس صرف نماز نہیں پڑھ سکتی۔ اور طواف نہیں کر سکتی۔ (مستفاد احکام حج ص۳۴) ؎۱

حالتِ احرام میں عورت کا چہرہ چھپانا

حالتِ احرام میں عورت کے لئے بھی چہرہ چھپانا ممنوع ہے۔ البتہ اگر اجنبیوں سے پردہ کرنے کی نیت سے اس طرح چہرہ پر کپڑا ڈال لیتی ہے کہ کپڑا چہرہ سے مس نہ کرے اور کپڑا چہرہ سے دُور رہے تو جائز ہے۔ اور اسکا اہتمام کرنا ضروری ہے کہ کپڑا چہرہ سے نہ لگنے پائے۔ ؎۲

عورت کا سَر پر ہیٹ رکھ کر نقاب ڈالنا

عورت اگر سَر پر ہیٹ رکھ کر اُوپر سے نقاب ڈال لے تو زیادہ بہتر ہے۔ اسلئے کہ ایسی صورت میں دُو کام ایک ساتھ حاصل ہو جائیں گے۔

؎۱ انها لا تكشف رأسها وتكشف (الى قوله) ان الاستحباب عند عدم الاجانب واما عند وجودهم فالإرخاء واجب عليها عند الامكان۔ (وقوله) وتلبس من المخيط مابدا لها كالدرع والقميص والسراويل والخفين والقفازين (وقوله) وتلبس الحرير والذهب تتحلى بأي حلي شاءت (قوله) فلو حاضت قبل الاحرام اغتسلت واحرمت وشهدت جميع المناسك الا الطواف۔ وقوله ولا تجهر بالتلبية بل تسمع نفسها دفعا للفتنة ۔الخ (غنية جديد ص۹۴)

؎۲ ويجوز للمرأة ان تستر وجهها ويديها وهي محرمة اذا قصدت الستر عن الاجانب بشرط ان تسدل على وجهها ساترا لا يمس وجهها عند الحنفية والشافعية الخ (كتاب الفقه ص۶۴۵)

۱۔ اجنبی مَردوں سے پَردہ ۲۔ ہیٹ کی وجہ سے چہرہ سے نقاب کا کپڑا لگنے نہیں پائیگا۔ اور ایسی صورت میں اگر بلا اختیار ہوا وغیرہ سے نقاب کا کپڑا اتفاق سے لگتا رہے اور عورت اس کو چہرہ سے لگنے نہ دینے کی کوشش کرتی ہے تو کوئی جُرمانہ یا فدیہ لازم نہیں ہوگا۔ (مستفاد اوجز المسالک ۳/۳۲) [۱]

عورت کیلئے احرام کا کپڑا

عورت کے لئے حالتِ احرام میں کسی مخصوص کپڑے کا حکم نہیں ہے۔ البتہ ایک رُومال سے سَر کے بالوں کو اچھی طرح ڈھک لینا مستحب ہے۔ تاکہ کوئی بال نہ ٹوٹنے پائے۔ اور اِدھر اُدھر منتشر نہ ہونے پائے۔ (مُستفاد مُعَلم الحجاج ص۱۱۱)

اور اگر میسّر ہو تو ہیٹ سَر پر رکھ لے۔ پھر اسکے اُوپر نقاب ڈال لے تاکہ ہیٹ کی وجہ سے نقاب کا کپڑا چہرہ سے نہ لگنے پائے۔ تو ایسی صورت میں سَر کے بالوں کی حفاظت بھی ہوجائے گی۔ اور چہرہ سے کپڑا نہ لگنے کے ساتھ ساتھ اجنبی مرد سے پَردہ بھی حاصل ہوجائے گا۔ (اوجز المسالک ۳/۳۲)

حالت حیض میں احرام باندھنا

ماہواری کی حالت میں احرام باندھنا، وقوفِ عرفات، وقوفِ مزدلفہ، میدانِ منیٰ میں رمیِ جمار، صفا، مَروہ کی سعی وغیرہ تمام امور انجام دینا بلا کراہت جائز ہیں۔ لیکن طواف کرنا جائز نہیں ہے [۲]۔ (مستفاد ایضاح المسائل ص۳۷، فتاوی رحیمیہ ۲/۵۲)

---

[۱] قال القسطلانی وللمرأة ان ترخی علی وجهها ثوباً متجافیاً عنه بخشبة او نحوها فان اصاب الثوب وجهها بلا اختیار فرفعته فوراً فلا فدیة والا وجبت مع الاثم الخ
(اوجز المسالک ص۳۲/۳)

[۲] فلو حاضت قبل الاحرام اغتسلت واحرمت وشهدت جمیع المناسک الا الطواف الخ
(غنیہ جدید/۹۲)

عورتوں کے لئے مخصوص ہدایات

اکیئس مسائل میں عورتوں کا حکم بالکل الگ ہے۔

(۱) عورتوں کا احرام صرف اتنا ہے کہ وہ اپنا سر ڈھانک لیں اور چہرہ کھولے رکھیں اور پردہ کے لئے بہتر ہے کہ کوئی ہیٹ وغیرہ سر پر رکھ لیں پھر اسکے اُوپر سے نقاب ڈالیں خیال رکھیں کہ نقاب کا کپڑا چہرہ سے نہ لگنے پائے۔

(۲) سِلے ہوئے کپڑے عورتوں کے لئے منع نہیں ہیں۔

(۳) عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں۔

(۴) ناپاکی کی حالت میں دعاء اور تلبیہ پڑھکر احرام باندھ لیں، نماز نہ پڑھیں۔

(۵) سر کے بالوں کو ایک کپڑے سے باندھ لیں، تاکہ کوئی بال ٹوٹ کر گر نہ جائے۔ اور یہ کپڑا صرف احتیاط کے لئے ہے، لازم نہیں ہے۔

(۶) صفا مروہ کی سعی کے دوران دونوں ہرے کھمبوں کے درمیان دوڑنا عورتوں کے لئے مسنون نہیں ہے۔

(۷) احرام کھولتے وقت بالونکے آخر سے صرف انگلی بھر کاٹ لینا کافی ہے۔

(۸) ناپاکی کی حالت میں طواف کے علاوہ حج کے تمام ارکان ادا کر سکتی ہیں۔

(۹) ایام نحر یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ تاریخ میں پاکی کی حالت نہ ہو تو طوافِ زیارت کو پاک ہونے تک مؤخر کر دیں۔ اس پر جرمانہ نہ ہوگا۔

(۱۰) جدّہ یا مکہ پہنچنے کے بعد شوہر یا محرم کا انتقال ہو جائے یا طلاقِ بائن ہو جائے تو اسی حالت میں حج کے ارکان ادا کر سکتی ہیں۔

(۱۱) اگر واپسی کے وقت ایّام کی حالت میں مبتلا ہو جائیں تو ان کے اُوپر سے طوافِ وداع معاف ہو جاتا ہے۔

۱۲ جو عورت عدّتِ وفات یا عدّتِ طلاق میں ہو اسکے لئے عدّت پوری ہونے سے قبل سفرِ حج کو جانا جائز نہیں۔ اگر جائے گی تو اس حالت میں اس کا فریضۂ حج تو ادا ہوجائیگا۔ مگر وہ ساتھ میں سخت ترین گناہ کی مرتکب ہوجائے گی۔ ؎۱

(غنیہ جدید / ۹۹)

۱۳ بہت سی لاپرواہ عورتوں نے یہ بات پھیلا رکھی ہے کہ احرام کی حالت میں اور سفرِ حج میں عورتوں پر پردہ نہیں ہے۔ حالانکہ سفرِ حج میں بے پردگی زیادہ گناہ کا باعث ہے۔ نیز جو عورتیں تھوڑا بہت پردہ کرتی ہیں وہ بھی دوسرے ممالک کی بے پردہ عورتوں کو دیکھ کر بے پردہ ہوجاتی ہیں نہایت افسوسناک حرکت ہے۔ اور اس کی وجہ سے مَردوں کو اپنی نظریں بچانا مشکل ہوجاتا ہے۔ اور حکمِ شرعی یہاں تک ہے کہ اگر شرعی محرم کو بدنظری کا خطرہ ہو تو محرم بنکر سفرِ حج میں جانا جائز نہیں ؎۲
لہٰذا ہم اپنی دینی ماؤں اور بہنوں سے گذارش کرتے ہیں کہ سفرِ حج میں پردہ کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں تاکہ یہ محبوب ترین عبادت ہر طرح کی معصیت سے محفوظ رہے۔ ؎۳

۱۴ طواف میں رمل کرنا عورتوں کیلئے مسنون نہیں۔ (غنیہ جدید / ۹۴)

۱۵ طواف کے دوران اگر عورت کو حیض آجائے تو طواف کو وہیں موقوف کردے اور پاک ہونے کے بعد طواف کا اعادہ کرے۔ (ایضاح المناسک / ۱۲۱)

۱۶ دورانِ سعی ماہواری آجائے تو ایسی حالت میں سعی مکمل کرسکتی ہے۔

(غنیہ جدید / ۱۳۴)

۱۷ اگر عورت نے حجِ تمتع کی نیت سے میقات سے عمرہ کا احرام باندھ لیا، اور ارکانِ عمرہ

؎۱ فان حجت وهى فى العدّة جازت بالاتفاق وكانت عاصية الخ غنية جديد/ ۲۹)
؎۲ والمحرم انما يجوز له المسافرة معها اذا امن على نفسه الشهوة واما اذا لم يأمن (الى قوله) لم يحل له ذلك الخ غنية جديد/ ۲۸، ومعناه فى الشامية زكريا ۳/ ۴۶۴)
؎۳ والتوفيق ان الاستحباب عند عدم الاجانب واما عند وجودهم فالارخاء واجب عليها عند الامكان الخ غنية جديد/ ۹۴)

ادا کرنے سے قبل اس کو حیض آجائے اور حج تک پاک نہ ہو تو عمرہ کا احرام کھولکر حج کا احرام باندھ لے۔ اور حج کے بعد ایک عمرہ کی قضا کرے۔ اور پہلا والا احرام بغیر عمرہ کئے کھولدینے کی وجہ سے ایک دم بھی دینا لازم ہوگا۔ اور اس کا حج، حجِ افراد ہوگا — تمتع نہ ہوگا۔ (فتح الملہم ۳/۲۴۸)

۱۸۔ اگر عورت نے میقات سے حج قِران کا احرام باندھ لیا مگر حیض کے عذر کیوجہ سے حج سے قبل عمرہ نہ کرسکی تو اسی احرام سے حج کرلے، اور حج سے قبل عمرہ نہ کرنے کی وجہ سے ایک دم دے، اور ایک عمرہ کی قضا کریگی، اور قران کا دمِ شکر بھی ساقط ہوجائیگا[۱]

۱۹۔ حیض کا خون عورتوں کے لئے قدرت کا مقرر کردہ غیر اختیاری عذر ہے۔ اسلئے اس کے جاری ہونے سے دل برداشتہ نہ ہونا چاہئے، لہٰذا اس پر راضی رہے۔
لیکن پھر بھی کسی عورت نے حیض روکنے کے لئے دوا استعمال کرلی، اور اس سے خون رُک جائے تو عورت کو پاک ہی سمجھا جائیگا۔ اور اس حالت میں طواف جائز ہے۔ مگر ایسا کرنا صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔ (ایضاح المناسک/۱۰۸، فتاویٰ رحیمیہ ۶/۴۰۴)

۲۰۔ اگر حج کے بعد فوراً واپسی کا وقت ہے، اور عورت نے ابھی تک حیض کی وجہ سے طواف زیارت نہیں کیا تو پاک ہونے تک رُک جانا لازم ہے۔ اسلئے کہ طوافِ زیارت کے بغیر حج ہی صحیح نہ ہوگا۔ اور اگر عورت اسی حالت میں طواف کرلیگی تو اسکا طواف تو صحیح ہوجائیگا مگر ساتھ میں اس پر ایک گائے یا اونٹ کی قربانی بھی واجب ہوجائیگی۔
(شامی کراچی ۲/۵۱۹، ایضاح المناسک/۱۰۶)

۲۱۔ بغیر محرم شرعی یا بغیر شوہر کے عورت کے لئے سفرِ حج کو جانا جائز نہیں۔ اگر جائےگی تو اسکا فریضۂ حج تو ادا ہوجائیگا مگر وہ عورت گنہگار بھی ہوجائے گی۔ (غنیہ جدید/۲۶)

---

[۱] ولو لم یطف لعمرتہ او طاف لہا اقلہ ولو بعذر کحیض مثلاً حتی وقف بعرفۃ ارتفضت عمرتہ وان لم ینو الرفض لانہ تعذر علیہ اداؤھا لو اداھا بعد الوقوف لصار بانیاً افعال العمرۃ علیٰ افعال الحج وھو عکس المشروع وبطل قرانہ وسقط عنہ دمہ و علیہ قضاؤھا بعد ایام التشریق ودم رفضہا الخ
(غنیۃ جدید/۲۰۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

⑨ مسائلِ احرام

وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○
(سورۂ توبہ ۱۱۲)

اور اللہ کی ان حدود کی حفاظت کرنے والے جن کی حدیں اللہ نے باندھی ہیں۔ اور خوش خبری سُنا دے ایمان والوں کو۔

احرام کی حقیقت

احرام کی حقیقت یہ ہے کہ حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت سے تلبیہ پڑھ لیا جائے۔ اور احرام کے لئے نہ صرف نیت کرنا کافی ہے اور نہ ہی صرف تلبیہ۔ بلکہ جس طرح نماز میں داخل ہونے کے لئے دل سے نیت کے ساتھ ساتھ تکبیر تحریمہ کا زبان سے ادا ہونا لازم اور شرط ہے، اسی طرح حج یا عمرہ کے احرام میں داخل ہونے کے لئے نیت اور تلبیہ دونوں کا ایک ساتھ ہونا بھی لازم ہے۔ لہٰذا اگر دل میں نیت کرلی ہے اور تلبیہ یا اس کے قائم مقام کوئی ذکر اللہ زبان سے نہیں پڑھا تو احرام میں داخل نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح اگر زبان سے تلبیہ یا اس کے قائم مقام ذکر کے الفاظ زبان سے پڑھ لیئے ہیں مگر دل میں نیت نہیں ہے تو بھی احرام میں داخل نہ ہوگا۔ [۱]

احرام کے کپڑے

احرام کی جو دو چادریں ہوتی ہیں درحقیقت وہ احرام نہیں ہیں بلکہ وہ بغیر سلے ہوئے مرد کے احرام کے کپڑے ہوتے ہیں۔ ان کو عوام احرام بھی کہہ دیتے ہیں۔ بلکہ احرام حج یا عمرہ کی نیت و تلبیہ کے مجموعہ کا۔

---

[۱] الاحرامُ ھو النیۃُ والتلبیۃ اومایقوم مقامہا ای مقام التلبیۃ من الذکر او تقلید البدن نۃ مع السوق الخ شامی کراچی ۲/۴۶۷) ومن شاء الاحرام وھو شرط صحۃ النسك كتكبيرة الافتتاح فالصلوۃ والخ لہما تحریم وتحلیل الخ وقولہٗ فی الشامیۃ والمراد بالذکر التلبیۃ ونحوھا وبالخصوصیۃ مایقوم مقامہا من سوق الھدی او تقلید البدن فلابُدّ من التلبیۃ اومایقوم مقامہا فلونوی ولم یُلبِّ او بالعکس لایصیر محرمًا الخ
(شامی کراچی ۲/۴۷۹)

نام ہے۔اور جب حج یا عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھ لیا جائے تو مَرد کے لئے بدن کی ساخت اور بناوٹ کے مطابق سلے ہوئے یا بُنے ہوئے کپڑے کا پہننا ناجائز اور ممنوع اور موجبِ کفارہ ہوجاتا ہے۔مثلاً کُرتہ، پاجامہ، دستانہ، موزہ، بنیان، نیکر، ٹوپی، کوٹ، اچکن وغیرہ۔ اور اگر احرام کی حالت میں مَرد اس طرح کا کوئی کپڑا پہن لیگا تو جرمانہ اور فدیہ دینا لازم ہوجائیگا۔لہٰذا احرام کا کپڑا ایسا لازم ہے جو بدن کی ہیئت پر سِلا ہوا نہ ہو۔جیساکہ چادر لنگی وغیرہ۔ اور مسنون یہی ہے کہ دو چادریں لیں۔ ایک کو لنگی کی طرح باندھ لیں اور دوسری کو چادر کی طرح اوڑھ لیں۔ اور صرف طواف کے وقت اُوپر والی چادر کا اضطباع کیا جائے۔

(مستفاد معلم الحجاج/۱۰۵، احکام حج/۳۳)

حالتِ احرام میں سِلی ہوئی لنگی پہننا

حالتِ احرام میں بدن کی ہیئت پر سلے ہوئے اور بُنے ہوئے کپڑے مَردوں کو پہننا جائز نہیں ہے۔اور سِلی ہوئی لنگی چونکہ بدن کی ہیئت پر سلی ہوئی نہیں ہوتی ہے اسلئے سِلی ہوئی لنگی پہننا بلاکراہت جائز اور درست ہے۔ [1]

(مستفاد امداد الفتاوی ۲/۱۶۴، احکام حج/۳۳، معلم الحجاج/۱۰۵)

البتہ افضل یہی ہے کہ احرام کے کپڑے بالکل سلے ہوئے نہوں۔

(نوٹ) بہت سے احباب کو یہ اپنی طبیعت اور معلومات کے خلاف معلوم ہوگا. لیکن انشاء اللہ کتابوں کی مراجعت سے الجھن دُور ہوجائے گی۔

---

[1] ولبس قمیص وسراویل ای کل معمول علی قدر بدن اوبعضه وتحته فی الشامية ان ضابطة لبس کل شئ معمول علی قدر البدن اوبعضه بحیث یحیط به بخیاطة او تلزیق بعضه ببعض اوغیرهما ویستمسك علیه بنفس لبس مثله قلت فخرج ماخیط بعضه ببعض لا بحیث یحیط بالبدن مثل المرقعة فلا بأس بلبسه الخ شامی کراچی ۲/۴۸۹)

احرام کے کپڑے میں جیب لگانا

احرام کی چادر یا لنگی میں روپیہ پیسہ، پاسپورٹ ٹکٹ وغیرہ کی حفاظت کے لئے جیب لگانا بلاکراہت جائز اور درست ہے (مستفاد معلم الحجاج ۱۱۵) نیز احرام کے کپڑے میں جوڑ لگانا اور پیوند لگانا بھی بلاکراہت جائز ہے۔

اِحــرام کی دُعار

حاجی احرام باندھنے سے قبل غسل یا وضو کرکے دو رکعت نفل نماز پڑھے۔ اسکے بعد اگر صرف حج کا احرام باندھنا ہو تو ان الفاظ سے دعار مانگے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ۔	اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اسکو میرے لئے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرما۔

اور اگر قارن ہے یعنی حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھنا ہو تو ان الفاظ سے دعار مانگے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ۔

اور اگر حج تمتع یا عمرہ کی نیت کرتا ہے تو ان الفاظ سے دعار مانگے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ۔

(ہدایہ ۱/۲۱۶، ۱/۲۳۷، غنیۃ الناسک جدید ۷۳)

اور اگر کسی کی طرف سے حج بدل کرتا ہے تو احرام کے وقت اس کی طرف سے نیت کیجائے اور ان الفاظ سے دعار مانگے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ عَنْ فُلَانٍ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ عَنْهُ۔

(اے اللہ میں فلاں کی طرف سے حج کی نیت سے احرام باندھتا ہوں۔ الخ) (غنیہ جدید ص۷۴)

اس کے بعد تلبیہ پڑھ لے۔ اور تلبیہ کے بعد باقاعدہ محرم بن جائیگا۔

الفاظِ تلبیہ | صحیح حدیث شریف میں جس تلبیہ کا ذکر ہے اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں ــــــ

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ، لَاشَرِيْكَ لَكَ۔

(بخاری شریف ۱/۲۱۰)

تیرے دربار میں حاضر ہوتا ہوں میں، اے اللہ میں تیری بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا ہوں، تیرا کوئی شریک اور ہمسر نہیں ہے۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں۔ ساری نعمتیں آپ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں۔ اور تو ہی حمد کے لائق ہے اور ملک بھی تیرا ہی ہے، اسمیں تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

اور جب حج یا عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھیگا تو احرام مکمل ہو جائیگا۔ اب سلا ہوا کپڑا یا خوشبو وغیرہ کا استعمال جائز نہ ہوگا۔ (ھدایہ ۱/۲۱۷)

پہلا تلبیہ کس وقت پڑھا جائے

دو رکعت صلوٰۃ احرام ادا کرنے کے بعد نماز کا سلام پھیرتے ہی متصلا اسی مجلس میں احرام کی نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھ لیا جائے۔ لہٰذا احرام کی نماز اور احرام کی نیت و تلبیہ کے درمیان فاصلہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر بہت زیادہ فاصلہ ہو جائیگا تو سنت طریقہ سے احرام باندھنے کا جو حکم ہے اس پر عمل نہ ہوگا۔ اور سنت طریقہ کے ثواب سے بھی محروم ہو جائیگا۔ حضرات فقہاء نے اس کو بڑی اہمیت سے بیان فرمایا ہے۔ (تبیین الحقائق[1] ۲/۹)

تلبیہ کی کثرت

حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد ہر وقت کثرت کیساتھ تلبیہ پڑھنا مستحب اور مسنون ہے۔ چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر قدم ہر آن تلبیہ پڑھتے رہا کریں۔ حدیث میں ہے کہ سب سے افضل ترین حج وہی ہے جس میں بکثرت تلبیہ پڑھا گیا ہو ـــ

(ترمذی ۱/۱۷۰ غنیۃ جدید /۷۵)

---

[1] ولبّ دبر صلوٰتك تنوی بها الحج ای لبّ عقیب الصلوٰۃ وانت تنوی الحج بالتلبیۃ الخ (تبیین الحقائق للزیلعی ۲/۹) انه یستحب ان ینوی ویلبّی عقیب رکعتی الاحرام وھو جالس الخ (مرقات ۵/۲۸۳)

حج کا تلبیہ کب ختم کیا جائے؟

حج کا تلبیہ حج کرنے والا جمرۂ عقبہ کی رمی تک باقی رکھیگا۔ اور جمرۂ عقبہ کی رمی کے ساتھ ساتھ تلبیہ ختم کردیگا۔ ؎۱ اور رمی کرنے میں رمی کی دُعا بھی پڑھیگا۔ اور اسی طرح اسکے بعد جو مناسک ادا کیئے جائیں گے ان سب کے ساتھ ان کی مخصوص دُعاء پڑھیگا۔ (مستفاد ایضاح الطحاوی ۳/۲۴۲۵، بذل المجہود ہندی ۳/۱۱۴، ۱، اعلاء السنن ۱۰/۱۱۴، اوجز المسالک ۳/۳۶۰)

عمرہ کا تلبیہ کب ختم کیا جائے؟

عمرہ کا تلبیہ طواف شروع کرتے وقت ختم کردینا چاہئے۔ ؎۲

(عمدۃ القاری ۱۰/۲۱، معارف السنن ۶/۲۹۵)

بوقت احرام نیت کب کی جائے

جب احرام کی نیت سے تلبیہ پڑھ لیا جائے یا احرام کی نیت سے کوئی ایسا ذکر الٰہی پڑھ لیا جائے جو تلبیہ کے قائم مقام ہو تو نفس احرام صحیح ہو جاتا ہے۔ اور نفس احرام صحیح ہونے کے لئے حج یا عمرہ میں سے کسی ایک کو ساتھ میں متعین کرنا مشروط نہیں، بلکہ اسکے بغیر بھی احرام میں داخل ہو سکتا ہے۔ پھر اسکے بعد حج یا عمرہ میں سے کسی بھی ایک کو متعین کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ نفس نماز کی نیت سے نماز میں داخل ہونا جائز ہو جاتا ہے ؎۳

مبہم نیت سے احرام

حج یا عمرہ یا قران یا تمتع میں سے کسی کو متعین نہیں کیا۔ بس یوں ہی مبہم احرام باندھ لیا تو افعال شروع کرنیسے

؎۱ عن الفضل بن عباسؓ قال اردفنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من جمع الی منیٰ فلم یزل یلبی حتی رمی جمرۃ العقبۃ۔ الحدیث ترمذی ۱/۱۸۵)

؎۲ عن ابن عباس قال یرفع الحدیث انہ کان یمسک عن التلبیۃ فی العمرۃ اذا استلم الحجر۔ الحدیث ترمذی ۱/۱۸۵)

؎۳ اما النیۃ فشرطہا مقارنتہا بالتلبیۃ او ما یقوم مقامہا ولو حکما بان عزمہ من قبلہ ولم یوجد بعدہا فاصل اجنبی کما فی الصلوۃ وان تکون بالقلب فینوی بقلبہ ما یحرم بہ من حج او عمرۃ او قران او نسک من غیر تعیین الخ غنیۃ جدید/۷۸)

پہلے پہلے کسی ایک کو متعین کرلینا درست ہے۔ مثلاً قافلہ کے ساتھ میقات میں لوگوں کو احرام باندھتے دیکھ کر یہ بھی احرام باندھ لیتا ہے۔ لیکن یہ شخص نہیں جانتا کہ کس کا احرام باندھا جارہا ہے۔ پھر راستہ میں بات چیت کے دوران لوگوں سے معلوم ہوا کہ میقات یا ائیرپورٹ پر جو احرام باندھا گیا وہ حج کا ہے یا عمرہ کا، تو اس شخص کے لئے افعال شروع کرنے سے قبل متعین کرنے کی اجازت ہے۔ اور اب متعین کرکے ارکانِ حج یا ارکانِ عمرہ ادا کرنا جائز اور درست ہے۔

اسی طرح کسی شخص کو بوقتِ احرام متعین کرنا یاد نہیں رہا وہ شخص بعد میں جب بھی یاد آجائے یا متنبہ ہوجائے اس وقت حج یا عمرہ یا قران وغیرہ میں سے کسی ایک کو متعین کرسکتا ہے۔ اور اگر اعمال شروع کرنے سے قبل متعین نہیں کیا، اور عمرہ کی نیت سے طواف کیا یا مطلقاً طواف کرلیا ہے، اور اس طواف میں عمرہ کی بھی نیت نہیں کی ہے تب بھی دونوں صورتوں میں عمرہ متعین ہوجائیگا۔ اب عمرہ کے تمام ارکان ادا کرنا لازم ہوجائیگا۔ اور اگر کسی قسم کا طواف نہیں کیا اور اسی احرام میں عرفات چلا گیا تو یہ احرام حج کے لئے متعین ہوجائیگا۔ اب حج کے تمام ارکان ادا کرنا لازم ہوجائیگا۔ لہ

نیتِ سابقہ سے احرام کا اعتبار اگر کوئی اپنے وطن سے حج کے ارادہ سے روانہ ہوا، اور جب ائیرپورٹ پر یا میقات پر احرام باندھنے لگا تو مطلقاً بلا نیت کے احرام باندھ لیا تو ایسی صورت میں وطن سے

لہ الاحرام المطلق المبهم يجوز بالاجماع كذا النقل عن النبي صلى الله عليه وسلم والصحابة رضي الله عنهم قال فان لبى ونوى الاحرام ولم تحضره نية في حج ولا عمرة فله ان يمضي في ايهما شاء ما لم يطف بالبيت لانعدام الشروع في افعال الحج فكان قابلاً للتعيين فاذا طاف بالبيت شوطاً واحداً كان احرامه احرام عمرة ولو وقف بعرفة ينصرف الى الحج وان لم ينو لانه شرع معظم اركان الحج الخ (المسالك في المناسك ۱/۳۲۲، بالفاظ دیگر المبسوط ۴/۱۱۲ غنیۃ جدید/۷۹)

روانہ ہوتے وقت جو حج کا ارادہ کیا تھا اس کا اعتبار کر کے اس احرام کو حج کا احرام شمار کیا جائے گا۔ [1]

مطلق حج کا احرام

اگر کسی پر حج فرض ہے، اور اس نے احرام باندھتے وقت صرف مطلقاً حج کی نیت کی اور اپنے حج فرض کی نیت نہیں کی اور نہ ہی تعیین کی، تب بھی یہ احرام اسکے حج فرض کا ہی احرام شمار ہو جائیگا۔ اور اگر اس نے اپنا حج فرض پہلے ادا کر لیا تھا تو یہ احرام اس کا نفلی حج کا احرام ہو جائیگا۔ اسلئے کہ مطلق نیت سے حج نفل صحیح ہو جاتا ہے۔ [2]

دوسرے شخص کی تعیین کے ساتھ احرام

ایک شخص نے اس طرح احرام باندھ لیا کہ میں وہی احرام باندھتا ہوں جو فلاں شخص کا ہے۔ مثلاً ایک شخص حج وعمرہ کے اصول وضوابط سے واقف نہیں، اور دوسرے پر اعتماد کر رکھا ہے، اور احرام کے وقت بھی یہی نیت کی کہ اس دوسرے نے حج وعمرہ میں سے جس کا احرام باندھا ہے میں بھی اسی کا احرام باندھتا ہوں۔ اور اسکے ساتھ رہکر جو جو عمل وہ کرتا ہے وہی عمل یہ بھی کرتا ہے تو اس طرح سے اس کا احرام بھی صحیح ہو جائیگا۔ اور اس کا حج یا عمرہ بھی صحیح ہو جائیگا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے مکہ مکرمہ تشریف لائے تھے اور میقات سے احرام کے وقت حج یا عمرہ میں سے کسی کو متعین نہیں فرمایا تھا۔ بلکہ یہ نیت کی تھی کہ جس چیز کا احرام حضرت سید الکونین علیہ السلام نے باندھا ہوگا وہی میرا بھی ہے چنانچہ حضرت علیؓ کا وہی حج ہوا جو حضورؐ کا ہوا تھا۔ [3]

---

[1] خرج يريد الحج فاحرم لا ينوي شيئاً فهو حج بناءً على جواز العبادات بنية سابقة. الغنية جديد / ۷۹)

[2] ومن كان عليه حجة الاسلام فاحرم بحجة لا ينوي فريضة لا تطوعاً فهي عن حجة الاسلام استحساناً بالاجماع الخ المسالك في المناسك ۱/۳۴۸)

[3] ولو احرم بما احرم به غيره صح شروعه ولزمه مثل ما احرم به غيره من حج او عمرة او قران فان لم يعلم بما احرم به غيره فهو مبهم فيلزمه حجة او عمرة الغنية جديد / ۷۹)
عن انس بن مالك قال قدم علي على النبي صلى الله عليه وسلم من اليمن فقال بما اهللت قال بما اهل به النبي صلى الله عليه وسلم فقال لولا ان معي الهدى لاحللت۔ الحديث،
(بخاری شریف ۱/۲۱۱ حدیث ۱۵۳۴)

بوقتِ احرام نیت اور تلفظ میں اختلاف ہو تو کس کا اعتبار؟

اگر بوقتِ احرام کسی ایک کی نیت مثلاً عمرہ کی نیت ہے، اور اس کی زبان سے نکلا اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ اسی طرح کسی کی نیت حج کا احرام باندھنے کی ہے، اور اس نے بوقتِ احرام زبان سے کہا اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ کہ میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں اور اسی کے ساتھ تلبیہ پڑھ لیا تو ایسی صورت میں نیتِ قلب کا اعتبار ہوگا۔ اور اس کے مقابلہ میں زبانی تلفظ کا اعتبار نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر عمرہ کی نیت ہے اور زبان سے حج نکلا ہے تو عمرہ ہی کا احرام شمار ہوگا۔ حج کا نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر حج کی نیت ہے اور زبان سے عمرہ نکلا ہے تو حج ہی کا احرام شمار ہوگا۔ اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک کا ارادہ ہے اور زبان سے حج و عمرہ دونوں کا تلفظ ہو جائے تو نیتِ قلب کا ہی اعتبار ہوگا۔ اور حج و عمرہ میں سے جس کی نیت کی تھی اسی کا احرام شمار ہوگا۔[1]

حج یا عُمرہ یا قران میں سے کسی ایک کے احرام کے بعد بھول گیا

ایک شخص نے حج یا عمرہ یا قران میں سے کسی ایک کو متعین کرکے احرام باندھ لیا، اسکے بعد بھول بیٹھا کہ کس چیز کا احرام باندھا تھا یا اس کو اس بارے میں شک پیدا ہوگیا کہ تینوں میں سے کس کا احرام باندھا تھا تو ایسی صورت میں اس پر لازم ہے کہ دھیان جماکر تحری کرکے کسی ایک طرف ظنِ غالب پیدا کرے۔ اور اگر کسی ایک طرف ظنِ غالب پیدا نہ ہوسکے تو اس پر قارن کی طرح عمل کرنا لازم ہوگا۔ یعنی اسی احرام سے افعالِ عمرہ بھی ادا کریگا، اسکے بعد اسی احرام سے حج بھی کرنا لازم ہوگا۔ مگر اس پر دمِ قران لازم نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ شخص عملاً تو قارن ہوجائیگا لیکن

---

[1] ولو جرٰی علیٰ لسانہٖ خلاف ما نوٰی بقلبہٖ فالعبرۃ بما نوٰی لا بما جرٰی علیٰ لسانہٖ لانہٗ کلام لا نیۃ فلو لبّٰی بحجۃ ونوٰی بقلبہ العمرۃ او لبّٰی بعمرۃ ونوٰی بقلبہ الحج او لبّٰی بہما جمیعًا ونوٰی احدہما او لبّٰی باحدہما ونوٰی کلیہما فالعبرۃ بما نوٰی الخ۔ غنیۃ جدید /۷۸)

شرعاً قارن نہیں ہوگا۔[1]

نابالغ کا اِحرام

نابالغ دو قسموں پر ہیں۔ ایک نابالغ تو وہ ہے جو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو جانتا نہیں۔ جو غیر ممیز کہا جاتا ہے۔ اس کی طرف سے اس کے ماں باپ یا جو بھی اس کا ولی یا ذمہ دار ساتھ میں ہوگا وہی حج یا عمرہ کی نیت کرے گا۔

اور دوسرا نابالغ وہ ہوتا ہے جو سمجھ دار ہوتا ہے۔ نماز، روزہ، حج وغیرہ کو سمجھتا ہے۔ تو ایسا نابالغ خود اپنا احرام باندھیگا۔ اس کی طرف سے نیابت درست نہ ہوگی۔ اور دونوں قسم کے نابالغوں کا حج، حج فرض نہ ہوگا۔ بلکہ حج نفل ہی ہوگا۔[2]

اور یہ نابالغ کا نفلی حج ہوگا، اور اس کا ثواب اس کے ماں باپ کو ملے گا۔[3]

نابالغ پر احرام کا کفارہ نہیں

اگر نابالغ نے حالتِ احرام میں کوئی ایسا عمل کرلیا جس سے دم یا کفارہ واجب ہوجاتا ہو تو نابالغ کے غیر مکلف ہونے کی وجہ سے اس پر کوئی کفارہ یا دم واجب

---

[1] ولو احرم بشیٔ واحدٍ معینٍ کحجٍ او عمرةٍ او قرانٍ ثم نسیه او شك فیه قبل الافعال تحرّی وان لم یقع تحریه علی شیٔ لزمه حجة وعمرة احتیاطًا لیخرج عن العهدة بیقینٍ ولزمه ان یقرن بینهما ویقدم افعالها علیه ولا یکون قارنًا شرعیًا فلا یلزمه هدی القران الخ غنیة جدید / ۸۱، المسالك / ۲۴۹)

[2] ینعقد احرام الصبی الممیّز للنفل لا للفرض اذا احرم بنفسه وکذا غیر الممیّز اذا احرم عنه ولیّه فالممیّز لا یصلح النیابة عنه فی الاحرام ولا فی اداء الافعال الا فیما المتعذر علیه فیحرم بنفسه ویقضی المناسك کلها بنفسه ویفعل کما یفعل البالغ اما غیر الممیز فلا یصح ان یحرم بنفسه الخ غنیة جدید/۸۳)

[3] عن ابن عباسؓ ان امرأة سالت النبی صلی الله علیه وسلم عن صبیٍ هل لهذا من حج قال، نعم ولك اجرٌ الحدیث۔
(طحاوی شریف مطبع دار الکتب العلمیة بیروت ۲/۳۲۸ حدیث ۴۰۶۱ مسلم ۱/۴۳۱)

نہیں ہوگا۔ اور اس کی وجہ سے اس کے وَلی اور ذمّہ دار پر بھی کوئی کفارہ نہ ہوگا۔ اسلئے کہ ولی کا اپنا عمل نہیں ہے۔ ہاں البتہ ولی کے لئے مناسب یہی ہے کہ بوقتِ احرام اس کو بھی احرام کا کپڑا پہنادے اور حتی الامکان ممنوعاتِ احرام سے اس کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔ [1]

نابالغ پر تمتع وقران کی قربانی نہیں

اگر نابالغ نے عام لوگوں کی طرح حج تمتع کرلیا ہے تو عام لوگوں کی طرح اس پر تمتع کی قربانی لازم نہیں، اسی طرح قِران کی قربانی بھی لازم نہیں۔ [2]

---

[1] وینبغی للولی ان یُجرّدہٗ قبل الاحرام ویُلبسہ ازارًا ورِدَاءً واذا احرم لہٗ ینبغی ان یجنّبہٗ من محظورات الاحرام ولو ارتکب محظورًا لاشیٔ علیھما الخ غنیۃ جدید/۸۴)

[2] شرائط وجوبہ القُدرۃ علیہ وصحۃ القِرانِ والتمتع والعقل والبلوغ الخ (غنیہ جدید/۲۰۷)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۱۰)

احرام کی پابندیاں اور امور ممنوعہ اور انکے کفّارات

یَآ اَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهۡرَ الۡحَرَامَ وَلَا الۡهَدۡیَ وَلَا الۡقَلَآئِدَ وَلَآ اٰمِّیۡنَ الۡبَیۡتَ الۡحَرَامَ یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرِضۡوَانًا وَاِذَا حَلَلۡتُمۡ فَاصۡطَادُوۡا۔ الآیۃ

(سورۃ المائدہ آیت ۲)

اے ایمان والو اللہ کی نشانیوں کو حلال نہ سمجھو، اور نہ ہی محترم مہینے کو اور نہ ہی اس جانور کو جو کعبۃ اللہ کی نیاز میں ہو۔ اور نہ ان جانوروں کو حلال سمجھو جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوتے ہوں۔ اور نہ ہی حُرمت والے گھر کی طرف آنیوالوں کو حلال سمجھو جو اپنے رب کے فضل اور اس کی رضا کی جستجو میں ہوں اور جب تم احرام سے حلال ہوجاؤ تو شکار کا اختیار ہے۔

احرام کی پابندیاں اور اُمورِ ممنوعہ بہت زیادہ ہیں، ان میں سے اہم ترین ۳۱ اُمور ذکر کر دیئے ہیں۔ اور اسکے بعد چند متفرق جنایات اور انکے کفارات کا حکم ذکر کر دیا ہے۔

۱ حالتِ احرام میں جوں مارنا

حالتِ احرام میں جوں مارنا ممنوع ہے۔ تین سے کم ماریگا تو اپنی مرضی سے جو چاہے صدقہ کرے گا۔ اور اگر تین سے زیادہ ہیں، اور زیادہ کی مقدار چاہے کتنی ہی ہو پھر بھی صرف ایک ہی صدقۂ فطر دینا کافی ہوگا۔ اور اصول یہ ہے کہ جو کپڑے

بدن سے پیدا ہوں انکو مارنا ممنوع ہے۔ اور جو بدن سے پیدا نہوں اور موذی ہوں ان کو مارنا جائز ہے۔ (مستفاد غنیۃ المناسک ص۱۵۵، فتح القدیر ص۲۶/۲۸)

۲ حالتِ احرام میں کھٹمل، مچھر مارنا

حالتِ احرام میں ہر ایسے موذی جانور اور کیڑوں کو مارنا جائز ہے جو بدن سے پیدا نہ ہوتے ہوں۔ لہٰذا کھٹمل، مچھر، مکھی، تتیے کو مارنے میں کوئی جرمانہ لازم نہیں۔

(احکام حج ص۹۶، غنیۃ المناسک ص۱۵۵)

۳ حالتِ احرام میں چیونٹی مارنا

حالتِ احرام میں سیاہ اور پیلی چیونٹی جو کاٹنے والی اور موذی ہوں انکو مارنا بلا کراہت جائز ہے اور انکو مارنے سے کسی قسم کا جرمانہ بھی لازم نہیں اور ایسی چیونٹی کا مارنا ممنوع اور مکروہ ہے جو نہ کاٹتی ہو اور نہ ہی موذی ہو۔ ہاں البتہ انکو مارنے سے کوئی کفارہ لازم نہیں [۱]

۴ حالتِ احرام میں ٹڈی مارنا

حرم شریف میں ٹڈی بہت ہیں ان سے احتراز کرنا ضروری ہے اگر کوئی ٹڈی ماریگا تو صدقہ میں جو کچھ چاہے اپنی مرضی سے دے اور یہ سلسلہ تین تک ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک ٹڈی کے عوض ایک کھجور دے اور جب چار اور اس سے زائد ہوں تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ اور زیادتی اگر ہزاروں سے بھی تجاوز کر جائے تب بھی

---

[۱] ولایقتل باقی ھوام الارض وحشرا تھا کبعوض ونمل یؤذی وھو اسود واصفر وما لا یؤذی لایحل قتلھا وان کان لایجب بقتلھا الجزاء وبرغوث وبق وذباب وفراش وخنافس وجعلان ووزغ وزنبور وقنفذ وقراد وحلم وسلحفاۃ وسنور اھلی وابن عرس اھلی وصرصر وصیاح اللیل وسرطان وام جنین وام اربعۃ واربعین لانھا لیست بصیود ولامتولدۃ من البدن الخ

(غنیہ جدید/۲۸۹ قدیم/۱۵۵)

ایک ہی صدقہ فطر کافی ہوگا۔ لے (مستفاد فتح القدیر ج۲ ص۲۶)

۵ حالتِ احرام میں ساتھیوں سے جھگڑنا

حاجی کا لوگوں سے لڑائی جھگڑے گالی گلوچ اور فحش کلامی کرنا سخت گناہ ہے۔ ان ناشائستہ افعال کی وجہ سے اگرچہ جُرمانہ لازم نہ ہوگا اور حج بھی فاسد نہ ہوگا، مگر ایسے شخص کا حج قبول نہ ہوگا۔ اور حج کے ثواب سے محروم ہوجائیگا۔

(مستفاد غنیۃ الناسک ص۴۷، غنیہ جدید/۸۵ و ۹۰)

۶ حالتِ احرام میں بیوی کیساتھ بوس وکنار ہونا

اگر حالتِ احرام میں شہوت کیساتھ مرد اپنی بیوی کے ساتھ بوس وکنار ہوتا ہے تو ایسی صورت میں انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، دونوں صورتوں میں جُرمانہ میں ایک دُنبہ یا بکرے کی قربانی واجب ہوجائے گی۔ (تاتارخانیہ ج۲ ص۴۹۹، ہندیہ ج۱ ص۲۴۴) نیز اگر بیوی کو شہوت ہوجائے تو اُس پر بھی الگ سے ایک قربانی واجب ہوجائے گی۔ (تاتارخانیہ ج۲ ص۴۹۹) ۲ے

۷ حالتِ احرام میں سَر کے بال کاٹنا

اگر پورے سَر یا چوتھائی یا اس سے زائد سَر کے بال مُنڈائے یا کتروائے تو جُرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا۔ اور اگر چوتھائی سے کم ہے تو صدقہ (نصف صاع) جُرمانہ میں دینا واجب ہوگا۔ (مستفاد فتح القدیر ج۳ ص۳۱) یہ مسئلہ اور آگے آنیوالے مسلسل آٹھ مسائل حلق وقصر کے عنوان کے تحت مُدلّل کرکے لکھدیئے گئے اور یہاں پر ممنوعات احرام کے تحت بھی شمار کر دیئے گئے ہیں

لے وتمرۃ خیر من جرادۃ ولو قتل المحرم قملۃ من بدنہ او ثوبہ تصدق بما شاء کجرادۃ (الی قولہ) وینبغی ان یکون الجراد کالقمل ففی الثلاث وما دونہا تصدق بما شاء وفی الاربع فاکثر تصدق بنصف صاع الخ غنیہ جدید/۲۹۰)

۲ے ولو عانقہا بشہوۃ یجب علیہ الدم انزل اولم ینزل (وقولہ) محرم قبل امرأتہ بشہوۃ فعلیہ دم وان اشتہت ہی فعلیہا دم ایضاً وان لم تشتہ فلا شئ علیہا ولو قبلہا بغیر شہوۃ فلا شئ علیہ الخ (تاتارخانیہ ۲/۴۹۹)

۸ حالتِ احرام میں ڈاڑھی منڈانا یا کتروانا

اگر احرام کھولنے کا وقت آنے سے قبل ڈاڑھی مکمل یا چوتھائی یا اس سے زیادہ منڈوائے یا کتروائے تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔ اور اگر چوتھائی سے کم ہے تو ایک صدقہ (نصف صاع) جرمانہ میں ادا کرنا واجب ہوگا۔

(مستفاد فتح القدیر ج۳ ص۳۱)

۹ حالتِ احرام میں بغل کے بال صاف کرنا

حالتِ احرام میں دونوں بغل صاف کیا یا ایک دونوں صورتوں میں جرمانہ میں ایک دم واجب ہوگا۔ (فتح القدیر ج۳ ص۳۲، بدائع ج۲ ص۱۹۳، ہندیہ ج۱ ص۲۴۳)

۱۰ حالتِ احرام میں زیرِ ناف صاف کرنا

حالتِ احرام میں زیرِ ناف صاف کرلیا ہے تو جرمانہ میں دم واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ص۱۲۷)۔

۱۱ ایک وقت میں سر، ڈاڑھی یا تمام بدن کے بال صاف کرنا

ایک ہی وقت میں سر، ڈاڑھی، بغل، زیرِ ناف وغیرہ سب کے بال صاف کرلئے ہیں تو سب کے عوض میں ایک دم واجب ہوگا۔ اور اگر مختلف اوقات میں صاف کئے ہیں تو ہر ایک وقت کیلئے الگ الگ دم واجب ہوگا۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۲۲۵)

۱۲ ایک دو یا تین بال اکھاڑنا

سر یا ڈاڑھی یا بغل یا زیرِ ناف میں سے کسی جگہ سے دو یا تین بال اکھاڑنے سے ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کرنا کافی ہوگا۔ اور اگر تین سے زائد اور چوتھائی عضو سے کم ہے تو ایک صدقۂ فطر یا اس کی قیمت دینا لازم ہوگا۔

(مستفاد غنیۃ الناسک ص۱۲۷)

۱۳ حالتِ احرام میں مونچھ کاٹنا

حالتِ احرام میں مونچھ کاٹ لی ہے چاہے پوری کاٹی ہو یا بعض حصہ بہرصورت ایک صدقۂ فطر جرمانہ میں دینا لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۲۴۸)

۱۴ سر، داڑھی، بغل، زیرِ ناف کے علاوہ دوسرے اعضاء کے بال صاف کرنا

سر، داڑھی، بغل، زیرِ ناف کے علاوہ پورے بدن میں سے کسی بھی پورے عضو یا بعض عضو یا تمام اعضاء کے بال صاف کر لئے ہیں تو صرف ایک صدقۂ فطر جرمانہ میں لازم ہوگا۔

(غنیۃ الناسک ۲۴۷، مستفاد معلم الحجاج ۲۴۰)

۱۵ حالتِ احرام میں ناخن کاٹنا

ایک ہاتھ یا ایک پیر یا ہاتھ پاؤں چاروں اعضاء کے ناخن ایک وقت میں ایک جگہ کاٹ لئے ہیں تو سب کے عوض میں ایک ہی دم واجب ہوگا، اور اگر چاروں اعضاء کے ناخن چار وقت میں چار جگہ کاٹے ہیں تو چار دم لازم ہوں گے۔ اسی طرح اگر ایک وقت میں ایک عضو کے کاٹ لئے ہیں۔ اور دوسرے عضو کے دوسرے وقت میں کاٹ لئے ہیں تو دو دم لازم ہوں گے۔ اور کسی بھی عضو کے سب ناخن نہیں کاٹے بلکہ ہر ایک عضو سے پانچ ناخن سے کم کم کاٹے ہیں۔ چاہے چار چار کر کے سولہ ناخن کاٹ لئے ہیں۔ تو دم لازم نہ ہوگا۔ بلکہ ہر ایک ناخن کے عوض میں ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔

(مستفاد بدائع الصنائع ۲/۱۹۴، تاتارخانیہ ۲/۵۰۳، ہندیہ ۱/۲۴۴)

۱۶ حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننا

حالتِ احرام میں مرد کیلئے ایسا سلا ہوا کپڑا پہننا ممنوع اور ناجائز ہے جو بدن کی ہیئت اور جسم کی بناوٹ کے مطابق سلا گیا ہو یا بنا لیا گیا ہو جیسے کرتا، قمیص، پائجامہ، بنیان، ٹوپی، نیکر، اچکن، جرسی، صدری وغیرہ ہیں۔ اور جو کپڑا بدن کی ہیئت

اور بناوٹ پر نہیں سِلا گیا ہے تو اسکا پہننا بلا کراہت جائز ہے۔ لہٰذا سلی ہوئی لنگی پہننا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ [۱] (مستفاد معلم الحجاج ص۲۲۳)

۱۷ حالتِ احرام میں سِلے ہوئے کپڑے پہننے کا جرمانہ

اگر ایک دن یا ایک رات کامل یا ایک دن کی مقدار یعنی بارہ گھنٹہ مرد نے سِلا ہوا کپڑا پہن لیا ہے یا کئی روز مسلسل پہن لیا ہے تو دونوں صورتوں میں ایک دم لازم ہوگا۔ اور رات کو اس نیت سے اُتارتا ہے کہ کل کو پھر پہننا ہے تب بھی سب دنوں کے عوض میں ایک دم لازم ہوگا۔ اور اگر اس نیت سے اُتارتا ہے کہ اب نہیں پہنونگا، مگر دوسرے دن پھر پہن لیا تو دو دم لازم ہونگے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۲۳۳)

اور اگر ایک رات یا ایک دن سے کم اور ایک گھنٹہ سے زیادہ پہنا ہے تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ اور اگر ایک گھنٹہ سے کم پہنا ہے تو ایک دو مٹھی گیہوں یا اسکی قیمت صدقہ کرنا کافی ہے۔ [۲] (مستفاد غنیۃ الناسک ص۱۳۶ معلم الحجاج ص۲۳۳)

۱۸ سِلے ہوئے کپڑے کو بدن پر ڈال لینا

حالتِ احرام میں قمیص، کُرتا وغیرہ پہننا جائز نہیں

لیکن اگر پہنا نہیں بلکہ قمیص، کُرتا وغیرہ کو بدن پر چادر کیطرح ڈال لیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اسلئے کہ سِلے ہوئے طریقہ سے پہننا ثابت نہیں ہوا اور ممنوع اور جب جنایت

---

[۱] ان ضابطة لُبس کل شیٔ معمول علی قدر البدن اَوْ بعضه بحیث یحیط به بخیاطة او تلزیق بعضه ببعض او غیرهما ویستمسك علیه بنفس لبس مثله۔ (وقوله) فخرج ماخیط بعضه ببعض لابحیث یحیط بالبدن مثل المرقعة فلا بأس بلبسه الخ
(غنیہ جدید/۸۵ شامی کراچی ۲/۴۸۹)

[۲] یومًا کاملًا اولیلة الظاهر ان المراد مقدار احدهما فلولبس من نصف النهار الی نصف اللیل من غیر انفصال او بالعکس لزمه دمٌ کما یشیر الیه قوله وفی الاقل صدقة ای نصف صاع من برٍّ (الی قوله) وفی اقل من ساعة قبضة من برٍّ الخ
(شامی زکریا دیوبند ۳/۵۷۷)

اس وقت ہے کہ جب پہننا ثابت ہو۔ اور یہاں پہننا ثابت نہیں۔ اور اسی طرح چادر اور کھیس وغیرہ اوڑھنا بھی بلا کراہت جائز ہے [1]۔

۱۹ حالتِ احرام میں خوشبو لگانا

حالتِ احرام میں خوشبو لگانے میں مرد و عورت دونوں کا حکم یکساں ہے۔

بالقصد، یا بلا قصد، یا کسی کی زبردستی سے خوشبو لگائی، ہر صورت میں جُرمانہ لازم ہوتا ہے۔ نیز بدن اور کپڑے دونوں پر لگانا ممنوع ہے۔ لہٰذا اگر کسی بڑے عضو پر یعنی سَر، چہرے، پنڈلی، ران، بازو، ہاتھ، ہتھیلی میں سے کسی پر خوشبو لگائی ہے۔ یا ایک سے زیادہ اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تو جُرمانہ میں دم واجب ہوگا۔ چاہے پورے دن لگائے رکھی ہو یا تھوڑی دیر کیلئے ہر صورت میں دم لازم ہوگا۔ جبکہ خوشبو نمایاں ہو۔

اور اگر چھوٹے اعضاء مثلاً ناک، کان، آنکھ، انگلی وغیرہ میں لگائی ہے تو ایک صدقہ فطر لازم ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۲۲۸)

(نوٹ) یہ مسئلہ اور آگے آنیوالے دو مسئلے حالتِ احرام میں خوشبو لگانے کے عنوان کے تحت مفصل بیان کئے گئے ہیں۔ اور یہاں پر ممنوعاتِ احرام کے ذیل میں بھی شمار کردیئے ہیں

۲۰ عورت کا حالتِ احرام میں مہندی لگانا

اگر عورت نے حالتِ احرام میں ہتھیلی یا پیر میں مہندی لگائی ہے تو جُرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا۔ (مستفاد معلم الحجاج ص ۲۲۹)

۲۱ حالتِ احرام میں عطّار کی دُوکان میں بیٹھنا

اگر حالتِ احرام میں عطار کی دوکان میں بیٹھنا

---

[1] وکذا لو ارتدیٰ بالقمیص او اتشح به فلا بأس به لعدم الاحاطة بواسطة الخیاطة ولذا لو لبس الطیلسان ولم یزرہ لعدم الاستمساک بنفسہ الخ
(غنیہ جدید / ۸۵ جدید / ۲۵۲)

ہے اور اپنے بدن یا کپڑے پر عطر نہیں لگایا ہے تو کوئی جرمانہ لازم نہ ہوگا البتہ سونگھنے کی نیت سے بیٹھنا مکروہ ہے مگر کوئی کفّارہ لازم نہیں ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۲۲۹)

۲۲ حالتِ احرام میں سَر یا چہرہ ڈھکنا

حالتِ احرام میں سَر کا ڈھکنا عورت کیلئے بلا کراہت جائز ہے بلکہ عورت پر لازم ہے اور مَرد کیلئے سَر ڈھکنا جائز نہیں۔ اور اسی طرح چہرہ کا ڈھکنا بھی جائز نہیں لہٰذا اگر ایک دن کامل یا ایک رات کامل یا اس مقدار یعنی بارہ۱۲ گھنٹہ سَر یا چہرہ ڈھکیگا تو دم دینا لازم ہوگا، اور ایک دن یا رات یعنی بارہ۱۲ گھنٹہ سے کم اور ایک گھنٹہ سے زائد ہے تو ایک صدقہ فطر واجب ہوگا اور ایک گھنٹہ سے کم ہے تو ایک ڈیڑھ مٹھی گیہوں یا اسکی قیمت صدقہ کردے چاہے جان بوجھ کر ڈھکا ہو یا بھول کر ہر صورت میں کفارہ لازم ہے۔ اور ایسے ہی اگر کسی نے زبردستی سَر یا چہرہ پر کپڑا ڈالدیا ہو یا سوتے ہوتے کسی نے ڈالدیا ہو تب بھی کفّارہ لازم ہوگا۔ [1]

۲۳ حالتِ احرام میں چوتھائی سَر یا چوتھائی چہرہ کا ڈھکنا

اگر حالتِ احرام میں چوتھائی سَر یا چوتھائی چہرہ ڈھک لیا ہے تو اس کا حکم پورا سَر اور پورا چہرہ ڈھکنے کی طرح ہے۔ لہٰذا اگر ایک یوم یعنی بارہ۱۲ گھنٹہ چوتھائی سَر یا چوتھائی چہرہ یا اس سے زائد حصّہ ڈھک لیا ہے تو دم واجب ہوجائیگا اور اگر اس سے کم اور ایک گھنٹہ سے زائد ہے تو ایک صدقہ فطر واجب ہوگا۔ اور

---

[1] وان لبس ثوبا مخيطا او غطى رأسه يوما كاملا فعليه دم وان كان اقل من ذلك فعليه صدقة وتحته فى الفتح ولا فرق بين كونه مختارا فى اللبس او مكرها عليه او نائما فغطى انسان رأسه ليلة او وجهه حتى يجب الجزاء على النائم (وقوله) فى ساعة نصف صاع وفى اقل من ساعة قبضة من برّ الخ
(فتح القدير بيروتى ۲/۲۲)

اس سے کم ہو تو ایک ڈو مٹھی یا اس کی قیمت دینا کافی ہوگا۔ [1]

۲۴ چوتھائی سر سے کم ڈھکنا

اگر چوتھائی سر یا چوتھائی چہرہ سے کم حصّہ کو پورا دن یعنی بارہؔ گھنٹہ یا اس سے زیادہ وقت تک ڈھک لیا ہے تو ایک صدقہ فطر واجب ہوگا۔ اسی طرح ایک دن سے کم اور ایک گھنٹہ سے زیادہ ڈھکا ہے تب بھی ایک صدقہ فطر لازم ہوگا [2]

۲۵ سونے کی حالت میں سر یا چہرہ پر چادر ڈالنا

اگر حالتِ احرام میں سونے کی حالت میں سر یا چہرہ پر چادر ڈال لی ہے تو کفّارہ لازم ہو جائیگا۔ لہٰذا اگر پورا سر یا چوتھائی سر اور اسی طرح پورا چہرہ یا چوتھائی چہرہ سونے کی حالت میں بارہؔ گھنٹہ تک ڈھک رکھا ہے تو دم واجب ہو جائیگا۔ اور اگر بارہؔ گھنٹہ اور ایک گھنٹہ کے درمیان کا وقت ڈھک رکھا ہے تو ایک صدقہ فطر واجب ہو جائیگا اور ایک گھنٹہ سے کم ہو تو ایک ڈو مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کردے، اسی طرح اگر سونے کی حالت میں کسی دوسرے شخص نے ڈھک دیا ہے یا بے خیالی میں ڈھک لیا ہے، ہر صورت میں مذکورہ تفصیل کے مطابق دم یا صدقہ لازم ہو جائیگا [3]

---

[1] ولو غطی ربع رأسہ یوماً فصاعداً فعلیہ دمٌ وان اقل من الربع فعلیہ صدقۃ (وقولہ) وکذا غطی الرجل ربع وجھہ عندنا الخ بدائع قدیم ۲/۱۸۶) وان غطی المحرم ربع رأسہ او وجھہ یوماً فعلیہ دمٌ وان کان دون ذلک فعلیہ صدقۃ الخ المبسوط ۴/۱۲۸ وتغطیۃ ربع الرأس او الوجہ کالکل وتحتہ فی الشامیۃ ھو المشھور من الروایۃ عن ابی حنیفۃ وھو الصحیح الخ شامی کراچی ۲/۵۴۹)

[2] فی الاقل من یوم اومن الربع صدقۃ الخ غنیہ جدید/۲۵۲)

[3] اذا غطی رأسہ او وجھہ (الی قولہ) ودام علیہ زماناً ولو ناسیاً او عامداً عالماً او جاھلاً مختاراً او مکرھاً او نائماً غطاہ غیرہ اوھو بنفسہ بعذرٍ او بغیر عذرٍ فعلیہ الجزاء فاذا غطی جمیع رأسہ او وجھہ والربع منھما کالکل (الی قولہ) یوماً او لیلۃً والمراد مقدار احدھما فعلیہ دمٌ وفی الاقل من یوم اومن الربع صدقۃ الخ
(غنیۃ جدید/۲۵۲ ھکذا فتح القدیر بیروت ۳/۲۶)

(نوٹ) اس مسئلہ میں حجاج کرام سے زیادہ غلطیاں ہوتی ہیں کہ منیٰ میں اکثر حجاج کرام کو حالتِ احرام میں سوتے ہوئے سر یا چہرہ پر کپڑے ڈالے ہوئے نظر آتے ہیں اس لئے اس کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

۲۶ حُدودِ حَرم کی گھاس اور پیڑ کاٹنا

حُدودِ حَرم کی گھاس کاٹنا اور اُکھیڑنا جائز نہیں۔ اسی طرح حُدودِ حَرم کے شکار کو مارنا مُحرم اور حلال دونوں کیلئے جائز نہیں۔ لہٰذا اگر گھاس یا پیڑ کاٹ لیا ہو تو اسکی قیمت ادا کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح اگر حُدودِ حَرم کے شکار کو مارا ہے تو اسکی قیمت صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک جدید ص۲۹۹)

۲۷ حالتِ احرام میں شکار کرنا

حالتِ احرام میں شکار کرنا جائز نہیں لہٰذا اگر حالتِ احرام میں حُدودِ حَرم کے باہر کے شکار کو پکڑ کر ذبح کر دیا ہے تو وہ مُردار کے حکم میں ہوگا اسکا کھانا کسی کیلئے حلال نہ ہوگا اور اس کی قیمت جُرمانہ میں صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ (غنیۃ جدید ص۲۹۲)

۲۸ حُدودِ حَرم یا حالتِ احرام میں کس قسم کے جانور کو مارنا جائز ہے؟

حالتِ احرام میں مُحرم کیلئے اور حُدودِ حَرم میں حلال کے لئے گیارہ قسم کے جانوروں کو جان سے ماردینا جائز ہے۔

(۱) سانپ (۲) بچھو (۳) گرگٹ اور چھپکلی (۴) چوہا (۵) چیل (۶) گندگی کھانیوالے کوّے (۷) کاٹنے والا اور حملہ کرنیوالا کتّا (مسلم شریف ج۱ ص۳۸۱، نسائی ج۲ ص۲۵) (۸) مچھر (۹) کاٹنے والی چیونٹی (۱۰) کیچوے (۱۱) ہر حملہ کرنیوالا جانور۔ (ھدایہ ج۱ ص۲۹۲)

ان تمام جانوروں کو جان سے ماردینا جائز ہے۔ (مستفاد ایضاح الطحاوی ج۳ ص۴۷)

نیز جو موذی جاندار انسان کے بدن سے پیدا ہوتا ہے اسکو حالتِ احرام میں مارنا

جائز نہیں جیسا کہ جوں اور چھلر وغیرہ اور جو موذی جاندار بدن انسانی سے پیدا نہیں ہوتا اسکو حالتِ احرام میں مارنا جائز ہے۔ جیسا کہ مچھر اور کھٹمل وغیرہ۔
(مستفاد معلم الحجاج ص۲۵۴، غنیہ جدید ص۲۸۹)

۲۹ حج کب فاسد ہوتا ہے؟

حج اس وقت فاسد ہوگا کہ جب وقوفِ عرفہ سے قبل بیوی سے ہمبستری کرلی ہو اور وقوفِ عرفہ سے قبل ہمبستری کیوجہ سے حج بھی فاسد ہوجائیگا اور ساتھ میں ایک دم بھی واجب ہوجائیگا۔ لہٰذا اگر جماع اور ہمبستری کے بعد اگر اتنا وقت ہے کہ دوبارہ حج کا احرام باندھکر عرفہ کی رات ختم ہونے سے قبل وقوف کرسکے تو دوبارہ حج کا احرام باندھ کر وقوف کرلیا جائے تو حج صحیح ہوجائیگا، گویا اسی سال فاسدہ شدہ حج کی قضاء ہوجائے گی۔ اور ساتھ ہی ایک دم بھی دیدے اور اگر اس سال وقت نہیں ہے تو دوسرے حجاج کیطرح حج کے ارکان میں عمل کرتا رہے اور آئندہ سالوں میں حج کی قضاء کرنا لازم ہوگا۔ اور ایک دم بھی بہرحال لازم رہیگا۔ [۱]

۳۰ عمرہ کب فاسد ہوتا ہے؟

طوافِ عمرہ ادا کرنے سے قبل بیوی کے ساتھ ہمبستری ہوجائے تو عمرہ فاسد ہوجائیگا اور اس پر ایک عمرہ کی قضاء اور ایک دم بھی واجب ہوجائیگا اور اگر دوبارہ احرام باندھکر عمرہ کا اعادہ کریگا تو عمرہ کی قضاء ہوجائے گی مگر ایک دم بہرحال لازم ہوجائیگا۔ [۲]

---

[۱] وان جامع فی احد السبیلین قبل الوقوف بعرفۃ فسد حجہ وعلیہ شاۃ ویمضی فی الحج کما یمضی من لم یفسدہ الخ ھدایہ رشیدیہ ۱/۲۵۱)

[۲] من جامع فی العمرۃ قبل ان یطوف اربعۃ اشواط فسدت عمرتہ فیمضی فیہا ویقضیہا وعلیہ شاۃ الخ ھدایہ رشیدیہ ۱/۲۵۲)

۳۱ کفارہ میں بدنہ کب لازم ہوتا ہے؟

اس مسئلہ کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ کفارہ میں بدنہ کن کن صورتوں میں لازم ہوتا ہے۔ اور کفارہ میں بدنہ صرف حج کی جنایت میں واجب ہوتا ہے۔ عمرہ کی کسی بھی جنایت میں بدنہ واجب نہیں ہوتا، اور بدنہ ہر اُس بڑے جانور کو کہا جاتا ہے کہ جس کے سات حصے ہوتے ہوں جیسے اونٹ، گائے وغیرہ۔ اور حج کی جنایات میں بدنہ واجب ہونے کی تین صورتیں زیادہ واضح ہیں۔

۱ حج میں وقوفِ عرفہ کے بعد حلق اور طوافِ زیارت سے قبل بیوی سے ہمبستری ہو جائے تو جرمانہ میں بدنہ کی قربانی واجب ہو جائے گی۔ اور حضرات ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر وقوفِ عرفہ کے بعد جمرۂ عقبہ کی رمی سے پہلے جماع ہو جائے تو حج ہی فاسد ہو جائے گا۔ اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک حج فاسد نہ ہوگا۔ البتہ جرمانہ میں بدنہ واجب ہو جائے گا۔[1]

۲ حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت کریگا تو جرمانہ میں بدنہ واجب ہوگا۔

۳ حالتِ حیض یا نفاس میں طوافِ زیارت کرے گی تو جرمانہ میں بدنہ واجب ہوگا۔[2]

---

[1] امّا لو جامع بعد وقوفه بعرفة ولو حال الوقوف او بعده قبل الحلق وقبل طواف الزيارة كله او اكثره فلم يفسد حجه سواء جامع الرمي او بعده وقال الثلاثة يفسد اذا جامع قبل الرمي وعليه بدنة سواء جامع ناسيًا او عامدًا الخ (غنية جديد/ ۲۶۹ قديم/ ۱۴۴ هكذا في البدائع مطبوعه مكه مكرمه ۳/ ۲۸۵)

[2] لو طاف للزيارة جنبًا او حائضًا او نفساء كله او اكثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة الخ
غنية جديد/ ۲۷۲ قديم/ ۱۴۵)

متفرق جنایات

۱ اپنے گمان میں حلال ہونیکے خیال سے بہت سارے جنایات کرنے پر صرف ایک دم

اگر کوئی حاجی یہ گمان کرتا ہے کہ میں حلال ہو کر احرام سے نکل گیا ہوں حالانکہ شرعی اصول کے مطابق وہ احرام سے نہیں نکلا تھا، اور اسی حالت میں حلال آدمی کی طرح بہت سارے ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کرتا اور یہی گمان کرتا رہا کہ میں حالتِ احرام میں نہیں ہوں میرا احرام کھل گیا ہے تو ایسے شخص پر تمام جنایات کا صرف ایک ہی دم لازم ہوگا اور تعددِ جنایات کیوجہ سے تعدد دم اس پر لازم نہ ہوگا۔ مثال کے طور پر ایک شخص نے حلال ہونے کیلئے سر کے چند بال کٹوا دیئے اس کے بعد سلا ہوا کپڑا پہن لیا۔ اور خوشبو بھی لگائی، اور بیوی سے بار بار ہمبستری بھی کرلی تو صرف ایک دم دینا کافی ہوگا۔ اور اسی طرح اگر متمتع نے حج کے آخری ایام میں طوافِ عمرہ کرکے سر کا حلق کرالیا پھر حج کا احرام باندھکر حج کرلیا پھر یوم النحر میں سر منڈوانے کیلئے سر پر بال نہیں۔ اسلئے یہ سمجھا کہ اب سر پر استرہ پھیرنے کی ضرورت نہیں لہٰذا دیگر ارکان انجام دیکر اپنے آپ کو حلال سمجھ کر بیوی سے ہمبستری، خوشبو، سلا ہوا کپڑا وغیرہ عمل میں لے آیا اور پھر ایامِ نحر بھی اسی میں گذر گیا اور حدودِ حرم سے باہر بھی چلا گیا تو ان تمام ممنوعات کا صرف ایک دم دینا کافی ہوجائیگا۔ مگر اس پر یہ واجب ہے کہ احرام میں لوٹ آئے۔ [۱]

---

[۱] ان المحرم لو نوی الرفض فعل کالحلال علیٰ ظن خروجہ من الاحرام بذلک لزمہ دم واحدٌ لجمیع ما ارتکب ۱ غنیۃ الناسک جدید/ ۳۱۲ نسخہ قدیم/ ۱۶۸ فان المحرم اذا نوی رفض الاحرام فجعل یصنع ما یصنعہ الحلال من لبس الثیاب والتطیب والحلق والجماع وقتل الصید فعلیہ دمٌ واحدٌ بجمیع ما ارتکب (وقولہ) وعلیہ ان یعود کما کان محرمًا سواءٌ نوی الرفض قبل الوقوف او بعدہٗ الخ غنیہ جدید / ۲۴۱)

۸۷ دم کے عوض میں قیمت دینا کب درست ہے؟

جنایت کی دو قسمیں ہیں ۱۔ وہ جنایت جسمیں دم ہی دینا واجب ہوتا ہے اور دم کے علاوہ کسی اور چیز کا اختیار نہیں تو ایسے دم کے عوض میں قیمت صدقہ کرنا درست نہیں بلکہ دم ہی دینا واجب ہوتا ہے۔ اور وہ بھی حُدودِ حَرم کے اندر ہی دینا لازم ہوتا ہے۔ اور حُدودِ حرم کے علاوہ کسی اور جگہ دینا جائز نہیں ۲۔ وہ دم ہے جو اختیاری ہوتا ہے یعنی دم دینے میں یا روزہ رکھنے میں یا کھانا کھلانے میں اختیار ہے اور کھانا کھلانے میں دم کے عوض میں چھ مسکینوں کو کھلانا ضروری ہوتا ہے۔ اور جہاں پر " فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ " کے الفاظ آئے ہیں وہاں صدقہ سے چھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا یا چھ مسکینوں کو نصف نصف صاع صدقہ کرنا یا اسکی قیمت دینا مراد ہے اور صوم سے تین روزہ مُراد ہوتا ہے۔ ایسے کفارہ کا جہاں ذکر آتا ہے وہاں پر دم کے عوض میں قیمت دینا بھی جائز ہے اسلئے کہ اس کی صراحت خود نصوص اور جزئیات میں موجود ہے کہ چاہے دم دیدو اور چاہے اسکے بدلے میں چھ مسکین کو صدقہ دیدو چاہے تین روزہ رکھ لو ظاہر بات ہے کہ چھ مسکینوں کو جو صدقہ دیا جاتا ہے وہ دم کی جگہ پر دیا جاتا ہے لہٰذا اسکی قیمت دینا بھی جائز ہوجائیگا مگر اس مسئلہ کو اپنی تمام شرائط وقیودات کے ساتھ مقید کرکے سمجھنا لازم ہے اسکی جزئیات حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔ ۱؎

۱؎ او وجب الدم علی التخییر فیجوز عند اداء القیمۃ علی وجہ الإطعام۔ (غنیۃ الناسک قدیم ۱۳۲/ جدید/ ۲۶۲)
الجنایۃ ھنا ما تکون حرمتہ بسبب الاحرام او الحرم وقد یجب بہا دماء او دم او صوم او صدقۃ۔
(وعنہ فی الشامیۃ) او فیہا للتخییر وذلک فیما اذا جنی علی الصید او تطیب او لبس او حلق بعذر فیخیر بین الذبح والتصدق والصیام (شامی زکریا ۳/ ۵۷۱)
(وفی تقریرات رافعی) لا وجوب للصوم الا علی سبیل التخییر فیہ وفی الدم والصدقۃ الا فی امرین احدھا فیما اذا ارتکب محظور الاحرام لعذر من مرض قال تعالیٰ فمن کان منکم مریضا او بہ اذی من رأسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک فالصیام ثلاثۃ ایام والصدقۃ علی ستۃ مساکین لکل مسکین نصف صاع والنسک ھو الدم الثانی فیما اذا جنی علی الصید فیخیر بین ان یشتری بقیمتہ ھدیا او طعاما للمساکین او یصوم عن کل مسکین یوما۔ (تقریرات رافعی ۳/ ۱۶۴)

۳ صدقہ حدودِ حرم سے باہر بھی جائز

حاجیوں کی غلطیوں سے اگر دم واجب ہوتا ہے یعنی بکرا ذبح کرنا واجب ہوتا ہے تو اس کو حدودِ حرم کے دائرہ کے اندر ذبح کرنا واجب ہوتا ہے۔ اس مسئلہ کیلئے ہم نے مستقل عنوان قائم کیا ہے اور اگر دم واجب نہیں ہوا ہے بلکہ صدقہ واجب ہوا ہے تو حاجی کی غلطیوں کا صدقہ حدودِ حرم کے دائرہ میں دینا واجب نہیں ہے، بلکہ حدودِ حرم سے باہر حل میں یا آفاق میں بھی دینا جائز ہے لہٰذا اگر آفاقی حاجی پر صدقہ واجب ہوا ہے اور وہ اپنے وطن واپس آکر کے کفارہ کا صدقہ ادا کرنا چاہے تو ——— اپنے وطن کے فقراء کو بھی دینا جائز ہے ہاں البتہ حدودِ حرم میں صدقہ کر دینا اور حرم کے فقراء کو دینا زیادہ افضل اور بہتر ہوتا ہے [۱]

۴ چھ مسکین کو صدقہ یا کھانا دینے کی شرائط

جن صورتوں میں چھ مسکین کو کھانا کھلانا یا طعام کی قیمت صدقہ کرنا ہوا ہیں اہم شرط اور اہم بات یہ ہے کہ چھ مسکینوں کے کھانے کی قیمت ایک کو دینا کافی نہیں بلکہ الگ الگ چھ کو دینا لازم ہے اور نیز جن چھ کو صبح کو کھلایا جائے انہیں چھ کو شام میں کھلانا لازم ہے۔

ہاں البتہ ایک مسکین کو چھ یوم تک دونوں وقت کھلایا جائے، یا چھ یوم تک روزانہ دونوں وقت کی قیمت یعنی نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت یا ایک صاع کھجور یا اس کی قیمت دیتا رہیگا تو اس کی گنجائش ہے۔ [۲]

---

[۱] ویجوز له التصدق فی غیر الحرم وفیه علی غیر اهله وفقراء مکة افضل۔ (غنیۃ الناسک جدید ۲۶۱ نسخہ قدیم/۱۴۲) [۲] فلو دفع طعام ستة مساکین مثلاً الی مسکین واحد فی ستة ایام کل یوم نصف صاع او غدی مسکیناً واحداً وعشاه ستة ایام اجزأه ولو دفعه الیه فی یوم واحد دفعة فلا روایة فیه واختلف المشائخ فقال بعضهم یجوز وقال عامتهم لا یجوز الا عن واحد وعلیه الفتویٰ وکذا لو ادی الکل مسکینین لا یکفی الا عن اثنین والباقی تطوع الخ غنیۃ الناسک جدید/۲۶۷ قدیم/۱۴۳)

۵ دم کا حُدودِ حَرم کے دائرہ کے اندر دینا لازم

دَمِ جنایت اور دمِ شکر کے جانور کو حُدودِ حَرم کے دائرہ کے اندر ذبح کرنا واجب اور لازم ہے۔ لہٰذا اگر حُدودِ حَرم سے باہر لیجاکر ذبح کریگا تو درست نہ ہوگا وہ جانور محض گوشت کھانیکا ہوجائیگا۔ اس سے دم کا فریضہ ادا نہیں ہوگا۔ ہاں البتہ اگر جانور کو حُدودِ حَرم کے دائرہ کے اندر ذبح کیا گیا ہے، پھر اسکا گوشت حُدودِ حرم کے باہر جاکر کھایا جاتا ہے یا حدودِ حَرم سے باہر لیجاکر صدقہ کیا جاتا ہے تو اسمیں کوئی حرج نہیں (قدوری/۷۰ ھدایہ ۱/۲۶۰، غنیہ جدید/۲۶۲ قدیم ۱۴۰) [۱]

۶ دم تمتع وقران و نفلی قربانی کو ایامِ نحر کے اندر ذبح کرنا لازم

تمتع کی قربانی اور حجِ قران کی قربانی اسی طرح نفلی قربانی کے جانور کو ایامِ نحر کے اندر اندر ذبح کرنا واجب ہے۔ ایامِ نحر گذر جانیکے بعد ان کی قربانی کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ نیز ان تمام قربانی کے جانوروں کو حُدودِ حَرم کے دائرہ کے اندر ذبح کرنا لازم اور ضروری ہے۔ [۲] (قدوری/۷۰)

۷ دمِ جنایت کے جانور کو ایامِ نحر کے بعد ذبح کرنا

یہاں یہ مسئلہ بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ دمِ جنایت کے جانور کو حُدودِ حَرم کے دائرہ کے اندر ذبح کرنا واجب ہے، مگر ایامِ نحر کے اندر اندر ذبح کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ ایامِ نحر کے گذرنیکے بعد بھی دمِ جنایت کے جانور کو ذبح کرنا بلاکراہت جائز اور درست ہے۔ (قدوری/۷۰) [۳]

---

[۱] ولایجوز ذبح الھدایا الا فی الحرم ویجوز لہ ان یتصدق بھا علی مساکین الحرم وغیرہ (قدوری/۷۰) الثامن ذبحہ فی الحرم فلو ذبح فی غیرہ لایجزئہ عن الذبح الا اذا تصدق بلحمہ علی ستۃ مساکین علی کل واحد منھم قدر قیمۃ نصف صاع حنطۃ فانہ یجوز بدلا عن الاطعام (غنیہ جدید/۲۶۲ قدیم/۱۴۰)

[۲] ولایجوز ھدی التطوع والمتعۃ والقران الا فی یوم النحر (قدوری/۷۰)

[۳] ویجوز ذبح بقیۃ الھدایا فی ای وقت شاء (قدوری/۷۰)

۸ حج یا عمرہ میں سے کسی کا بھی دم حُدودِ حَرم سے بَاہر ذبح کرنا

اگر کوئی شخص حج یا عُمرہ سے کسی کا بھی واجب دم یعنی متمتع یا قارن نے دمِ شکر یا دَمِ کفّارہ حُدودِ حَرم سے باہر جاکر ذبح کر دیا ہے یا عُمرہ کرنیکے دوران ایسی خطا اور غلطی ہوگئی ہے جس کے نتیجہ میں دم دینا واجب ہوگیا ہے اور اس دم کے جَانور کو حُدودِ حَرم سے باہر جاکر ذبح کر دیا ہے، چاہے حِل میں ذبح کیا ہو یا میقات سے باہر کہیں بھی ہو تو ایسی صورت میں واجب قربانی کا وجوب ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا بلکہ حُدودِ حرم میں دوبارہ قربانی کرنا واجب ہوگا۔ [1]

۹ تمتع اور قران کی قربانی کے جانور کو ایامِ نحر گذرنے کے بعد ذبح کرنا

متمتع اور قارن کے اُوپر دمِ تمتع اور دمِ قران کی قربانی حُدودِ حَرم میں ایامِ نحر کے اندر کرنا واجب ہے لیکن اگر کسی قارن یا متمتع نے اپنی قربانی میں اتنی تاخیر کردی کہ ایامِ نحر گذر گئے اور ایامِ نحر گذرنیکے بعد قربانی کرلی ہے تو ایسی صورت میں ایک واجب ترک ہوجاتا ہے۔ لہٰذا ترکِ واجب کیوجہ سے اس کے اُوپر ایک دمِ کفّارہ دینا واجب ہوجائے گا۔ [2]

۱۰ آفاقی متمتع کا آٹھویں ذی الحجہ کو احرام کیلئے حُدودِ حَرم سے باہر جانا

آجکل کے زمانہ میں اکثر آفاقی حجِ تمتع کرتے ہیں اور ارکانِ عُمرہ سے فارغ ہونیکے بعد حَلال ہوکر مکۃ المکرّمہ میں قیام کرتے ہیں اور دورانِ قیام حُدودِ حَرم سے باہر مسجدِ تنعیم یا مسجدِ جعرانہ جاکر عُمرہ کا احرام باندھکر آتے ہیں اور عمرہ ادا کرتے ہیں۔ ایک شخص نے

---

[1] ولو ذبح شیئا من الدّماء الواجبۃ فی الحج او العمرۃ خارج الحرم لم یسقط عنہ وعلیہ ذبح آخر الخ (غنیۃ الناسک جدید/۲۷۹ قدیم/۱۴۹)

[2] ولو اخر القارن والمتمتع الذبح عن ایام النحر فعلیہ دم الخ غنیۃ الناسک جدید/ ۲۷۹ قدیم/ ۱۴۹)

انجانے میں ساتویں یا آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ جانے سے پہلے حج کا احرام باندھنے کیلئے مسجدِ تنعیم چلا گیا، وہاں سے حج کا احرام باندھ کر آیا، اور وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ وہاں سے جاکر حج کا احرام باندھنا زیادہ بہتر اور زیادہ افضل ہوگا۔ چنانچہ وہاں سے جاکر حج کا احرام باندھ کر منیٰ، عرفات، مزدلفہ وغیرہ کے مناسک ادا کر کے حج کر لیا تو ایسی صورت میں اس شخص پر کیا حکم ہے؟

تو اسکا جواب یہ ہے کہ جو آفاقی ارکانِ عُمرہ ادا کرنیکے بعد مکّہ مکرّمہ میں مقیم ہوجاتا ہے اسکا حکم مکّہ والوں جیسا ہوجاتا ہے، اور اسکے لئے اور مکّہ والوں کیلئے حُدودِ حَرم کے اندر ہی حج کا احرام باندھنا لازم اور واجب ہے۔ اور شرعی طور پر اس کیلئے حج کا احرام باندھنے کا میقات ہی حُدودِ حَرم ہے۔ لہٰذا وہ اپنی میقات سے تجاوز کر کے غیر میقات میں جاکر احرام باندھا ہے، اسلئے اسکے اُوپر ایک دم واجب ہوجائیگا۔ ہاں البتہ اگر حُدودِ حَرم میں آنے کے بعد دوبارہ حج کا احرام باندھ لیا ہوتا تو دم ساقط ہوجاتا۔

(غنیۃ الناسک جدید ص۵۸ نسخۂ قدیم ص۲۹) [1]

۱۱۔ حج یا عُمرہ کا احرام حُدودِ حَرم سے باہر حِل میں جاکر کھولنے کا کفّارہ

اگر کسی حاجی نے حج کا احرام حُدودِ حَرم کے اندر نہیں کھولا بلکہ حدودِ حَرم سے باہر حِل میں یا میقات سے باہر جاکر حلق یا قصر کے ذریعہ سے احرام کھولتا ہے تو اس پر ایک دم کفّارہ واجب ہوجاتا ہے اسلئے کہ حاجی پر حُدودِ حَرم کے اندر حلق یا قصر کرنا اور احرام کھولنا

---

[1] وکذا الآفاقی او البستانی اذا دخل مکۃ او الحرم فھو وقتہ للحج والحل للعمرۃ کل ذلک اذا دخلہ او خرج الیہ لحاجۃ وان لم ینو الاقامۃ بہ فان قصدہ لا لحاجۃ بل للاحرام منہ تارکا وقتہ عمداً لا یکون من اھل ما خرج الیہ لحاجۃ او دخل فیہ فعلیہ العود الیٰ وقتہ والاحرام منہ فان لم یعد فعلیہ الدم ثم ھل یاثم بترک العود۔؟ فان کان قادرًا علیہ نعم والا فلا الا انہ لا یجب علیہ دم آخر بترک ھذا الواجب۔

(غنیۃ الناسک جدید/ ۵۸ قدیم/ ۲۹)

واجب ہوتا ہے اور یہاں حاجی نے واجب ترک کر دیا ہے لہٰذا ترکِ واجب کا دَم اس پر لازم ہوجائیگا۔ اسی طرح عُمرہ کرنیوالے نے عمرہ کا احرام حُدودِ حَرم کے اندر نہیں کھولا بلکہ حُدودِ حرم سے باہر جاکر کھولتا ہے تو اس پر بھی ترکِ واجب کا دم واجب ہوجاتا ہے اور یہ اُس وقت ہے کہ جب ایامِ نحر کے اندر ایسا کیا ہو۔ اور اس مسئلہ میں حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت امام محمد بن حسن شیبانیؒ کا اتفاق ہے اور یہی راجح اور اسی پر فتویٰ ہے اور حضرت امام ابو یوسفؒ کا اسمیں اختلاف ہے کہ ان کے نزدیک کوئی کفارہ نہیں ہے۔ اور اگر ایامِ نحر گذرنے تک احرام کھولنے کیلئے حلق نہیں کیا اور ایامِ نحر گذر جانیکے بعد حُدودِ حَرم سے باہر جاکر حلق کرتا ہے تو ایسی صورت میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دُو دم واجب ہوجائیں گے۔ ایک دم ایامِ نحر گذر جانے تک تاخیر کی وجہ سے اور دوسرا دم حدُودِ حَرم سے باہر جاکر حلق کرنے کی وجہ سے، اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک صرف ایک دم واجب ہوگا۔ اور حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک کوئی دم واجب نہ ہوگا:

اور اس طرح کی غلطیاں ناواقف عوام سے زیادہ ہوتی رہتی ہیں۔ اسلئے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول پر مسئلہ بتلانے کے بجائے حضرت امام محمدؒ کے قول پر مسئلہ بتلانا مناسب ہوگا۔ اور حج کے مسائل میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور یہاں پر حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول میں زیادہ شدّت ہے اور حضرت امام ابو یوسفؒ کے قول میں بالکل نرمی اور آزادی ہے اور حضرت امام محمدؒ کا قول درمیانی ہے اور خیرُ الاُمورِ اَوسَطُہا کے اصول سے حضرت امام محمدؒ کے قول پر مسئلہ بتلانا زیادہ مناسب ہوگا۔ [۱]

---

[۱] ولو حلق فی الحل بحج او العمرة او تکلیہما فعلیہ دمٌ عندہما وقد تحلل وقال ابو یوسفؒ لا شیٔ علیہ وکذا لو حلق بحج فی الحل ایام النحر فلو بعدہا فعلیہ دمان عند ابی حنیفة منفردًا کان او غیرہ ودمٌ واحدٌ عند محمدؒ وقال ابو یوسف لا شیٔ علیہ الخ
(غنیۃ الناسک جدید / ۲۷۹ نسخہ قدیم / ۱۲۶)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

(۱۱) حالتِ احرام میں عطر وخوشبو کی حُرمت

جب احرام باندھ لیا جائے تو زینت کا لباس اور عطر وخوشبو وغیرہ محرم پر حرام ہو جاتی ہیں۔ مرد کیلئے بدن کی ہیئت پر سلے ہوئے کپڑے حرام ہو جاتے ہیں۔ اور عطر وخوشبو مرد وعورت دونوں پر یکساں طور پر حرام ہو جاتی ہے [۱] غرضیکہ احرام باندھنے کے بعد دنیا کی ہر دلکش چیزوں سے اپنے آپ کو جُدا کر کے دل ودماغ کو یکسو کر کے بارگاہِ الٰہی کے تقرب کیلئے فارغ کر لینا لازم ہو جاتا ہے۔ پھر اسکے بعد اپنے مالکِ حقیقی اور خالقِ کائنات اور ربِ کریم کو الفاظِ تلبیہ کے ذریعہ سے مسلسل پکارتے رہنے کا حکم ہے۔

بدن وکپڑے دونوں پر عطر کی حُرمت

جب مرد یا عورت احرام باندھ لیں تو دونوں پر عطر وخوشبو حرام ہو جاتی ہے اور محرم کے کپڑے اور بدن دونوں پر عطر لگانا یکساں طور پر حرام ہو جاتا ہے [۲]۔

سر وچہرہ وغیرہ عضو کامل پر خوشبو لگانا

حالت احرام میں عضو کامل پر خوشبو لگالی ہے تو دم دینا لازم ہو جائیگا اور عضو کامل

---

[۱] عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم ان رجلاً سأله ما يلبس المحرم فقال لا يلبس القميص ولا العمامة ولا السراويل ولا البرنس ولا ثوباً مسه الورس او الزعفران الحديث بخاری ۱/۲۵ حدیث ۱۲۴ — ۳۶۴ — ۱۵۱۹)

[۲] فاذا احرم فقد حرم عليه الطيب في الثوب والبدن جميعاً الخ (المسالک فی المناسک ۲/۴۲۳)

کبیر میں چہرہ، سر، پنڈلی، بازو، ہتھیلی، داڑھی، ران، کلائی وغیرہ شامل ہیں۔ لہٰذا انمیں سے کسی بھی عضو پر خوشبو لگائی ہے تو جرمانہ میں دم دینا لازم ہوجائیگا چاہے خوشبو لگانیکے بعد فوراً دھوکر صاف کرلیا ہو تب بھی دم دینا لازم ہوگا [1] نیز عضو کبیر کامل پر جب خوشبو لگائی جائے تو خوشبو کی کثرت وقلت دونوں کا حکم یکساں ہے کہ خوشبو کثیر ہو تب بھی دم واجب اور قلیل اور کم ہو تب بھی دم دینا لازم ہوتا ہے [2]

عضو صغیر پر خوشبو لگانا

اعضاءِ صغیرہ میں ناک، آنکھ، کان، انگلی، مونچھ وغیرہ شامل ہیں۔ اگر ان اعضاءِ صغیرہ میں سے کسی ایک عضو پر خوشبو لگائی جائے تو خوشبو کی کثرت وقلت کا اعتبار ہوگا۔ لہٰذا اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہے تو دم دینا واجب ہوجائیگا اور اگر خوشبو کی مقدار زیادہ نہیں ہے بلکہ کم ہے تو صدقہ واجب ہوگا۔ اور مقدارِ کثیر اور مقدارِ قلیل کا فیصلہ دیکھنے والا خود کرسکتا ہے: [3]

چوتھائی عضو پر خوشبو کا حکم

سر اور چہرہ، داڑھی وغیرہ جنکو اعضاءِ کبیرہ کاملہ قرار دیا گیا ہے اگر انمیں سے کسی عضوِ کبیر کے چوتھائی حصہ پر خوشبو لگائی جائے تو مقدار خوشبو کا اعتبار کیا جائیگا لہٰذا اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہے تو دم دینا واجب ہوجائیگا اور اگر خوشبو کی مقدار کم ہے تو صدقۂ فطر دینا کافی ہوجائیگا۔

---

[1] فان طيب عضواً كبيراً كاملاً من اعضائه فمازاد كالرأس والوجه واللحية والفم والساق والفخذ والعضد واليد ونحو ذلك فعليه دم وان غسله من ساعته الخ غنية جديد/۲۴۳)
[2] وفي اقله ولو اكثره صدقة وفي حكم اقله العضو الصغير كالانف والاذن والعين والاصبع والشارب ثم هذا اذا كان الطيب قليلاً لان العبرة حينئذ بالعضو لا بالطيب فان كان كثيراً ففي اقله ولو اقل من ربعه وكذا في عضو صغير دم لان العبرة حينئذ بالطيب لا بالعضو وهذا هو الصحيح الخ (غنية جديد/۲۴۳، لباب المناسک/۳۱۲)
[3] ثم ان كان الطيب قليلاً فالعبرة بالعضو لا بالطيب وان كان الطيب كثيراً فالعبرة بالطيب لا بالعضو هذا هو الصحيح - (وقول) ان كان الطيب في نفسه كثيراً بحيث يستكثره الناظر وان كان في نفسه قليلاً والقليل ما يستقله الناس الخ (مناسک القاری/۳۱۲)

اسی طرح عضو صغیر کا حکم بھی یہی ہے کہ اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہے تو دم دینا لازم ہوگا اور اگر خوشبو کی مقدار کم ہے تو صدقہ دینا کافی ہو جائیگا ۔ اور جہاں جہاں فقہاء نے چوتھائی سر اور چوتھائی عضو پر دم واجب ہونے کو کہا ہے وہاں پر خوشبو کی مقدار کی کثرت کا لحاظ کیا گیا ہے ۔ اور جہاں جہاں عضو صغیر اور ربع عضو پر خوشبو لگانے میں صدقہ کا حکم لگایا ہے، وہاں پر مقدار خوشبو کی قلت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔[1]

عضو کبیر کے بعض حصّہ پر خوشبو کا حکم

عضو کبیر کے بعض حصّہ پر خوشبو لگائی جائے تو اسمیں تفصیل یوں ہے کہ اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہے تو چوتھائی عضو تک دم لازم ہے اور چوتھائی سے کم ہو تو صدقہ واجب ہے اور اگر خوشبو کی مقدار زیادہ نہیں ہے بلکہ کم ہے تو مقدار عضو کے اعتبار سے دم کی قیمت واجب ہوتی جائیگی ۔ لہٰذا اگر عطر کی مقدار کم ہے اور اسکو پورے عضو پر لگایا ہے تو ایک دم دینا لازم ہو جائے گا ۔ اور اگر عضو کو چار حصّہ کر کے تین حصّوں پر لگائی ہے تو ایک بکری کی قیمت کو چار حصّہ کر کے تین حصّہ کی قیمت لازم ہو جائیگی ۔ مثلاً اگر چار سَو ریال کی بکری ہے تو تین سَو ریال واجب ہو جائیں گے ۔ اسی طرح اگر عضو کے نصف پر خوشبو لگائی ہے تو بکری کی قیمت کا نصف لازم ہو جائے گا، اور دو تہائی پر لگائی ہے تو قیمت کی دو تہائی لازم ہو جائے گی ۔ یہی سلسلہ ربع عضو تک جاری رہے گا ۔ اس کے بعد

---

[1] فی المنتقیٰ فی موضع اذا طیب مثل الشارب او بقدره من اللحیة فعلیه صدقة وفی موضع اذا طیب مقدار ربع الرأس فعلیه دم اعطی الربع حکم الکل کما فی الحلق الخ بدائع قدیم ۲/۱۸۹) اذا طیب ربع الساق او الفخذ یلزمه الدم وان کان اقل من ذلک تلزمه الصدقة والشیخ الامام ابوجعفر اعتبر القلة والکثرة فی نفس الطیب الخ تاتارخانیة ۲/۵۰۴) وفی حکم اقله العضو الصغیر کالانف والاذن والعین والاصبع والشارب ثم هذا اذا الطیب قلیلا لان العبرة حینئذ بالعضو لا بالطیب الخ
(غنیۃ جدید /۲۴۴)

صدقہ واجب ہوگا [1]

متفرق اعضاء کی خوشبو کو جمع کرکے دیکھنا

اگر پورے بدن کے تمام اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تب بھی ایک ہی دم دینا لازم ہوگا اور ایک عضو کامل پر لگائی جائے تب بھی ایک ہی دم لازم ہوتا ہے۔

اور اگر تھوڑی تھوڑی مختلف اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تو ان تمام مقامات کو جمع کرکے دیکھا جائیگا کہ اگر ایک عضو کامل کے برابر ہوجائے مثلاً سر یا چہرہ وغیرہ کے برابر ہوجائے تو دم دینا لازم ہوجائے گا اور ایک عضو سے کم ہے تو اسی قدر دم کی قیمت میں سے کم کرتے جائیں گے [2]

بستر پر خوشبو کا حکم

جس طرح کپڑے میں خوشبو جائز نہیں ہے اسی طرح ایسے بستر فرش میں لگانا بھی ناجائز ہے جس پر محرم آرام کرتا ہو۔ ہاں البتہ بستر پر خوشبو لگنے کے بعد اگر فوراً صاف کردیا جائے یا دھودیا جائے تو اسکو استعمال کرنے میں کوئی کفارہ نہیں۔ [3]

---

[1] فلو تطیب بعد الاحرام بطیب ان کان عضوا کاملاً کالرأس والساق والفخذ فعلیہ دمٌ وان کان دون عضو کامل فعلیہ صدقۃ بقدرہ ذلک یعنی ان کان نصف عضو کان علیہ قدر قیمۃ نصف شاۃ ولو کان ربع عضو کان علیہ قدر قیمۃ ربع شاۃ علیٰ ھٰذا الاعتبار فیعمل الخ المسالک فی المناسک ۲/۷۲۲) ھکذا بدائع قدیم ۲/۱۸۹)

[2] ولو کان الطیب فی اعضاء متفرقۃ یجمع ذلک کلّہٗ وینظر ان بلغ عضوًا کاملاً کان علیہ دمٌ وان لم یبلغ عضوًا کاملاً کان علیہ الصدقۃ بقدرہٖ اذا الاعضاء اجمع فی حق الطیب کعضو واحد ولو طیب جمیع اعضائہ کان علیہ دم واحد الخ المسالک فی المناسک ۲/۷۲۵) بدائع قدیم ۲/۱۹۰۔

[3] واما التطیب فھو الصاق الطیب ببدنہ او ثوبہ او فراشہ (وقولہ) ان فی الثوب و الفراش یشترط بقاء الطیب زماناً فان حکہٗ او غسلہ من ساعتہٖ لاشیٔ علیہ الخ غنیۃ جدید /۲۴۳ المحرم رجلاً کان او امرأۃ ممنوع من استعمالہ الطیب فی بدنہٖ وازارہٖ ورداۂ وجمیع ثیابہ وفراشہ الخ لباب المناسک/۳۱۲)

آنکھ میں سُرمہ لگانا

ایسا سُرمہ لگانا بلا کراہت جائز ہے کہ جس میں کوئی خوشبو نہ ہو اور اگر ایسا سُرمہ ہے کہ اسمیں خوشبو نمایاں اور واضح ہو تو اس سُرمہ کو حالتِ احرام میں لگانے سے صدقہ واجب ہوجائیگا اسی طرح اگر خوشبو خوب غالب ہو تب بھی ایک دو مرتبہ لگانے سے صرف ایک صدقہ واجب ہوگا ہاں البتہ اگر بہت زیادہ مرتبہ لگاتا رہا ہے تب دم واجب ہوجائیگا۔ اور سُرمہ لگانے میں کثرتِ خوشبو اور غالب طیب کا اعتبار نہیں بلکہ کثرتِ فعل کا اعتبار ہوتا ہے [1]

محرم نے حلال ہونے کیلئے خوشبودار صابون سے سر بھگو کر حلق کیا

اگر محرم نے حلال ہونے کیلئے حلق کے وقت خوشبودار صابن سے سر بھگویا اسکے بعد حلق کیا تو حلق سے قبل خوشبودار صابن کا استعمال لازم آیا تو اگرچہ حلال ہونے کے ارادہ سے صابن لگایا مگر حلق سے قبل لگایا ہے تو ایسی صورت میں شرعًا کیا حکم ہے؟ تو یہ مسئلہ اختلافی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر دم واجب ہے اسلئے کہ قبل الحلق اور قبل التحلل خوشبو کا استعمال لازم آیا ہے۔ اور حضرت امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس پر کوئی دم یا کفارہ یا فدیہ لازم نہ ہوگا اسلئے کہ اسنے حلال ہونے کے لئے خوشبو لگائی ہے [2]۔ اور ان

---

[1] ولا بأس بان یکتحل المحرم بکحل لیس فیہ طیب لانہ حینئذٍ متداوٍ او متزین وکلاھما لا یوجبان شیئًا وان کان فیہ طیب فعلیہ صدقۃ ان کان فعل ذلک مرۃ او مرتین لخفۃ الجنایۃ وان کان ذلک کثیرۃ وتکرر کاستعمال الطیب الکثیر لما مر فعلیہ دم الخ المسالک فی المناسک ۲/۷۴۲، المبسوط ۴/۱۲۴ تبیین الحقائق ۲/۵۲ تاتارخانیۃ ۲/۵۰۴ ھٰکذا غنیۃ جدید /۲۴۹)

[2] ولو وجب علیہ الحلق او التقصیر نغسل رأسہ بالخطمی مقام الحلق لا یقوم مقامہ وعلیہ الدم لغسل رأسہ بالخطمی فی قول ابی حنیفۃؒ۔ وفی قول ابی یوسف ومحمد لا دم علیہ الخ بدائع قدیم ۲/۱۴۰)

حضرات کے نزدیک حلق یا قصر کے بغیر بھی حلال ہونا جائز ہے [۱]

بغیر خوشبو کے صابون کا استعمال

حالتِ احرام میں ایسا صابن استعمال کرنا جسمیں خوشبو نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟ اگر ایسا صابن ہے کہ جسمیں خوشبو بھی نہیں ہے اور اسکے استعمال سے سر کی جوں وغیرہ بھی نہیں مرتی تو محرم کا غسل میں اسطرح کا صابن استعمال کرنے میں کسی قسم کا کفارہ یا فدیہ وغیرہ لازم نہیں ہوتا اسکا استعمال بلاشبہ جائز ہے۔ [۲]

خوشبو دار صابون کا استعمال

حالتِ احرام میں خوشبو دار صابن کا استعمال جائز نہیں لہٰذا اگر خوشبو دار صابن سے ہاتھ دھوئے یا چہرہ دھوئے یا دوسرا کوئی عضو کامل دھوئے یا اس سے غسل کرے تو جرمانے میں دم دینا واجب ہو جائیگا جیسا کہ اُشنان ایک قسم کی گھاس اور نباتات ہوتی ہے۔ اگر اسمیں خوشبو نہ ہو تو اس سے منہ ہاتھ دھونے میں کوئی حرج نہیں اور اگر اسمیں خوشبو ملی ہوئی ہو اور اسکو خوشبو دار اُشنان سے موسوم کیا جاتا ہو تو اسکے استعمال سے دم دینا واجب ہو جاتا ہے اور اگر اسکو خوشبو کے بغیر اشنان ہی سے موسوم کیا جائے تو اسکو ایک دفعہ استعمال کرنے سے صدقہ واجب ہوگا اور بار بار استعمال کرنے سے دم واجب ہو جاتا ہے ایسا ہی خوشبو دار صابن کا حال ہے۔ [۳]

---

[۱] أبيح له التحلل فغسل رأسه بالخطمي او قلم ظفره قبل الحلق عليه دم لان الاحرام باق لانه لا يتحلل الا بالحلق فقد جنى عليه بالطيب وذكر الطحاوي لا دم عليه عند ابي يوسف ومحمد لانه أبيح له التحلل فيقع به التحلل الخ فتح القدير زكريا ديوبند ۲/۵۰۲)

[۲] ولو غسل رأسه بالحرض والصابون لا رواية فيه وقالوا لا شئ فيه لانه ليس بطيب ولا يقتل الخ غنية جديد/۲۴۹) واجمعوا انه لو غسل بالحرض او الصابون او بالماء القراح فلا شئ عليه وجعل بمنزلة الاستياك الخ تاتارخانية ۲/۵۰۷)

[۳] ولو غسل رأسه او يده باشنان فيه الطيب فان كان من رآه سماه اشنانا فعليه صدقة الا ان يغسل مرارا فدم وان سماه طيبا فدم ولو غسل رأسه بالخطمي فعليه دم عند ابي حنيفة وقالا صدقة الخ غنية جديد /۲۴۹)

بغیر خوشبو کے ایسا صابون جس سے جوں وغیرہ مرجائے

اگر صابن ایسا ہے کہ اسمیں خوشبو تو نہیں ہوتی مگر اسکے استعمال سے جوں وغیرہ بدن سے پیدا ہونیوالے کیڑے مرجاتے ہوں اسطرح کا صابن حالتِ احرام میں استعمال کرنے سے سب کے نزدیک صدقہ واجب ہوجاتا ہے۔ اب محرم خود تجربہ کار لوگوں سے معلوم کرلیا کرے کہ کونسا صابن ایسا ہوتا ہے جس سے کیڑے مرجائیں اور پھنسیاں وغیرہ صاف ہوجاتی ہوں [1]

خطمی کے استعمال سے کیا لازم ؟

خطمی ایک قسم کے نباتات میں سے ہے۔ اسکو گل خیرو بھی کہتے ہیں اسکے بارے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اسمیں خوشبو ہوتی ہے اسلئے اسکے استعمال سے دم واجب ہوجائیگا اور حضرت امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اسمیں خوشبو نہیں ہوتی اور اسکی بو خوشبو کے دائرہ میں داخل نہیں ہوتی ہاں البتہ اسکے استعمال سے بدن کے کیڑے اور پھنسیاں وغیرہ صاف ہوجاتی ہیں اسلئے اس سے صدقہ واجب ہوجائیگا اور دم واجب نہ ہوگا اور حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا بھی قول راجح یہی ہے بہرحال سب کے نزدیک خطمی کے استعمال سے فدیہ لازم ہے اسلئے محرم کیلئے اسکا استعمال جائز نہ ہوگا [2]

---

[1] وان غسل رأسه ولحيته بالخطمی والسدر فعليه دم وقالا عليه صدقة لانه ليس بطيب بل يزيل الوسخ فصار كالاشنان الا انه يجب عليه صدقة لانه يقتل الدواب والهوام ظاهر ۱۱ الخ المسالک فی المناسک للامام ابومنصور محمد بن مکرم الکرمانی ۲/۲۲۷ المبسوط ۴/۱۲۵ ۔

[2] فان غسل رأسه ولحيته بالخطمی فعليه دم فی قول ابی حنيفة وعند ابی يوسف ومحمد عليه صدقة لهما ان الخطمی ليس بطيب وانما يزيل الوسخ فاشبه الاشنان فلا يجب به الدم ويجب الصدقة لانه يقتل الهوام لا لانه طيب ولابی حنيفة ان الخطمی طيب لان له رائحة طيبة فيجب به الدم (بدائع قديم ۲/۱۹۱ تبيين الحقائق ۲/۵۳ تاتارخانية ۲/۵۰۲ غنية جديد ۲۲۹) وقال مالک والشافعی واحمد رحمهم الله يجوز غسله بهما ولا شیء عليه وفی الكتب المالكية المدونة ۱/۳۲۳ الاستذكار ۱۲/۸۱ بداية المجتهد ۱/۳۳۸) قال مالک عليه صدقة وقال ابن عبد البر هذا مذهب مالک والشافعی والاوزاعی (وقوله) المغنی ۵/۱۱۸ والشرح الكبير ۸/۲۱۲ فيهما عن احمد عليه الفدية الخ هامش المسالک فی المناسک ۲/۷۲۵)

شیمپو اور شکا کائی کی پھلی کا حکم

شیمپو جو خاص کر سَر دھونے کیلئے تیار کیا گیا ہے۔ اور شِکا کائی کی پھلیہ بھی سَر دھونے اور اسکی صفائی کیلئے نہایت مفید ہے دونوں میں خوشبو ہوتی ہے اسلئے حالتِ احرام میں ان دونوں کا استعمال جائز نہ ہوگا اور چونکہ انمیں خوشبو بھی نمایاں اور واضح ہوتی ہے اسلئے انکے استعمال سے دم واجب ہوجائیگا اور خطمی کے خوشبو ہونے میں اختلاف اسلئے ہے کہ اسکی خوشبو نہایت معمولی اور غیر واضح ہوتی ہے لیکن شیمپو اور شِکا کائی کی خوشبو زیادہ واضح اور تیز ہوتی ہے اسلئے اسکے خوشبو ہونے میں اختلاف نہ ہوگا لہٰذا اس سے دم واجب ہوجائیگا جیساکہ کافور اور اسکی بُو سب کے نزدیک خوشبو میں داخل ہوتی ہے اور ان کے استعمال سے دم واجب ہوجاتا ہے۔ [1]

روغن زیتون اور خوشبو دار تیل

روغنِ زیتون میں بہت معمولی سی خوشبو ہوتی ہے حتّٰی کہ اگر کسی شخص نے پورے سَر پر زیتون کا تیل لگایا ہو تو دوسرے کو قریب سے بھی اسکی خوشبو مشکل سے محسوس ہوتی ہے اس کے بارےمیں امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ دم واجب ہوگا اور حضرات صاحبینؒ کے نزدیک صدقہ واجب ہوجائیگا۔ اور اگر روغنِ زیتون میں خوشبو ملائی گئی ہو تو بالاتفاق دم واجب ہوجائیگا۔ اور سَرسوں کے تیل میں زیتون سے زیادہ خوشبو ہوتی ہے اسلئے حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک سَرسوں کا تیل لگانے سے دم واجب

---

[1] والطيب هو كل شيء له رائحة مستلذة كالزعفران والورس والكافور والعنبر والمسك واشباه ذلك والخطمي طيب عند ابي حنيفة وكذا الزيت والشيرج طيب عند ابي حنيفة يلزمه باستعماله الدم الخ الجوهرة النيرة / ٢٠٧)

ہوجائیگا۔ اور صاحبین کے نزدیک صدقہ لازم ہوجائیگا۔ نیز اسی طرح ہر اس تیل کا حکم ہوگا جسمیں معمولی خوشبو ہوتی ہو اور جس تیل میں نمایاں اور واضح خوشبو ہو اس کے لگانے سے بالاتفاق دم واجب ہوجائیگا۔ [1]

مہندی لگانا حالتِ احرام میں مہندی لگانا جائز نہیں۔ لہٰذا اگر پورے سَر پہ یا پوری داڑھی پر مہندی لگالی ہے یا عورت نے ہتھیلی یا سَر میں مہندی لگالی ہے تو دم واجب ہوگا اسلئے کہ عضو کامل میں لگائی ہے۔ اور اگر بعض سَر یا بعض داڑھی پر لگائی ہے یا ہتھیلی اور پَیر کے بعض حصّہ پہ لگائی ہے تو صدقہ واجب ہوجائے گا [2]

ہوائی جہاز میں خوشبودار پیپر

جو حجاج انٹرنیشنل پاسپورٹ سے ہوائی جہاز کا سفر کرتے ہیں۔ اور جو حضرات عمرہ کے لئے ہوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں ان کو عام مسافروں کی طرح ہاتھ منھ صاف کرنے کے لئے ایک تیز خوشبودار پیپر کا پیکٹ دیتے ہیں۔ اس سے حالتِ احرام میں ہاتھ منھ صاف کرنے سے سب کے نزدیک دم واجب

---

[1] محرم ادھن رأسه بزيت قبل ان يحلق او يقصر فان كانت الزيت قد ألقي فيه شيء من الطيب ففيه الدم بالاجماع اذا بلغ عضوًا كاملًا وان كان الزيت خالصًا لم يكن فيه شيء من الطيب ففيه الدم عند ابي حنيفة وقال ابو يوسف ومحمد فيه الصدقة الخ تاتارخانيه ۲/۵۰۷ بدائع قديم ۲/۱۹۰ وهكذا في الغنية جديد ۲۴۸)

[2] فان خضب رأسه او لحيته بالحناء فعليه دم لان الحناء طيب (د قوله) والحناء رائحة طيبة فكان طيبًا وان كان خضبت المحرمة يديها بالحناء فعليها دم وان كان قليلًا فعليها صدقة الخ بدائع قديم ۲/۱۹۲، المبسوط ۴/۱۲۵، البحر الرائق جديد ۳/۴، المسالك في المناسك ۲/۷۴۶،

اذا خضبت المرأة كفها بحناء يجب عليها دم قال وجعل الكف عضوًا كاملًا الخ (غنية جديد/ ۲۴۵)

ہو جائیگا اسلئے کہ اسکی خوشبو مہندی کی خوشبو سے کہیں زیادہ تیز ہوتی ہے [1]
احرام باندھنے والے مسافروں کو اسکا خاص دھیان رکھنا چاہیئے کہیں بے خبری
میں وہ پیپر استعمال کرنے لگ جائیں۔

خوشبو والی چیز کا کھانا

اگر حالتِ احرام میں بعینہ خوشبو کھالی ہے، اور زیادہ کھالی ہے تو اگر پورے منہ میں خوشبو لگی ہوئی ہے تو دم دینا لازم ہو جائے گا اور اگر پورے منہ میں نہیں لگی بلکہ کچھ حصّہ پر لگی ہے یا زیادہ نہیں کھائی ہے بلکہ معمولی سی کھالی ہے تو صدقہ واجب ہو جائے گا [2]

سالن اور بریانی میں زعفران و دیگر خوشبو

اگر سالن میں زعفران یا اس جیسی خوشبو دار اشیاء ڈالدی ہے، اور سالن میں پک جائے تو اسکو حالتِ احرام میں کھانے سے کوئی کفّارہ یا فدیہ واجب نہیں۔ اسی طرح بریانی میں مختلف خوشبو اور خوشبو دار اشیاء ڈالدی جائیں اور ساتھ میں پک جائیں

---

[1] لان الطیب مَالہ رائحۃٌ طیبۃٌ الخ بدائع قدیم ۲/۱۹۲
والطیبُ ھو کل شیٔ لہ رائحۃ مستلذۃ کالزعفران والورس والکافور والعنبر والمسک واشباہ ذلک والخطمی طیبٌ عند ابی حنیفۃؒ وکذا الزیت والشیرج طیبٌ عند ابی حنیفۃؒ یلزمہ باستعمالہ الدّم لان لہ رائحۃ طیبۃ و یقتل الھوام ویزیل الشعث ویلین الشعر فتکامل جنایتہ بھذہ الجملۃ فیجب الدم الخ الجوھرۃ ۱/۲۰۴)
[2] فلو اکل طیبًا کثیرًا وھو ان یلتصق باکثر فمہ یجب الدّم وان کان قلیلًا بان لم یلتصق باکثر فمہ فعلیہ الصّدقۃ ھٰذا اذا اکلہ کما ھو من غیر خلط اوطبخ الاعنیۃ جدید/۲۴۶ ولو اکل زعفرانًا من غیر ان یکون فی الطعام ان کان کثیرًا فعلیہ دمٌ الخ تاتارخانیہ ۲/۵۰۲)

تو اسکو بھی حالتِ احرام میں کھانا بلا کراہت جائز ہے اگرچہ تو خوشبو خوب مہک جائے تب بھی جائز ہے اسلئے کہ یہ چیز اَب غذا بن گئی اور خوشبو کے دائرہ سے خارج ہو گئی۔ اسی طرح اگر سالن یا بریانی پک جانے کے بعد بھاپ کی حالت میں اُوپر سے زعفران وغیرہ ڈالدیا جائے اسکے بعد بھاپ میں ڈھک دیا جائے یا ان خوشبودار اشیاء کو بگھار دیا جائے تو وہ بھی پکنے میں شامل ہے۔ لہٰذا چاہے کتنا ہی خوشبودار کھانا ہو حالتِ **احرام میں** کھانا جائز ہے۔ [1]

خوشبو مِلا کر کھانا کھانا

اگر کھانا کھاتے وقت خوشبو یا خوشبودار اشیاء کو کھانے میں مِلا کر کھایا جائے اور خوشبو کو پکایا نہ جائے۔ اچار کی طرح کھانے میں مِلا کر کھایا جائے اور اسکی خوشبو بدستور باقی ہو تو اس طرح کھانے میں کوئی کفّارہ تو لازم نہ ہوگا۔

لیکن مکروہ ہے بشرطیکہ خوشبو مغلوب ہو اور اگر خوشبو غالب ہے تو طیب خالص کے حکم میں ہو جائے گا اور اس سے دم واجب ہو جائے گا اور غالب و مغلوب میں غذا اور خوشبو میں اجزاء کا اعتبار ہے۔ محض خوشبو مہک نے کا اعتبار نہیں اور خوشبو کے اجزاء مغلوب ہوں اور غذاء کے اجزاء غالب ہوں

---

[1] وان جعل الزعفران فی الطعام وطبخ واکل فلا شئ علیه وان جعل فی طعام لم تمسه النار کالملح فلا باس به (تاتارخانیه ۲/۵۰۶) فلو جعله فی الطعام وطبخه فلا بأس باکله لانه خرج من حکم الطیب وصار طعاما وکذلك کل ما غیرته النار من الطیب فلا بأس باکله ولو کان ریح الطیب یوجد منه فان جعله فی طعام قد طبخ کالزعفران والافاویه من الزنجبیل والدارصینی یجعل فی الطعام فلا شئ علیه الخ غنیه جدید/۲۴۶ المبسوط ۴/۱۲۳)

اور خوشبو کی مہک بدستور ہو تو صرف مکروہ ہے کفارہ نہیں۔ [1]

خوشبودار مشروبات

اگر خوشبو کو اشیاء مشروبہ میں ملا دیا جائے تو اسمیں حکم خوشبو کا ہوگا مشروب کا نہ ہوگا۔ لہٰذا اسکو عطر اور خوشبو کے حکم میں شامل کرکے یہی حکم لگایا جائیگا کہ اگر خوشبو غالب ہے اور زیادہ پی لی ہے تو دم واجب ہوجائیگا اور اگر خوشبو مغلوب ہے تو صدقہ واجب ہوجائیگا۔ ہاں البتہ خوشبو مغلوب ہو اور ایک مجلس میں کئی بار پی لیا ہے تو دم واجب ہوجائے گا اور مجلس مختلف ہے تو ہر ایک کیلئے ایک صدقہ واجب ہوجائے گا۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ماکولات اور غذاء میں اصل حکم غذاء اور طعام کا ہوتا ہے اور خوشبو کا نہیں ہوگا اور مشروبات میں اصل حکم خوشبو کا ہوتا ہے مشروب کا نہیں۔ [2]

---

[1] وان لم یطبخ کرہ ذلك اذا كانت ریحہ موجودۃ ولا شیء علیہ الخ تاتارخانیہ ۲/۵۰۶
ھکذا غنیۃ جدید/۲۴۶ وان جعل فی طعام لم تمسہ النار کالملح فلا باس بہ الا ان
الزعفران ھو الغالب فحینئذ یلزمہ الدم اعتبارا للغالب الخ تاتارخانیہ ۲/۵۰۶
خلطہ بما یوکل بلا طبخ کالملح وغیرہ فان کانت رائحتہ موجودۃ کرہ ولا شیء علیہ اذا
کان مغلوبا فانہ کالمستھلك اما اذا کان غالبا فھو کالزعفران الخالص فیجب
الجزاء (وقولہ) لان المناط کثرۃ الاجزاء موجود الرائحۃ (وقولہ) وفرق الغالب
من المغلوب فیھا بکثرۃ الاجزاء الخ غنیۃ جدید ۲/۲۴۷)

[2] وحاصلہ انہ اذا خلط الطیب بطعام مطبوخ فالحکم للطعام لا للطیب فلا شیء
علیہ سواء کان الطیب غالبا او مغلوبا وسواء مستہ النار اولا وسواء یوجد ریحہ
اولا۔ (وقولہ) وان خلطہ بمشروب کالھیل والقرنفل بالقھوۃ فالحکم للطیب
مائعا کان او جامدا فان کان الطیب غالبا یجب دم ان شرب کثیرا والا فصدقۃ
وان کان مغلوبا فصدقۃ الا ان یشربہ مرارا فدم ان اتحد المجلس والا
فلکل مرۃ صدقۃ۔
وقولہ وفرق الغالب من المغلوب فیھا بکثرۃ الاجزاء الخ
(غنیۃ جدید/۲۴۷)

خوشبودار اشیاء سے علاج

اگر زخم پر دوا ر لگائی جائے اور اس دوا ر میں خوشبو ملی ہوئی ہو اور خوشبو پکی ہوئی نہ ہو اور خوشبو خوب غالب ہو اور جس زخم پر لگائی جائے وہ زخم عضو کامل کو حاوی نہیں ہے، اور عضو کے بعض حصہ پر زخم ہے مثلاً سر یا چہرہ یا پنڈلی وغیرہ کے کچھ حصّہ پر زخم ہو تو صرف صدقہ واجب ہوگا اور اگر زخم پورے عضو کامل کو حاوی ہے مثلاً پورے سر یا پورے چہرہ یا پوری پنڈلی پر زخم ہو اور غیر مطبوخ خوشبو غالب ہے تو دم واجب ہوگا اور بار بار لگائی جائے تو راجح قول کے مطابق صرف ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اسی طرح پہلے زخم سے متصل دوسرا زخم پیدا ہو جائے اس پر بھی خوشبو دار دوا ر لگالی ہے تب بھی راجح قول کے مطابق ایک ہی کفارہ لازم ہوگا۔[۱]

اور اگر خوشبو مغلوب ہو یا پکی ہوئی مطبوخ ہو تو اسکا لگانا صرف مکروہ ہے۔ کوئی کفارہ نہیں جیساکہ روغن زیتون وغیرہ سے علاج کیا یا اس جیسی معمولی خوشبو والی دوا ر استعمال کی جائے تو کوئی کفارہ نہیں۔ غنیہ جدید/۲۴۸ عربی عبارت لمبی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دی گئی۔

زخم پر مرہم لگانا

اگر حالتِ احرام میں پیر پھٹ جائے یا زخم ہو جائے اور زخم پر مرہم لگایا جائے اور مرہم خوشبودار نہ ہو یا ایسا تیل لگالیا جائے جسکی خوشبو واضح اور نمایاں نہو جیسے روغنِ

---

[۱] ولو تداوی بالطیب او بدواءٍ فیه طیبٌ غالبٌ ولم یکن مطبوخاً فالزقه بجراحته یلزمه صدقة اذا کان موضع الجراحة لم یستوعب عضوا او اکثر الا ان یفعل ذلك مرارا فیلزمه دمٌ ثم مادام الجراح باقیا فعلیه کفارة واحدة وان تکرر علیه علیه الدواء وکذا اذا خرجت قرحة اخری فی تلك الموضع او فی محل آخر قبل ان تبرأ الاولیٰ۔ غنیة جدید/۲۴۸) المبسوط ۴/۱۲۴)

زیتون وغیرہ تو زخم پر ایسا مرہم یا تیل لگانے سے کوئی کفارہ واجب نہیں۔ اسی طرح زخم پر چربی لگالی جائے تو اس سے بھی کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ [1]

صاحبِ مبسوط نے زخم پر مرہم اور دوار لگانے کو اشیارِ خوردنی میں خوشبو دار اشیار ڈالنے کے حکم میں قرار دیا ہے کہ جس طرح اشیارِ خوردنی میں خوشبو ڈالنے میں اس کے شئ ماکول ہوجانیکی وجہ سے کفارہ نہیں ہے، اسی طرح زخم وغیرہ میں خوشبو دار دوار لگانے کا بھی حکم ہے کہ جب طرح شئ ماکول ہونے کی وجہ سے خوشبو کے حکم سے خارج مانا جاتا ہے اسی طرح دوار ہونے کی وجہ سے بھی خوشبو کے حکم سے خارج مانا جاتا ہے۔ حاشیہ میں مبسوط کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ [2]

اور صاحبِ مبسوط نے مثال میں جن اشیار کا ذکر فرمایا ہے وہ اصل طیب میں سے نہیں ہے۔ اور ھدایہ میں بھی یہی حکم ہے کہ بطور علاج اور دوار کے خوشبو دار اشیار زخم پر لگانے سے کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ [3]

---

[1] لو ادّھن شقاق رجلہ او جرحہ بزیت او شیرج فلا شئ علیہ لانہ وان کان ھو الاصل فی اکتساب الطیب لکن لیس بطیب حقیقۃ ولم یستعملہ استعمال الطیب فلا یجب علیہ شئ ولو ادّھن بسمن فلا شئ علیہ وکذا الشحم لان کل واحد منہما لیس بطیب حقیقۃ ولا اصل الطیب الخ (المسالک فی المناسک ۲/۷۳۱)

[2] واذا ادّھن شقاق رجلہ بزیت او شحم او سمن لم یکن علیہ شئ لان قصدہ التداوی والتداوی غیر ممنوع منہ فی حال الاحرام ولانہ لو اکلہ لم یلزمہ شئ فان دھن بہ شقاق رجلہ اولیٰ الخ (المبسوط ۴/۱۲۳)

[3] لو تداوی بہ جرحہ او شقوق رجلہ فلا کفارۃ علیہ لانہ لیس بطیب فی نفسہ انما ھو اصل الطیب او ھو طیب من وجہ فیشترط استعمالہ علی وجہ التطیب الخ (ھدایہ رشیدیہ ۱/۲۶۴)

حجرِ اسود اور رُکنِ یمانی کی خوشبو پر ہاتھ منہ لگانا

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ حجرِ اسود اور رُکنِ یمانی پر بعض لوگ آکر عطر کی بڑی بڑی شیشی اور بوتل بہا دیتے ہیں، اور اس کو عبادت اور بڑی فضیلت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حالتِ احرام میں طواف کرنے والوں کے لئے اگر آسانی سے ہوسکے تو حجرِ اسود کا بوسہ دینا مسنون ہے۔ اور ہاتھ لگا کر استلام کرنا بھی مسنون ہے۔ مگر عطر لگی ہوئی حالت میں حجرِ اسود کا بوسہ دیں گے، تو ان پر کفارہ لازم ہوجائے گا۔ اگر عطر زیادہ لگی ہوئی ہو اور منہ یا ہاتھ میں لگ کر تر ہوجاتے تو دم واجب ہوجائیگا۔ اور اگر ہلکی عطر لگی ہوئی ہو تو صدقہ واجب ہوجائیگا۔ تو اگر غور سے دیکھا جائے تو حجرِ اسود پر عطر لگانا کوئی فضیلت نہیں، بلکہ عبادت کرنے والوں کو نقصان پہنچانے کے مرادف ہے۔ اسلئے حجرِ اسود اور رُکنِ یمانی پر عطر نہیں لگانا چاہیئے۔ اس سے احتراز کی ضرورت ہے۔ [1]

حالتِ احرام میں عطار کی دوکان پر بیٹھنا

اگر حالتِ احرام میں عطار کی دوکان پر جاکر بیٹھ گیا اور اسکے بدن یا کپڑے میں سے کسی میں عطر نہیں لگی تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں۔ اسلئے کہ کفارہ اس وقت لازم آتا ہے کہ جب بدن یا کپڑے میں عطر لگ جائے۔ اور اسی طرح اگر عطار کی دوکان پر بیٹھنے یا داخل ہونے کی وجہ سے اسکے کپڑے اور بدن خوشبودار ہوجائیں تو بھی کوئی کفارہ لازم نہیں۔ بشرطیکہ عطر کپڑے یا بدن پر نہ لگی ہو۔ بلکہ دوکان معطر ہونے کیوجہ سے ہوا سے اُسکا کپڑا یا بدن بھی خوشبودار ہوگیا ہو۔[2] ہاں البتہ اگر عطار کے یہاں سے عطر سونگھ لی ہے تو لگائے بغیر سونگھنا مکروہ ہے۔ [3]

---

[1] وان استلم الرکن فاصاب فمہ اویدہ خلوق کثیر فعلیہ دم وان کان قلیلاً فعلیہ صدقۃ اذ لافرق بین ان یکون الخلوق التزق بہ من الرکن او من موضع اٰخر الخ المبسوط ۴/۱۲۴، غنیہ جدید/۲۴۳، المسالک فی المناسک ۲/۷۲۴ وقالوا فیمن استلم الحجر فاصاب یدہ من طیبہ ان علیہ الکفارۃ لانہ استعمل الطیب وان لم یقصد بہ التطیب ووجوب الکفارۃ لایقف علی القصد الخ بدائع قدیم ۲/۱۹۱

[2] اذا دخل بیتاً قد اجمر فیہ فعلق بثیابہ رائحۃ فلاشیٔ علیہ لانہ غیر منتفع بعینہ لان الرائحۃ ھا لیست متعلقۃ بالعین ووجود الرائحۃ لایمنع منہا الخ غنیہ جدید/۲۴۳ [3] ھذا لایوجب الکفارۃ کما لوجلس عند العطارین فشم رائحۃ العطر الا انہ کرہ الخ بدائع قدیم ۲/۱۹۱)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱۲) مسَائِل میقات

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۱۵ (سورہ نساءؑ)

(نوٹ) اس آیت میں عمومی حُدود اللہ مراد ہیں۔ مواقیت کی نہیں۔ تبرک کے طور پر ذکر کردی ہے۔

یہ اللہ کی وہ حُدود ہیں جن کی حدیں اللہ کی باندھی ہوئی ہیں۔ اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرے اس کو ایسی جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوئی ہوں گی، ہمیشہ رہیں گے ان میں۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ میقات

حضرت سیّد الکونین علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے مجموعی حیثیت سے چھ میقاتوں کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں چار میقات یعنی ذوالحلیفہ، جحفہؔ، یلملمؔ، قرن المنازل، کا ذکر صحیح ترین روایات سے ثابت ہے۔ اور دو میقات یعنی ذات عِرق اور وادیٔ عقیق موضوعِ بحث ہیں۔ اب ہم چھ میقاتوں کو ترتیب سے بیان کریں گے۔ اور ساتھ میں ذاتِ عرق اور وادیٔ عقیق کے موضوعِ بحث ہونے کی طرف بھی معمولی انداز سے اشارہ کریں گے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱ ذوالحُلیفه: اس زمانہ میں اس کو آبارِ علیؓ اور ابیارِ علیؓ اور بیرِ علیؓ سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ اہلِ مدینہ اور اس طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ لہٰذا ذوالحلیفہ، تبوک، اردن (جارڈن) وغیرہ سے آنے والوں کے لئے بھی میقات ہے۔ اور یہ مکۃ المکرمہ سے ۴۱۰ کلومیٹر کی دُوری پر واقع ہے۔

۲ جحفه: یہ رابغ سے قریب ایک ویران علاقہ ہے۔ اور اس کو مقامِ خربہ اور مُہیعہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور رابغ کی آبادی بدستور باقی اور ترقی پر ہے۔ اور چونکہ

جحفہ کی آبادی اور اسکا مقام مشکوک سا ہو گیا ہے۔ اسلئے آجکل لوگ رابغ ہی سے احرام باندھتے ہیں۔ اور یہ مقام مکہ مکرمہ سے ۱۸۷ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور یہ اہلِ شام، مصر، الجزائر، سوڈان اور برِاعظم افریقہ کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ نیز ملکِ شام کے بعد ترکستان، بلغاریہ، روم، جرمنی، فرانس اور برِاعظم یورپ کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔

۳۔ قرن المنازل: امام نووی نے لکھا ہے کہ یہ مقام مکۃ المکرمہ سے دو منزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور یہ اہلِ نجد اور اس طرف سے آنیوالوں کے لئے میقات ہے۔ اور یہ مقام مکۃ المکرمہ سے سیل الکبیر سے ہوتے ہوئے خط سریع یعنی موٹروے روڈ پر اسّی کلومیٹر کی دُوری پر واقع ہے۔ اب ہوائی سفر کے ذریعہ پہونچنے والے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، برما، سنگاپور، تھائی لینڈ، جاپان، ملیشیا، انڈونیشیا، برونئی، آسٹریلیا، مسقط، دُبئی، عرب امارات وغیرہ سب کے لئے یہی قرن المنازل اور اسکے محاذات کے علاقے میقات ہیں۔

۴۔ جَبَلِ یَلَمْلَمْ: یہ مقام اہلِ یمن اور اس طرف سے آنیوالوں کے لئے میقات ہے۔ اور ساحلی ممالک سے جو لوگ بحری جہازسے جدہ پہنچتے ہیں وہ سب ادھر ہی سے گذرتے ہیں۔ لہٰذا بحری راستہ کے لحاظ سے مسقط، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، برما، سنگاپور، تھائی لینڈ، جاپان، ملیشیا، انڈونیشیا، برونئی، آسٹریلیا، وغیرہ سب کے لئے جبلِ یلملم اور اسکے محاذ کے علاقے میقات ہیں۔ اسی طرح ہوائی سفر کے ذریعہ سے جو لوگ ادھر سے گذریں گے ان کے لئے یہی مقام اور اسکے محاذات کے علاقے میقات ہیں۔ اور یہ مقام مکۃ المکرمہ سے ۱۲۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۵۔ ذات عرق: یہ مقام وادئ عقیق کے قریب ہے۔ عراق سے آتے وقت راستہ میں پڑتا ہے۔ یہ اہلِ عراق، ایران، خراسان، ازبکستان، ترکمانستان، قزاخستان، چین، منگولیا، روس سے خشکی کے راستہ سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔

اور یہ مقام مکۃ المکرمہ سے نوے کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور ذاتِ عرق کے حضرت سید الکونین ﷺ سے میقات ثابت ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں حضرت امام طحاویؒ نے باقاعدہ بحث فرمائی اور اس میں سخت اختلاف نقل فرمایا ہے کہ ایک جماعت حمایت کرتی ہے اور دوسری جماعت انکار کرتی ہے۔ اور دلائل دونوں کے پاس موجود ہیں۔ (طحاوی بیروتی ۲/۱۸۱، ایضاح الطحاوی ۲/۳۳)

۷ وادی عقیق: یہ اہلِ مدائن اور اس طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ اور یہ مقام ذاتِ عرق سے قریب ہے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ مشرق کی طرف سے آنے والوں کے لئے یہ مقام میقات ہے۔ [۱]

اسی طرح تمام میقاتوں کے محاذ اور برابر کے علاقے بھی میقات کے حکم میں ہیں۔

---

[۱] عن انس بن مالکؓ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقت لاھل المدینۃ ذا الحلیفۃ ولاھل الشام الجحفۃ ولاھل البصرۃ ذات عرق ولاھل المدائن العقیق (موضع قریب ذات عرق) الحدیث (طحاوی شریف بیروتی ۲/۱۸۳، حدیث ۳۲۵۱، المعجم الکبیر ۱/۲۵۱، حدیث ۷۲۱) حضرت انسؓ کی اس روایت کی سند میں ایک راوی بلال بن زید بن کیسان ہے، ان کی کنیت ابو ظلال ہے۔ ان کو جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ حاشیہ المعجم الکبیر ۱/۲۵۰ یہ میقات ضعیف روایت سے ثابت ہونے کی وجہ سے اکثر محدثین اور اکثر فقہاء نے اس کو میقات ہی شمار نہیں فرمایا۔ ہاں البتہ محاذاتِ میقات کو میقات کے حکم میں شمار فرمایا ہے۔

عن ابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقت لاھل المشرق العقیق۔ الحدیث ترمذی ۱/۱۷۱)

عن ابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقت لاھل المدینۃ ذا الحلیفۃ ولاھل الشام الجحفۃ ولاھل نجد قرن المنازل ولاھل الیمن یلملم وقال ھن لھم ولکل آت الی علیھن من غیرھن۔ الحدیث

(مسلم شریف ۱/۳۷۵)

حُدودِ حرم کی پیمائش

تنعیم مسجدِ عائشہؓ	نخلہ	اِضاة لبن	جعرانہ	حُدیبیہ	عرفات سے قبل	بطریق جبال الیٰ طائف
۶ کلومیٹر	۱۴ کلومیٹر	۲۳ کلومیٹر	۲۴ کلومیٹر	۲۲ کلومیٹر	۱۷ کلومیٹر	۱۲ کلومیٹر

حُدودِ حرم کا جغرافیائی نقشہ

حُدودِ حَرم اور حُدودِ میقات کا جغرافیائی نقشہ
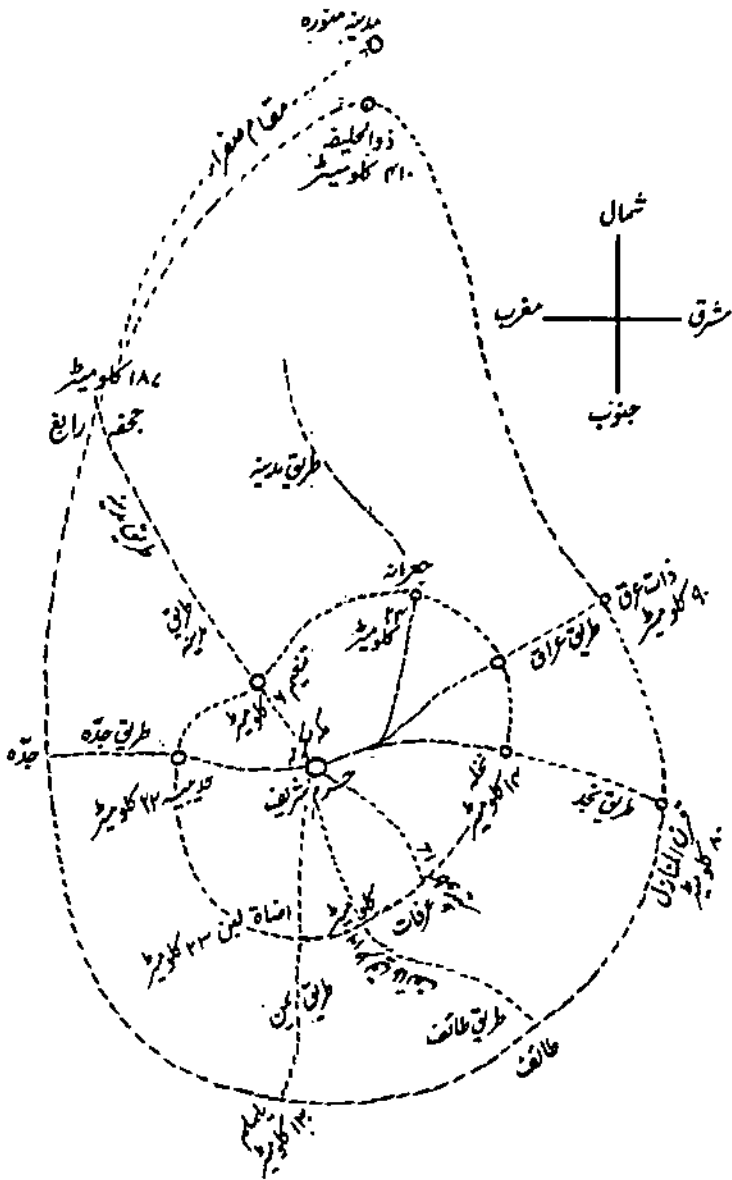
حضرت عمرؓ کا فیصلہ، محاذات بھی میقات ہی ہے

حضرت عمرؓ کے فیصلہ کے بعد پھر کسی کا اختلاف یا کسی کا قول قابلِ توجہ نہ ہوگا۔ اور حضرت عمرؓ کا فیصلہ یہی ہے کہ محاذات بھی میقات ہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کل چار میقات مقرر فرمائے تھے۔ جن کا ثبوت صحیح ترین روایات سے ہے۔

(۱) ذوالحلیفہ (۲) جحفہ: جو آجکل ایک ویران علاقہ ہے۔ اور یہ مقام رابغ کے قریب ہے۔ اسلئے آجکل لوگ رابغ ہی سے احرام باندھتے ہیں۔ اور جحفہ کو مہیعہ بھی کہا جاتا ہے۔ (۳) یلملم: یمن کی طرف سے آتے وقت راستہ میں پہاڑ کا نام ہے۔ اور اسکے قریب جو آبادی ہے اس کا نام سعدیہ ہے۔ (۴) قرن المنازل: یہ کل چار میقات کی تعیین سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ پھر جب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کوفہ، بصرہ، عراق، شام فتح ہوگئے تو عراق والوں نے حضرت عمرؓ سے سُوال فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف کُل چار میقات متعین فرمائے ہیں۔ ہم عراق سے آنے والوں کے لئے ایک دائیں طرف میقات پڑتا ہے (ذوالحلیفہ) اور ایک بائیں طرف میقات پڑتا ہے (قرن المنازل) ان دونوں میقاتوں میں جاکر احرام باندھنا ہمارے لئے دشوار گذار امر ہے۔ کہ ہم دائیں طرف کی میقات ذوالحلیفہ پہنچکر احرام باندھیں، پھر مدینہ والوں کی طرح وہاں سے مکہ کیلئے چلیں۔ یا بائیں طرف والی میقات قرن المنازل پہنچکر احرام باندھیں — پھر وہاں سے مکہ کے لئے روانہ ہوجائیں۔ یہ دونوں امر ہمارے لئے مشکل اور دشوار ہیں۔ اسلئے کہ دونوں صورتوں میں ہمارے سفر کی مسافت کافی بڑھ جاتی ہے۔ جو ہمارے لئے مشقت کا باعث ہے۔ لہٰذا آپ فرمایئے کہ ہم کیا کریں، تو حضرت عمرؓ نے ایسا مناسب فیصلہ فرمایا جو قیامت تک کے لئے پوری امتِ مسلمہ کے لئے ایک خوش آئند فیصلہ ہے، جس میں ہر طرف کے مسلمانوں کے لئے مشکلات کا حل ہے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ نے اہلِ عراق سے فرمایا کہ تم اپنے راستہ کے سامنے ہر دو میقات کے درمیان کے محاذ کو دیکھو جو جگہ دو میقاتوں کے درمیان کے محاذات میں پڑیگی وہی ادھر سے آنے والوں کے لئے شرعی میقات بنے گی۔ چنانچہ ذوالحلیفہ اور قرن المنازل کے درمیان محاذات میں عراق سے آنیوالوں کے لئے راستہ میں ذاتِ عرق پڑتا تھا وہی ان کے لئے میقات بن گیا۔

لہٰذا جدّہ بھی رابغ اور یلملم کے درمیان محاذات میں واقع ہونے کی وجہ سے میقات ہی کے حکم میں ہوگا۔ اسی طرح یلملم اور قرن المنازل کے درمیان کا محاذ اور قرن المنازل اور ذاتِ عرق کے درمیان کا محاذ اور ذاتِ عرق اور ذوالحلیفہ کے درمیان کا محاذ اور ذوالحلیفہ اور رابغ کے درمیان کا محاذ سب کو میقات کا حکم حاصل ہوگا۔ حدیث شریف حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔ [1]

جدّہ بھی میقات ہے

حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن میقاتوں کو واضح کرکے متعین فرمایا ہے ان میں سے چار میقاتیں صحیح ترین روایات سے ثابت ہیں۔ ان کے بارے میں امّت کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ اور وہ چار مواقیت وہی ہیں۔ جو ماقبل میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہیں۔ بغیر احرام ان مقامات سے آگے بڑھنا جائز نہیں۔

---

[1] عن عبد اللہ بن عمرؓ قال لما فتح ھٰذان المصران اتوا عمر فقالوا یا امیر المؤمنین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدّ لاھل نجد قرنًا وھو جورٌ عن طریقنا وانا ان اردنا قرن شق علینا قال فانظروا حذوھا من طریقکم فحدّ لھم ذات عرق۔
(بخاری شریف ۱/۲۰۷ حدیث ۱۵۰۹)

اور ما قبل میں حضرت عمرؓ کے فیصلہ سے محاذاتِ میقات بھی میقات کے حکم میں ہونا واضح ہو چکا تھا مگر بعد کے علماء میں اس بارے میں کچھ اختلاف بھی ہوا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بعض علماء نے محاذاتِ میقات کو حکمِ میقات میں تسلیم نہیں کیا، مگر فقیہ العصر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری مہاجر مدنیؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت مولانا خیر محمد صاحب عمدۃ المناسک، حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ، حضرت مولانا ظفر تھانویؒ، علامہ ابن حجر مکیؒ، علامہ ابن زیاد یمنیؒ اور صاحب غنیۃ المناسک وغیرہ نے محاذاتِ میقات کو بھی میقات کے حکم میں قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے ان حضرات کے نزدیک جدہ اور طائف بھی میقات ہے۔[1] لہٰذا ساحلی علاقہ سے بحری جہاز سے پہنچنے والوں کے لئے، نیز مغربی ممالک سے ہوائی جہاز سے پہنچنے والوں کے لئے مذکورہ علماءِ کبار کے نزدیک جدہ سے احرام باندھنا بلا کراہت جائز ہوگا۔ اور ان حضرات کی رائے زیادہ صحیح اور معتبر ہے۔ اسلئے اس کو معمول بہ اور مفتیٰ بہ قرار دیا جائے گا۔

مگر شمالی شرقی اور شرقی جنوبی ممالک سے ہوائی جہاز سے جدہ پہنچنے والوں پر پہلے ہی سے احرام باندھنا لازم ہوگا۔ کیونکہ شمالی شرقی ممالک سے آنے والوں کے سامنے قرن المنازل یا ذات عرق یا ذوالحلیفہ یا ان کے محاذات آتے ہیں۔ ان پر وہیں یا اس سے پہلے احرام باندھنا لازم ہے۔ اور شرقی جنوبی ممالک سے آنیوالوں کے سامنے یلملم یا قرن المنازل یا ذات عرق یا ان کے محاذات آتے ہیں ان پر وہیں سے یا اس سے پہلے احرام باندھنا لازم ہے۔ کیونکہ اوّل میقات سے بلا احرام گذرنا

---

[1] مستفاد امداد الفتاویٰ ۱۶۹/۲، فتاویٰ خلیلیہ ۹۲/۱، جواہر الفقہ ۴۷۸/۱، زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک /۶۱ ان المحاذاۃ لم تعتبر میقاتاً بالنص انما الحقت بالمیقات اجتہاداً بالقیاس علیہ فی حرمۃ مجاوزتہ بلا احرام بعلۃ تعظیم الحرم المحترم فکذا فی جواز الاحرام عنہ ایضاً دفعاً للحرج مع ان احرامہ من عین المیقات اولیٰ (الیٰ قولہ) وان لم یعلم المحاذاۃ علی مرحلتین مرحلتین من مکۃ کجدۃ من طرف البحر فانھا علی مرحلتین من مکۃ وثلاث مراحل شرعیۃ الخ
(غنیۃ المناسک جدید /۵۳ غنیۃ قدیم /۲۶)

مکروہ تحریمی اور موجبِ دم ہے۔ہاں البتہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دوسرے میقات میں جاکر احرام باندھنے کی وجہ سے دم ساقط ہو جائیگا۔[1] یعنی پھر جدہ میں احرام باندھنے سے دم ساقط ہوجائیگا۔

آفاقی کا بلا احرام دخولِ مکّہ

آفاقی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو میقات سے باہر کے رہنے والے ہیں۔اگر یہ لوگ حج یا عمرہ کے ارادہ سے مکۃ المکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ کریں تو تمام ائمہ کے نزدیک میقات سے احرام باندھکر داخل ہونا واجب ہے۔لہٰذا اگر بلا احرام میقات سے تجاوز کریں گے تو بالاتفاق ایک دم کفّارہ میں واجب ہو گا۔

اور اگر دخولِ مکّہ کا ارادہ ہے مگر حج یا عمرہ کا ارادہ نہیں ہے،بلکہ دوستوں سے مُلاقات یا تجارت یا کسی اور ضرورت کے لئے داخل ہوتا ہے تو ایسی صورت میں بلا احرام داخل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں علماءِ امّت کے دو فریق ہیں۔

فریقِ اوّل حضرت امام حسن بصریؒ، امام بخاریؒ، ابن شہاب زہریؒ، داؤد ابن علیؒ اور اصحابِ ظواہر کے نزدیک جو آفاقی حج یا عمرہ کا ارادہ نہیں رکھتا ہے اس کے لئے بلا احرام میقات سے گذرنا جائز ہے۔اور اس پر کوئی دم یا کفّارہ بھی نہیں ہے۔ ہاں البتہ احرام باندھکر جانا مستحب ضرور ہے۔[2]
نیز حضرت امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کی ایک روایت بھی اسی کے مطابق ہے۔
اور حضرت امام شافعیؒ کے یہاں یہی قول مفتیٰ بہ اور معمول بہ ہے۔

فریقِ ثانی حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ، سفیان ثوریؒ، ابو ثورؒ اور لیث بن سعدؒ کے نزدیک،نیز حضرت امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے قولِ مشہور کے مطابق جو آفاقی حج یا عمرہ کا ارادہ نہیں رکھتا ہے اس کے لئے بھی

---

[1] ایضاح المناسک/۸۵ بدائع کوئٹہ قدیم ۲/۱۶۵ بدائع زکریا ۲/۳۷۳، غنیۃ قدیم /۳۰)
[2] عمدۃ القاری ۱۰/۲۰۵ ، نخب الافکار ۵/۱۹۳)

بلا احرام میقات سے گذرنا جائز نہیں ہے۔ اگر گذر جائیگا تو حضرت امام شافعیؒ اور ابو ثورؒ کے نزدیک کفارہ یا دم لازم نہ ہوگا۔ مگر حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس پر ایک عمرہ یا حج کرنا لازم ہوجائیگا۔ اور بلا احرام گذرنے کی وجہ سے ایک دم بھی لازم ہوجائیگا۔

حاصل یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جب آفاقی دخولِ مکہ کے ارادہ سے میقات سے تجاوز کریگا تو اس پر ایک حج یا عمرہ کرنا لازم ہوجاتا ہے۔ چاہے حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو یا نہیں۔ دونوں صورتوں میں حج یا عمرہ میں سے ایک عبادت لازم ہوجاتی ہے۔ اسلئے بلا احرام تجاوز جائز نہیں ہوتا۔

(مستفاد شامی کراچی ۲/۷۷۴ ہکذا فتح القدیر کوئٹہ ۲/۳۲۷، بدائع کوئٹہ ۲/۱۶۷ ہندیہ ۱/۲۲۱)

اور حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک بغیر ارادہ کے یہ عبادت لازم نہیں ہوتی۔ [۱]

اور اس زمانہ میں ابتلاءِ عام کی وجہ سے علماءِ احناف اس مسئلہ میں حضرت امام شافعیؒ کے قول کو اختیار کرنے پر متفق ہوجائیں تو مناسب ہے۔

---

[۱] مذهب الزهری والحسن البصری والشافعی فی قول ومالك فی روايته وابن وهب وداؤد بن علی واصحابه الظاهرية انه لابأس بدخول الحرم بغير احرام ومذهب عطاء وابن ابی رباح والليث بن سعد والثوری وابی حنيفة واصحابه ومالك فی رواية وهی قوله الصحيح والشافعی فی المشهور عنه واحمد وابی ثور والحسن ابن حی لا يصلح لاحد كان منزله من وراء الميقات الی الامصار ان يدخل مكة الا بالاحرام فان لم يفعل اساء ولا شیء عليه عند الشافعی وابی ثور۔
وعند ابی حنيفة عليه حجة او عمرة (عمدة القاری ۹/۲۲۴، ۱۰/۲۰۵، نخب الافكار قلمی ۵/۱۹۳)

لو اراد مجاوزة هذه المواقيت دخول مكة لا يجوز له ان يجاوزها الا محرما سواء اراد بدخول مكة النسك من الحج او العمرة او التجارة او حاجة أخرى عندنا الخ

(بدائع کوئٹہ ۲/۱۶۴، زکریا ۲/۳۷۱)

سواق اور تجار کیلئے میقات سے بلا احرام بار بار گذرنے کی ضرورت

حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک آفاقی کے لئے بلا احرام میقات سے گذر جانا جائز نہیں ہے حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں، ہر صورت میں احرام لازم ہے۔ اور اسی طرح اگر مکی میقات سے آفاق میں جائیگا تو اس پر بھی واپسی میں احرام باندھنا لازم ہوتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آجکل کے زمانہ میں، کاروباری لوگوں کو کثرت کے ساتھ بار بار آنے اور جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً اہل مکہ کو بار بار آنے اور جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ اہل مکہ کو بار بار مدینہ اور طائف اور جیزان وغیرہ جانا پڑتا ہے۔ اور اہل طائف و اہل جیزان، اہل مدینہ کو بار بار مکۃ المکرمہ اپنے کاروبار کے لئے جانا پڑتا ہے۔ تو اگر ان پر ہر ہر مرتبہ احرام باندھکر عمرہ کا حکم لگایا جائیگا تو شدید مشقت اور حرج لازم آجاتا ہے۔ کیا ایسے حالات میں ان کے لئے شرعی طور پر کوئی رعایت اور گنجائش ہوسکتی ہے یا نہیں؟

تو اسکا جواب یہ ہے کہ جو لوگ مہینہ دو مہینہ میں آتے جاتے ہیں ان کے حق میں تو کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ البتہ جو لوگ ہر ہفتہ آتے جاتے ہیں، یا مہینہ میں کم و بیش آنے جانے کا سلسلہ ہے تو ان لوگوں کے لئے بلا احرام میقات سے گذرتے رہنا حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک بلا تکلف جائز ہے۔ [1]

اور ضرورت اور مشقت کی وجہ سے حنفی علماء بھی بعض روایات کو بنیاد بناکر گنجائش بتاتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ میقات کے باہر سے لکڑیاں لانے والے اور عمال اور تجار اور کمانے والے جو بار بار جاتے آتے ہیں ان کے لئے بلا احرام میقات سے گذرتے رہنے کی اجازت ہے۔ [2]

---

[1] وقال الشافعی ان دخلها للنسك وجب عليه الاحرام وان دخلها لحاجة جاز دخوله من غير احرام بدائع قدیم کوئٹہ ۲/۱۲۲) [2] عن ابن عباس قال لا يدخل احد مكة الا باحرام الا الحطابين والعمالين واصحاب منافعهما۔ الحدیث مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۱۱ طحاوی ہندی ۱/۳۳۸ تلخیص الحبیر ۲/۲۱)

اس لئے کہ اگر ہر بار ان پر پابندی لگائی جائیگی تو سخت مشقت کا خطرہ ہے۔

حنفی مسلک میں بلا احرام دخولِ مکہ کی گنجائش

حنفی مسلک کے فقہاء اور محدثین بھی ضرورت کی وجہ سے میقات کے باہر سے لکڑیاں لانے والوں کی طرح بار بار آنے جانے والوں کے لئے بلا احرام میقات سے گذرنے کی گنجائش قرار دیتے ہیں۔ [1]

ماقبل کی تفصیل سے ثابت ہوگیا کہ بار بار میقات سے باہر جانے والے مکی اور بار بار مکۃ المکرمہ میں اپنی ضرورت کے لئے داخل ہونے والے آفاقی کے لئے بلا احرام میقات سے گذرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ اور ان پر کوئی کفارہ بھی نہیں ہے۔

صاحب "التسہیل الضروری" لکھتے ہیں کہ تجارتی ضرورت کے لئے بار بار آنے جانے والے اور سوّاقین اور ڈرائیور اور ملازم کے لئے بلا احرام میقات سے گذرتے رہنے کی گنجائش ہے۔ [2]

حرفِ آخر ان تمام تفصیلات کا حاصل یہ نکلا کہ سوّاقین، ڈرائیور اور سرکاری ملازمین اور مکہ مکرمہ سے تجارتی سامان کے لانے لیجانے والے، شہری ضروریات کے سامان لانے لیجانے والے، کاروباری، آمدورفت کرنے والے

---

[1] کرہ الاکثر دخولہا بلا احرام ورخصوا للحطابین ومن اشبہہم الخ
(اوجز المسالک قدیم ۳۲/۲۷، عمدۃ القاری قدیم ۲۰۵/۱۰ جدید زکریا دیوبند ۵۲۵/۷، تخریج ہدایہ ۲۱۵/۱)

[2] توسع فی ذلک لمن یحتاج الی الدخول متکرراً لکسب مایحتاج الیہ من نفقۃ عیالہ کالسوّاقین قیاساً علی الحطابین لکان لہ وجہ۔ (التسہیل الضروری ۸۲/۱) لایصلح لاحد کان منزلہ من وراء المیقات الی الامصار ان یدخل مکۃ الا بالاحرام فان لم یفعل اساء ولاشئ علیہ عند الشافعی وابی ثور وعند ابی حنیفۃ علیہ حجۃ او عمرۃ وقال ابو عمر لا اعلم خلافاً بین فقہاء الامصار فی الحطابین ومن یدمن الاختلاف الی مکۃ ویکثرہ فی الیوم واللیلۃ انہم لایامرون بذلک لما علیہم فیہ من المشقۃ۔

(عمدۃ القاری جدید زکریا ۵۲۵/۷ تحت حدیث ۱۸۴۵، نسخہ قدیم ۲۰۵/۱۰)

کے لئے بلا احرام داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ اسی طرح ایسے لوگ جن کا مدینۃ المنورہ یا طائف وغیرہ میں گھر ہو، اور ان کی دوکان یا کاروبار مکہ مکرمہ میں ہو۔ یا مکہ مکرمہ کے لوگوں کا کاروبار میقات سے باہر ہو، یا دونوں جگہ گھر ہو اور بار بار آنا جانا ضروری ہو، ایسے تمام لوگوں کے لئے بلا احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز ہوگا۔ ورنہ بھاری مشقت ان کو پیش آئے گی۔ اُوپر کی تمام تفصیلات اور دلائل سے ان کے لئے گنجائش ثابت ہوتی ہے۔ [1]

مکی کا اشہرِ حج میں میقات سے باہر جاکر واپسی میں عمرہ کرنا

اگر مکی اشہرِ حج میں میقات سے باہر کسی ضرورت کے لئے جاتا ہے تو واپسی میں اس کی تین شکلیں نظر آتی ہیں۔

شکل ۱: وہ مکی واپسی میں میقات سے عمرہ کا احرام باندھکر مکہ میں داخل ہوتا ہے اور ارکانِ عمرہ ادا کر کے حلال ہوجاتا ہے، اور وہ اسی سال حج نہیں کرتا ہے تو اس پر کوئی کفارہ اور دم وغیرہ لازم نہیں ہے۔ اسلئے کہ اس نے واپسی میں احرام کے ذریعہ میقات کا حق ادا کردیا۔ [2]

شکل ۲: وہ مکی واپسی میں بلا احرام میقات سے گذر کر مکہ میں داخل ہوجاتا ہے، تو بلا احرام میقات سے تجاوز کرنے کی وجہ سے اس پر کفارہ میں ایک دم واجب ہوجائیگا۔ ہاں البتہ اگر دوبارہ میقات یا محاذاتِ میقات میں

---

[1] واما المجاوزۃ للمیقات ممن لا یرید النسک فعلی قسمین (الی قولہ) القسم الثانی من یرید دخول الحرم اما الی مکۃ او غیرھا فھم علی ثلثۃ اضرب احدھا من یدخلھا لقتال مباح او خوف او لحاجۃ متکررۃ کالحشاش والحطاب وناقل المیرۃ ومن کانت لہ صنعۃ یتکرر دخولہ وخروجہ الیھا فھؤلاء لا احرام علیھم الخ (اوجز المسالک قدیم ۳/۳۱۷)

[2] المکی اذا خرج منھا وجاوز المیقات لا یحل لہ العود بلا احرام الخ (شامی کراچی ۲/۴۷۸، زکریا ۳/۴۸۴)

جاکر احرام باندھکر عمرہ ادا کرتا ہے تو واجب شدہ دم ساقط ہوجائیگا۔ [1]

شکل ۳ وہ مکی واپسی میں میقات سے عمرہ کا احرام باندھکر مکہ میں داخل ہوتا ہے۔ اور ارکانِ عمرہ ادا کرکے احرام کھول دیتا ہے، اور پھر اسی سال حج بھی کرلیتا ہے تو یہ اسکا حج، حج تمتع نہ ہوگا۔ اور نہ ہی اسکو تمتع کا ثواب ملیگا۔ اسلئے کہ حج تمتع کے لئے شرط یہ ہے کہ عمرہ اور حج ایسے ایک سفر میں کیا جائے کہ دونوں کے درمیان اپنے وطن نہ پہنچ جائے۔ اور اگر درمیان میں وطن پہنچ جاتا ہے تو اس کو فقہاء المامِ تام اور المامِ صحیح کہتے ہیں۔ پھر اسکے بعد حج کریگا تو پہلے عمرہ کی بنا پر متمتع نہیں کہا جائے گا۔

اور مکی جب میقات سے احرام باندھکر مکہ پہنچ جاتا ہے تو لازمی طور پر اس کی طرف سے المامِ صحیح کا ثبوت ہوجاتا ہے۔ اور حج اور عمرہ کے درمیان المامِ صحیح مفسدِ تمتع ہے۔ اسلئے مکی اگر تمتع بھی کرلیتا ہے تو اسکا تمتع صحیح نہ ہوگا۔ اور اس پر ایک دمِ جبر بھی لازم ہوجائیگا۔ جس کا گوشت کھانا اسکے لئے جائز نہیں ہے۔ اور دمِ جبر اس لئے لازم ہے کہ اس نے امرِ ممنوع کا ارتکاب کرلیا ہے۔ [2]

مکی کا میقات سے باہر جاکر واپسی میں حج قران کرنا

اگر مکی اشہرِ حج آنے سے کافی پہلے میقات سے باہر ضرورت کے لئے چلا جائے اور اشہرِ حج آنے کے بعد واپسی میں میقات سے حج قران کا احرام باندھکر مکہ میں داخل ہوجائے اور آفاقی کیطرح احرام کی پابندی کرکے حج قران ادا کرتا ہے تو اس کا

---

[1] من جاوز آخر المواقيت بغير احرام ثم عاد اليه وهو محرم ولبّى فيه فقد سقط عنه الدم الذي لزمه بالمجاوزة بغير احرام لانه قد تدارك ما فاته الخ (البحر الرائق کراچی ۳/۴۸)

[2] لو اعتمر هذا المكي في اشهر الحج وحج من عامه لا يكون متمتعاً لانه مُلِمٌّ باهله بين النسكين حلالاً ان لم يسق الهدي وكذا ان ساق الهدي لا يكون متمتعا بخلاف الآفاقي۔ ومقتضى هذا ان تمتع المكي باطل لوجود الالمام الصحيح بين احراميه سواء ساق الهدي اولا۔ مع اختلاف الالفاظ۔ (غنيه جديد/۳۶۶)
(شامی زکریا دیوبند ۳/۵۳۷، عنایۃ ۳/۱۵، من کان داخل المواقيت فهو بمنزلة المكي و انما لهم ان يؤدوا العمرة او الحج فان قارنوا او تمتعوا فقد اساؤا ويجب عليهم الدم لاساءتهم ولا يباح لهم الاكل من ذلك الدم الخ (تاتارخانیہ ۲/۵۲۸)

حج قران بلا کراہت صحیح ہوجائیگا - اسلئے کہ اشہرِ حج سے قبل میقات سے باہر جانے کی وجہ سے وہ مکّی آفاقی کی طرح ہوگیا ہے۔ اور اگر اشہرِ حج میں میقات سے باہر جاکر واپسی میں میقات سے حجِ قران کا احرام باندھ لیتا ہے تو ایسی صورت میں اسکا حج قران جائز نہ ہوگا۔ اور دونوں صورتوں میں اس پر ایک دم واجب ہوجائیگا۔ اور یہ دم، دمِ جبر ہوگا۔ اس کا گوشت کھانا اس کے لئے جائز نہ ہوگا۔ [1]

مکّی نے اشہرِ حج میں میقات سے باہر جاکر واپسی میں حجِ افراد کا احرام باندھ لیا

مکی اشہرِ حج میں میقات سے باہر جاکر واپسی میں حجِ افراد کا احرام باندھکر آئے تو اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔

۱۔ یہ مکّی مکّہ سے باہر جاتے وقت واپسی میں حج کا احرام میقات یا حِل میں باندھکر آنے کا ارادہ رکھتا ہے تو ایسی صورت میں اس پر کفارہ میں ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اسلئے کہ اسکے حج کا میقات حدودِ حرم ہے۔ اس نے گویا اپنے میقات سے بلا احرام تجاوز کرلیا ہے، جو موجبِ دم ہے۔

۲۔ اس مکّی نے مکّہ سے نکلتے وقت یہ ارادہ نہیں کیا کہ حدودِ حرم سے باہر حِل یا آفاق میں جاکر حج کا احرام باندھنا ہے، بلکہ اپنی مخصوص ضرورت کے لئے نکلا ہے، اور چونکہ حج کا موسم ہے تو واپسی میں حِل یا میقات سے بجائے عمرہ کے حج کا احرام باندھ لیا تو ایسی صورت میں اسکا حج اسی احرام کے ساتھ بلا کراہت جائز ہوجائیگا۔ اور کوئی دم بھی لازم نہ ہوگا۔ [2]

---

[1] والمکی ومن فی حکمہ یفرد فقط ولو قرن او تمتع جاز واساء وعلیہ دم جبر الخ درمختار زکریا دیوبند ۳/۵۳۶) وتحتہ فی الشامیۃ فاذا خرج الی الکوفۃ وقرن صح بلا کراہۃ لان عمرتہ وحجتہ میقاتیان فصار بمنزلۃ الآفاقی قال المحبوبی ھذا اذا خرج الی الکوفۃ قبل اشہر الحج واما اذا خرج بعدھا فقد منع من القران فلا یتغیر بخروجہ من المیقات وقول المحبوبی ھو الصحیح الخ شامی زکریا ۳/۵۳۶ عنایۃ ۳/۱۵)

[2] ولو خرج المکی من الحرم فاحرم بحجۃ یلزم دم لان وقتہ فی الحج الحرم علی ما بینا الخ تبیین الحقائق ۲/۴۷) وفی الھدایۃ واذا خرج المکی (من الحرم) یرید الحج فاحرم ولم یعد الی الحرم ووقف بعرفۃ فعلیہ شاۃ لان وقتہ الحرم وقد جاوزہ بغیر احرام وتحتہ فی البنایۃ قولہ یرید الحج لانہ لو خرج من الحرم لاجل حاجۃ ثم احرم بحج لا شئ علیہ عاد اولم یعد لانہ لما خرج الی ذلک الموضع لحاجۃ صار من اھلہ۔ (بنایہ شرح ھدایہ قدیم ۱/۱۵۸۴)

بے موقع احرام سے مکّی پر تعددِ دم

مکّی کے لئے قران یا تمتع کرنا جائز نہیں۔ اور حج کا احرام حُدودِ حرم سے باہر جاکر باندھنا اور عمرہ کا احرام حُدودِ حرم میں باندھنا جائز نہیں۔ لہٰذا اگر مکّی حج قران یا تمتع کرتا ہے، اور حج کا احرام حِل میں جاکر اور عمرہ کا احرام حُدودِ حرم میں باندھتا ہے تو ایسی صورت میں اس پر تین دم واجب ہوجائیں گے۔ ۱؎ قران یا تمتع کی وجہ سے ۲؎ حج کا احرام حِل میں جاکر باندھنے کی وجہ سے ۳؎ عمرہ کا احرام حُدودِ حرم میں جاکر باندھنے کی وجہ سے۔ یہ کل تین دم واجب ہوجائیں گے۔ ان میں سے ایک کا بھی گوشت کھانا اس کے لئے جائز نہ ہوگا۔ ۱؎

مکّی کا میقات سے باہر جاکر واپسی میں احرام

جب اہلِ مکہ میں سے کوئی شخص میقات سے باہر جائے اور واپسی میں اگر حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا ہے تو سب کے نزدیک میقات سے احرام باندھکر داخل ہونا واجب ہے۔ اگر بلا احرام داخل ہوگا تو جرمانہ میں ایک دم واجب ہوگا۔

اور اگر حج یا عمرہ کا ارادہ نہیں رکھتا ہے تو حضرت امام شافعیؒ، امام حسن بصریؒ ابن شہاب زہریؒ، داؤد بن علیؒ، ابن وہبؒ اور ظاہریہ کے نزدیک احرام لازم نہیں ہے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام احمدؒ، سفیان ثوریؒ وغیرہ کے نزدیک احرام باندھکر داخل ہونا واجب ہے۔ بلا احرام داخل ہوگا تو ایک دم لازم ہوجائیگا۔ ۲؎

۱؎ ولو قرن المکیّ او تمتع فاحرم للحج من الحِلّ او للعُمرة مِن الحرم فعلیہ ثلاثة دِماءٍ۔ دمانِ لترك الوقتین ودمٌ للقران او للتمتع وهو دم جبرٍ الخ غنیة جدید/۶۲ قدیم/۳۲)

۲؎ المکیّ اذا خرج منها وجاوز المیقات لا یحل لہ العود بلا احرام لکن احرامه من المیقاتِ الخ شامی کراچی ۲/۴۷۷ زکریا ۳/۴۸۲ عند الشافعی انما یلزمه الاحرام اذا اراد دخول مكة للحج او للعُمرة امّا اذا كان لامرٍ آخر فلا یلزمه الخ

(تاتارخانیة ۲/۴۷۵، بدائع کوئٹہ ۲/۱۶۴، بدائع زکریا ۳/۳۷۱)

دم ساقط ہونے کی شکل

اگر آفاقی بلا احرام میقات سے تجاوز کرکے حدودِ حرم اور مکۃ المکرمہ میں داخل ہوگیا ہے، یا جو مکی میقات سے باہر جانے کے بعد بلا احرام میقات سے گذر کر مکۃ المکرمہ میں داخل ہوگیا ہے تو اسکے اوپر جرمانہ کا دم واجب ہوچکا ہے، اب اگر وہ دوبارہ کسی بھی میقات میں جاکر حج یا عمرہ کا احرام باندھکر آئیگا تو واجب شدہ دم اسکے اوپر سے ساقط ہوجائیگا۔ اور بلا احرام میقات سے گذرنے کا جو گناہ ہوا تھا وہ بھی ختم ہوجائیگا۔ اسی طرح گذرے ہوئے میقات کے محاذات یا اس سے دور جاکر بھی احرام باندھنا جائز ہے۔ [1]

سعودیہ میں مقیم شخص کی حالتِ احرام میں گرفتاری

اگر سعودیہ میں مقیم شخص چاہے وہ اقامت پر رہتا ہو، یا یوں ہی حکومت کا قانون ہے کہ ہر شخص قانون کے تحت میں رہ کر حج یا عمرہ کریگا، لہٰذا خلافِ قانون کسی کیلئے بھی اجازت نہیں ہے، لہٰذا اقامہ والے کفیل کے ورقہ کے بغیر حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیتا ہے، یا غیر قانونی طور پر وہاں مقیم ہے، وہ حالتِ احرام میں پکڑا جائے تو حکومت

---

[1] لو احرم بعد ما جاوز المیقات قبل ان یعمل شیئا من افعال الحج ثم عاد الی المیقات ولبّی سقط عنہ الدم الخ غنیۃ الناسک قدیم ۳۰/ جدید ۶۰/ بدائع قدیم ۱۶۵/۲ بدائع زکریا ۴۲۳/۲) من جاوز وقتہ غیر محرم ثم اتی وقتا آخر واحرم منہ اجزأہ ولو کان احرم من وقتہ کان احبّ الیّ۔ (فتح القدیر بیروت ۴۲۶/۲)

(س) وھل لسقوط الاثم والدم سبیلٌ ؟

(ج) اذا جاوز المیقات من غیر احرام یلزمہ العود الی میقاتہ الذی جاوزہ او الی ای میقات اقرب او ابعد - والافضل ان یعود الی المیقات الذی جاوزہ فاذا عاد الی المیقات واحرم علیہ بالحج او العمرۃ سقط عنہ الاثم والدم (التسھیل الضروری ۱۸۴/۱، غنیۃ جدید ۶۰/ قدیم ۳۰/) ای من جاوز آخر المواقیت بغیر احرام ثم عاد الیہ وھو محرم ولبّی فیہ فقد سقط عنہ الدم الذی لزمہ بالمجاوزۃ بغیر احرام لانہ قد تدارک ما فاتہ۔

(البحر الرائق کراچی ۴۸/۳)

اس کو اسی حالت میں اس کے ملک روانہ کردیتی ہے۔ تو ایسا شخص شرعاً محصر کے حکم میں ہوتا ہے۔[1]

اور اگر اس شخص نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا، اور اس نے ہدی بھیجنے سے قبل احرام کھول دیا ہے تو اس پر آئندہ ایک حج، ایک عمرہ اور ایک قربانی واجب ہوجائے گی۔ اور اگر ہدی بھیجنے کے بعد احرام کھولا ہے تو دم واجب نہ ہوگا۔ بلکہ ایک حج اور ایک عمرہ واجب ہوں گے۔[2] اور آجکل کے زمانہ میں ایسی صورت میں ہدی بھیجکر احرام کھولنا نہایت مشکل ترین امر ہے۔

اور اگر اس نے عمرہ کا احرام باندھ رکھا تھا، اور اسی حالت میں پکڑا گیا ہے، تو اگر اس نے ہدی بھیجکر احرام کھولدیا ہے تو صرف ایک عمرہ قضا کرنا کافی ہوگا۔[3] اور اگر ہدی بھیجے بغیر احرام کھولا ہے تو ایک عمرہ اور ایک دم لازم ہوجائیں گے۔ عمرہ قضا کے طور پر، اور دم بے وقت احرام کھولنے کی وجہ سے۔ یعنی بے وقت احرام کھولنے کی وجہ سے ہدی بھیجکر ذبح کرنا لازم تھا، اور وہ اس نے نہیں کیا اسلئے وہ اس پر باقی ہے جو بعد میں کرنا لازم ہے۔ اور اس مسئلہ میں بعض لوگوں نے اختلاف بھی کیا ہے، مگر راجح یہی ہے کہ عمرہ کرنے والا بھی محصر ہوجاتا ہے۔[4]

---

[1] من احصر بمكة وهو ممنوع عن الطواف و الوقوف فهو محصر لانه تعذر عليه الاتمام وصار كما اذا احصر في الحل الخ (هداية ١/٢٩٥، فتح القدير بيروت ٣/١٢٥، هندية كوئٹہ ١/٢٥٦)

[2] فمن اهل بحج فاحصر فبعث بالهدى وحل كانت عليه حجة وعمرة الخ غنيه جديد/٣١٤ قديم/١٢٨)

[3] وعلى المحصر بالعمرة قضاء عمرة لا غير الخ غنية قديم/١٢٨ جديد/٣١٤)

[4] فثبت بما ذكرنا قول من ذهب الى انه قد يكون الاحصار بالعمرة كما يكون الاحصار في الحج سواء وهذا قول ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد (طحاوی شریف بیروتی ٢/٣٣٦)

(وقوله) الا ان عليه في العمرة قضاء عمرة مكان عمرته، طحاوی ٢/٣٣٠)

اذا اراد المحصر ان يتحلل لا يتحلل الا بالذبح عندنا. الخ المسالك في المناسك ٢/٩٢٦)

سِلے ہوئے کپڑے میں احرام باندھکر مکّہ میں داخل ہونا

سعودی حکومت کی طرف سے مکّۃ المکرّمہ کی حُدود سے باہر رہنے والے سعودیہ کے لوگ جو پہلے اپنا حج کر چکے ہیں اُن پر اس بات کی پابندی لگائی جاتی ہے کہ وہ دوبارہ حج کے لئے نہ جائیں۔ اس لئے کہ سعودیہ کے لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے باہر سے آنیوالے حاجیوں کو حج میں تنگی اور پریشانی ہوتی ہے۔ چنانچہ جو بھی احرام باندھ کر کے مکّہ کے لئے روانہ ہوتا ہے اُسے راستہ میں مکّہ جانے سے روک لیا جاتا ہے، اور اسی حالت میں واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ لیکن یہی لوگ انہیں دنوں میں اگر بغیر احرام کے مکہ مکرّمہ جائیں تو ان کو نہیں روکا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں مدینہ منورہ، طائف، ینبوہ، جدّہ وغیرہ میں رہنے والے بہت سے حضرات ایسے ہیں جن کو حج کرنے کا شوق ہے، اور وہ حج کو جانا چاہتے ہیں لیکن احرام کے کپڑے پہن کر نہیں داخل ہو سکتے، اور سِلے ہوئے کپڑے کُرتا، پائجامہ پہن کر داخل ہوتے ہیں، تو ان پر کوئی ٹوک نہیں ہوتی۔ تو اُن کے لئے مسئلہ کا حل یہ ہے کہ وہ سِلے ہوئے کپڑے کے ساتھ میقات یا میقات سے پہلے احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ کر احرام باندھ لیں۔ اور احرام حج کی نیت سے تلبیہ پڑھنے کا نام ہے۔ بغیر سِلے ہوئے کپڑے پہننے کا نام نہیں ہے۔ لہٰذا سِلے ہوئے کپڑے پہننے کی حالت میں احرام باندھ کر چند گھنٹے میں مکۃ المکرمہ داخل ہوجاتے ہیں۔ اور پھر

مکۃ المکرمہ داخل ہو کے فوراً سِلے ہوئے کپڑے اُتار کر کے بغیر سِلے کپڑے پہن لیں۔ اور ایک صدقہ فطر کی قیمت صدقہ کر دیں، تو ایسی صورت میں ان حاجیوں پر دَم واجب نہیں ہو گا، بلکہ صرف ایک صدقۂ فطر دینا کافی ہو جائیگا۔ اسلئے کہ دم اُس وقت واجب ہوتا ہے جب ایک دن کامل یا ایک رات کامل یعنی ۱۲ گھنٹے مسلسل سِلا ہوا کپڑا پہن لیں اور ان لوگوں نے یومِ کامل سِلا ہوا کپڑا نہیں پہنا۔ پچھلے چند سالوں سے مدینۃ المنورہ کے بہت سے احباب نے اس مسئلہ کے بارے میں اپنی پریشانیاں اور دشواریاں پیش کی ہیں کہ ہم احرام باندھ کے جاتے ہیں تو ہمیں واپس کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر ہمارے اُوپر وہ تمام احکام جاری اور لاگو ہو جاتے ہیں جو محصر بالحج کے اُوپر لاگو ہوتے ہیں۔ اس سے بڑی پریشانیاں اور دشواریاں سامنے آتی ہیں۔ اور بہت سے احباب کئی کئی چکر لگا کر کافی دشواریاں برداشت کر کے مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔ تو کیا ایسے حالات میں ہمارے لئے مسئلہ کا کوئی متبادل حل ہے؟ تو ایسے لوگوں کے لئے مسئلہ کا متبادل حل یہی ہے جو اُوپر یہاں لکھا گیا ہے۔

حضرات فقہاء نے اس کو اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

لبسَ مخیطًا لبسًا مُعتادًا اَوْستر راسَہٗ (الیٰ قولہٖ) یومًا کاملًا اَوْ لیلۃً کاملۃً وفی الاقل صَدقۃ وتحتہٗ فِی الشامیۃ الظاھر انّ المراد مقدار احدھما فلو لبسَ من نصفِ النّھارِ الیٰ نصفِ اللّیل من غیر انفصال اَوْ بالعکسِ لَزِمَہٗ دمٌ کما

اس طرح سِلا ہوا کپڑا پہننا جس کا سِلا ہوا پہننا رائج اور عادت ہے، یا پورا سر ڈھانک لیا مکمل ایک دن یا مکمل ایک رات۔ اور ایک رات سے کم میں صدقۂ فطر لازم ہے۔ اس کے نیچے شامی میں ہے: ظاہر یہی ہے کہ بیشک مُراد رات و دن میں سے ایک کی مقدار ہے۔ لہٰذا اگر نصف النہار سے نصف لیل تک مسلسل بغیر انفصال کے سِلا ہوا کپڑا پہن لیا یا اسکے برعکس یعنی نصف لیل

يشير اليه قوله وفی الاقل صدقة ۔ [1]	سے نصف نہار تک ،تو اس پر دَم واجب ہو جائے گا۔ جیسا کہ اسکی طرف اپنے قول سے اشارہ فرمایا۔ اور کم میں صدقہ واجب ہے۔

اور اس کو ہدایہ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

وان لبس ثوبًا مخيطًا اوْ غطّٰى رَأْسَهٗ يومًا كامِلًا فعَليْهِ دَمٌ و ان كان اقل من ذٰلك فعليْهِ صدقة [2]	اگر سِلا ہوا کپڑا پہن لیا یا سَر ڈھانک لیا مکمّل ایک دِن تو اُس پر دَم واجب ہے، اور اگر ایک دن سے کم ہے تو اُس پر صَدقہ لازم ہے۔

اور ہندیہ میں اس کو ان الفاظ کے سَاتھ نقل کیا گیا ہے۔

اِذَا لَبِسَ المحرمُ علٰى وَجْهِهِ المعتادِ يومًا اِلَى اللّيل فعليْهِ دَمٌ وان كان اقل من ذٰلك فصدقة [3]	جب محرم نے معتاد اور رواج کے مطابق ایک دن پورا رات تک پہن لیا ہے تو اس پر دم واجب ہے۔ اور اگر اس سے کم ہے تو صدقہ واجب ہے۔

اس کو غنیۃ الناسک میں اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ یوم کامل یعنی ۱۲ گھنٹے پہن لیا تو دم واجب ہوجائیگا۔ اور اگر ایک دن سے کم اور ایک گھنٹہ سے زیادہ پہن لیا ہے تو ایک صدقۂ فطر واجب ہو گا۔

فلو احرم لابسًا للمخيط فعليْهِ دمٌ اِذا مضٰى عَلَيْهِ يومٌ كاملٌ وفی اقل من يومٍ صدقة بعد	لہٰذا اگر سِلا ہوا کپڑا پہننے کی حالت میں احرام باندھ لیا تو اس پر دَم واجب ہے، جبکہ اسی حالت میں اسپر ایک یوم کامل گزر جائے۔ اور ایک یوم سے کم اور

[1] درمختار مع الشامی ۳/۵۷۷، [2] ہدایہ باب الجنایات ۱/۲۴۷ [3] ہندیہ کوئٹہ ۱/۲۴۲۔

ان یکون ساعۃً [1] | ایک گھنٹے سے زائد میں صدقۂ فطر لازم ہے۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر مجبوری میں سلے ہوئے کپڑے پہن کر احرام باندھ لے، اور اسی حالت میں ایک دن مکمل ہونے سے پہلے پہلے چند گھنٹہ میں مکۃ المکرمہ پہنچکر سلا ہوا کپڑا اُتار دے، اور فوراً بغیر سلے ہوئے کپڑے پہن لے۔ پھر ایک صدقۂ فطر کی قیمت فقیروں کو دیدے تو احرام کے ممنوع عمل سے پاک ہوکر عام حاجیوں کی طرح آدابِ احرام کے احترام کے ساتھ ارکانِ حج ادا کرکے حاجیوں کے زمرہ میں شامل ہوسکتا ہے۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔

حالتِ احرام میں سلی ہوئی لنگی پہننا

یہاں ایک مسئلہ یہ بھی قابلِ غور ہے کہ حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننا مردوں کے لئے جائز نہیں۔ لیکن سلے ہوئے کپڑے سے کس قسم کا کپڑا مراد ہے، تو اس سلسلہ میں حضرات فقہاء نے ایک اصول وضابطہ مقرر فرمایا ہے۔ اور ضابطہ یہ بیان فرمایا ہے کہ ہر ایسا کپڑا مردوں کے لئے جائز نہیں ہے جو بدن کی ہیئت اور بناوٹ کے مطابق سلا ہوا ہو یا بنا ہوا ہو، جیسے کہ ٹوپی، بنیان، کرتہ، پائجامہ، شلوار، نیکر، جبہ، صدری اور شیروانی وغیرہ ہے۔ یہ سارے کپڑے کسی نہ کسی طریقہ سے بدن کی ہیئت کے مطابق سلے یا بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسلئے [illegible] کا پہننا جائز نہیں ہے۔ لیکن سلی ہوئی لنگی کا پہننا بلاکراہت جائز اور درست ہے۔ اسی طرح احرام کی دو چادروں میں سے ایک کو لنگی کی طرح سل دیا جائے تاکہ پہنکر چلتے وقت ران اور ستر نہ کھلے تو بلاکراہت جائز اور درست ہے۔ یہ مسئلہ

---

[1] غنیۃ المناسک نسخۂ قدیم ص۲۳۶، نسخہ جدید ص۷۸)

بہت سے احباب کو اپنی طبیعت اور معلومات کے خلاف محسوس ہوگا۔ انشاء اللہ کتابوں کی مراجعت سے یہ احساس دُور ہوجائیگا۔ [۱]

حضرات فقہاء نے اس مسئلہ کو اس قسم کے الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ان ضابطه لبس كل شئ معمول على قدر البدن أو بعضه بحيث يحيط به بخياطة او تلزيق بعضه ببعض أو غيرهما۔ و يستمسك عليه بنفس لبس مثله فخرج ما خيط بعضه ببعض لا بحيث يحيط بالبدن مثل المرقعة فلا بأس بلبسه [۲]

بیشک سِلا ہوا کپڑا پہننے کے لئے ضابطہ اور اصول یہ ہے کہ ہر ایسی چیز کا پہننا ممنوع ہے جو پورے بدن یا بدن کے بعض حصہ کے مقدار اور ہیئت کے مطابق سِلی یا بنائی گئی ہو، اس حیثیت سے کہ سینے کی وجہ سے پورے بدن یا بعض بدن کو ہیئت کے مطابق ڈھانک لیا ہو، یا سینے یا بننے کی وجہ سے بعض بعض سے چپک جائے، اور بدن پر اُس جیسے کپڑے کے محض پہننے سے خود بخود رُک جائے (جیسا کہ کُرتہ، بنیان، ٹوپی، نیکر شلوار) لہٰذا اس ضابطہ سے وہ کپڑا نکل جاتا ہے جسکے کنارہ کو بعض سے سِلکر مِلا دیا گیا ہو، اس طریقہ سے نہیں کہ اس سینے کی وجہ سے بدن کو اپنی ہیئت پر ڈھانک لے۔ جیسا کہ پیوند لگا کر جوڑ دیا گیا ہو تو ایسے کپڑے کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

---

[۱] امداد الفتاوی ۲/۴/۱۶۴، معلم الحجاج ص۱۰۱، احکام حج ص۳۲، ایضاح المناسک ص۷۵

[۲] شامی زکریا ۳/۴۹۹، کراچی ۲/۴۸۹ البحرالرائق زکریا ۲/۵۶۸، غنیۃ الناسک جدید ص۸۵ وقدیم ص۴۴)

ہوائی جہاز سے سفر کرکے جدّہ جاکر احرام باندھنا

ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ازبکستان، افغانستان وغیرہ سے جب ہوائی جہاز جدہ پہنچتا ہے تو قرن المنازل اور ذات عرق کے اوپر سے یا اسکے محاذات سے ہوکر گذرتا ہے۔ اور میقات کے اندر داخل ہونے کے بعد جدّہ پہنچتا ہے، اسلئے ہوائی جہاز میں مذکورہ ممالک سے آنے والوں پر ضروری ہے کہ اپنے یہاں کے ایئرپورٹ سے ہی احرام باندھ لیں، یا اتنی دیر پہلے ہوائی جہاز میں احرام باندھ لیں جتنے میں جہاز میقات تک نہ پہنچ جائے۔ لہٰذا اگر بلا احرام جدّہ پہنچیں گے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دم تو واجب نہیں ہے [۱] مگر سخت گنہگار ہوں گے۔

(اوجز المسالک ۳/۳۳۳، مستفاد جواھر الفقہ ۱/۱۷۵)

اور افریقہ، یورپ، امریکہ کی طرف سے آنے والا جہاز کسی میقات پر سے ہوکر نہیں گذرتا ہے بلکہ سیدھا جدّہ پہنچتا ہے، اسلئے ان لوگوں کا جدّہ پہنچکر احرام باندھنا بلا کراہت جائز ہوگا۔ البتہ احتیاطاً پہلے سے احرام باندھ لیں تو بہتر ہے۔

(مستفاد امداد الفتاوی ۲/۱۶۲ و ۲/۱۹۹، فتاوی خلیلیہ ۱/۹۲)

پرواز کی حالت میں ہوائی جہاز میں نماز

چلتے ہوئے ہوائی جہاز پر نماز پڑھنا جائز ہے، اسلئے حجاج کرام جہاز میں نماز قضا نہ کریں۔ (مستفاد احسن الفتاوی ۴/۹۰) (نوٹ) جہاز کے اگلے اور پچھلے حصہ میں ایسی جگہ ہوتی ہے جس میں آرام سے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

---

[۱] جب صحیح اور راجح قول کے مطابق جدہ میقات کے حکم میں ہے تو مشرقی ممالک سے جدّہ پہنچنے میں اگر قرن المنازل وغیرہ میقات سے بلا احرام گذرنا ثابت ہوجائے تو سخت گنہگار ہوگا۔ لیکن چونکہ جدّہ راجح قول کے مطابق میقات ہے اسلئے وہاں سے احرام باندھنے میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دم واجب نہ ہوگا کیونکہ ان کے نزدیک بلا احرام میقات سے گذرنے کے بعد جب دوسرے میقات پر جاکر احرام باندھ لیا جائے تو لازم شدہ دم ساقط ہوجاتا ہے۔ (بدائع الصنائع ۲/۱۶۵)

بحری جہاز سے جدّہ جاکر احرام باندھنا

بحری جہاز سے سفر کرکے جدّہ پہنچنے والوں کے لئے جدّہ جاکر احرام باندھنا جائز ہے۔ اسلئے کہ جدّہ یلملم اور رابغ کے محاذ میں واقع ہونے کی وجہ سے راجح قول کے مطابق جدّہ خود میقات کے حکم میں ہے۔ (مستفاد امداد الفتاوی ۲/۱۶۹، جواہر الفقہ ۱/۴۷۸)

ہندوستان میں فجر کی نماز پڑھکر ہوائی جہاز سے فجر سے قبل جدّہ یا مدینۃ المنورہ پہنچ جائے تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص ہندوستان میں فجر کی نماز ادا کرکے ہوائی جہاز سے فجر سے قبل جدّہ یا مدینۃ المنورہ پہنچ جائے تو اس پر وہاں پہنچکر دوبارہ فجر کی نماز ادا کرنا واجب ہوگا۔ (مستفاد ایضاح المسائل / ۳۸) اور اسی طرح کا حکم ہر جگہ کا ہوگا۔

مکہ والوں کا جدّہ جاکر واپسی میں احرام

جدّہ صحیح قول کے مطابق میقات سے باہر نہیں ہے۔ بلکہ پورا جدّہ خود میقات ہے۔ یا حدودِ میقات کے اندر حِل میں داخل ہے۔ لہٰذا جب مکہ والے اپنی ضرورت کے لئے جدّہ جائیں اور واپسی میں حج یا عمرہ کا ارادہ نہ ہو تو احرام باندھنا لازم نہیں ہے۔
(مستفاد در مختار کراچی [۱] ۲/۴۷۷، تاتارخانیہ ۲/۴۷۵، فتح القدیر ۲/۴۲۷)

---

[۱] لو قصد موضعاً من الحل کخلیص وجدّۃ حل لہ مجاوزتہ بلا احرام (در مختار کراچی ۲/۴۷۷)
من کان من اہل مکۃ وخرج منہا لحاجتہ لہ نحو الاحتطاب وما اشبہہ جاز لہ ان یدخلہا بغیر احرام الخ (تاتارخانیہ ۲/۴۷۵) لانہ یکثر دخولہ مکۃ وفی ایجاب الاحرام فی کل مرۃ حرج بیّن۔
(ہدایۃ ۱/۲۱۴)

اہلِ حِل کا بغیر احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے رہنا

حُدودِ حَرم سے باہر حُدودِ میقات کے اندر کے رہنے والوں کو اہلِ حِل کہاجاتا ہے۔ یہ لوگ اگر حج یا عمرہ کے ارادہ کے بغیر کسی اور مقصد کے لئے مکۃ المکرمہ میں داخل ہوجائیں تو احرام باندھکر داخل ہونا لازم نہیں ہے بلکہ بغیر احرام داخل ہوجانا جائز ہے۔ (مُستفاد تاتارخانیہ ۲/۴۷۵) لہٰذا جدّہ والوں کا بلا احرام اپنی ضروریات کے لئے بار بار مکۃ المکرمہ جاتے رہنا جائز ہوگا۔

اہلِ میقات کا بغیر احرام دخولِ مکّہ

میقات اس مقام کو کہا جاتا ہے جہاں سے بغیر احرام آفاقی کے لئے گذرنا جائز نہیں ہوتا۔ اور وہاں کے رہنے والوں کو میقاتی اور اہلِ میقات کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ بھی اگر حج یا عمرہ کا ارادہ نہ کریں تو بغیر احرام کے مکۃ المکرمہ میں داخل ہوتے رہنا ان کے لئے جائز ہے۔ (تاتارخانیہ ۲/۴۷۵) [1] اور جدّہ چونکہ راجح قول کے مطابق خود میقات ہے، اسلئے جدّہ والوں کے لئے حج یا عمرہ کا ارادہ نہ ہونے کی صورت میں بغیر احرام کے مکۃ المکرمہ جاتے رہنا جائز اور درست ہے۔ اور ایسی صورت میں ان پر کوئی جرمانہ بھی لازم نہ ہوگا۔

آفاقی کا بلا احرام حِل میں داخل ہونا

میقات سے باہر کے رہنے والے اگر حِل میں داخل ہوجائیں اور مکۃ المکرمہ جانے کا ارادہ نہیں ہے تو ایسی صورت میں ان پر میقات سے گذرتے وقت احرام باندھنا ضروری نہیں ہے۔ (درمختار کراچی ۲/۴۷۷) [2]

---

[1] ومن کان اهله فی المیقات اوداخل المیقات جاز له دخول مکة بغیر احرام لحاجة من الحوائج الخ (تاتارخانیہ ۲/۴۷۵)

[2] اما لو قصد موضعا من الحل کخلیص وجدة حل له مجاوزته بلا احرام الخ (درمختار کراچی ۲/۴۷۷)

حج یا عمرہ کے ارادہ سے آفاقی کا بلا احرام میقات سے گذرنا

حج یا عمرہ کی غرض سے آفاقی کا بلا احرام اپنے میقات سے تجاوز کرجانا دو طریقہ سے ہوسکتا ہے۔

(۱) اپنے میقات سے بلا احرام تجاوز کرجاتا ہے۔ اور آئندہ سامنے کوئی دوسرا میقات بھی نہیں ہے، تو ایسی صورت میں اگر بلا احرام اپنے میقات سے تجاوز کرجائیگا تو حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ چاروں اماموں کے نزدیک اس پر ایک دم یعنی ایک قربانی واجب ہوجائے گی۔

(مستفاد ایضاح الطحاوی ۳/۳۲۴، اوجز المسالک ۳/۳۳۳)

(۲) اپنے میقات سے بلا احرام تجاوز کرجاتا ہے، اور آئندہ سامنے دوسرا میقات بھی موجود ہے۔ اور دوسرے میقات سے احرام باندھ لیتا ہے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ عمل مکروہ ہے۔ مگر ایسی صورت میں اس پر کوئی جرمانہ اور دم وغیرہ واجب نہیں ہوگا۔ [له] اور حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اس پر ایک دم واجب ہوگا۔ لہٰذا ان کے نزدیک آفاقی پر پہلے والے میقات سے احرام باندھنا واجب ہوگا۔ (مستفاد اوجز المسالک ۳/۳۳۳، ایضاح الطحاوی ۳/۳۲۴)

آفاقی کا اوّلاً دخولِ حِل پھر دخولِ مکہ

آفاقی اگر سیدھا مکۃ المکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے، بلکہ قصداً اوّلی حُدودِ حل یا میقات مثلاً جدّہ وغیرہ میں رُکنے کا ہے، اور اسکے بعد مکۃ المکرمہ جانا ہے

له ومن جاوز وقته غير محرم ثم اتى وقتاً آخر واحرم منه اجزاه ولوكان احرم من وقته كان احب اليك الخ (فتح القدير ۲/۳۲۶) قال علمائنا الحنفية ولو مر بميقاتين فاحرامه من الأبعد افضل ولو اخره الى الثاني لاشيء عليه على المذهب - وعبارة اللباب سقط عنه الدم الخ
(اوجز المسالک قدیم ۳/۳۳۳)

تو ایسی صورت میں میقات سے گذرتے وقت احرام باندھنا اس پر واجب نہیں۔ کیونکہ اسکا قصد اوّلی مکۃ المکرمہ نہیں، اسلئے کہ اس پر اہلِ حِل کا حکم ثابت ہوجاتا ہے۔ اور اہلِ حِل پر میقات سے گذرتے وقت احرام باندھنا لازم نہیں ہوتا۔ اور اسکے بعد جب مکۃ المکرمہ میں داخل ہوجائیگا تو اس کی دو شکلیں ہیں۔

(۱) جہاں رُک گیا تھا وہاں سے حج یا عمرہ کے ارادہ سے مکۃ المکرمہ جاتا ہے، تو ایسی صورت میں حُدودِ حرم میں داخل ہونے سے قبل احرام باندھنا واجب ہے۔ ورنہ ایک بکرا قربانی کرنا واجب ہوجائیگا۔ (شامی کراچی ۲/۴۷۷)

(۲) وہاں سے مکۃ المکرمہ داخل ہونے میں حج یا عمرہ کا ارادہ نہیں ہے تو ایسی صورت میں جدّہ والوں کی طرح بلا احرام بھی مکۃ المکرمہ میں داخل ہوجانا جائز ہے، اور یہ حیلہ حج بدل کرنے والوں کے لئے جائز نہیں۔ (مستفاد جواہر الفقہ ۱/۴۹۱، درمختار کراچی ۲/۴۷۷) [۱]

بلا احرام میقات سے گذرنے کے بعد پھر میقات پر جاکر تلبیہ پڑھنا

آفاقی اگر بلا احرام میقات سے گذر جائے اور حِل یا حرم میں جاکر احرام باندھ لیتا ہے اور احرام کے بعد طواف یا کسی اور رُکن کے ادا کرنے سے قبل کسی بھی میقات پر جاکر صرف تلبیہ پڑھ لیتا ہے تو بلا احرام میقات سے گذرنے کی وجہ سے جُرمانہ میں جو قربانی اس پر واجب ہوگئی تھی وہ معاف ہوجائیگی، میقات پر جاکر دوبارہ احرام کی نیت لازم نہیں۔ (بدائع قدیم ۲/۱۶۵) [۲]

---

[۱] امّا لو قصد موضعًا من الحل کخلیص جدة حل لہ مجاوزتہ بلا احرام فاذا حل بہ التحق باھلہ فلہ دخول مکۃ بلا احرام وھو الحیلۃ لمرید ذلک الّا لمامور بالحج للمخالفۃ الخ (درمختار کراچی ۲/۴۷۷) قال الشارح فی توجیہ الحیلۃ ان الوجہ فی الجملۃ ان یقصد البستان لحاجۃ قصدًا اولیًا ولا یضرہ قصدہ دخول مکۃ بعدہ قصدًا ضمنیًا او عارضیًا کما اذا قصد مدنی مثلاً جدة لبیع او شراء اوّلاً ویکون فی خاطرہ انہ اذا فرغ منہ ان یدخل مکۃ ثانیًا الخ غنیۃ جدید ۵۲، منحۃ الخالق ۲/۳۹) وھذہ الحیلۃ لا تجوز للحاج عن الغیر للمخالفۃ الخ غنیۃ جدید/۶۳)

[۲] ولو احرم بعد ما جاوز المیقات قبل ان یعمل شیئًا من افعال الحج ثم عاد الی المیقات ولبّی سقط عنہ الدم وان لم یلب لا یسقط الخ (بدائع قدیم ۲/۱۶۵)

بلا احرام میقات سے گذرنے کے بعد دوبارہ میقات جاکر احرام باندھنا

آفاقی مثلاً ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، برما، انڈونیشیا، افریقہ، یورپ، امریکہ، یمن، امارات وغیرہ کے لوگ دخولِ مکۃ المکرمہ کے ارادہ سے وطن سے روانہ ہوجائیں چاہے حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں یا کسی اور غرض سے جائیں، اور انکا قصدِ اوّلی دخولِ مکہ ہی ہے، تو چاہے درمیان میں ایک دوروز میقات یا حِل مثلاً عسفان یا خلیص میں رُکنے کا ارادہ ہو بہرحال ایسے لوگوں کا بلا احرام میقات سے گذرنا جائز نہیں ہے۔ اگر گذرجائیں گے تو گنہگار رہوں گے، اور جُرمانہ میں ایک بکرا قربانی کرنا واجب ہوگا۔ البتہ اگر لوٹ کر کسی بھی میقات میں جاکر احرام باندھ لیتے ہیں تو جُرمانہ کی قربانی معاف ہوجائے گی۔ (بدائع ۱/۱۶۵ تاتارخانیہ ۲/۴۷۶، البحر الرائق ۲/۳۴۱) [1]

بلا احرام میقات سے گذرنے کے بعد واپس میقات نہ آنا

اگر میقات سے بلا احرام گذرجانے کے بعد دوبارہ کسی میقات پر واپس نہیں گیا یا حج یا عمرہ کے کچھ افعال ادا کرنے کے بعد واپس میقات پر گیا ہے، تو ایسی صورت میں جُرمانہ میں ایک قربانی واجب ہے۔ (معلم الحجاج /۹۵، بدائع ۲/۱۶۵)

ہندوستانی کیلئے حِل میں قیام کا ارادہ

ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، افریقہ، یورپ، امریکہ وغیرہ سے کوئی مسلمان اس ارادہ سے سفر کرتا ہے کہ اوّلاً حُدودِ حِل مثلاً خلیص یا جدّہ یا عسفان

---

[1] یرید الحج او العمرة فجاوزہ بغیر احرام ثم عاد قبل ان یحرم واحرم من المیقات وجاوزہ محرما لایجب علیہ دم بالاجماع لانہ لما عاد الی المیقات قبل ان یحرم واحرم التحقت تلک المجاوزۃ بالعدم الخ (بدائع ۲/۱۶۵)

بخلاف من جاء من الھند بقصد مکۃ اولا دانہ یقصد دخول جدّۃ تبعا وقصد بیعا وشراءً الخ غنیۃ جدید /۵۳)

میں تجارت یا کسی اور مقصد کے لئے رُکنا ہے.........
پھر اسکے بعد حج کے لئے مکۃ المکرمہ داخل ہونا ہے، اور اس نے ابھی تک اپنا حج بھی نہیں کیا تھا، تو ایسی صورت میں ایسے آفاقی شخص پر میقات سے گذرتے وقت احرام باندھنا واجب ہے۔ اگر احرام نہیں باندھے گا تو جرمانہ میں ایک بکرا قربانی کرنا واجب ہوگا۔ اسلئے کہ اتنی دُور سے آنیوالا جب دل میں دخولِ مکہ کا ارادہ رکھتا ہے تو اس ارادہ کو شرعًا قصدِ اوّلی قرار دیا جائیگا۔ (مستفاد منحۃ الخالق ۳/۲۹) [1]
لیکن اگر یہ شخص اپنا حج پہلے کرچکا تھا اور اب اُسکا اصلاً حج کا ارادہ نہیں ہے، بلکہ اصل ارادہ حِل میں تجارت اور اپنے کاروبار کا ہے، اور وہاں جاکر اگر موقع ملیگا تو ضمنًا نفل حج بھی کرنا ہے، تو ایسی صورت میں اس آفاقی پر میقات سے گذرتے وقت احرام باندھنا لازم نہیں ہے۔ جیسا کہ اس زمانہ میں بہت سے آفاقی لوگوں کا حِل سے کاروباری تعلق ہے۔ اور وہ اسی غرض سے سفر کرتے رہتے ہیں۔ [2] (مستفاد جواھر الفقہ ۱/۴۹۱)

اہلِ حِل کا حج یا عمرہ کے ارادہ سے حُدودِ حرم میں بغیر احرام داخل ہونا

حُدودِ حِل کے رہنے والے اگر حج یا عمرہ کے ارادہ سے مکۃ المکرمہ جائیں تو ان کے لئے بغیر احرام حُدودِ حَرم میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح وہ شخص جس نے آفاق سے حُدودِ حِل ہی کے ارادہ سے حِل میں قیام کررکھا ہے اسکا بھی حج یا عمرہ کی نیت سے بلا احرام حُدودِ حرم میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ اگر بغیر احرام داخل ہوں گے تو جرمانہ میں ایک قربانی واجب ہو جائے گی۔ (مستفاد البحر ۳/۴۹) [3]

---

[1] لو اراد دخول مکۃ عند المجاوزۃ یلزمہ الاحرام وان اراد دخول البستان لانّ دخول مکۃ لم یبدأ لہٗ وانما ھو مقصودہ الاصلی۔ (منحۃ الخالق ۲/۲۹) الخ

[2] ومن جاوز وقتہ یقصد مکانًا فی الحل ثم بدأ لہٗ ان یدخل مکۃ فلہٗ ان یدخلھا بغیر احرام (البحر الرائق ۳/۴۹)

[3] فمن قصد البُستان قصدًا اوّلیًّا ثم اراد النسك لا یحل لہٗ دخول مکۃ بلا احرام الخ (البحر الرائق ۳/۴۹)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۱۳)

مسائلِ ارکان و واجباتِ حج

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ○ (سورۂ بقرہ ۱۹۷)

حج کے چند مہینے متعین ہیں پھر جس نے ان مہینوں میں حج کو لازم کرلیا ہے تو عورت سے بے حجاب ہونا اور گناہ کرنا اور جھگڑا کرنا حج کے زمانہ میں جائز نہیں اور جو کچھ نیک کام تم کرتے ہو اللہ ان کو جانتا ہے۔ اور زادِ راہ لے لیا کرو۔ اور بہترین زادِ راہ سوال سے بچنا ہے۔ اے عقلمند و مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔

حج کے فرائض و ارکان

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ارکانِ حج دو ہیں (۱) وقوفِ عرفہ (۲) طوافِ زیارت مگر نتیجہ کے اعتبار سے حج میں چار اُمور فرض ہیں۔

(۱) احرام اور احرام کی حقیقت نیت اور تلبیہ ہے جس کو کتبِ فقہ میں شرط کہا ہے۔ مگر یہ درحقیقت فرض ہے۔

(۲) وقوفِ عرفہ یعنی عرفات کے دن زوال کے بعد وقوف کرنا۔

(۳) طوافِ زیارت۔ (درمختار کراچی ج۲ ص۴۶۷) [1]

(۴) احرام، وقوفِ عرفہ، طوافِ زیارت، ان تینوں امور کے درمیان ترتیب باقی رکھنا یعنی اولاً احرام باندھنا اسکے بعد وقوفِ عرفہ، اسکے بعد طوافِ زیارت کرنا۔ اکثر کتابوں میں اگرچہ اس ترتیب کو فرض نہیں کہا گیا ہے لیکن درحقیقت یہ فرض ہی ہے۔

---

[1] الحج فرضه ثلثة الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزيارة وتحته في الشامية الاحرام هو النية والتلبية الخ (درمختار مع الشامي كراچی ۲/۴۶۷)

اسلئے کہ اسکے بغیر حج فاسد ہوجاتا ہے۔

لہٰذا ان میں اگر ترتیب الٹی ہوجائے گی تو حج ہی نہیں ہوگا۔ علامہ شامیؒ نے طواف کی نیت کو بھی فرض قرار دیا ہے۔ [1] (شامی کراچی ۲/۴۶۷)

حج کے وہ واجبات جن کے ترک کردینے سے کفّارہ میں دم لازم ہوجاتا ہے

حج میں ہر وہ کام واجب ہے جس کو چھوڑ دینے کے بعد اعادہ نہ کرنیکی صورت میں جرمانہ میں ایک قربانی واجب ہوجاتی ہے۔ [2] اور ان امور میں سے ہم یہاں اہم ترین تیس [30] امور ذکر کردیتے ہیں تاکہ حجاج کرام ایسے امور میں غلطی کرکے جرمانہ کا شکار نہ بن جائیں۔

۱۔ وقوفِ مزدلفہ وقوفِ مزدلفہ یعنی یوم النحر کی صبح صادق اور طلوعِ شمس کے درمیانی حصّہ میں مزدلفہ میں وقوف کرنا واجب ہے۔ اسکو ترک کردینے سے دم واجب ہوجاتا ہے۔ (ھدایہ مع الفتح ۳/۳۶) [3]

---

[1] حضرت امام مالکؒ و امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک ارکانِ حج چار ہیں ۱۔ احرام ۲۔ وقوفِ عرفہ ۳۔ طوافِ زیارت ۴۔ سعی بین الصفا والمروہ الخ (مستفاد ایضاح الطحاوی ۳/۳۱۸) اور حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک ارکانِ حج پانچ ہیں چار تو وہ جو اوپر ذکر کئے گئے ہیں اور ایک حلق ہے۔ (معارف السنن ۶/۳۱) الج فرضہ ثلثۃ الاحرام وھو شرط ابتداء ولہ حکم الرکن انتہاء والوقوف بعرفۃ ومعظم طواف الزیارۃ وحقق فی الشامیۃ وبقی من فرائض الج نیۃ الطواف والترتیب بین الفرائض، الاحرام ثم الوقوف ثم الطواف الخ شامی کراچی ۲/۴۶۷) شامی زکریا ۳/۴۶۸)

[2] والضابط ان کل ما یجب بترکہ دم فہو واجب الخ (درمختار کراچی ۲/۴۷۰) مگر اس ضابطہ سے بعض واجبات مستثنیٰ بھی ہیں جن کو ہم اگلی سرخی میں الگ سے بیان کریں گے۔

[3] ولو ترک الوقفۃ بالمزدلفۃ بعد الصبح علی ما بینا من غیر عذر یجب علیہ دم الخ (المسالک فی المناسک للکرمانی ۲/۷۷۵) ومن ترک الوقوف بالمزدلفۃ فعلیہ دم الخ ھدایہ مع الفتح کوئٹہ ۲/۴۶۸)

۲ سعی بین الصّفا والمروہ — صفا ومروہ کے درمیان سعی، اس کے ترک کردینے سے بھی جرمانہ میں دم لازم ہوجاتا ہے

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ واجب ہے، اور حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک یہ رکن اور فرض میں داخل ہے۔ (درمختار کراچی ۲/۴۶۸) [1]

۳ رمی جمرات — جمرات کی رمی کرنا واجب ہے۔ ایک دن کی رمی ترک کردی ہو یا تینوں دن کی رمی ترک کردی ہو، ایک ہی دم واجب ہوتا ہے [2] (غنیۃ الناسک ص۹۷) (ھدایہ مع الفتح ۳/۶۰) اسکی تفصیل مناسکِ منیٰ کے تحت دیکھی جاسکتی ہے۔

۴ طواف وداع — آفاقی پر وطن روانہ ہوتے وقت طوافِ وداع کرنا واجب ہے۔ اسکے ترک سے دم واجب ہوجائے گا [3] (معلم الحجاج ص۱۹۰)

۵ حلقِ رأس — سر کے بال حلق کرنا یا قصر کرنا واجب ہے۔ اور اگر بغیر حلق یا قصر کے احرام کھولدیگا تو دم دینا لازم ہوجائیگا۔ [4]

۶ میقات سے احرام — آفاقی کا میقات ہی سے احرام باندھنا واجب ہے۔ بلا احرام میقات سے گذر جائیگا۔ تو دم دینا لازم ہوگا [5] (درمختار کراچی ۲/۴۶۸)

---

[1] السعی وعند الائمۃ الثلاثۃ وھو رکن الخ (درمختار کراچی ۲/۴۶۸، زکریا دیوبند ۳/۴۶۹)

[2] ولو اخر ای الایام کلہا الی الرابع مثلاً رماھا کلہا فیہ قبل الزوال او بعدہ علی التالیف قضاء عندہ وعلیہ دمٌ واحدٌ للتاخیر (الی قولہ) وان لم یقض حتی غربت الشمس منہ فات وقت القضاء والاداء وعلیہ دمٌ واحدٌ اتفاقاً الخ غنیہ جدید/۱۸۲ قدیم/۹۷) وان ترک رمی یوم فعلیہ دمٌ الخ ھدایۃ ۱/۲۵۵)

[3] وطواف الصدر ای الوداع للآفاقی غیر الحائض الخ درمختار کراچی ۲/۴۶۸) ومن ترک طواف الصدر او اربعۃ اشواط منہ فعلیہ شاۃ الخ ھدایۃ ۱/۲۵۳)

[4] والحلق او التقصیر وتحتہ فی الشامیۃ ان ھذا شرط للخروج من الاحرام والشرط لایکون الا فرضاً (الی قولہ) بیان وجوبہ من حیث ایقاعہ فی الوقت المشروع الخ (شامی کراچی ۲/۴۶۸)

[5] وانشاء الاحرام من المیقات الخ (درمختار کراچی ۲/۴۶۸، زکریا ۳/۴۷۰)

اسکی تفصیل مواقیت کی بحث میں دیکھی جاسکتی ہے۔

۷ غروب سے قبل عرفات سے نہ نکلنا

غروبِ آفتاب ہوجانے تک عرفات میں رہنا واجب ہے۔ (درمختار کراچی ص۴۶۸/۲) لہٰذا اگر غروب سے قبل عرفات سے نکلے گا تو ترکِ واجب کیوجہ سے دم دینا لازم ہوگا [۱] (معلم الحجاج ص۲۴۶)

۸ طواف میں پیدل چلنا

طواف میں پیدل چلنے پر قدرت ہو تو پیدل چلنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر قدرت ہوتے ہوئے سواری پر طواف کریگا تو جرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا۔ (شامی کراچی ص۴۶۸/۲)۔ [۲]

۹ باوضو طواف کرنا

حدث اور ناپاکی سے پاک صاف ہوکر طواف کرنا واجب ہے لہٰذا اگر بے وضو طوافِ زیارت کریگا تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔ اگر حیض ونفاس کی حالت میں یا جنابت کی حالت میں کریگا تو جرمانہ میں ایک گائے یا ایک اونٹ کی قربانی واجب ہوجائے گی [۳] ۔ (شامی کراچی ص۵۱۹/۲)
اور اگر طوافِ زیارت کے علاوہ دیگر طواف مثلاً طوافِ قدوم، طوافِ وداع، طوافِ نفل بے وضو کریگا تو دم واجب نہیں ہوگا۔ بلکہ ہر پھیرے کے بدلہ میں ایک صدقہ فطر اور ایک پورے طواف کے بدلہ میں سات صدقہ دینا لازم ہوگا۔ (غنیہ جدید/۲۷۵، معلم الحجاج/۲۴۴)

۱۰ طواف میں سترِ عورت

سترِ عورت یعنی بحالتِ طواف ستر کے اعضاء کو چھپانا واجب ہے۔ لہٰذا ننگے طواف کرنا

---

[۱] لو دفع من عرفة وجاوزها قبل غروب الشمس وجب عليه دمٌ الخ المسالك فى المناسك ۲/۷۷۵ هكذا فتح القدير ۲/۵۹) [۲] المشى فيه اى فى الطواف۔ لمن ليس له عذرٌ وتحته فى الشامية فلو تركه بلا عذر اعادة والا فعليه دمٌ لان المشى واجب عندنا الخ شامى كراچى ۲/۴۶۸
[۳] ولو طاف للزيارة جنبًا او حائضًا او نفساء كله او اكثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة (قوله) ولو طاف للزيارة كله او اكثره محدثًا فعليه شاة الخ غنية جديد/۲۷۲)

موجبِ دم ہوگا۔ (درمختار مع الشامی کراچی ص ۴۶۹ ج ۲) [۱]

۱۱ غیر معذور کا سعی میں پیدل چلنا

غیر معذور تندرست آدمی کا سعی میں پیدل چلنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر بلا عذر سواری پر سعی کریگا تو دم دینا لازم ہوگا۔ (مستفاد درمختار ص ۴۶۹ ج ۲)

۱۲ قارن و متمتع کی قربانی

قارن و متمتع کا قربانی کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر قربانی کئے بغیر احرام کھولدیں گے تو جرمانہ میں ایک قربانی اور لازم ہوجائے گی۔ (فتح القدیر ص ۹۵ ج ۳) (درمختار کراچی ص ۴۷۰ ج ۲) [۲]

۱۳ جمرۂ عقبہ کی رمی و قربانی و حلق میں ترتیب

جمرۂ عقبہ کی رمی، قربانی، حلقِ راس، کے درمیان ترتیب قائم رکھنا واجب ہے۔ اور ترتیب اسطرح ہے کہ یوم النحر میں اوّلاً جمرۂ عقبہ کی رمی، اسکے بعد قربانی (اگر قربانی لازم ہے) اسکے بعد حلق یا قصر۔ لہٰذا اگر رمی سے قبل قربانی یا حلق کریگا یا قربانی سے قبل حلق کریگا تو جرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔ البتہ ان تینوں اُمور سے قبل طوافِ زیارت کرنا اگرچہ خلافِ سُنّت ہے مگر دم دینا لازم نہیں ہے۔ (درمختار مع الشامی کراچی ص ۴۷۰ ج ۲) [۳]

۱۴ طوافِ زیارت ایامِ نحر کے اندر کرنا

طوافِ زیارت، ایام النحر یعنی دسویں سے بارہویں ذی الحجہ کے درمیان میں کرلینا، ان تین دنوں میں سے کسی بھی دن کرلیگا تو موجب

---

[۱] وستر العورۃ فیہ وفی الشامیۃ فی الطواف وفائدۃ عدّہ واجبا ھنا مع انہ فرض مطلقاً لزوم الدّم بہ الخ شامی کراچی ۲/۴۶۹ زکریا ۳/۴۷۱)
[۲] ذبح الشاۃ للقارن والمتمتع الخ درمختار کراچی ۲/۴۷۰ زکریا ۳/۴۷۲)
[۳] والترتیب بین الرمی والحلق والذبح فی یوم النحر الخ درمختار کراچی ۲/۴۷۰)

جرمانہ نہ ہوگا لیکن اگر بارہویں ذی الحجہ گذر جائے اور طواف زیارت باقی رہ جائے تو جرمانہ میں ایک قربانی لازم ہو جائے گی۔ (درمختار ۲/۴۷) [1]

۱۵ حطیم کے باہر سے طواف کرنا

طواف کو حطیم کعبہ کے باہر کیطرف سے کرنا واجب ہے۔ (درمختار ۲/۴۷)۔

لہٰذا اگر حطیم کے اندر سے طواف زیارت کرکے وطن واپس چلا جائے تو ترکِ واجب کی وجہ سے ایک دم دینا واجب ہوگا۔ اور اگر پورے طواف کا اعادہ کرلیا ہے تو جرمانہ ساقط ہو جائے گا۔ (مستفاد بدائع الصنائع ۲/۱۳۲ وتبیین الحقائق ۲/۱۷) [2]

۱۶ سعی سے قبل طواف

سعی بین الصفا والمروہ کا کسی بھی طواف کے بعد ہونا۔ لہٰذا ہر سعی سے پہلے ایک طواف کا ہونا واجب ہے، چاہے طوافِ قدوم ہو یا طوافِ زیارت ہو یا طوافِ نفل [3] (درمختار کراچی ۲/۴۷۰)

لہٰذا اگر بغیر کسی طواف کے سعی کرلیگا تو جرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔

۱۷ حدودِ حرم میں ایام نحر کے اندر حلق کرنا

حدودِ حرم میں ایام النحر کے گذر جانے سے قبل سر کے بال صاف کرکے احرام کھولدینا واجب ہے۔ لہٰذا اگر حدودِ حرم سے باہر بال صاف کریگا یا بارہویں ذی الحجہ گذر جانے کے بعد حلق یا قصر کریگا تو جرمانہ میں ایک دم دینا

---

[1] وفعل طواف الافاضۃ ای الزیارۃ فی یوم من ایّام النحر الخ درمختار کراچی ۲/۴۷۰)

[2] ولو طاف فی داخل الحجر فعلیہ ان یعید لان الحطیم لما کان من البیت فاذا طاف فی داخل الحطیم فقد ترک الطواف ببعض البیت والمفروض ھو الطواف بکل البیت لقولہ تعالیٰ و لیطوفوا بالبیت العتیق. (وقولہ) ولو لم یعد حتی عاد الی اھلہ یجب علیہ الدّم الخ بدائع قدیم ۲/۱۳۲)

[3] کونہ بعد طواف معتد بہ (الی قولہ) فھو من شرائط صحۃ السّعی ومن واجبات الحج غنیۃ جدید/۱۳۲ ولو سعی قبل الطواف لم یعتد بہ فان لم یعد فعلیہ دم الخ (غنیہ جدید/۲۷۷)

لازم ہوگا۔ (درمختار کراچی ج۲ ص۵۴۷) اسکی تفصیل حلق وقصر کے عنوان کے تحت دیکھ لی جائے [1]

۱۸ ایک دن کی رمی دوسرے دن تک نہ مؤخر کرنا

ایک دن کی رمی کو دوسرے دن تک مؤخر نہ کرنا، اگراتنی مؤخر کی جائے گی کہ دوسرے دن صبح ہوجائے تو جرمانہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک دم واجب ہوگا۔ (شامی کراچی ج۲ ص۵۴۶) (ھدایہ مع الفتح کوئٹہ ۲/۴۶۸)۔

۱۹ متمتع وقارن کا ذبح

متمتع وقارن کا ذبح سے قبل رمی کرنا، لہٰذا اگر قربانی کو مقدم کردیگا تو دم لازم ہوجائے گا۔

(شامی ج۲ ص۵۴۷) ھدایہ)

۲۰ قربانی کو حلق پر مقدم کرنا

متمتع اور قارن کا قربانی کو حلق پر مقدم کرنا، لہٰذا اگر حلق کو مقدم کریگا تو جرمانہ کا دم دینا لازم ہوگا۔ (مستفاد شامی کراچی ج۲ ص۵۴۶) اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قارن پر دو دم لازم ہوں گے، اور صاحبینؒ کے نزدیک قارن ومتمتع دونوں پر ایک دم لازم ہوگا۔ [2] (معلم الحجاج ص۲۴۷، فتح القدیر ج۳ ص۶۵)

۲۱ امیرالحج سے پہلے عرفات سے نہ نکلنا

امیرالحج سے پہلے لوگوں کا میدانِ عرفات سے نکلنا جائز نہیں ہے. بلکہ امیرالحج کے نکلنے تک انتظار کرنا واجب ہے. لہٰذا اگر امامِ حج کے حدودِ عرفات سے نکلنے سے پہلے جو لوگ نکلیں گے ان پر ترکِ واجب کی وجہ سے جرمانہ میں ایک قربانی

---

[1] ومن اخر الحلق حتی مضت ایام النحر فعلیہ دمٌ (وقولہ) فان حلق فی ایام النحر فی غیر الحرم فعلیہ دم الخ ھدایۃ ۱/۲۵۷)

[2] فان حلق القارن قبل ان یذبح فعلیہ دمان عند ابی حنیفۃؒ دم بالحلق فی غیر اوانہ لان اوانہ بعد الذبح ودم بتاخیر الذبح عن الحلق وعندھما یجب علیہ دم واحد الخ ھدایہ ۱/۲۵۷)

کرنا واجب ہوگا۔ (ہدایہ مع الفتح ص۵۹/۲) [1]

یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ صاحبِ ھدایہ نے یہی لکھا ہے کہ اس پر دم واجب ہوجائیگا اور صاحبِ فتح القدیر نے اس کی تائید فرمائی مگر فتح القدیر کے حاشیہ میں علامہ سعد اللہ چلپیؒ نے لکھا ہے کہ غروب کے بعد امیر الحج سے قبل عرفات سے نکلنے سے دم واجب نہیں ہوتا۔ [2]

اور اس زمانہ میں حُدودِ عرفات میں سرکاری طور پر انتظام ہوتا ہے کسی حاجی کو حُدودِ عرفات سے اسوقت تک باہر نکلنے نہیں دیا جاتا جب تک توپ کی آواز نہ آجائے شاید امیر الحج کے نکلنے کے بعد ہی توپ چھوڑی جاتی ہے۔

بہرحال حجاجِ کرام کو توپ کی آواز سے قبل نہیں نکلنا چاہیئے۔ نیز عرفات کے تمام گیٹ اسوقت تک بند رکھتے ہیں جب تک امیر الحج نہ نکل جائے۔

۱۲۲ ایامِ نحر میں قربانی

قربانی ایام نحر کے اندر ہی کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر ایام نحر یعنی بارہویں ذی الحجہ گذر جائے اور متمتع اور قارن نے قربانی نہیں کی ہے تو ان پر جرمانہ میں الگ سے مزید ایک قربانی واجب ہوجائے گی۔ (غنیۃ الناسک ص۱۲۹) [3]

---

[1] من افاض قبل الامام من عرفات فعليه دم الخ هدايه رشيديه ۱/۲۵۵)
وتحته فی حاشية الچلپی اقول يجوز ان يفيض بعد الغروب قبل الامام اذ لا يجب على الامام ان يفيض مع الغروب بحيث لا يتخلل بين افاضته والغروب زمان ما. مع انه لا يلزم على ذلك المفيض بعد الغروب قبل الامام شیء الخ
(چلپی مع الفتح کوئٹہ ۲/۴۷۴، بیروتی ۲/۵۳)

[2] واخر القارن والمتمتع الذبح عن ايام النحر فعليه دم الخ
غنية جديد/ ۲۷۹ قديم/ ۱۲۹)
وواجبه (الی قوله) رمی القارن والمتمتع قبل الذبح والهدی عليهما وذبحهما قبل الحلق وفی ايام النحر الخ شامی زکريا ۲/۴۶۹)

۲۳ وقوفِ عرفہ کے بعد حلق تک ممنوعاتِ احرام سے دُور رہنا

وقوفِ عرفات کے بعد جب تک احرام نہ کھولا جائے اسوقت تک ممنوعاتِ احرام سے احتراز کرنا اور اپنے کو ان اُمور سے دُور رکھنا واجب ہے۔ مثلاً وقوفِ عرفہ کے بعد احرام کھولنے سے قبل بیوی سے ہمبستری اور سلے ہوئے کپڑے پہننے اور سر اور چہرے ڈھانکنے سے پرہیز کرنا واجب ہے ورنہ دم واجب ہوجائیگا۔ [۱]

حج کے وہ واجبات جن کے ترک سے دم واجب نہیں ہوتا

حج میں ایسے بہت سے واجبات ہیں جنہیں علماء کا اختلاف ہے۔ مگر ان کے ترک سے دم واجب نہیں ہوتا۔ یہی راجح اور صحیح ہے۔ انمیں سے پانچ امور ہم یہاں ذکر کردیتے ہیں۔

۱ مزدلفہ کے راستہ میں مغرب و عشاء

مزدلفہ کے راستہ میں مغرب و عشاء کی نماز نہ پڑھنا بلکہ مزدلفہ پہونچنے تک دونوں کو مؤخر کردینا واجب ہے۔ لہٰذا راستہ میں اگر دونوں نمازیں پڑھ لی جائیں گی تو مزدلفہ پہونچکر اعادہ کرنا واجب ہوگا۔ مگر دم واجب نہ ہوگا۔ اور نہ ہی کوئی جُرمانہ لازم ہوگا۔ بلکہ سخت گنہگار ہوگا۔ (مستفاد شامی کراچی ج۲ ص۴۶۷) [۲]

۲ طواف کے بعد دُو رکعت نماز

ہر طواف کے بعد دُو رکعت صلوٰۃ طواف ادا کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر ادا۔

---

[۱] وترك المحظور كالجماع بعد الوقوف ولبس المخيط وتغطية الرأس والوجه الخ
(الدر المختار كراچی ۲/۴۷۰، زكريا ديوبند ۳/۴۷۳)
[۲] تاخير المغرب والعشاء الى المزدلفة الخ شامی كراچی ۲/۴۶۷)

نہیں کریگا تو ترکِ واجب کا گناہ ہوگا۔ مگر جرمانہ میں دم واجب ہونے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ بعض دم کو لازم کہتے ہیں اور بعض عدم وجوب دم کے قائل ہیں۔ (درمختار کراچی ص۲/۴۷) اس لئے کہ یہ نماز حدودِ حرم میں ادا کرنا صرف سنت ہے واجب نہیں۔ بلکہ اگر وطن واپس جاکر بھی ادا کرلیگا تب بھی واجب ادا ہوجائیگا لہٰذا دم واجب نہ ہوگا اور یہی راجح ہے۔ (مستفاد شامی کراچی ص۲/۴۷) سلہ

۳ صفا پہاڑی سے سعی کی ابتداء

صفا مروہ کے درمیان سعی کی ابتداء صفا پہاڑی سے کرنے کو بعض علماء نے واجب کہا ہے۔ اور بعض نے سنت، مگر صفا سے ابتداء نہ کرنے میں کسی کے نزدیک دم واجب نہیں ہے۔ جو پھیری مروہ سے کی ہے اسکا اعادہ کرلیگا تو کوئی جرمانہ نہیں۔ اور اگر اعادہ نہ کریگا تو ایک صدقہ فطر لازم ہوگا۔ ٢ه (مستفاد معلم الحجاج ص۱۴۷)

۴ دائیں ہاتھ سے طواف کرنا

طواف اسطرح سے کرنا کہ اپنا بایاں مونڈھا کعبۃ اللہ کی جانب ہو اور دائیں ھاتھ کو طواف کا چکر لگایا جائے یہ عمل بھی واجب ہے۔ اور بعض نے اسکو فرض کہا اور بعض نے سنت کہا ہے۔ ٣ه

۵ حجرِ اسود سے طواف کی ابتداء

حجرِ اسود سے طواف کی ابتداء کو صاحبِ درمختار نے واجب کہا ہے۔ اور بعض نے فرض اور بعض نے شرط اور بعض نے سنت بھی کہا ہے، لیکن راجح یہی ہے کہ واجب ہے ۴ه اور اسکے ترک سے راجح قول کے مطابق دم واجب نہیں ہوتا۔

لہ وصلوٰۃ رکعتین لکل اسبوع من ای طواف کان فلو ترکہا ھل علیہ دم قیل نعم فیوصی بہ وتحتہ فی الشامیۃ ولو ترکہا لم تجب بدم ای لایجب علی الایصاء بالکفارۃ الخ شامی کراچی ۲/۴۷) لان رکعتی الطواف لایجب بترکہما الدم الخ شامی کراچی ۲/۴۷)۔ ٢ه ویداءۃ السعی بین الصفا والمروۃ من الصفا ولو بدأ بالمروۃ لایعتد بالشوط الاول فی الاصح الخ درمختار کراچی ۲/۶۹)۔

٣ه والتیامن فیہ ای فی الطواف فی الاصح وفی الشامیۃ صحح بہ الجمہور وقیل انہ سنۃ وقیل فرض۔ (درمختار کراچی ۲/۶۸) ۴ه والبداءۃ بالطواف من الحجر الاسود علی الاشبہ لمواظبتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وقیل فرض وقیل سنۃ وتحتہ فی الشامیۃ ان الاصح انہ شرط لکن ظاہر الروایۃ انہ سنۃ یکرہ ترکہا وعلیہ عامۃ المشائخ الخ درمختار مع الشامی کراچی ۲/۶۸)

(۱۴) حج کے اقسام

حج کی کل تین قسمیں ہیں۔ افرادؔ، قرانؔ، تمتعؔ۔

حج افراد حج افراد کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھ لیا جائے اور مکۃ المکرمہ حاضر ہو کر طوافِ قدوم کر کے احرام کی حالت میں قیام کیا جائے۔ اور یوم النحر کے دن جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ اور ایسے حاجی پر کوئی قربانی لازم نہیں ہے۔ صرف ایک طواف اور ایک سعی واجب ہے۔ (ایضاح الطحاوی ۲/۳۶۱)

آجکل کے زمانہ میں میقات سے حج افراد کا احرام باندھکر جاتے میں احرام کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جو لوگ حج سے پندرہ بیس روز قبل مکہ مکرمہ پہنچ جائیں گے ان کے لئے احرام کی حالت میں اتنا لمبا زمانہ گذارنا، اس درمیان میں ممنوعاتِ احرام سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا بہت دشوار ہے۔ اور ممنوعاتِ احرام کو اگر بھول کر بھی اختیار کیا جائیگا تب بھی کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔ مثلاً مونچھ بہت لمبی ہو جائے اور بے خیالی میں کاٹ لی۔ ساتھیوں کے ساتھ بے خیالی میں خوشبو لگا لی وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح معمولی معمولی امور سے اتنے لمبے عرصہ تک بچنا بہت مشکل ہے۔ ہاں البتہ جو حجاجِ کرام پہلے مدینۂ منورہ جاتے ہیں اور وہاں آٹھ روز گذارنے کے بعد جب مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوں، اور حج کا زمانہ بہت قریب ہو تو ان کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ بہرحال آجکل کے زمانہ میں حجِ تمتع ہی زیادہ آسان ہے۔ اور تقریباً ننانوے ۹۹ فیصد حجاجِ کرام حج تمتع ہی کرتے ہیں۔

حج قران حجِ قران کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کے لئے ایک ساتھ احرام باندھ لیا جائے، اور مکۃ المکرمہ پہنچکر ارکانِ عمرہ

ادا کرنے کے بعد احرام نہ کھولا جائے۔ یا میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے اور مکۃ المکرمہ پہنچنے سے قبل راستہ میں یا مکۃ المکرمہ پہنچنے کے بعد طواف عمرہ سے قبل کا احرام باندھ لیا جائے، اور پھر ارکانِ عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام نہ کھولا جائے۔ اور نہ ہی حلقِ راس کیا جائے بلکہ اسی احرام کی حالت میں مکۃ المکرمہ میں قیام کیا جائے، اور ارکانِ عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد ایک طواف مزید کرنا مسنون ہے، جس کو طوافِ قدوم کہا جاتا ہے۔ اسکے بعد عرفات، مزدلفہ کے معمولات سے فارغ ہو کر یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد ایک قربانی کرنا بھی واجب ہے۔ اسکو دمِ شکر بھی کہا جاتا ہے۔ اور قربانی سے فارغ ہو کر حلق یا قصر کر کے احرام کھول دیا جائے۔

(غنیہ جدید/۲۰۲)

قارن پر دو طواف و دو سعی لازم

حجِ قران کرنے والے پر دو طواف اور دو سعی لازم ہو جاتی ہیں۔ ایک طواف اور ایک سعی عمرہ کے لئے، اور دوسرا طواف وقوفِ عرفہ اور مزدلفہ کے بعد لازم ہو جاتا ہے۔ جو حج کا رکنِ اعظم ہے۔ اس کو طوافِ زیارت اور طوافِ فرض بھی کہا جاتا ہے۔ یہ حج کا طواف ہے۔ اور حج کے لئے الگ سے ایک سعی بھی لازم ہوتی ہے۔ اور حج کی یہ سعی طوافِ قدوم کے بعد عرفہ جانے سے پہلے بھی جائز ہے۔ اور طوافِ زیارت کے بعد بھی جائز ہے۔ اور قارن سے کوئی جنایت ہو جائے تو دو کفارہ لازم ہو جاتے ہیں۔ ایک حج کی وجہ سے، دوسرا عمرہ کی وجہ سے۔[1] (ایضاح الطحاوی ۲/۲۴۴، ایضاح المناسک/۵۲)

---

[1] عن علی وعبد اللہ قالا القارن یطوف طوافین ویسعی سعیین۔ الحدیث (طحاوی شریف مطبع بیروت ۲/۲۸۰ حدیث ۳۸۵۸، دارقطنی ۲/۲۶۵ بسند صحیح عن ابی نصر عن علی (کتاب الآثار/۲۳۳، ایضاح الطحاوی ۳/۴۸، التفصیل فی الحاوی فی بیان آثار الطحاوی ۳/۹۲م)

قِــران کا مسنون طریقہ

حج قِران کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ میقات سے حج وعمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ لیا جائے، یا عمرہ کا احــرام حج کے احرام پر مقدم کیا جائے یعنی میقات سے عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے، اور راســتہ میں یا طوافِ عمرہ ادا کرنے سے قبل حج کا احرام باندھ لیا جائے۔ اور اگر اسکے خلاف کیا جائے مثلاً میقات سے صرف حج کا احــرام باندھ لیا جائے، پھر طوافِ قدوم سے قبل عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے۔ اور پھر ارکانِ عمرہ عرفات سے قبل ادا کرلیے جائیں تو ایسا حج، حج قران ہوجائیگا۔ مگر خلافِ سنت اور مکروہ ہوگا۔ اور اس پر قران صحیح ہونے کی وجہ سے دمِ شکر لازم ہوجائیگا۔ [1]

صحتِ قِران کی شــرائط

حجِ قران کے صحیح ہونے کے لیے پانچ شــرطیں اہمیت کی حــامل ہیں۔

[1] اشہرِ حج یعنی شوال، ذلیقعدہ، ذالحجہ کے نَو دنوں کے درمیانی زمانہ میں عمرہ کا طواف کرنا، اگر اس زمانہ میں طوافِ عمرہ نہیں کرپایا تو قران صحیح نہ ہوگا۔

[2] طوافِ عمرہ وقوفِ عــرفہ سے قبل کرنا۔ اگر وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ عمرہ کیا جائے تو قِــران صحیح نہ ہوگا۔

---

[1] فالقران افضل فی حد ذاتہ وھوان یجمع بین احرامی العمرۃ والحج ویؤدیہما فی اشہر الحج وصفۃ الصحۃ بان یہل بہما معًا او علی التعاقب بان لا ینفصل بینہما برکن احدہما کأن یدخل احرام الحج علی العمرۃ قبل ان یطوف لہا اربعۃ اشواط اَوْ یدخل احرام العمرۃ علی الحج قبل الوقوف بعرفۃ فان اسآء لترکہ السنۃ لان السنۃ فی القران یحرم بہما معًا او یقدم احرام العمرۃ علی الحج مع انہ قارن بلاخلاف فان کان اہل بہا قبل ان یشرع فی طواف القدوم فہو قارن مسیء ومضی فی عمرتہ وعلیہ دم شکر انتہا قلت الخ غنیۃ جدید ۲۰۲)

۳ طوافِ عمرہ سے قبل حج کا احرام باندھنا۔ لہٰذا اگر طوافِ عمرہ کرنے کے بعد حج کا احرام باندھا ہے تو قِران صحیح نہ ہوگا۔ بلکہ تمتع بن جائیگا۔

۴ فسادِ عمرہ سے پہلے حج کا احرام باندھنا۔ لہٰذا اگر عمرہ فاسد ہوجانے کے بعد حج کا احرام باندھا ہے تو قران صحیح نہ ہوگا۔ بلکہ مفرد بالحج بن جائیگا۔

۵ عمرۂ قِران کو فاسد ہونے سے بچانا۔ لہٰذا ارکانِ عمرہ ادا کرنے سے قبل ہمبستری نہ ہو۔ اسی طرح وقوفِ عرفہ سے قبل حج کو فساد سے بچانا لازم ہے۔ یہ تمام شرائط غنیہ جدید/۲۰۳ میں موجود ہیں۔

مکّی کا قِران

مکّی کا تمتع کسی طرح صحیح نہیں ہوپاتا۔ اسلئے کہ عمرہ اور حج کے درمیان المامِ صحیح ہر حال میں لازم آجاتا ہے۔ اور صحتِ تمتع کے لئے عدمِ المامِ صحیح شرط ہے۔ اور اسکے برخلاف صحتِ قران کے لئے عدمِ المام مشروط اور لازم نہیں۔ بلکہ المامِ صحیح کے باوجود قِران صحیح ہوجاتا ہے۔ اسلئے مکّی کا قِران اصول ولغت کے اعتبار سے صحیح ہوجاتا ہے۔ مگر شرعاً مکّی کے لئے قِران مسنون نہیں ہے۔

اسلئے دمِ شکر مکّی قارن پر لازم نہیں ہوتا، بلکہ دمِ جبر لازم ہوگا۔ کیونکہ دمِ شکر مسنون قران پر لازم ہوتا ہے، اور یہاں مسنون قران نہیں ہے۔ [له]

له ولا يشترط لصحته عدم الإلمام الصحيح فصح قران المكي من الآفاق مع وجوده فيه ولم يصح تمتعه من الآفاق (وقوله) فلو قرن مكي صح وأساء وعليه دم جبر ولا تقديم إحرامها على الحج فلو أدخلها عليه قبل الوقوف يصير قارنا مسيئا۔
(غنیہ جدید/۲۰۳)

عمرۂ قران کی سعی وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد بھی جائز

طوافِ عمرہ کا وقوفِ عرفہ سے قبل واقع ہونا قِران کے صحیح ہونے کے لئے لازم ہے۔ لیکن عمرہ کی سعی کا وقوفِ عرفہ سے قبل واقع ہونا لازم نہیں۔ بلکہ ایسا بھی جائز ہے کہ وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد عمرہ اور حج دونوں کی دو سعی ایک ساتھ کی جائیں، اور ایسا کرنا بھی جائز ہے کہ طوافِ عمرہ کے چار چکر وقوفِ عرفہ سے قبل ادا ہوجائیں اور باقی تین چکر طوافِ زیارت کے ساتھ ادا کئے جائیں[1]

طوافِ قدوم کو طوافِ عمرہ شمار کرنا

اگر قارن نے طوافِ عمرہ نہیں کیا بلکہ طوافِ قدوم کر لیا تھا، پھر اسکے بعد وقوفِ عرفہ سے کوئی طواف نہیں کیا، تو طوافِ قدوم کو طوافِ عمرہ مان لیا جائیگا۔ اور اس کا قِران ہوجائیگا، اور عمرہ کی سعی بعد میں واقع ہو بہر حال جائز ہے۔ اسی طرح وقوفِ عرفہ سے قبل چار شوط ادا کیئے تھے اور باقی تین شوط طوافِ زیارت کے ساتھ ادا کر لیئے ہیں تب بھی صحیح ہوجائیگا۔[2]

---

[1] فلو طاف لہما طوافین ثم سعی سعیین جاز واساء بتاخیر سعی العمرۃ وتقدیم طواف الحج ولادم علیہ اجماعًا والمراد بثانی الطوافین طواف القدوم وقیل انہ طواف الزیارۃ بان اتی بطواف العمرۃ ثم اشتغل بالوقوف ثم طاف للزیارۃ یوم النحر ثم سعی سعیین الخ غنیۃ جدید/۲۰۵)

[2] فلو اتی باربعۃ اشواط ولو بقصد القدوم او التطوع ثم وقف لم تبطل عمرتہ ویتمہا یوم النحر قبل طواف الزیارۃ الخ غنیۃ جدید/۲۰۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(۱۵) مسائلِ حجِ تمتّع

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

الآیۃ (سورۂ بقرہ ۱۹۶)

تو جو کوئی عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر تمتّع کا فائدہ اٹھائے تو اس پر قربانی میں سے جو کچھ میسّر ہو لازم ہے۔ پھر جس کو قربانی میسّر نہ ہو تو حج کے زمانہ میں تین روزے اور سات روزے جب تم وطن لوٹ آؤ رکھنا لازم ہے۔ یہ کل دس روزے رکھنا لازم ہے۔ تمتّع کا یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہے جن کے گھر والے مسجدِ حرام کے پاس نہ رہتے ہوں۔

حجِ تمتّع کا طریقہ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ❊ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

حجِ تمتع کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے، اور مکۃ المکرمہ پہنچکر ارکانِ عمرہ ادا کرکے احرام کھول دیا جائے۔ اس کے بعد مکۃ المکرمہ کے باشندوں کی طرح بغیر احرام کے قیام کیا جائے۔ پھر یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کی صبح کو حدودِ حرم میں جہاں اپنا قیام ہے وہاں سے حج کا احرام باندھ کر منیٰ کو روانہ ہوجائے۔[1] پھر یوم النحر کو جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے کے بعد تمتع کی قربانی کی جائے۔

---

[1] مستحب یہ ہے کہ مسجدِ حرام میں آکر طواف کرکے دوگانہ یعنی دو رکعت نماز پڑھکر احرام باندھے۔ (احکامِ حج ص۵۹)
فاذا کان یوم الترویۃ احرم به دقبلہ افضل وافضل اماکنہ للحطیم ثم المسجد ثم مکۃ ثم الحرم الخ
(غنیہ جدید ۱۲۰/ قدیم ۱۱۵)

اس کے بعد حلق کرکے احرام کھول دیا جائے۔ اور تمتع کرنے والے پر جو قربانی واجب ہوتی ہے اس کو دم شکر کہا جاتا ہے۔ اور اس پر عمرہ کے لئے ایک سعی اور ایک طواف اور حج کے لئے بھی ایک سعی اور ایک طواف لازم ہوجاتے ہیں۔

(ایضاح الطحاوی ۳/۳۶۱) [1]

حج تمتع کی شرائط و لوازمات

۱۔ تمتع کرنیوالا آفاقی ہو، اہلِ حِل اور اہلِ مکّہ نہ ہو۔

۲۔ طوافِ عمرہ یا اسکا اکثر حصّہ حج کے مہینوں میں ادا کیا ہو، اس سے پہلے ادا نہ کیا ہو۔

۳۔ طوافِ عمرہ مکمّل یا اسکا اکثر حصّہ حج کے احرام باندھنے سے قبل ادا کیا گیا ہو لہٰذا اگر حج کے احرام کے بعد ادا کیا ہے تو تمتع نہ ہوگا بلکہ قران ہوجائیگا۔

۴۔ افعالِ عمرہ اور افعالِ حج ایک ہی سال کے اشہرِ حج میں ادا کیئے ہوں۔

۵۔ عمرہ اور حج کے درمیان اِلمامِ صحیح ثابت نہو، یعنی عمرہ و حج دونوں ایک ہی سفر میں واقع ہوں۔ اور مسئلہ اِلمام کا مستقل عنوان ہے، جو آگے کی سُرخیوں میں آرہا ہے۔

۶۔ جس عمرہ کے ساتھ تمتع کیا جائے وہ عمرہ فاسد نہو۔ اس کی وضاحت فسادِ عمرہ کے عنوان میں دیکھی جاسکتی ہے۔

۷۔ حج میں فساد لازم نہ آجائے، یعنی حج اور عمرہ دونوں کا صحیح ہونا لازم ہے۔

---

[1] واذا دمی یوم النحر ذبح للمتمتع کالقران الخ غنیہ جدید/۱۱۲ قدیم/۱۱۵)
دمِ تمتع ادا نہ کرسکے تو تین روزے یوم عرفہ سے قبل اور سات روزے اسکے بعد رکھ سکتے ہیں۔ اسکی تفصیل قربانی کے عنوان کے آخر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اگر کوئی ایک بھی فاسد ہوجائیگا تو حج تمتع نہ ہوگا۔

۸ عمرۂ تمتع کے بعد حج سے قبل مکۃ المکرمہ کو ہمیشہ کیلئے وطن بنانے کا اِرادہ نہ کیا ہو۔ کیونکہ وطن بنانے کی صورت میں مکی بنجائیگا، اور مکہ والوں کیلئے تمتع نہیں ہوتا۔

۹ اشہرِ حج سے قبل مکۃ المکرمہ میں حلال ہوکر مقیم ہوگیا ہو، اور اسی حالت میں اشہرِ حج آجائے تو اب اسکا تمتع نہیں ہوسکیگا۔

مثلاً اگر آفاقی شخص رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کے بعد مکۃ المکرمہ میں حج تک قیام کرلے، پھر حج بھی کرلے تو مفرد بالحج ہوگا، متمتع نہ ہوگا، اسلئے کہ اشہرِ حج میں عمرۂ آفاقی نہیں کیا، اور تمتع کیلئے اشہرِ حج میں عمرۂ آفاقی لازم ہے[1]۔

عورت قارِنہ یا متمتعہ کو طوافِ عُمرہ سے پہلے حیض آجائے تو حج کے بعد قضاءِ عمرہ کیساتھ دم کا حکم

آجکل کے زمانہ میں آفاق سے جانے والے تقریباً تمام ہی حجاج حج تمتع کرتے ہیں، اور عمرۂ تمتع کا احرام باندھکر مکۃ المکرمہ میں داخل ہوتے ہیں، ایسے حالات میں اگر ارکانِ عمرہ ادا کرنے سے پہلے ماہواری (حیض) آجائے، اور اسی حالت میں آٹھویں ذی الحجہ بھی آجائے، اور آٹھویں ذی الحجہ کو اس پر حج کا احرام باندھنا لازم ہوجاتا ہے، حالانکہ وہ ابھی تک پاک نہیں ہو پائی تو ایسی صورت میں وہ عورت کیا کرے گی۔؟

تو اس کے بارے میں شرعی حکم یہی ہے کہ وہ عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح

---

[1] یہ تمام شرائط غنیۃ الناسک جدید/ ۲۱۲ تا / ۲۱۴، قدیم / ۱۱۴ میں موجود ہیں۔ عبارت لمبی ہونے کی وجہ سے نقل نہیں کی جارہی ہے۔

عمرہ ترک کردیگی، اور عمرہ کا احرام کھولکر اسی حالت میں حج کا احرام باندھ لیگی۔ اور حج کا احرام باندھنے سے پہلے اپنے بالوں میں کنگھا کرے، اور حالتِ حیض میں عورت کے لئے طواف کے علاوہ حج کے بقیہ تمام ارکان کا ادا کرنا جائز ہے۔ لہٰذا وقوفِ عرفات، وقوفِ مزدلفہ، رمی جمرات وغیرہ سب ماہواری کی حالت میں ادا کرسکتی ہے۔ پھر حیض سے پاک ہونے کے بعد طوافِ زیارت کرکے ارکانِ حج سے فراغت حاصل کرے گی۔ اس کے بعد تمتع کا عمرہ جو اس سے فوت ہوچکا ہے اس کی قضا کرے گی، اور اسکا احرام مقامِ تنعیم یا حُدودِ حرم سے باہر کہیں سے بھی جاکر باندھ سکتی ہے، اور عمرہ کی قضا کے ساتھ ایک دمِ کفارہ دینا بھی اس پر لازم ہوجائیگا۔ چونکہ اس عورت نے عمرہ تمتع نہیں کرپایا تھا، اسکے بغیر اس نے حج کرلیا ہے اسلئے اسکا حج، حجِ تمتع نہیں رہا بلکہ حجِ افراد ہوگیا۔ لہٰذا اسکے اُوپر تمتع کا دم جو دمِ شکر کہلاتا ہے لازم نہیں ہوگا، بلکہ ترکِ عمرہ کی وجہ سے ایک دمِ کفارہ لازم ہوگا۔ اسلئے اس دم کا گوشت اس کے لئے کھانا جائز نہیں ہوگا۔ پورا کا پورا صدقہ کردینا لازم ہوگا۔

اور دمِ شکر اور دمِ کفارہ کا فرق یہ ہے کہ دمِ شکر کا گوشت کھانا خود کیلئے جائز ہے، اور دمِ کفارہ کا کھانا جائز نہیں۔ بلکہ فقراء پر تقسیم کردینا لازم ہوتا ہے۔

اسی طرح اس عورت کا بھی حکم ہے جس نے حجِ قران کا احرام باندھا ہو، اور ادائے عمرہ سے پہلے ماہواری آگئی ہو، یہ مسئلہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق لکھا گیا ہے۔[1]

---

[1] ولم یاخذ ابوحنیفۃ ایضاً بذلک لانھا کانت عندنا رافضۃ لعمرتھا والرافضۃ عندنا علیھا دم للرفض وعلیھا عمرۃ (عمدۃ القاری قدیم بیروت ۱۰/۱۲۳ جدید مطبوعہ زکریا دیوبند ۷/۲۲۲م) وقد استدل بذلک الکوفیون علی ان المرأۃ اذا اھلت بالعمرۃ متمتعۃ فحاضت قبل ان تطوف ان تترک العمرۃ وتھل بالحج مفردۃ کما صنعت عائشۃ وانما یلزمھا دم لرفض العمرۃ (فتح الملھم ۳/۲۳۸) ولو لم یطف لعمرتہ او طاف لھا اقلہ ولو بعذر کحیض مثلاً حتی وقف بعرفۃ ارتفضت عمرتہ وان لم ینو الرفض لانہ تعذر علیہ اداؤھا لانہ لو اداھا بعد الوقوف لصار بانیاً افعال العمرۃ علی افعال الحج وھو عکس المشروع وبطل قرانہ وسقط عنہ دمہ وعلیہ قضاؤھا بعد ایام التشریق ودم لرفضھا (غنیۃ الناسک قدیم ۱۱۰ نسخہ جدید ۲۰۵)

صحتِ تمتع کی شرط

حج تمتع کے صحیح ہونے کے لئے اتنی شرط کافی ہے کہ حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے عمرہ کا طواف مکمل کرے یا طواف کا اکثر حصہ پورا کرلے، یعنی عمرۂ تمتع کے سات چکّروں میں سے چار چکر مکمل کرلے، اسکے بعد حج کا احرام باندھا جائے تو حج، حج تمتع ہوگا۔ اور دمِ شکر جو تمتع کرنے پر لازم ہوتا ہے وہی دینا لازم ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ متمتع کے لئے صحتِ تمتع کے لئے عمرۂ تمتع کا صرف طواف کرنا کافی ہوتا ہے۔

اور حج کے احرام سے پہلے عمرہ کی سعی کرنا صحتِ تمتع کے لئے شرط نہیں، بلکہ عمرہ کی سعی وقوفِ عرفات کے بعد یا طوافِ زیارت کے بعد بھی کرنا جائز اور درست ہوجائیگا ہاں البتہ اگر عمرۂ تمتع کا پورا طواف یا طواف کا اکثر حصہ یعنی چار شوط نہیں کیا ہے بلکہ تین شوط یا اس سے کم یعنی ایک دو شوط کرنے کے بعد حج کا احرام باندھ لیا ہے تو وہ متمتع نہیں ہوگا، بلکہ اسکا حج، حج قران ہوجائیگا۔ نیز اگر عمرہ کے احرام کے بعد مکہ مکرمہ پہنچکر ابھی طواف کا ایک چکر بھی نہیں کیا تھا کہ حج کا احرام باندھ لیا تب بھی قارن بنجائیگا، بشرطیکہ وقوفِ عرفات سے پہلے پہلے عمرۂ قران کا طواف مکمل کرلیا ہو، یا عمرۂ قران کے چار شوط مکمل کرلیئے ہوں۔ اور اگر وقوفِ عرفات سے پہلے پہلے عمرۂ قران کا مکمل طواف یا طواف کا اکثر حصہ ادا نہیں کیا ہے تو وقوفِ عرفات کی وجہ سے اسکا قران باطل ہوجائیگا اور مفرد بالحج بن جائیگا۔ اور بعد میں ایک عمرہ کی قضا کرنا لازم ہوگا۔ اور ساتھ میں ایک دم بھی دینا ہوگا۔

جیساکہ حضرت عائشہؓ کے واقعہ میں مذکور ہے۔ جس کی تفصیل "عورت قارن یا متمتع" کے عنوان کے ذیل میں لکھدی گئی ہے[1]۔ (مستفاد زبدۃ المناسک/۲۳۰)

(لہ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ہے)

صحتِ تمتع کیلئے حج کے اِحرام سے قبل عمرہ سے حَلال ہونا لازم نہیں

مَاقبل کے عنوان میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ صحتِ تمتع کیلئے صرف اتنی بات لازم ہے کہ حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے عمرۂ تمتع کا مکمل طواف یا اسکا اکثر حصّہ یعنی چار شوط پورے کرلیئے ہوں تو اس پر یہ سُوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا متمتع کیلئے حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے عمرہ کا احرام کھولدینا لازم ہے یا نہیں، تو اسکا جواب یہ ہے کہ متمتع کے لئے حج کا احرام باندھنے سے پہلے عمرہ کا احرام کھول کر حلال ہونا شرط یا واجب یا سُنتِ مؤکدہ نہیں ہے۔ بلکہ رُکنِ عمرہ جو کہ طواف ہے اس کے اکثر حصّہ کی ادائیگی شرط ہے اور اسکا اکثر حصّہ ادا ہوچکا ہے۔

جیسا کہ سوقِ ہدی کی صورت میں متمتع کے لئے ارکانِ عمرہ کی ادائیگی کے بعد بھی حَلال ہونا جائز نہیں ہے۔ بلکہ عمرہ کے احرام کی حالت میں حج کا احرام باندھنا لازم ہوتا ہے۔ اور یہ بات بھی واضح ہوجائے کہ عمرہ کے اِحرام کو باقی رکھنے کے لئے سوقِ ہدی شرط نہیں ہے۔ بلکہ سوقِ ہدی کی وجہ سے احرام کو باقی رکھنا شرط ہوتا ہے۔ لہٰذا سوقِ ہدی نہ ہونے کی صورت میں احرام کے کھولنے اور باقی رکھنے دونوں

(حاشیہ سابقہ صفحہ کا) لـه المحرم بالعمرة اذا احرم بالحج قبل ان يطوف لعمرته يكون قارنًا وكذلك لو احرم بعد ما طاف لها شوطًا او شوطين او ثلاثة، وفي الخانية: وان احرم بعد ما طاف اربعة اشواط كان متمتعًا (تاتارخانيه ۲/۵۲۸)

لو احرم بالعمرة ثم احرم بالحج بعد ذلك قبل الطواف للعمرة او اكثره كان قارنًا لوجود معنى القران وهو الجمع بين الاحرامين وشرطه ولو كان احرامه للحج بعد طواف العمرة او اكثره لا يكون قارنًا بل يكون متمتعًا لوجود معنى التمتع وهو ان يكون احرامه بالحج بعد وجود ركن العمرة كله وهو الطواف سبعة اشواط او اكثره وهو اربعة اشواط -
(بدائع الصنائع قديم ۲/۱۶۷ مطبوعه كراچی، نسخه جديد ۳/۱۲۸ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

میں اختیار ہے، ہاں البتہ احرام کا کھول دینا صرف افضل اور اولیٰ ہے۔ [1]

صحتِ تمتع کیلئے حج سے قبل سعی کرنا لازم نہیں

ایک مسئلہ یہ بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ عمرہ میں سعی کرنا واجب ہے، تو کیا تمتع کیلئے جس طرح حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے طواف عمرہ مکمل یا اس کا اکثر حصہ ادا کرنا لازم ہوتا ہے، اسی طرح عمرہ کی سعی مکمل یا اس کا اکثر حصہ ادا کرنا بھی لازم ہے یا نہیں ؟ تو اس مسئلہ کا حکم شرعی یہ ہے کہ اگر متمتع طوافِ عمرہ مکمل یا اکثر حصہ کرنے کے بعد حلال نہیں ہورہا ہے بلکہ احرام کی حالت میں باقی رہتا ہے، اور اسی حالت میں حج کا احرام بھی باندھ لیتا ہے تو ایسی صورت میں حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے سعی مکمل یا اسکا اکثر حصہ کرلینا صرف مسنون ہے، واجب نہیں۔ لہٰذا عمرہ کی سعی کو حج کے بعد تک مؤخر کرنا بھی جائز ہے، لیکن خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگا۔ اور اس پر کسی قسم کا فدیہ اور کفارہ بھی لازم نہیں ہے۔ [2]

---

[1] والاحرام من الميقات ليس بشرط للعمرة ولا للتمتع حتى لو احرم بها من دويرة اهله او غيرها جاز وصار متمتعاً وكذا الحلق بعد الفراغ منها ليس بحتم بل له الخيار ان شاء تحلل ان شاء بقي محرماً حتى يحرم بالحج (تبيين الحقائق ۲/۴۵ هندية ۱/۲۳۸)

[2] وانما ذكر الحلق لبيان تمام افعال العمرة لا لانه شرط في التمتع لانه مخير بينه وبين بقائه محرماً بها الى ان يدخل احرام الحج ولا يرد عليه المتمتع الذي ساق الهدي فانه لا يجوز له الحلق للعمرة حتى لو حلق لها لزمه دم لان سوق الهدي عارض منعه من التحلل على خلاف الاصل (البحر الرائق جديد مطبوعه زكريا ۲/۶۳۲ نسخه قديم كوئٹه ۲/۳۶۲)
ويتحلل منها اي من العمرة ان شاء بالحلق او بالتقصير وان شاء وبقي محرماً حتى يحرم بالحج ويتحلل من الاحرامين يوم النحر (مجمع الانهر جديد مطبوعة مكة المكرمة ۱/۴۲۴) هكذا في فتح القدير قديم كوئٹه ۲/۴۲۲ نسخه جديد مطبوعه زكريا ۳/۴ ولو اخر السعي عن ايام النحر ولو شهوراً لا شيء عليه ويكره وكذا الحكم في سعي العمرة (غنية المناسك قديم ۱۲۹ نسخه جديد / ۲۴۸)

متمتع کا حج کے احرام سے قبل عمرہ کی سعی کئے بغیر حلال ہونا

یہ مسئلہ بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اگر متمتع مکمل طواف عمرہ یا طواف عمرہ کا اکثر حصہ ادا کرنے کے بعد حج کے احرام سے پہلے حلال ہونا چاہتا ہے تو حلال ہونے سے پہلے سعی کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر عمرہ کی سعی سے پہلے محض طواف کرکے احرام کھولدیتا ہے تو ترکِ واجب کی وجہ سے دم دینا لازم ہوجائیگا۔ تو اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ متمتع کے لئے عمرہ کی سعی کو حج کے بعد تک تاخیر کرنے کی گنجائش اس وقت ہے کہ جب اس نے حج کا احرام باندھنے سے پہلے عمرہ کا احرام نہ کھولا ہو۔ اور اگر حج کا احرام باندھنے سے پہلے کھولدیتا ہے تو پھر احرام کھولنے سے پہلے پہلے عمرہ کی سعی کرلینا بھی واجب ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اگر سعی کئے بغیر احرام کھول دیگا تو اسکے اوپر ایک دم واجب ہوگا، مگر عمرہ باطل نہیں ہوگا بلکہ بعد میں سعی کرنا بھی واجب ہوگا، اور سعی سے پہلے احرام کھولنے کی وجہ سے ایک دم دینا بھی لازم ہوگا۔[1]

تمتع کے عمرہ کی شرائط

عمرہ میں احرام شرط ہے۔ اور طواف رکنِ عمرہ ہے۔ اور طواف کو سعی سے پہلے کرنا سعی کے صحیح ہونے کی شرط ہے یعنی ہر سعی سے پہلے ایک طواف کا ہونا شرط ہے۔ اور نفسِ سعی بجائے خود واجب ہے۔ اور سعی کو حلق سے پہلے کرنا بھی واجب ہے۔ نیز عمرہ کی سعی کے لئے بقاءِ احرام واجب ہے۔ لہٰذا اگر سعی سے پہلے حلق کرکے

---

[1] ومیقاتہا میقات الحج الا لاھل مکۃ فالحل واکثر طوافہا کلہ فی حق الامن من الفساد والارتفاض وصحۃ التحلل الا انہ یحرم علیہ التحلل قبل اتیان السعی بتمامہ وتقدیم طوافہا علی السعی شرط لصحۃ السعی وتقدیم سعیہا علی الحلق واجب۔
(غنیۃ الناسک جدید/۱۳۲)

احرام کھولدیتا ہے۔ اسکے بعد بغیر احرام کے عمرہ کی سعی کریگا تو ترکِ واجب کی وجہ سے ایک دم دینا واجب ہوگا۔ لیکن نفسِ سعی صحیح ہوجائیگی۔ (زبدۃ المناسک/۲۸۲)

عمرہ کی سعی کیلئے اِحرام وَاجِبْ

یہاں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ماقبل میں یہ جو حکم بیان کیا گیا ہے کہ متمتع کے لئے طوافِ عمرہ کے بعد احرام کی حالت میں سعی کئے بغیر حج کا احرام باندھ لینا جائز ہے اور سعی کو حج کے بعد تک مؤخر کر دینا بھی جائز ہے، اور اس پر دم یا فدیہ وغیرہ واجب نہیں، یہ اس وقت ہوگا کہ جب عمرہ کی سعی حج کے بعد احرام کھولنے سے پہلے پہلے کرلی ہو اسلئے کہ عمرہ کی سعی کے لئے بقاءِ احرام واجب ہے۔ (زبدۃ المناسک/۲۸۲) [1]

طوافِ عمرہ کے اقل اشواط کے ترک سے دم واجب ہے، تاخیر سے نہیں

طوافِ عمرہ کے اقل اشواط یعنی تین یا اس سے کم چکروں کو بالکل ترک کردینے کی وجہ سے دَم واجب ہوجاتا ہے مگر عمرہ باطل نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر کوئی شخص طوافِ عمرہ کا اکثر حصہ کرنیکے بعد وطن واپس ہوجائے تو اسکا عمرہ تو صحیح ہوجائیگا مگر ایک دم دینا بھی واجب ہوجائیگا۔ اور اگر طوافِ عمرہ کے اقل اشواط کو ترک تو نہیں کیا ہے مگر صرف تاخیر کی ہے تو تاخیر کیوجہ سے دم وغیرہ کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔ اسی طرح عمرہ کے حلق میں تاخیر کرنے میں اور اسی طرح عمرہ کی سعی میں تاخیر کرنے میں بھی کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا نیز اگر طوافِ عمرہ کا ایک چکر بھی ترک کردیتا ہے تب بھی دم واجب ہوجاتا ہے۔ ہاں البتہ اگر بعد میں اس چکر کا اعادہ کرلیگا تو دم ساقط ہوجائیگا۔ (مستفاد ایضاح المناسک/۱۸۱) [2]

---

[1] وان کان سعیہ للعمرۃ فلا یشترط بقاؤہ بل یجب حتی لو طاف کلہ او اکثرہ ثم حلق ثم سعی صح سعیہ وعلیہ دم لتحللہ قبل ادائہ (غنیۃ المناسک جدید/۱۳۲)

[2] ولو طاف اکثر طواف العمرۃ وسعی بین الصفا والمروۃ ورجع الی اھلہ فعلیہ دم لترک اقل طواف العمرۃ وفی شرح الطحاوی ولا یجب علیہ لتاخیر طواف العمرۃ ولا لتاخیر حلقھا اوسعیہ شیٔ بالاتفاق۔ (تاتارخانیۃ ۲/۵۲۲) ولو ترک الاقل منہ ولو شوطا لزمہ دم ولو اعادہ سقط عنہ الدم۔ (غنیۃ المناسک قدیم/۱۴۸ نسخہ جدید/۲۷۶)

طوافِ عمرہ کے چار چکّر کے بعد عورت قارنہ کو حیض آجائے تو کیا کرے ؟

عورت نے حج قِران کا احرام باندھا اور ابھی طوافِ عمرہ کے چار چکّر کر پائی تھی ماہواری (حیض) آگئی، تو ایسی عورت کے حج قِران اور عمرۂ قران کا کیا حکم ہوگا۔ کیونکہ ماہواری اگر عرفات جانے تک بند نہیں ہوئی، تو ایسی عورت کا حکم یہ ہے کہ وقوفِ عرفہ کے بعد وقوفِ مزدلفہ اور منیٰ میں رمی وغیرہ کرتی رہے، جب ماہواری سے پاک ہوجائے تو پہلے طوافِ عمرہ کے تین چکر جو باقی رہ گئے تھے انہیں ادا کرے اس کے بعد طوافِ زیارت کرے تو ایسی صورت میں اس عورت کا حج حجِ قِران شمار ہوگا، اور اس کے اُوپر دمِ جُرمانہ بھی لازم نہ ہوگا، ہاں البتہ دمِ قِران لازم ہوگا۔ اگر طواف کے چار چکر پورے کرنے سے پہلے ماہواری آگئی ہوتی تو اس کا عمرۂ قِران باطل ہوجاتا اور وہ مفرد بالحج کے حکم میں ہوجاتی۔ [1]

قارنہ عورت نے طوافِ عمرہ نہیں کیا اور طوافِ قدوم کے چار چکّر کے بعد حیض آگیا

قارن کے لئے مسنون یہ ہے کہ مکّہ معظمہ پہنچنے کے بعد پہلے ارکانِ عمرہ ادا کرے اسکے بعد ہی طوافِ قدوم کرے۔ (زبدۃ المناسک/۲۹۳، غنیۃ الناسک قدیم/۱۰۹، نسخہ جدید/۲۰۵، ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۳۸)

---

[1] فان وقف القارن بعرفة قبل اکثر طواف العمرة بطلت عمرته فلو اتی باربعة اشواط ولو بقصد القدوم او التطوع لم تبطل ویتمها یوم النحر قبل طواف الزیارة۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۲۰ کراچی ۲/۵۳۵، غنیۃ الناسک قدیم/۱۱۰ جدید/۲۰۵)

لیکن عورت قارن نے عمل اس کے برعکس کردیا، یعنی پہلے مکہ پہنچنے کے بعد طوافِ قدوم شروع کردیا، جو کہ خلافِ سنت ہے۔ اور طوافِ قدوم کے ابھی چار چکر کرپائی تھی، ماہواری (حیض) شروع ہوگئی، چنانچہ وہیں طواف کو موقوف کردیا اور اسی حالت میں آٹھویں ذی الحجہ آگئی، اور منیٰ، عرفات، مزدلفہ وغیرہ کے ارکان ادا کرلیے تو اب کیا کرے؟ اب اس عورت کے لئے قِران کو باقی رکھنے کے لئے، یعنی حج وعمرہ دونوں کو اپنی حالت پر باقی رکھنے کے لیئے یہی شکل ہے کہ طوافِ قدوم کے جو چار چکر کیئے ہیں ان چاروں کو طوافِ عمرہ ہی کے چکر سمجھے جائیں گے۔

اسی طرح طوافِ نفل کے چار چکر کرلیئے ہوتے تو وہ بھی طوافِ عمرہ میں شمار ہوجاتے، لہٰذا اب طوافِ زیارت سے پہلے طوافِ عمرہ کے بقیہ تین چکر پورے کرلے، اسکے بعد طوافِ زیارت کرے گی تو ایسی صورت میں حج اور عمرہ دونوں صحیح ہوجائیں گے۔ اور کوئی دم بھی اسپر واجب نہیں ہوگا، اور عمرہ اور حج دونوں کی سعی بعد میں کرسکتی ہے۔[1]

قارن ومتمتع کے ارکانِ عمرہ اور ارکانِ حج میں ترتیب کا حکم

قارن اور متمتع کا ارکانِ عمرہ وارکانِ حج میں ترتیب قائم رکھنا کیسا ہے؟ تو اس سلسلہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ طوافِ عمرہ اور طوافِ حج یعنی طوافِ زیارت کے درمیان ترتیب قائم رکھنا لازم اور واجب ہے۔ لہٰذا طوافِ عمرہ مکمل یا طوافِ عمرہ کا اکثر حصہ قارن اور متمتع پر وقوفِ عرفات سے پہلے پہلے ادا کرنا

---

[1] فلو طاف لہما طوافین ثم سعی سعیین جاز واساء بتاخیر سعی العمرۃ وتقدیم طواف الحج و لادم علیہ اجماعًا (وقولہ) فلو أتی باربعۃ اشواط ولو بقصد القدوم أو التطوع لم تبطل ویتمہا یوم النحر قبل طواف الزیارۃ۔ (غنیۃ الناسک جدید/۲۰۵ قدیم/۱۱۰)

واجب اور لازم ہے۔ چنانچہ اگر طوافِ عمرہ مکمل یا اسکا اکثر یعنی چار چکر وقوفِ عرفات سے پہلے نہیں کر پایا ہے تو عمرہ باطل ہوجائیگا۔ اور اگر چار چکر کر لیے ہیں تو بقیہ تین چکر یوم النحر میں طوافِ زیارت سے پہلے کرنا لازم ہوگا۔ ہاں البتہ قارن اور متمتع پر عمرہ کی سعی اور حج کی سعی کے درمیان ترتیب قائم رکھنا واجب نہیں ہے، بلکہ عمرہ کی سعی، وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت کے بعد بھی کرنا جائز ہے، مگر ایسا کرنا خلافِ سنت ہے۔ اور خلافِ سنت اور ترکِ سنت کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوتا۔ اسلئے عمرہ کی سعی کو مؤخر کرنے کی بنا پر کسی قسم کا دم واجب نہیں ہوگا[1]

خلاصہ یہ ہے کہ متمتع اور قارن کے اوپر طوافِ عمرہ اور طوافِ حج کے درمیان ترتیب قائم رکھنا واجب اور شرط ہے۔ اور عمرہ کی سعی اور حج کی سعی کے درمیان ترتیب قائم کرنا نہ شرط ہے اور نہ ہی واجب۔ بلکہ صرف مسنون ہے، اور ترک کرنے کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوتا۔

طوافِ عمرہ کے آخری تین چکر ادا کیے بغیر طوافِ زیارت کر لیا تو کیا حکم؟

اگر قارن یا متمتع نے طوافِ عمرہ کے چار چکر کر لیے تھے اور تین چکر باقی رہ گئے، اور ان تین چکروں کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ طوافِ زیارت سے پہلے پہلے یہ تین چکر پورے کر لینا واجب ہے۔ پھر اس کے بعد طوافِ زیارت کرے، لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ طوافِ عمرہ کے تینوں چکروں کو بھول کر یا جان کر چھوڑ دیا اور طوافِ زیارت کے ساتوں چکر کر لئے تو ایسی صورت میں حکمِ شرعی یہی ہے کہ طواف

---

[1] وان طاف طوافين لعمرته وحجته وسعى سعيين يجزيه لانه اتى بما هو المستحق عليه وقد اساء بتاخير سعى العمرة وتقديم طواف التحية ولا يلزمه شئ (وتحته في البناية) ان المراد احد الطوافين طواف العمرة وطواف الزيارة لا طواف القدوم (هدايه مع حاشية رشيديه ۱/۲۳۸، بنايه ۱/۱۴۹۱)

زیارت کے ساتوں چکروں میں سے چار چکر طوافِ زیارت کے شمار ہوں گے، اور تین چکر طوافِ عمرہ کے شمار ہوں گے۔ لیکن ان ساتوں چکروں میں سے پہلے تین چکر طوافِ عمرہ میں شمار ہو کر عمرہ مکمل شمار کیا جائیگا، اور بعد کے چار چکر طوافِ زیارت کے شمار ہو جائیں گے۔ پھر یہ سمجھا جائیگا کہ طوافِ زیارت کے چار چکر پورے ہو گئے اور تین چکر باقی رہ گئے۔ اب مسئلہ طوافِ زیارت کے تین چکر باقی رہ جانیکا درپیش ہے، ان کے بارے میں کیا حکم ہے، اگلی سُرخی میں آرہا ہے۔ اور یہ حکم غنیہ کی عبارت میں ملاحظہ فرمائیے۔ [۱]

طوافِ زیارت کے بقیہ تین چکر ایامِ نحر میں اَدا کرلئے

یہ مسئلہ اُوپر کے مسئلہ کے متعلق ہے کہ طوافِ عمرہ کے بقیہ تین چکروں کے لئے طوافِ زیارت کے شروع کے تین چکروں کو شمار کرلیا گیا، اب طوافِ زیارت کے چار چکر ادا ہو گئے اور تین چکر باقی رہ گئے، اور طوافِ زیارت کے بقیہ تین چکر ایامِ نحر میں پورے کر لینے سے بلا کسی کفّارہ وفدیہ کے طواف مکمل شمار ہو جاتا ہے، اور کوئی چیز اس پر لازم نہیں ہوتی۔ اور اگر ایامِ نحر گذر جانے کے بعد بقیہ تین چکروں کو ادا کرتا ہے تو ایسی صورت میں اس کے اُوپر ہر شوط کے عوض میں ایک صدقۂ فطر واجب ہوگا۔ اگر ایک چکر کا مسئلہ ہے تو ایک صدقۂ فطر، دو چکر کا ہے تو دو صدقۂ فطر، اور تین چکر کا ہے تو تین صدقۂ فطر واجب ہو جائیں گے۔ [۲]

---

[۱] ولو طاف لعمرته اربعة اشواط ولم يسع لها ثم طاف يوم النحر للزيارة وسعى فان ثلاثة اشواط من طوافه تحول لعمرته وكذا سعيه (غنية الناسک جدید/۲۰۵ قدیم/۱۱۰)

[۲] أما اذا اتم الباقي فليس عليه شئ ان كان الاتمام في ايام النحر أما بعدها فيلزمه صدقة عند ابي حنيفة لكل شوط نصف صاع من بر۔ (البحر الرائق کراچی ۲/۲۰، زکریا ۲/۳۶)

ولو ترك منه شوطا او شوطين او ثلاثة فعليه دم فلو اتم الباقي في ايام النحر فليس عليه شئ ولو اتمه بعدها يلزمه صدقة لكل شوط نصف صاع من بر۔

(غنية الناسک جدید/۲۷۳ نسخہ قدیم/۱۴۲)

مسئلہ المام کی وضاحت اور اسکے متعلق جزئی مسائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ المام ایک اُلجھا ہوا مسئلہ ہے۔ اسکی وضاحت بھی نہایت ضروری ہے۔ اور الِمام کی دو قسمیں زیادہ مشہور ہیں۔ اور ان کی وضاحت بھی جزئیات کے ساتھ کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔

الِمام صحیح

الِمام کے تام اور صحیح ہونے میں حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ کے درمیان الگ الگ انداز سے اختلاف ہے۔ اور تینوں کے نزدیک الگ الگ شرائط ہیں۔ جو ذیل میں الگ الگ سرخیوں میں واضح کیا جارہا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک الِمام صحیح کی قیودات و واجبات

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک الِمام کے تام اور صحیح ہونے کیلئے چھ قیودات لازم ہیں۔

۱۔ میقات سے تجاوز کرجانے کے ساتھ ساتھ وطن پہنچ گیا ہو۔
۲۔ عمرہ سے مکمل فراغت کے بعد حلال ہوکر وطن واپس ہوا ہو۔
۳۔ آفاقی نے اشہرِ حج میں عمرہ کیا ہو۔ لہٰذا اشہرِ حج سے قبل کے عمرہ کا اعتبار نہیں۔
۴۔ اس پر ایسی ذمہ داری باقی نہ ہو جس کی ادائیگی کے لئے حرم شریف واپس جانا اس پر لازم اور واجب ہوجاتا ہو۔

مثلاً طواف کا کل یا اکثر حصّہ ادا کرنے سے قبل یا سعی سے قبل وطن چلا گیا ہو تو واپس آکر ان ارکان کا ادا کرنا واجب ہے۔ لہٰذا المام کے صحیح ہونے کیلئے ایسی ذمہ داری باقی نہ ہونا لازم ہے۔

۵ سَوقِ ہَدی کر کے نہ پہنچا ہو۔ اسلئے کہ اگر سوقِ ہَدی کیساتھ مکّۃ المکرمۃ پہنچکر اشہرِ حج میں عمرہ کیا ہو تو حج سے قبل اس کے لئے احرام کھولنا جائز نہیں۔ بلکہ حج کے بعد ہَدی ذبح کرنے کے بعد حلال ہونے کی اجازت ہوتی ہے۔ اس سے قبل نہیں۔ لہٰذا سوقِ ہَدی کے بعد واپس وطن آجائیگا، تو دوبارہ حَرم شریف واپس جانا لازم اور واجب ہے۔

۶ ارکانِ عمرہ کے بعد حلق سے قبل وطن نہ گیا ہو بلکہ حلق کے بعد گیا ہو۔

ان چھ قیودات کے ساتھ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اِلمام صحیح ہوتا ہے۔ ان میں سے اگر ایک بھی قید فوت ہو گی تو المام صحیح نہ ہو گا۔

لہٰذا حضرت امام صاحبؒ کے نزدیک اگر حَرم شریف سے وطن واپس پہنچ گیا ہے

مگر ۱ اشہرِ حج سے قبل عمرہ کر کے پہنچا ہو۔

۲ اشہرِ حج میں عمرہ کا احرام باندھکر حرم شریف پہنچ گیا مگر عمرہ ناتمام چھوڑکر واپس ہوا ہو، جس کی وجہ سے حرم شریف دوبارہ پہنچنا لازم ہو گیا ہو

۳ ارکانِ عمرہ ادا کر کے حلق کیئے بغیر پہنچا ہو۔

۴ متمتع نے سوقِ ہَدی کے ساتھ عمرہ کر کے واپس آیا ہو۔

ان تمام صورتوں میں اِلمام صحیح نہ ہو گا، [۱]

---

[۱] ان المتمتع ہو الذی اعتمر فی اشہر الحج وحج من عامہ ذلک فی سفر واحد ولا یلم باہلہ بینہما الماما صحیحا۔ وتفسیر الالمام الصحیح ان یرجع الی اہلہ ولا یکون العود الی مکۃ مستحقا علیہ (وقولہ) الالمام الفاسد فانہ لا یمنع صحۃ التمتع عند ابی حنیفۃ وابی یوسف والالمام الصحیح عبارۃ عن النزول فی وطنہ من غیر بقاء صفۃ الاحرام الخ (تاتارخانیہ ۲/۵۲۹)

جیساکہ کئی عنوانات میں الگ الگ مسائل اور جزئیات سے واضح کیا گیا ہے۔ جو آئندہ آرہے ہیں۔
(مثلاً سعی کے بعد حلق سے قبل گھر واپس ہونے کا عنوان، سوقِ ہدی کا عنوان وغیرہ)۔

حضرت امام ابویوسفؒ کے نزدیک المامِ صحیح کی قیودات و واجبات

حضرت امام ابویوسفؒ کے نزدیک المام کے صحیح اور تام ہونے کے لئے صرف چار شرطیں لازم ہیں۔
۱۔ آفاقی نے اشہرِ حج میں عمرہ کے بعد میقات سے تجاوز کرلیا ہو۔ اور ان کے نزدیک وطن پہنچنا لازم نہیں۔
۲۔ اس آفاقی پر ارکانِ عمرہ کی تکمیل کی ذمہ داری باقی رہ گئی ہو، اور حدودِ حرم میں حلق کرنا اور حدودِ حرم میں حلال ہونا ان کے نزدیک واجب نہیں۔ [1]
۳۔ سوقِ ہدی نہ کیا ہو۔ ۴۔ اشہرِ حج میں عمرہ کیا ہو۔

حضرت امام محمدؒ کے نزدیک المامِ صحیح کی قیودات و واجبات

حضرت امام محمدؒ کے نزدیک المام کے صحیح اور تام ہونے کیلئے صرف تین باتیں لازم ہیں۔
۱۔ آفاقی نے اشہرِ حج میں عمرہ کے بعد میقات سے تجاوز کرلیا ہو۔ وطن پہنچنا لازم نہیں، اور چاہے کہیں بھی پہنچ گیا ہو۔
۲۔ عمرہ سے حلق کے ساتھ حلال ہوکر میقات سے تجاوز کیا ہو۔

---

[1] لأن الأصل عنده أن الخروج في أشهر الحج إلى غير أهله كالإقامة بمكة فكأنه لم يخرج وقرن من مكة، وأما عندهما فكالرجوع إلى أهله فإذا خرج بطل تمتعه الخ
(غنیہ جدید /۲۱۵ قدیم /۱۱۴)

۲؎ اس پر عمرہ کی ایسی ذمہ داری لازم نہ ہو جسکی وجہ سے حرم شریف واپس پہنچنا لازم ہوجاتا ہو۔ مثلاً طواف کا اکثر حصہ باقی ہو یا سعی باقی ہو تو واپسی واجب ہے۔ کیونکہ طواف وسعی حرم شریف کے علاوہ دُنیا کی کسی بھی جگہ جائز نہیں۔ ہاں البتہ امام محمدؒ کے نزدیک حُدودِ حرم میں حلق کرنا اور حلال ہونا واجب ہے۔ مگر ان کے نزدیک اِلمام کے صحیح ہونے کے لیے حلال ہوکر وطن پہنچنا، یا میقات سے تجاوز کرنا لازم نہیں۔

حاصل یہ نکلتا ہے کہ بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں حضرت امام ابوحنیفہؒ منفرد اور تنہا ہیں۔ اور بعض میں امام صاحبؒ اور امام ابو یوسفؒ کے درمیان اتفاق ہے۔ اور بعض میں امام محمدؒ منفرد اور تنہا ہیں۔ اور بعض میں امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کے درمیان اتفاق ہے۔

اور بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں سب کا اتفاق ہے۔ مثلاً آفاقی اشہرِ حج میں عمرہ سے حلال ہوکر وطن پہنچ جائے سب کے نزدیک اِلمام صحیح ہے اور تمتع باطل ہے۔ اور میقات سے تجاوز کرجائے مگر وطن نہ جائے تو امام صاحبؒ کے نزدیک اِلمام صحیح نہ ہونے کی وجہ سے تمتع باطل نہ ہوگا۔ اور صاحبین کے نزدیک اِلمام صحیح ہوجانے کی وجہ سے تمتع باطل ہوجائیگا۔ اور سوقِ ہدی کی صورت میں اور حلال نہ ہونے کی صورت میں حضرت امام محمدؒ کے نزدیک اِلمام صحیح ہوجاتا ہے۔ اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اِلمام صحیح نہیں ہوتا۔ لہٰذا امام محمدؒ کے نزدیک تمتع باطل ہوجائیگا، اور شیخین کے نزدیک باطل نہ ہوگا۔[1]

---

[1] هذا هو الإلمام الفاسد وهو ان يرجع الى وطنه حرامًا بعمرة او حجة لان العود مستحق عليه فجعل رجوعه الى وطنه كان لم يكن فكان اداء النسكين فى سفرة واحدة حكمًا هذا عندهما وعند محمد ليس من ضرورة صحة الالمام كونه حلالًا لكن شرطه ان لايكون العود مستحقًا عليه ... فلو رجع بعد طواف العمرة كله او اكثره قبل الحلق يبطل تمتعه لصحة الالمام ... جديد/۳۲ قديم/۱۱۲ واما سائق الهدى فالالمام لايكون صحيحًا ولا يبطل تمتعه عندهما وقال محمد يبطل تمتعه (الى قوله) اما قبل ان يحلق فان تمتعه لا يبطل عندهما وقال محمد يبطل الخ
(البحر العميق ۲۰۵/۱)

اور آگے آنے والے مختلف عنوانات سے مزید وضاحت آئیگی، انشاءاللہ تعالیٰ۔

فسادِ عمرہ کے بعد قضاء سے تمتع کا اختلاف

مسئلہ ۱ اگر اشہرِ حج میں عمرہ کرنے کے بعد فاسد کردیا، پھر اسی فساد کی حالت میں اسکا اتمام کرلیا، پھر اسی سال حج کرلیا تو بالاتفاق متمتع نہ ہوگا، بلکہ مفرد بالحج ہی ہوگا۔

مسئلہ ۲ اگر فسادِ عمرہ کے بعد اس کی قضاء کرلی، پھر اسی سال حج کرلیا تو کیا حکم؟
تو اس بارے میں تین وجوہ ہیں۔

مسئلہ ۱ بالاتفاق متمتع ہوجائیگا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ عمرۂ فاسدہ سے فارغ ہوکر وطن واپس ہوجائے، پھر وہاں سے واپس آکر اس کی قضا کرلے، پھر اسی سال حج بھی کرلے تو بالاجماع متمتع ہوجائیگا۔

مسئلہ ۲ بالاتفاق متمتع نہ ہوگا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ عمرۂ فاسدہ سے فارغ ہوکر حرم سے باہر نہ جائے، یا حُدودِ حَرم سے باہر جائے مگر میقات سے باہر نہ جائے۔ اور اسی حالت میں اس عمرۂ فاسدہ کی قضا کرلے، پھر اسی سال حج کرے تو بالاجماع متمتع نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ اہلِ مکّہ کے حکم میں ہوگیا۔ گویا اس نے تمتع کا عمرہ کیا ہی نہیں

مسئلہ ۳ امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف۔ اس کی صورت یوں ہے:
عمرۂ فاسدہ سے فارغ ہونے کے بعد خارج میقات میں غیر وطن کو چلا جائے، مثلاً ہندوستانی عمرۂ فاسدہ سے فارغ ہونے کے بعد مدینۃ المنورہ یا طائف وغیرہ پہونچ جائے پھر وہاں سے واپس آکر اسکی قضا کرلے، پھر اسی سال حج کرے، تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وہ شخص متمتع نہیں ہوگا، بلکہ مفرد بالحج ہی ہوگا۔ اور صاحبین کے نزدیک متمتع بنجائیگا۔ اسلئے کہ انکے نزدیک

مدینہ وغیرہ پہنچنا گھر پہونچنے کے درجہ میں ہے۔ [1]

تمتع کرنیوالی عورت نے حیض کی وجہ سے عُمرہ چھوڑکر حج کا احرام باندھ لیا تو کیا حکم ؟

ایامِ حج میں عورت عُمرہ کا احرام باندھکر حرم شریف جانے لگی، مگر راستہ میں یا حرم شریف پہنچنے کے بعد اس کی ماہواری کے ایام شروع ہوگئے، اور ابھی ماہواری کا سلسلہ جاری ہے کہ آٹھویں ذی الحجہ آگئی تو عورت نے عمرہ کا احرام ترک کرکے حج کا احرام باندھ لیا جیسا کہ حضرت عائشہ رضؓ نے کیا تھا تو ایسی صورت میں اسکا حج تمتع ختم ہوکر مفرد بالحج بنجاتی ہے۔ اور اسکے اُوپر سے دمِ شکر بھی ساقط ہوجاتا ہے۔ اورحج کے بعد اس پر ایک عمرہ بطور قضا ادا کرنا اور ایک دَم دینا بھی لازم ہوجائیگا۔ [2]

اسکی پوری تفصیل حج تمتع کے عنوان کے ذیل میں دیکھی جاسکتی ہے۔

---

[1] ولو اعتمر فی الاشہر ثم افسدھا واتمہا علی الفساد ثم حج من عامہ ذلک لم یکن متمتعا فان قضاھا وحج من عامہ ذلک فھو علی ثلثۃ اوجہ فی وجہ یکون متمتعا اجماعا وھو انہ لما فرغ من عمرتہ الفاسدۃ رجع الی اھلہ ثم عاد وقضاھا وحج من عامہ ذلک یکون متمتعا بالاجماع وفی وجہ لایکون متمتعا اجماعا وھو انہ لما فرغ منہا لم یخرج من الحرم اوخرج ولم یجاوز المیقات حتی قضاھا وحج من عامہ ذلک لم یکن متمتعا بالاجماع لانہ لما حل من عمرتہ الفاسدۃ صار کواحد من اھل مکۃ ولا تمتع لاھل مکۃ وفی وجہ اختلفوا فیہ وھو انہ لما فرغ منہا عاد الی غیر اھلہ خارج المیقات ثم رجع وقضاھا وحج من عامہ لم یکن متمتعا عند ابی حنیفۃ رح کانہ لم یخرج من مکۃ وعندھما یکون متمتعا لان لحوقہ بعد ذلک الموضع کلحوقہ باھلہ الخ (الجوھرۃ ۱/۲۰۲)

[2] قد استدل بذلک الکوفیون علی ان للمرأۃ اذا اھلت بالعمرۃ متمتعۃ فحاضت قبل ان تطوف ان تترک العمرۃ وتھل بالحج مفردۃ کما صنعت عائشۃ وانما یلزمھا دم لرفض العمرۃ الخ
(فتح الملہم ۳/۲۴۸)

حج قِران کرنیوالی عورت حیض کیوجہ سے عُمرہ نہ کرسکی تو کیا حکم؟

اگر عورت نے حج قران کا احرام باندھ لیا ہے، اور ماہواری کی وجہ سے عمرۂ قِران نہیں کر سکی اور حج کر لیا، تو ایسی صورت میں عورت مُفرِد بالحج ہو جائیگی، اور اس کا قِران ختم ہو جائیگا۔ اور دمِ شکر بھی اس سے ساقط ہو جائیگا۔ اور حج کے بعد ایک عُمرہ کرنا اور ایک دمِ جبر دینا بھی لازم ہو جائیگا۔ اس کی پوری تفصیل حِج قران کے عنوان کے ذیل میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ؎۱

عورت عمرہ کے بعد مَدینۃ المنورہ گئی واپسی میں ارکانِ عمرہ حیض کی وجہ سے ترک کرنا پڑگیا تو کیا حکم؟

اگر عورت نے اپنے وطن سے حج تمتع کے اِرادہ سے سفر شروع کر دیا اور مکّۃ المکرمہ پہنچکر ارکانِ عمرہ ادا کر کے حلال ہو گئی، اسکے بعد حج سے قبل پھر مدینۃ المنورہ چلی گئی۔ اور جب مدینۃ المنورہ سے واپس ہوئی تو ذوالحلیفہ سے عمرہ کا احرام باندھ لیا پھر راستہ ہی میں عورت کو حیض آنے کا سلسلہ شروع ہو گیا، اور یوم النحر تک جاری رہا جسکی وجہ سے اس نے عمرہ کے ارکان ادا نہیں کر پایا اور عمرہ ترک کر کے حج کا احرام باندھنا پڑ گیا، تو ایسی صورت میں عورت عمرہ کا احرام کھولکر حج کا احرام باندھ لیگی، اور حج کے بعد متروکہ عمرہ کی قضاء کرنا لازم ہوگا۔ اور اس

؎۱ ولو لم یطف لعمرته او طاف لها اقله ولو بعذر کحیض مثلاً حتی وقف بعرفة ارتفضت عمرته وان لم ینو الرفض لانه تعذر علیه اداءها لانه لو اداها بعد الوقوف لصار بانیًا افعال العمرة علی افعال الحج وهو عکس المشروع وبطل قرانه وسقط عنه دمه و علیه قضاءها بعد ایام التشریق ودم رفضها الخ غنیه جدید/۲۰۵ قدیم/۱۱۰)

عورت کا حج، حج تمتع ہوجائیگا۔ اسلئے کہ اس نے اشہرِ حج میں ایک عمرہ کرلیا تھا، اور اس کے بعد المامِ صحیح اور المامِ تام نہیں کیا، یعنی وطن واپس نہیں گئی تھی کیونکہ مدینہ منورہ اسکا وطن نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک المام صحیح نہونیکی وجہ سے اسکا تمتع صحیح ہوجائیگا، اور اس پر دو دم واجب ہوجائیں گے۔

۱ تمتع صحیح ہونے کی وجہ سے ایک دمِ شکر دینا واجب ہوگا۔ اور اس کا گوشت کھانا بھی اس کے لئے جائز ہوجائیگا۔

۲ دوسرا عمرہ فسخ ہوجانے کی وجہ سے ایک دمِ کفارہ ادا کرنا بھی لازم ہوجائیگا۔ اور اس کا گوشت کھانا اس کے لئے جائز نہ ہوگا، بلکہ صدقہ کردینا واجب ہوگا۔ نیز فسخ اور ترک شدہ عمرہ کی قضا بھی لازم ہوجائے گی۔ [۱]

مکّی اور متمتع کا حدودِ حرم سے باہر جاکر حج کا احرام باندھنا

اہلِ مکہ پر حدودِ حرم کے اندر ہی حج کا احرام باندھنا واجب ہے۔ اسی طرح متمتع پر بھی حج کا احرام حدودِ حرم کے اندر باندھنا واجب ہے کہ جب عمرہ کا احرام کھولکر مکۃ المکرمہ میں مقیم ہوگیا تو وہ بھی اہلِ مکہ کے حکم میں ہوگیا۔ اور حدودِ حرم ہی ان کے حج کے احرام کا میقات ہے۔ لہٰذا اگر حدودِ حرم سے باہر جاکر حج کا احرام

---

[۱] التمتع هو الترفق باداء النسكين الصحيحين في أشهر الحج في سفر واحد في عام واحد بان يفعل الآفاقي العمرة أو أكثر أشواطها في أشهر الحج قبل الحج عن احرامٍ بها قبلها أو فيها ويحج من عامه بوصف الصحة من غير ان يلم بأهله بينهما الماما صحيحًا الخ (غنیہ جدید/۲۱۲)
وقد استدل بذلك الكوفيون على ان للمرأة اذا اهلت بالعمرة متمتعة فحاضت قبل ان تطوف ان تترك العمرة وتهل بالحج مفردة كما صنعت عائشةؓ وانما يلزمها دمٌ لرفض العمرة الخ فتح الملهم ۳/۲۴۸ - اذا خرج الى موضع لاهله التمتع و القران وهو ما وراء الميقات فاحرم بالعمرة كان متمتعا في قولهم جميعا الخ
(تاتارخانیہ ۲/۵۳۴)

باندھتے ہیں تو ان پر ترکِ میقات اور ترکِ واجب کا دم دینا لازم ہوجائیگا۔ ہاں البتہ اگر حُدودِ حرم میں آکر دوبارہ احرام باندھیں گے تو دم ساقط ہوجائیگا[1]

عمرہ کا احرام حُدودِ حرم کے اندر باندھنا

عمرہ کا احرام حُدود کے اندر باندھنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں۔ بلکہ حدودِ حَرم سے باہر ہی باندھنا واجب ہے۔ اس کی خلاف ورزی سے دم واجب ہوجائیگا[2] اس کی تفصیل عمرہ کی بحث کے تحت دیکھ لی جائے۔

عُمرہ کے بعد حُدودِ حَرم سے باہر جانے سے بھی تمتع باقی

اگر حج تمتع کرنے والا ارکانِ عمرہ ادا کرنے کے بعد حلال ہوکر مکۃ المکرمۃ میں مقیم ہوجائے، پھر اس درمیان حج سے قبل حُدودِ حرم سے باہر حِل میں چلا جائے، مگر میقات سے تجاوز نہیں کیا، مثلاً حج سے قبل قیام مکہ کے دوران کسی ضرورت کے لئے جدّہ چلا جائے پھر واپس آکر حج کرلیتا ہے تو سب کے نزدیک اسکا حج تمتع صحیح ہوجائیگا، اسلئے کہ میقات سے تجاوز نہ کرنیکی صورت میں اِلمام صحیح اور اِلمام فاسد میں سے کوئی بھی پایا نہیں گیا۔[3]

---

[1] فلو احرم للعمرة داخل الميقات ولو من مكة او للحج من الحِل ولو من عرفة يكون متمتعًا وعليه دم لترك الميقات فلو عاد اليه سقط عنه الدم ۔
الاصل فى المتمتع ان يكون حجة مكية ولكن ولو احرم خارج الحرم يصير متمتعًا الخ
(غنیہ جدید/۲۱۴)

[2] ولا يشترط ان يكون احرام العُمرة من الميقات ولا احرام الحج من الحرم بل من الواجبات فلو احرم للعُمرة داخل الميقات (الى قوله) وعليه دم لترك الميقات الخ
(غنیہ جدید/۲۱۴ قدیم/۱۱۴)

[3] ولو خرج من الحرم ولم يجاوز الميقات وحج من عامه يكون متمتعًا بالاتفاق الخ (غنیہ جدید/۲۱۳ قدیم/۱۱۴)
ولو انه لما حل من عمرته لم يخرج من الحرم حتى احرم بالحج او خرج الا انه لم يجاوز الميقات حتى حج من عامه كان متمتعًا الخ (جوهرة ۱/۲۰۵)

آفاقی اشہرِ حج سے قبل عمرہ کرکے مکہ میں قیام کے بعد اسی سال حج کرے تو کیا حکم

اگر کوئی آفاقی شخص اشہرِ حج سے قبل عمرہ کرکے مکۃ المکرمہ میں حج تک مقیم ہو جائے، اور پھر اشہرِ حج میں مدینۃ المنورہ بھی نہ جائے مگر حج سے قبل حُدودِ حرم سے باہر حِل میں جاکر مسجدِ عائشہ وغیرہ سے احرام باندھکر عمرہ کرتا ہے، اور پھر اسکے بعد اسی سال حج کرتا ہے تو وہ شخص مفرد بالحج ہو جائیگا اور متمتع نہ ہوگا۔ اسلئے کہ اگرچہ وہ شخص فی نفسہٖ آفاقی ہے مگر اشہرِ حج میں عمرۂ آفاقی نہ کرنیکی وجہ سے متمتع نہیں ہوسکے گا۔[1]

آفاقی اشہرِ حج سے قبل عمرہ کرکے مکہ میں حج تک کیلئے مقیم ہوگیا، پھر اشہرِ حج میں مدینہ جاکر عمرہ کرلیا

اگر آفاقی شخص نے اشہرِ حج سے قبل عمرہ کرکے حج تک کیلئے مکۃ المکرمہ میں قیام کرلیا ہے، اور حج سے قبل اشہرِ حج میں مدینہ طیبہ چلا گیا اور پھر وہاں سے عمرہ کرکے واپس آگیا، اور اسی سال حج کرلیا تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وہ شخص متمتع نہ ہوگا۔ کیونکہ انکے یہاں ایسا شخص میقات سے تجاوز کرنے کے بعد جب تک وطن جاکر واپس نہ آئیگا اُسوقت تک متمتع نہیں بن سکیگا۔ اور حضرات صاحبین کے نزدیک یہ شخص متمتع بن جائیگا، اسلئے کہ انکے نزدیک متمتع ثابت ہونے کیلئے صرف اشہرِ حج میں عمرۂ آفاقی کا ہونا کافی ہے، اور وطن جاکر واپس آنا لازم نہیں۔[2]

---

[1] واما الآفاقی اذا دخل المیقات او دخل مکۃ بعمرۃ وحل منها قبل اشہر الحج فان مکث بها حتی دخل اشہر الحج فهو کالمکی بالاتفاق (الی قوله) لواحرم لعمرۃ قبل اشہر الحج نقصا ها وتحلل واقام بمکۃ فاحرم بعمرۃ ثم حج من عامه ذلك لم یکن متمتعا (غنیۃ جدید ص۲۲۴ قدیم ص۱۲۱)

[2] فان کان حین فرغ من الاولی خرج متجاوز المیقات قبل اشہر الحج فاهل منه لعمرۃ فی اشہر الحج وحج من عامه فهو متمتع ۔ وان کان جاوز المیقات فی اشہر الحج لم یکن متمتعا الا اذا خرج الی اهله ثم اعتمر ثم حج من عامه عند ابی حنیفۃ وعندهما هو متمتع جاوز المیقات قبل اشہر الحج او بعدها الخ غنیۃ جدید ص۲۲۵ قدیم ص۱۲۱)

آفاقی اشہرِ حج میں عمرہ کے بعد گھر واپس ہوگیا تو تمتع باقی رہیگا یا نہیں؟

آفاقی اشہرِ حج میں عمرہ کرنے کے بعد اپنے وطن واپس ہوگیا، پھر اسی سال حج کا احرام باندھکر دوبارہ مکۃ المکرمہ میں داخل ہوکر حج کریگا تو کسی کے نزدیک بھی وہ شخص متمتع نہیں ہوگا۔ بلکہ مفرد بالحج ہی ہوگا۔ اسلئے کہ آفاقی جب اشہرِ حج میں عمرہ کرنے کے بعد گھر واپس چلا جائے تو المامِ صحیح کا ثبوت ہوجاتا ہے۔

اور المامِ صحیح کی صورت میں سب کے نزدیک تمتع ختم ہوجاتا ہے۔ ہاں البتہ اگر دوبارہ عمرہ کا احرام باندھکر مکۃ المکرمہ میں داخل ہوگیا ہوتا اور عمرہ سے فارغ ہوکر یوم عرفہ سے قبل مکۃ المکرمہ میں حج کا احرام باندھ لیا ہوتا تو سب کے نزدیک تمتع صحیح ہوجاتا۔ اور یہاں ایسا نہیں۔ لہٰذا اگر مدینہ اور طائف وغیرہ کے لوگ اشہرِ حج میں عمرہ کے بعد گھر واپس آجائیں، اور پھر اسی سال حج کرلیں تو سب کے نزدیک انکا حج، حجِ تمتع نہ ہوگا۔ بلکہ حج افراد ہی ہوگا۔[1]

عمرہ کی سعی کے بعد حلق سے قبل گھر واپس آگیا

آفاقی اشہرِ حج میں عمرہ کا طواف اور سعی کے بعد حلق سے قبل گھر واپس ہوگیا تو حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اسکا تمتع باقی رہے گا۔ اسلئے کہ تمتع باطل ہونے کے لئے المامِ صحیح لازم ہے، اور المامِ صحیح کے لئے شیخین کے نزدیک عمرہ سے حلال ہوکر واپس ہونا لازم ہے۔ اور یہاں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ بغیر حلق اور بغیر حلال ہوئے وطن پہنچا ہے۔ لہٰذا اسکا تمتع باقی رہے گا۔

---

[1] واذا عاد المتمتع الی بلدہ بعد فراغہ ولم یکن ساق الھدی بطل تمتعہ لانہ الم باھلہ بین النسکین الماما صحیحا وبطل التمتع الخ (الجوھرۃ النیرۃ ۱/۲۰۵)

اورحضرت امام محمدؒ کے نزدیک المامِ صحیح کے لئے عمرہ سے حلال ہوکر وطن پہونچنا لازم نہیں، لہٰذا ان کے نزدیک تمتع باطل ہوجائیگا۔ کیونکہ المامِ صحیح کا ثبوت ان کے نزدیک موجود ہے۔ اوران کے نزدیک المامِ صحیح کے لئے کسی بھی طرح سے وطن واپس ہوجانا کافی ہے۔ [1] قول راجح اور مفتیٰ بہ شیخین کا قول ہے۔ ماقبل میں اِلمام کی مستقل بحث آپ کی نظر سے گذرچکی۔

سوقِ ہدی کی صورت میں تمتع کی صحت

اگر آفاقی نے دمِ تمتع کے لئے قربانی کا جانور ساتھ لایا ہے، اورعمرہ سے فارغ ہونے کے بعد سوقِ ہدی کی وجہ سے حلال نہیں ہوپایا، اوراسی حالت میں وطن واپس آگیا توحضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک اس کا تمتع باطل نہ ہوگا، اسلئے کہ ان کے نزدیک المامِ صحیح کے لئے سوقِ ہدی کا نہ ہونا لازم ہے۔ اوریہاں سوقِ ہدی کی وجہ سے اِلمام فاسد ہوگیا ہے۔ اورحضرت امام محمدؒ کے نزدیک سوقِ ہدی المامِ صحیح کو مانع نہیں ہے۔ اسلئے ان کے نزدیک اس صورت میں بھی تمتع باطل ہوجائیگا۔ اور اس سال جو حج کریگا وہ اسکا حج افراد ہی ہوگا، تمتع نہ ہوگا۔ [2]

---

[1] عندمحمدؒ لیس من ضرورۃ صحۃ الإلمام کونہ حلالاً ولکن شرطہ ان لایکون العود مستحقاً علیہ افتراضاً فلورجع بعد طواف العُمرۃ کلہ او اکثرہ قبل الحلق یبطل تمتعہ لصحۃ اِلمامہ الخ (غنیہ جدید/۲۰۳ والالمام الفاسد فانہ لایمنع صحۃ التمتع عندابی حنیفۃؒ وابی یوسفؒ الخ (تاتارخانیۃ ۲/۵۲۹) بعد فراغہ من العمرۃ ای بعد ما حلق اما قبل ان یحلق فان تمتعہ لایبطل عندھا وعندمحمد یبطل الخ الجوھرۃ ۱/۲۰۵)

[2] واذاساق الھدی فالمامہ لایکون صحیحاً ولایبطل تمتعہ عندھما وقال محمد یبطل تمتعہ لانہ اداھما بسفرین ولانہ الم باھلہ ولھما ان العود مستحق علیہ لاجل الحلق لان الحلق موقت بالحرم وجوباً عند ابی حنیفۃؒ واستحباباً عند ابی یوسفؒ والعود یمنع صحۃ الالمام الخ (الجوھرۃ ۱/۲۰۵)

عمرہ کے بعد میقات سے باہر غیر وطن پہنچ جانا

آفاقی جب اشہرِ حج میں عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد میقات سے باہر چلا جائے۔ تو اس کی دو صورتیں ہمارے پیش نظر ہیں۔

۱ میقات سے تجاوز کرکے اپنے وطن پہنچ جائے اور پھر وہاں سے حج کا احرام باندھکر آئے، تو سب کے نزدیک اِلمامِ صحیح ہوجانے کی وجہ سے تمتع باطل ہوجائے گا۔

۲ میقات سے تجاوز کر گیا مگر اپنے وطن نہیں گیا بلکہ کسی دوسری جگہ چلا گیا اور وہاں سے حج کا احرام باندھکر واپس آگیا تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اِلمام ناقص ہونے کی وجہ سے تمتع باطل نہ ہوگا، بلکہ اس کا تمتع باقی رہیگا۔ اسلئے کہ ان کے نزدیک اِلمام صحیح کے ثبوت کے لئے وطن پہنچنا لازم ہے۔ لہٰذا عمرہ سے فراغت کے بعد مدینہ طیبہ جاکر واپسی میں حج کا احرام باندھنے سے ان کے نزدیک تمتع میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ بلکہ تمتع بدستور باقی رہے گا۔

اور حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے نزدیک میقات سے تجاوز کرتے ہی اِلمام صحیح کا ثبوت ہوجاتا ہے۔ اور انکے نزدیک اِلمام کے صحیح اور تام ہونے کے لئے وطن پہنچ جانا لازم نہیں، بلکہ صرف میقات سے تجاوز کرنا کافی ہے۔ اس لئے ان کے نزدیک اس کا تمتع باطل ہوجائیگا۔ لہٰذا اشہرِ حج میں عمرہ کے بعد اگر حج سے پہلے مدینہ طیبہ جاکر وہاں سے حج کا احرام باندھکر آئیگا تو تمتع باطل ہوجائے گا اور مفرد بالحج بن جائے گا، اور اس پر دمِ شکر کی قربانی بھی لازم

نہ ہوگی۔ [1] اگرچہ فتویٰ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول پر ہے۔ مگر صاحبینؒ کے اختلاف سے بچنے کے لئے مدینہ طیبہ جانے والے آفاقی کے لئے بہتر یہی ہے کہ مدینہ طیبہ سے واپسی میں حج کا احرام نہ باندھیں، بلکہ عمرہ کا احرام باندھکر آیا کریں، اور یہ بھی بشرطِ سہولت ہے، ورنہ حضرت امام صاحبؒ کے قول پر یہی فتویٰ ہے کہ حج کا احرام باندھکر آنے سے بھی تمتع باقی رہے گا۔

لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ،

---

[1] لان الاصل عنده ان الخروج فی اشهر الحج الیٰ غیر اهله فالاقامة بمكة فكأنه لم يخرج وقرن من مكة واما عندهما فكالرجوع الى اهله فاذا خرج بطل تمتعه الخ غنیہ جدید/۲۱۵ قدیم/۱۱۳) ولو عاد بعد ما حلّ من عمرته الیٰ غیر اهله فی موضع لاهله التمتع والقران وحج من عامه ذلك كان متمتعًا عند ابی حنيفةؒ وصار كأنه لم يخرج من مكة وعندهما لا يكون متمتعًا ويكون لحوقه بهذا الموضع كلحوقه باهله الخ الجوهرة ۲۰۲/۱) غنیہ جدید ۲۱۳، قدیم/۱۱۳) اما اذا رجع الیٰ غیر بلده كان متمتعًا عند ابی حنيفةؒ ويكون كأنه لم يخرج من مكة وعندهما لا يكون متمتعًا ويكون كأنه رجع الى بلده ولا فرق عندهما بين ان ينوى الاقامة فی غیر بلده خمسة عشر يومًا او لم ينو الخ
(الجوهرة ۲۰۵/۱)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

(۱۶) عُمرہ کے مسائل

حج اور عمرہ کے ارکان کی تکمیل کرو، رضائے الٰہی کے لئے۔	وَاَتِمُّوا الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَۃَ لِلّٰہِ الآیہ (سورۃ بقرۃ آیت ۱۹۶)

یعنی جب کسی نے حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس کا پورا کرنا لازم ہوگیا۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ بیچ میں چھوڑ بیٹھے، یا احرام سے نکل جائے۔ بلکہ پوری رغبت اور شوق کے ساتھ تمام ارکان اور شرائط و لوازمات کی رعایت کرتے ہوئے مکمل کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

عمرہ کے فرائض و واجبات

عمرہ کے افعال کل چار ہیں۔

۱ احرام باندھنا۔ اور عمرہ کا احرام حُدودِ حَرَم سے باہر باندھنا لازم ہے۔ آفاقی ہو تو میقات یا میقات سے پہلے باندھنا لازم ہے۔ اور حُدودِ حَرَم کے رہنے والے اور اہلِ حِل پر لازم ہے کہ حُدودِ حَرَم سے باہر حِل میں جا کر عمرہ کا احرام باندھے۔

۲ طوافِ عمرہ کرنا۔

۳ سعی بین الصفا والمروہ کرنا۔

۴ سَر کا حلق یا قصر کرنا۔

ان چاروں افعال میں سے احرام باندھنا عمرہ کے لئے شرط ہے۔

اور عمرہ کا طواف رکن اور فرض ہے اور سعی بین الصفا والمروہ اور سر کے بال صاف کرنا یہ دونوں واجب ہیں۔ (درمختار کراچی ۲/۴۷۲) ؎۱

افعالِ عمرہ میں ترتیب

عمرہ کے مذکورہ چاروں افعال میں ترتیب لازم اور ضروری ہے اور اسکی تفصیل یوں ہے کہ طوافِ عمرہ کو عمرہ کی سعی پر مقدم کرنا صحتِ سعی کیلئے شرط ہے لہٰذا اگر پہلے سعی کر لی جائے اسکے بعد طواف کیا جائے تو سعی صحیح ہی نہ ہوگی اور نہ ہی دم دینا کافی ہوگا۔ بلکہ طواف کے بعد دوبارہ سعی کرنا لازم ہوگا۔ اور سعی اور حلق کے درمیان ترتیب قائم رکھنا واجب ہے شرط نہیں یعنی پہلے سعی کیجائے اسکے بعد حلق یا قصر کرنا واجب ہے۔ اسکے برعکس اگر طوافِ عمرہ کے بعد پہلے حلق یا قصر کریگا اور اسکے بعد سعی کریگا تو دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اور ترتیب کے ساتھ دوبارہ دونوں کا اعادہ لازم نہ ہوگا۔ ؎۲

عمرہ کی غلطیوں میں بدنہ یا صدقہ نہیں صرف دم ہوتا ہے

اگر عمرہ کے افعال میں غلطی یا بالقصد جرم واقع ہوجائے تو کفارہ میں صرف دَم واجب ہوتا ہے یا اِعادہ لازم ہوجاتا ہے۔ اور عمرہ کے کفارہ میں بدنہ یعنی اونٹ، گائے بھینس وغیرہ بڑے جانور کی قربانی یا صدقہ کسی بھی صورت میں لازم نہیں ہوتا۔ ؎۳

عمرہ کا حکم

عمرہ کرنا فرض یا واجب نہیں ہے۔ بلکہ صحیح قول کے مطابق حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عمرہ کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ اور عمرہ کیلئے

؎۱ العمرة (الیٰ قوله) وهی إحرامٌ وطوافٌ وسعیٌ وحلقٌ او تقصیرٌ فالاحرامُ شرطٌ ومعظم الطواف رکنٌ وغیرهما واجبٌ هو المختار الخ (الدر المختار کراچی ۲/۴۷۲)

؎۲ وتقدیم طوافها علی السعی شرط لصحة السعی وتقدیم سعیها علی الحلق واجبٌ الخ (غنیہ جدید/ ۱۹۷ قدیم/۱۰۵)

؎۳ ولا مدخل للبدنة فیها ولا للصدقة بالجنایة فی طوافها الخ (غنیہ جدید/۱۹۷ قدیم/۱۰۵)

وقت اور مہینہ یا دن کی کوئی تخصیص نہیں۔ پورے سال میں جب چاہے کرسکتے ہیں۔ ہاں البتہ نویں ذی الحجہ سے تیرھویں ذی الحجہ تک حج کے ارکان کی ادائیگی میں مشغول رہنا لازم ہوتا ہے اسلئے ان ایام میں ممنوع ہے [1] (درمختار کراچی ۲/۴۷۲)

رمضان میں عمرہ کرنا

عمرہ پورے سال کرسکتے ہیں مگر رمضان المبارک میں اعمال کا ثواب ستر گنا زائد ہوجاتا ہے۔ اور بخاری شریف کی حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کا عمرہ پورے حج کے برابر ہوتا ہے۔ (بخاری شریف ۱/۲۳۹ مسلم شریف ۱/۴۰۹)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنے سے حضرت سید الکونین خاتم الانبیاء علیہ السلام کے ساتھ حج کرنیکے برابر اجر و ثواب اور درجہ مل جاتا ہے۔

حاشیہ میں چند حدیثیں درج ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ [2]

اسلئے اگر موقع ہو تو رمضان المبارک ہی میں عمرہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ایام حج میں عمرہ

ایام حج یعنی نویں ذی الحجہ سے تیرھویں ذی الحجہ تک پورے سال میں یہ پانچ دن ایسے ہیں کہ جنمیں عمرہ کرنا ناجائز اور ممنوع ہے۔ ان پانچ دن کو چھوڑ کر پورے سال میں جب بھی چاہے عمرہ کرسکتے ہیں۔ یہ ممنوع اسلئے ہے کہ ان ایام کو اللہ تعالیٰ نے حج کے مناسک ادا کرنے کیلئے خاص

---

[1] العُمرة وتسمّی الحج الاصغر وهی فی العُمر مرّةً سُنّةٌ مؤكّدةٌ لمن استطاع وهُوَ المذهب الخ غنیہ جدید / ۱۹۲، الدر المختار کراچی ۲/۴۷۲)

[2] عن انس بن مالكٍ انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم عُمرةٌ فی رمضان كحجّةٍ معی۔ الحدیث، المعجم الکبیر ۱/۲۵۱ حدیث ۲۲)

عن ابن عباس قال جاءت امّ سُلیم الی النبی صلی الله علیه وسلم فقالت حجّ ابو طلحة وابنه وترکانی فقال یا امّ سلیم عمرة فی رمضان تعدل حجّة،

(صحیح ابن حبان ۴/۲۰۳ حدیث ۲۷۰۱) فعمرة فی رمضان تقضی حجّة او حجة معی۔ الحدیث (مسلم شریف ۱/۴۰۹)

فرمایا ہے۔ لہٰذا اگر ان ایام میں عمرہ کرنے میں لگ جائیگا تو مناسکِ حج صحیح طریقے سے ادا نہیں ہو پائیں گے۔ اسلئے ان ایام میں عمرہ کرنا گناہ ہے۔ [1]

(مستفاد درمختار کراچی ج۲ ص۴۷۳، ھدایہ ج۱ ص۲۷۶)

ایام النحر اور ایام التشریق میں حاجی کا عمرہ

حاجی کیلئے یوم عرفہ سے تیرھویں ذی الحجہ تک مسلسل پانچ دنوں میں کسی بھی دن عمرہ کرنا جائز نہیں۔ لہٰذا اگر حاجی نے یوم النحر میں تمام ارکان ادا کر کے احرام کھول دیا ہے اور طوافِ زیارت، قربانی، حلق سب کچھ ادا کر کے فراغت حاصل کر لی ہے، اس کے بعد یوم النحر ہی میں عمرہ کا احرام باندھ لیتا ہے یا تیرھویں ذی الحجہ کے غروب سے قبل کسی بھی وقت حدودِ حرم سے باہر جا کر عمرہ کا احرام باندھکر عمرہ کر لیتا ہے تو اسکا عمرہ تو ادا ہو جائیگا مگر ان ایام کو منیٰ کیلئے اور امورِ حج کی عظمت کیلئے فارغ رکھنا واجب ہے۔ اسلئے ترکِ واجب اور کراہتِ تحریمی کے ارتکاب کیوجہ سے ایک دم دینا واجب ہو جائیگا۔ [2]

ایامِ حج کے پانچ دنوں میں غیر حاجی کا عمرہ

سابقہ مسئلہ سے معلوم ہوا کہ حاجی کیلئے نویں ذی الحجہ سے تیرھویں ذی الحجہ تک پانچ دن کے درمیان عمرہ کرنا ممنوع اور موجبِ دم ہے، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ غیر حاجی کیلئے

---

[1] وکرھت تحریما یوم عرفۃ واربعۃ بعدھا ای کرہ انشاءھا بالاحرام حتی یلزمہ دم الخ الدرالمختار کراچی ۲/۴۷۳ اس کی تفصیل درمختار کراچی ۲/۵۸۹ میں موجود ہے۔ لان العمرۃ جائزۃ فی جمیع السنۃ بلا کراھۃ الا فی خمسۃ ایام لافرق بین المکی والآفاقی الخ غنیہ جدید/ ۲۱۵ قدیم/ ۱۱۵)

[2] وتصح فی کل السنۃ ولکن یکرہ تحریما انشاءھا بالاحرام فی خمسۃ ایام یوم عرفۃ (الی قولہ) ویوم النحر وایام التشریق للنھی عنہا فیہا لان ھذہ ایام الحج فتعینت لہ فلو اھل بہا فیہا لزمتہ لصحۃ الشروع فیہا ویلزمہ رفضہا فان مضی فیہا اجزأہ لانہ اداھا کما التزم وعلیہ دم لارتکاب النھی ولترکہ تخلیص الوقت لہ الخ

(غنیہ جدید/ ۱۹۷ قدیم/ ۱۰۵ ھکذا معناہ فی مناسک القاری / ۲۲۲)

جائز ہے یا نہیں جیسا کہ بہت سے اہلِ مکّہ اور اطراف مکّہ اور اہلِ جدّہ وغیرہ جنہوں نے حج کا احرام نہیں باندھا اور نہ ہی انکا ارادہ اس سال حج کرنیکا ہے تو ایسے لوگوں کیلئے ان پانچ دنوں کے درمیان عمرہ کرنا کیسا ہے؟ تو ان ایام میں مناسکِ حج اور اُمور حج کی عظمت حاجی اور غیر حاجی سب کیلئے یکساں ہے۔ اسلئے غیر حاجی کیلئے بھی ان ایام میں عمرہ ممنوع اور مکروہ تحریمی اور موجب دم ہے، کیونکہ ایسے لوگوں کیلئے بھی ان ایام کے علاوہ پورا سال پڑا ہوا ہے، جب چاہے عمرہ کر سکتے ہیں۔ تو انہیں ایام میں کیا خصوصیت ہے؟ لہٰذا ان کیلئے بھی ممنوع ہے۔ [1]

ایام ممنوعہ میں احرام باندھا، اور ان ایام کے بعد افعالِ عمرہ ادا کیئے تو کیا حکم؟

یوم عرفہ سے تیرھویں ذی الحجہ کے درمیانی زمانہ میں تمتع اور قران کے عمرہ کے علاوہ باقی کسی بھی قسم کا عمرہ کرنا ممنوع اور موجب دم ہے۔ لیکن دو شرطوں کے ساتھ ہی موجبِ دم ہے۔ اور ان دونوں شرطوں میں سے اگر ایک شرط بھی نہ ہو تو دم ساقط ہوجائے گا۔

۱۔ انہیں پانچ ایام کے اندر احرام باندھا ہو۔

۲۔ انہیں پانچ ایام کے اندر احرام باندھنے کے بعد انہیں ایام کے اندر ارکانِ عمرہ بھی ادا کر لیا ہو۔ اور اگر ان ایام سے پہلے احرام باندھا ہے اور پھر انہیں ایام میں آکر افعالِ عمرہ ادا کیا ہے تو دم لازم نہیں۔ نیز اسی طرح اگر ان ایام کے درمیان احرامِ عمرہ باندھ لیا ہے مگر افعالِ عمرہ ان ایام میں ادا نہیں کیا بلکہ ان ایام کے گذر جانیکے بعد

---

[1] ولانّ ہٰذہ ایّام الحج فتعیّنت لہٗ رظاہرہ فتعیّنتُ لہٗ وان لم یحجّ فیہا وکذا ہو ظاہر اطلاق النھی عنہا فشملت الکراہۃ للحاج وغیرہ تعظیمًا لِامر الحج اھ
(غنیہ جدید/۱۹۷ قدیم/۱۰۵)

ادا کیا ہے تو بھی دم لازم نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر حاجی نے ایامِ نحر اور ایامِ تشریق میں عمرہ کا صرف احرام باندھ لیا ہے۔ اسی طرح غیر حاجی نے صرف عمرہ کا احرام باندھا اور ان ایام کے گذر جانیکے تک احرام کی حالت کو باقی رکھا اور عمرہ کے افعال ادا نہیں کیئے اور ان ایام کے گذر جانیکے بعد ادا کیے ہیں تو دم واجب نہ ہوگا۔ [۱]

عمرہ میں طوافِ قدوم وطوافِ وداع کا کیا حکم؟

عمرہ میں طوافِ قدوم اور طوافِ وداع مسنون

نہیں۔ لہٰذا جب عمرہ کا احرام باندھ کر حرم شریف پہونچیں گے تو طوافِ عمرہ سے ہی عمل شروع ہوگا۔ طوافِ قدوم نہیں کیا جائیگا۔ اسی طرح جب واپسی کے وقت آئیگا تو طوافِ وداع کرنا واجب نہیں بلکہ بغیر طوافِ وداع کے واپسی ہوجائے گی۔ اور اگر کوئی عمرہ کرکے واپسی کے وقت طواف کریگا تو وہ نفلی طواف ہوجائیگا واجب طواف نہ ہوگا۔ [۲] اور بعض علماء نے عمرہ سے واپسی میں طوافِ وداع کو واجب کہا ہے۔ مگر راجح اور

---

[۱] رجلٌ اهلّ بعمرةٍ فی اول العشرة ثم قدم فی ایام التشریق فاحبّ الیّ ان یؤخر الطواف حتی تمضی ایام التشریق ثم یطوف ولیس علیه ان یرفض احرامه ولو طاف لها فی تلک الایام اجزأه ولا دم علیه ولو اهلّ بعمرةٍ فی ایام التشریق یؤمر برفضها وان لم یرفض ولم یطف حتی مضت ایام التشریق ثم طاف لها اجزأه ولا دم علیه وحاصله انه بمجرد الاهلال بها فی ایام التشریق لایلزمه دم وان کان یؤمر برفضه کما انه بجمع افعالها فیها باحرام سابق لایلزمه دمٌ وان کان رفضها احب بل انما یلزمه دمٌ اذا اهلّ بها فیها ومضی فی افعالها الخ (غنیة جدید/۱۹۸ قدیم/۱۰۲ ومعناه فی مناسک القاری ۲۲۲)

[۲] ولیس لها طواف القدوم وبعدها طواف الصدر الخ غنیة جدید/۱۹۷ قدیم/۱۰۵) الخامس لیس لها طواف القدوم ای سنةٌ ولو کان آفاقیا بخلاف الحج والسادس لا یجب بعدها طواف الصدر ای الوداع ولو کان اعتمر من اهل الآفاق واراد السفر وهذا فی ظاهر الروایة۔ وقال الحسن بن زیاد یجب علیه (مناسک الملا علی القاری/۲۶۴) بدائع الصنائع جدید ۳/۳۰۵ قدیم ۲/۲۲۷ لحدیث الحارث بن عبد الله الثقفی قال سمعتُ رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من حج او اعتمر فلیکن آخر عهده ان یطوف بالبیت فقال عمر اخررت یداک سمعت من رسول الله صلی الله علیه وسلم ولم تخبرنی، الحدیث (المعجم الکبیر ۳/۲۶۳ حدیث ۳۳۵۴)

مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ عُمرہ کے بعد واپسی میں طوافِ وداع واجب یا مسنون نہیں ہے بلکہ صرف نفل اور مستحب ہے۔ لہٰذا عمرہ کرنیوالا اگر طوافِ وداع کریگا تو افضل و بہتر ہوگا۔ اور اگر نہیں کرتا ہے تو اس پر کوئی حرج اور مضائقہ بھی نہ ہوگا۔

متمتع کا اشہرِ حج میں بار بار عُمرہ کرنا

جو شخص حج تمتع کرتا ہے اسکا حج سے پہلے اشہرِ حج یعنی شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجّہ کے عشرۂ اوّل میں بار بار عمرہ کرنا کیسا ہے؟ تو راجح اور صحیح قول کے مطابق حج سے قبل مذکورہ ایام میں بار بار عمرہ کرنا بلاکراہت جائز اور درست ہے۔ اسمیں کسی قسم کی قباحت نہیں ہے۔ (مستفاد اوجزالمسالک ص۲۴۴ ج۷، غنیۃ الناسک جدید ص۲۱۵ قدیم ص۱۱۵ معلم الحجاج ص۲۲۱) اور جن علماء نے یہ کہا ہے کہ متمتع ارکانِ عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد جب دوسرا عمرہ کریگا تو تمتع باطل ہوجائیگا۔ انکا یہ قول صحیح نہیں ہے۔ بلکہ جب دوسرا عمرہ کریگا تو اسکے ذریعہ سے تمتع ہوجائیگا اور جب تیسرا عمرہ کریگا تو اسکے ذریعہ سے علیٰ ھٰذا القیاس جتنے عمرے کریگا انمیں آخر والے کے ذریعہ سے تمتع صحیح ہوجائیگا۔[۱]

(مستفاد فتاوی محمودیہ ص۱۸۳ ج۱۲)

اہلِ مکّہ کا اشہرِ حج میں عُمرہ کرنا

اہلِ مکہ کیلئے حج کے مہینوں میں بار بار عمرہ کرنا بلاکراہت جائز ہے۔ اور پورے سال میں صرف پانچ دن عمرہ کرنا مکروہ ہے یعنی نویں ذی الحجّہ سے تیرھویں ذی الحجہ تک، اور ان پانچ دن کے علاوہ باقی سال کے تمام ایام میں مکّی اور غیر مکّی

---

[۱] ویعتمر قبل الحج ماشاء وما فی اللباب لایعتمر قبل الحج فغیر صحیح لانہٗ بناءعلی ان المکی ممنوعٌ من العمرۃ المفردۃ وھو خلاف مذھب اصحابنا جمیعًا ولان العمرۃ جائزۃٌ فی جمیع السنۃ بلاکراھۃ الا فی خمسۃ ایامٍ لافرق فی ذلک بین المکی والآفاقی الخ
(غنیہ جدید / ۲۱۵ قدیم / ۱۱۵)

سب کیلئے عمرہ کرنا بلا تفریق جائز اور درست ہے ۔ (غنیہ) [1]

کثرتِ طواف افضل ہے یا کثرتِ عُمرہ؟

یہ مسئلہ بھی اہمیت کا حامل ہے کہ قیام مکۃ المکرمہ کے زمانہ میں کثرت کے ساتھ طواف کرنا افضل ہے یا کثرت سے عُمرہ کرنا؟ تو حضراتِ فقہاء نے لکھا ہے کہ قیام مکۃ المکرمہ کے زمانہ میں کثرتِ عمرہ کے مقابلہ میں کثرتِ طواف زیادہ افضل اور زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے ۔ اسکی مختلف وجوہ حضراتِ علماء نے لکھی ہیں ۔

۱ بعض علماء کے نزدیک سال بھر میں صرف ایک ہی عمرہ کرنا بہتر ہے ۔ متعدد عمرہ ایک سال میں کرنا پسندیدہ نہیں ہے ۔ اور طواف ہر وقت سب کے نزدیک پسندیدہ اور بہت بڑا اجر کا باعث ہے ۔ حضرت امام مالکؒ کیطرف اس قول کی نسبت کی گئی ہے ۔

(غنیہ جدید / ۲۰۰)

۲ بعض فقہاء نے کہا کہ عُمرہ صرف آفاقی کے ساتھ خاص ہے ۔ یہ قول اگرچہ مرجوح اور غیر راجح ہے ۔ مگر اس سے فقہاء کا اختلاف ثابت ہوا ۔ اور طواف مکی اور آفاقی سب کیلئے بلا تفریق عام ہے اور بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے ۔

۳ طواف مستقل اور مقصود بالذات عبادت ہے ۔ نہ اسکے لئے احرام شرط ہے اور نہ ہی سعی اور حلق وغیرہ لازم ہے ۔ اسکے برخلاف عمرہ کیلئے احرام لازم ہے اور بعد میں حلق بھی لازم ہے ۔ لہٰذا طوافِ عمرہ مستقل بالذات عبادت نہیں ہے ۔

۴ طواف پورا سال ہر وقت بلا کراہت جائز ہے ۔ اسکے برخلاف عمرہ یوم عرفہ اور ایام نحر اور ایام تشریق میں ممنوع ہے ۔ [2]

---

[1] لان العمرة جائزة فی جمیع السنة بلا کراهة الا فی خمسة ایام لا فرق فی ذلك بین المکی والآفاقی الخ (غنیة المناسک قدیم/۱۱۵ جدید/۲۱۵)

[2] اکثار الطواف افضل من اکثار الاعتمار لکونه مقصودا بالذات ولمشروعیته فی جمیع الحالات ولکراهة بعض العلماء اکثارها فی سنة مع ان بعض الفقهاء قالوا العمرة مختصة بالآفاقی۔ الخ

غنیة جدید/۲۰۰ قدیم/۱۰۴)

نیز ایک عمرہ ادا کرتے ہوئے کئی بار متعدد طواف کیا جاسکتا ہے۔ انہیں وجوہ کی بنا پر کثرتِ طواف کثرت عمرہ سے افضل ہے۔

حج چھوڑ کر عمرہ کرنا

اگر کسی پر حج فرض ہو چکا ہے مگر وہ حج نہیں کرتا اور عمرہ کرتا رہتا ہے، تو ایسے آدمی کا عمرہ تو شرعی طور پر صحیح ہو جائیگا لیکن حج میں تاخیر کرنیکی وجہ سے سخت گنہگار ہوگا۔ اور اگر خدانخواستہ اسی حالت میں حج کرنے سے پہلے مرجاتا ہے تو سخت عذاب کا مستحق ہوگا۔ اسلئے سب سے پہلے حج کرے۔ اسکے بعد موقع ملے تو عمرہ کرتا رہے۔

(مستفاد البحر الرائق ص ۳۱۰/۲) [1]

ایک عمرہ کے بعد حلق سے قبل دوسرا عمرہ کرنے کا جرمانہ

ارکانِ عمرہ ادا کرنیکے بعد حلق یا قصر کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر ایک عمرہ کرکے حلق یا قصر کرنے سے قبل دوسرا عمرہ کرلیتا ہے تو جرمانہ میں ایک دم واجب ہوگا۔ اور اسی طرح اگر دوسرے عمرے کے بعد بھی حلق نہیں کیا ہے اور پھر تیسرا عمرہ کرلیتا ہے تو جرمانہ میں دوسرا دم بھی واجب ہو جائیگا۔ [2] (ہدایہ رشیدیہ ص ۲۷۱/۱، فتح القدیر ص ۱۲۰/۳، کتاب الفقہ ص ۶۸۵/۱)

حدودِ حرم سے باہر کا رہنے والا عمرہ کرکے بغیر حلق گھر آگیا

حدودِ حرم سے باہر کا رہنے والا

[1] ومقتضاه الوجوب فاذا أخره وأداه بعد ذلك وقع اداءً و يأثم بالتاخير لترك الواجب وثمرة الاختلاف تظهر فيما اذا اخره فعلى الصحيح يأثم و يصير فاسقا مردود الشهادة الخ (البحر الرائق ۳۱۰/۲)

[2] ومن فرغ من عمرته الا التقصير فاحرم بعمرة أخرى فعليه دم لاحرامه قبل الوقت لان وقته بعد حلق الاول دم يوجد لانه جمع بين احرامي العمرة (فتح القدير ۱۲۰/۳) وبهذا المعنى كتاب الفقه ۶۸۵/۱ والتفصيل فى البناية ۱۵۰۸/۱)

اگر عمرہ کرکے بغیر حلق گھر پہونچ جائے۔ اور گھر جانیکے بعد ہی حلق یا قصر کرتا ہے تو حُدودِ حرم سے باہر حلق یا قصر کرنیکے جُرم میں ایک دم واجب ہوجائیگا۔ [1]

(غنیہ ص۹۴ فتاوی رحیمیہ ج۵ ص۲۲۳)

حَرم سے باہر کے رہنے والے نے بغیر حلق کئے دو عُمرے کر لئے پھر وطن جاکر بال صاف کر لیئے

اگر حُدودِ حَرم سے باہر کے رہنے والے نے ایک عمرہ کرکے حلق کئے بغیر دوسرا عمرہ کرلیا ہے اور پھر حلق کئے بغیر گھر چلا گیا۔ اور وطن جاکر کسی وقت بال کٹوالیئے ہیں تو اس پر دو دم واجب ہونگے۔ ایک دم پہلے عمرہ کے بعد حلق نہ کرنیکی وجہ سے اور دوسرا دم دوسرے عمرے کا حلق حُدودِ حَرم سے باہر کرنیکی وجہ سے۔ مگر اس مسئلہ میں اختلاف یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک حلق کیلئے حُدودِ حرم واجب ہے۔ اور حضرت امام ابویوسفؒ کے نزدیک حلق یا قصر کیلئے حُدودِ حَرم واجب نہیں۔ لہٰذا حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک حُدودِ حرم سے باہر جاکر حلق کرنیکی وجہ سے ایک دم دینا واجب ہوجائیگا۔ اور حضرت امام ابویوسفؒ کے نزدیک اس پر کوئی دم واجب نہیں۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ حلق یا قصر کرنا حُدودِ حرم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کہیں بھی کرنا جائز ہے۔ مگر مفتیٰ بہ اور راجح قول یہی ہے کہ دم واجب ہوجائیگا۔ [2]

(مستفاد فتح القدیر ج۲ ص۲۰، غنیۃ الناسک ص۹۴، فتاوی رحیمیہ ج۵ ص۲۲۳)

---

[1] ویختص حلق الحاج بالزمان والمکان عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وحلق المعتمر بالمکان الخ غنیہ قدیم ص۹۴ جدید ص۱۷۵)

[2] فان حلق فی ایام النحر فی غیر الحرم فعلیہ دم ومن اعتمر فخرج من الحرم وقصر فعلیہ دم عند ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ وقال ابویوسف ولاشئ علیہ ذھو یقول الحلق غیر مختص بالحرم لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ احصروا بالحدیبیۃ وحلقوا فی غیر الحرم الخ ھدایۃ ۱/۱۵۷ ولو حلق فی الحل للحج اوالعمرۃ اولکلیھما فعلیہ دم عندھا وقد تعالیٰ وقال ابویوسفؒ لاشئ علیہ الخ غنیہ جدید/۲۷۹ قدیم/۱۲۹)

واما فی التراخی بان احرم باخری بعد ان یفرغ من السعی للاولیٰ قبل الحلق فتلزمہ الثانیۃ باتفاق الثلاثۃ ولایرفضھا وعلیہ دم الجمع الخ غنیہ جدید/۲۳۷)

اور مکّی نے ایسا کیا ہے تو اس پر پہلے حلق نہ کرنیکی وجہ سے صرف ایک دم لازم ہوجائیگا۔

مکّی نے عمرہ کرکے حلق کئے بغیر بیوی سے ہمبستری کرلی تو کیا جرمانہ؟

اگر مکّی آدمی نے یا اس شخص نے جو مکہ میں مقیم ہے عمرہ کرکے حلق کئے بغیر بیوی سے ہمبستری کرلی تو اسکا عمرہ تو صحیح ہوگیا مگر حلق سے قبل جماع کیوجہ سے جرمانہ میں ایک دم واجب ہوگا

(مستفاد تاتارخانیہ ص۴۹۷ ج۲، عالمگیری ص۲۴۵ ج۱) [1]

حدودِ حرم کے باہر کے رہنے والے نے عمرہ کرکے حلق کئے بغیر بیوی سے ہمبستری کرلی اور وطن جاکر حلق کرلیا

اگر حدودِ حرم سے باہر کے رہنے والے نے حلق کو اہم امر نہیں سمجھا چنانچہ عمرہ کرکے حلق کئے بغیر حدودِ حرم سے باہر چلا گیا، اور بیوی سے ہمبستری بھی کرلی۔ اسکے بعد حلق یا قصر کرلیا تو ایسی صورت میں اس پر دو دم واجب ہوں گے۔ ایک دم حلق سے قبل جماع کیوجہ سے اور دوسرا دم راجح اور مفتی بہ قول کے مطابق حدودِ حرم سے باہر جاکر حلق کرنیکی وجہ سے [2] نیز اگر متعدد مجلسوں میں متعدد بار جماع کیا ہے تو جتنی بار جماع کیا ہے اتنے دم واجب ہوجائیں گے۔ (تاتارخانیہ ص۴۹۷ ج۲، ہندیہ ص۲۴۵ ج۱، فتح القدیر ص۶۳ ج۳) [3]

جدّہ پہنچکر عمرہ سے رکاوٹ پر احرام کھول دیا

احرام کی حالت میں اگر حاجی یا عمرہ

---

[1] وان جامع بعد الطواف والسعی قبل الحلق فلاتفسد عمرتہ وعلیہ دم الخ تاتارخانیۃ ۲/۴۹۷
[2] ومن اعتمر فخرج من الحرم وقصر فعلیہ دم عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ وقال ابویوسفؒ لاشئ علیہ الخ ھدایۃ ۱/۲۵۶)
[3] وان جامع المعتمر مرۃ بعد اخری فی مجلسین فعلیہ شاتان وکذا بعد الفراغ من السعی الخ (تاتارخانیۃ ۲/۴۹۷)

کرنیوالے کو کسی بات پر جدّہ وغیرہ میں روک لیا جائے یا گرفتار کرلیا جائے اور وہ حُدودِ حرم میں قربانی کروانیکے بعد احرام کھولدیتا ہے، تو جس نے حج کا احرام باندھا تھا اس پر آئندہ ایک حج اور ایک عمرہ قضاء کے طور پر کرنا کافی ہوگا۔ فدیہ لازم نہ ہوگا۔ اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اس پر صرف ایک عمرہ قضاء کرنا کافی ہے۔ اور اگر حُدودِ حرم میں قربانی کرائے بغیر احرام کھولدیتا ہے تو حاجی پر آئندہ ایک حج اور ایک عمرہ اور ایک دمِ کفارہ بھی لازم ہوجائیں گے۔ اور عمرہ کرنیوالے پر ایک عمرہ اور ایک دمِ کفارہ بھی واجب ہوجائیں گے۔

(مستفاد زبدۃ المناسک ۴۳۵/ و ۴۳۹) لہ

حالتِ حیض یا جنابت میں طوافِ عمرہ

اگر حیض یا نفاس یا جنابت کی حالت میں طوافِ عمرہ کریں گے تو جُرمانہ میں ایک دم لازم ہوگا۔ اور اگر پاک ہونیکے بعد اعادہ کریں گے تو جُرمانہ کا دم ساقط ہوجائیگا۔ (غنیہ ص۱۴۷، ص۱۴۸)

(نوٹ) طوافِ عمرہ میں حدثِ اکبر اور اصغر دونوں صورتوں میں دم واجب ہے۔ اور پورا طواف اور ایک آدھ چکر سب کا حکم ایک ہے۔ (غنیہ ص۱۴۷ لہ)

بے وضو طوافِ عمرہ

اگر بے وضو عمرہ کا طواف کریگا تو جُرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔ اور اسی طرح اگر ایک چکر بھی بے وضو کریگا تو دم دینا لازم ہوگا نیز اگر ایک چکر بھی ترک کردیگا تو دم واجب ہو گا۔ اور اگر طواف کا اعادہ کرلیگا تو دم ساقط ہوجائیگا۔ (جدید/۲۷۶ غنیہ ص۱۴۷ قدیم)

لہ وکذلك ما حكى عن ابي حنيفة غير صحيح بل مذهبهم موافق لائمہ روايات احمدؒ من وجوب الهدي والقضاء كما صرح به في اللباب الخ (اوجز المسالك ۳/۲۷۷)

لہ ولو طاف للعمرة كله او اكثره او اقله ولو شوطا جنبا او حائضا او نفساء او محدثا فعليه شاة لا فرق فيه بين الكثير والقليل والجنب والمحدث لانه لا مدخل في طواف العمرة البدنة ولا للصدقة بخلاف طواف الزيارة وكذا لو ترك الاقل منه ولو شوطا لزمه دم ولو اعاده سقط عنه الدم الخ (غنية الناسك قديم/۱۴۷ جديد/۲۷۶)

عورت نے حیض سے پاک ہونے کے بعد بجائے ارکانِ عمرہ ادا کرنے کے حرم سے باہر جاکر دوبارہ احرام باندھ لیا

ایک عورت نے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور ابھی عمرہ کا کوئی رکن ادا نہیں کر پائی تھی کہ اس کو حیض آگیا، لہٰذا وہ پاک ہونے تک انتظار کرتی رہی، اور جب پاک ہوگئی تو بجائے غسل کرکے ارکانِ عمرہ ادا کرنے کے مسجدِ عائشہؓ جاکر دوبارہ عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اب ایسی صورت میں وہ عورت کیا کرے۔؟ حالانکہ اس عورت نے دُو عمروں کو ایک ساتھ جمع کرلیا ہے، اور شرعًا ایسا کرنا جائز نہیں ہوتا کہ ایک عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد اس کو مکمل کرکے اس کے احرام سے فراغت حاصل کرکے حلال ہونے سے قبل دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے، اور اس کو تداخلِ عمرتین کہا جاتا ہے تو ایسی صورت میں اس عورت پر یہ بات لازم ہے کہ بعد والے عمرہ کو ترک کرنے کی نیت کرے اور پہلے والے کی ادائیگی کی نیت سے ارکانِ عمرہ ادا کرے، اور جمع بین العمرتین کرنے کی وجہ سے ایک دم دینا اس پر لازم ہے۔ اور جو عمرہ ترک کردیا ہے اس کی قضا بھی کرنا لازم ہوجائیگا۔ لہٰذا اس پر کل دُو عمرے اور ایک دم لازم ہوجائیں گے۔[1]

طواف وسعی کے بعد حلق سے قبل دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا

کسی شخص نے عمرہ کا احرام باندھ کر طواف وسعی دونوں کرلیے، مگر حلق سے پہلے

---

[1] فاذا احرم بهما معًا او على التعاقب بان احرم بأخرى قبل ان يفرغ من السعى للاولىٰ لزمه جميع ذٰلك ويرفض احداهما فى المعية والثانية فى التعاقب الخ غنية جديد ص۳۲۷
وكـذٰلك يكره تحريمًا الجمع بين احرامين لعمرتين فمن احرم لعمرة فطاف لها شوطًا واحدًا او طاف كل الاشواط او لم يطف اصلًا ثم احرم بأخرى ارتفضت الثانية ولو لم ينو رفضها ولزمه قضاءها وعليه دم للرفض الخ كتاب الفقه ۱/۶۸۵)

جاکر دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو ایسی صورت میں دوسرے عمرہ کا رفض اور اسکو ترک کردینا جائز نہیں، بلکہ اسی حالت میں پہلے عمرہ کے حلق سے قبل ہی دوسرے عمرہ کے طواف وسعی کرکے دونوں سے ایک ساتھ احرام کھولنا لازم ہوگا۔ اور دُوا حراموں کو جمع کرنے کی وجہ سے ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اور اگر دوسرے عمرہ کے طواف و سعی سے فارغ ہونے سے قبل پہلے والے عمرہ کا حلق کرلیگا تو دوسرا دم دینا بھی لازم ہوجائیگا۔ اسلئے اسکا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اور اگر دوسرے سے فارغ ہونے کے بعد پہلے والے کا حلق کریگا تو دوسرا دم لازم نہ ہوگا۔ [۱]

عمرۂ اولیٰ کے طواف سے قبل عمرۂ ثانیہ کے احرام باندھنے سے بلا نیت عمرۂ ثانیہ کا رفض

اگر عمرۂ اولیٰ کے طواف سے قبل عمرۂ ثانیہ کا احرام باندھ لیا ہے تو اب جب ارکانِ عمرہ ادا کریگا تو وہ عمرۂ اولیٰ کے ارکان شمار ہوں گے۔ اور عمرۂ ثانیہ کو ترک کرنے اور چھوڑنے کی نیت نہ کی ہو تب بھی تو دبخود ترک شمار ہوجائیگا، اور اُسپر عمرۂ ثانیہ کی قضا لازم ہوجائے گی۔ اور دُوا حراموں کو جمع کرنیکا دم بھی لازم ہوجائیگا۔ [۲]

---

[۱] ولو طاف وسعی للاُولیٰ ولم یبق علیہ الّا الحلق فاحرم باُخریٰ لزمتہ الاُخریٰ ولا یرفضہا وعلیہ دمٌ للجمع بین احرامین وان حلق للاُولیٰ قبل الفراغ من الثانیۃ لزم دمٌ اٰخر واما بعد الفراغ من الثانیۃ فلا یلزمہ دمٌ اٰخر الخ کتاب الفقہ ۱/۶۸۵)

[۲] واما اذا جمع بین الحجتین او العمرتین ففی المعیۃ والتعاقب لا یتصوّر عدم الرفض وفی التراخی لا یلزمہ الرفض بل یتعین الجمع وکل من علیہ الرفض یحتاج الیٰ نیۃ الرفض الّا من جمع بین الحجتین قبل الوقوف او بین العمرتین قبل السعی للاولیٰ ففی ہاتین الصورتین ترتفض احداہما من غیر نیۃ الرفض الخ
(غنیۃ جدید ص۲۳۸)

تداخلِ عُمرتین کی شکلیں

دو احراموں کو جمع کرنے کی کچھ شکلیں یہاں پر درج کر دیتے ہیں۔

۱ دو عمروں کے دو احرام ایک ساتھ باندھ لیئے جائیں، یا ایک کا طواف کرنے سے پہلے دوسرے کا احرام باندھ لیا جائے تو ایسی صورت میں دوسرا عمرہ ہر حال میں چھوٹ جائیگا چاہے اس کو چھوڑ دینے کی نیت کی ہو یا نیت نہ کی ہو۔ اسلئے کہ جب افعالِ عمرہ شروع کریگا تو وہ عمرۂ اولیٰ کے افعال شمار ہوں گے۔ بلا نیت کے بھی عمرۂ ثانیہ کا ترک شمار ہو جائیگا۔ لہٰذا ایک دم اور ایک عمرہ کی قضا لازم ہو جائینگے۔

۲ عمرۂ اولیٰ کا طواف کر لیا، مگر ابھی سعی اور حلق نہیں کیا تھا کہ دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو ایسی صورت میں بھی عمرۂ ثانیہ کا ترک کر دینا لازم ہو جائے گا۔ اور ایک دم اور عمرۂ ثانیہ کی قضا لازم ہوگی۔

۳ عمرۂ اولیٰ کے طواف وسعی دونوں سے فراغت ہوگئی مگر ابھی تک حلق نہیں کیا تھا کہ دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو ایسی صورت میں دوسرے عمرہ کا ترک اور رفض جائز نہیں۔ بلکہ عمرۂ اولیٰ کے حلق سے قبل عمرۂ ثانیہ کے ارکان ادا کرکے دونوں سے ایک ساتھ حلق کرکے حلال ہو جانا لازم ہوگا، اور جمع بین عمرتین کی وجہ سے ایک دم دینا لازم ہو جائے گا۔

۴ عمرۂ اولیٰ کے طواف وسعی سے فراغت کے بعد حلق سے قبل عمرۂ ثانیہ کا احرام باندھ لیا، اور عمرۂ ثانیہ کے ارکان ادا کرنے سے قبل عمرۂ اولیٰ سے حلال ہونے کے لئے حلق کرلیا تو ایسی صورت میں عمرۂ ثانیہ کے ارکان ادا کرنا بھی لازم ہوگا، اور دو قربانیاں بھی لازم ہوں گی۔

۱ ایک دم جمع بین العمرتین کی وجہ سے۔

۲ دوسرا دم عمرۂ ثانیہ کے ارکان ادا کرنے سے قبل حلق کرنے کی

وجہ سے۔ [1]

۵۔ حج افراد کا احرام باندھ لیا جائے پھر طوافِ قدوم سے قبل عُمرہ کا احرام باندھ لیا جائے تو ایسی صورت میں وہ شخص قارن بنجائیگا لیکن ساتھ میں امرِ قبیح اور خلافِ سُنت کا ارتکاب بھی ہوگا، اسلئے کہ حج کے احرام کے بعد اس پر عمرہ کے احرام کا ترتیب غیر مشروع اور خلافِ سنت ہے۔ اور حج قران کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ لیا جائے، یا عمرہ کے احرام کو حج کے احرام پر مقدم کیا جائے، اور یہاں ایسا ہے نہیں بلکہ حج کے احرام کے بعد عمرہ کا احرام باندھا گیا ہے لیکن پھر بھی وہ قارن بنجائیگا۔ اور اس پر حج قران والا دمِ شکر لازم ہوجائیگا۔ اور وقوفِ عرفہ سے قبل اس عمرہ کے ارکان کی ادائیگی لازم ہے۔ ورنہ یہ عمرہ باطل ہوجائے گا۔ [2]

۶۔ حج اِفراد کا احرام باندھ لیا جائے اور اسکا طوافِ قدوم کرنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھ لیا ہے تو ترکِ عمرہ لازم ہوگا، اور ایک دم بھی لازم ہوگا۔ اور بعد میں اس عمرہ کی قضا بھی لازم ہوجائے گی۔ اور اگر اس کو ترک نہیں کیا ہے اور وقوفِ عرفہ سے قبل ارکانِ عمرہ ادا کرلیئے تو یہ شخص قارن نہ ہوگا۔ بلکہ بخلافِ مشروع جمع بین النسکین کا مرتکب ہوجائیگا، اور اس پر ایک دمِ جبر اور دمِ جنایت لازم ہوجائیگا اور دمِ شکر لازم نہ ہوگا۔ [3]

---

[1] ولو طاف وسعى للأولى ولم يبق عليها الا الحلق فاحرم بأخرى لزمته الأخرى ولا يرفضها وعليه دمٌ للجمع من احرامين وان حلق للأولى قبل الفراغ من الثانية لزمه دمٌ آخر اما بعد الفراغ من الثانية فلا يلزمه دمٌ آخر الخ (كتاب الفقه ص۶۸۵) [2] ومن احرم بحج ثم احرم بعمرة قبل ان يطوف طواف القدوم لزماه وصار قارنًا واساء لان العمرة لم تشرع مرتبة على الحج والسنة في القران ان يحرم بالحج والعمرة معًا او يقدم احرام العمرة على احرام الحج ولا يندب له رفض العمرة وعليه دم شكر وتبطل عمرته هذه بالوقوف بعرفة للحج قبل افعالها الخ (كتاب الفقه ص۶۸۵) [3] اما اذا احرم بالعمرة بعد ان طاف طواف القدوم للحج فيندب له رفض العمرة وعليه دم الرفض ووجب عليه قضاؤها فان لم يرفضها ومضى عليهما الحج والعمرة فعليه دم جبر وخالف المندوب الخ كتاب الفقه ۱/۶۸۵)

پہلے عمرہ کی سعی سے قبل دُوسرا عمرہ کرلیا

ایک شخص نے عمرہ کا احرام باندھکر اُس عمرہ کا طواف تو کرلیا مگر ابھی اس عُمرہ کی سعی باقی تھی کہ مسجدِ عائشہؓ جاکر دوسرے عمرہ کا احرام باندھکر اسکے طواف وسعی کرکے حلال ہوگیا، اور ابھی تک پہلے عمرہ کی سعی نہیں کی تو ایسی صورت میں کیا حکم ہوگا۔؟ تو اس پر پہلے عمرہ کی سعی بھی لازم ہوگی۔ اور دُو جنایتوں کی وجہ سے دُو دم لازم ہوجائیں گے۔

۱۔ ایک جنایت یہ ہے کہ اس نے جمع بین العمرتین کا ارتکاب کیا جو موجبِ دم ہے۔

۲۔ اس نے پہلے والے عمرہ کی سعی سے قبل احرام کھولدیا ہے، اور یہ بھی موجبِ دم ہے، اسلئے دُوسرا دم اس پر لازم ہوجائیگا۔ [۱]

ایک شخص عمرہ کے طواف کے بعد سعی سے قبل حلق کرکے حلال ہوگیا

ایک شخص عمرہ کا احرام باندھکر طوافِ عمرہ کے بعد سعی سے قبل سر کا حلق کرکے حلال ہوگیا اور سعی رہ گئی، حالانکہ عمرہ کی سعی حالتِ احرام میں ہوتی ہے، اور حلق سے پہلے کرنا واجب ہے۔ اب یہ شخص کیا کرے؟ آیا صرف سعی کرکے مطمئن ہوجائے؟ یا سعی کے بعد دوبارہ حلق بھی کرنا ہوگا۔؟

تو اسکا شرعی حکم یہ ہے کہ وہ شخص اسی حالت میں صرف سعی کریگا، اور دوبارہ حلق

---

[۱] من فرغ من عمرته الا التقصير فاحرم باخرى فعليه دم للاحرام قبل الوقت لانه جمع بين احرامى العمرة وهذا امكروه فيلزمه الدم ٥ وفى البناية يجب الدم دواية واحدة فى الجمع بين احرامى العمرة الخ (بناية شرح الهداية ۱/۱۵۸۸)

الخاص كونه فى حالة الاحرام فى سعى العمرة لكن فيه انه ان سعى بعد التحلل هل يجب عليه دم واحد لجنايات الحلق او دم آخر ايضاً لايقاع السعى فى غير حالة الاحرام قلت الظاهر ان اصل الواجب فهو الترتيب بين السعى والحلق فى العمرة فيلزمه دم لترك الترتيب ولايلزمه دم آخر لايقاع السعى فى غير حالة الاحرام الخ غنية جديد ص۱۳۴)

نہیں کریگا، اور حلق کو سعی پر مقدم کرنے کی وجہ سے ایک دم دینا واجب ہوجائیگا۔ اور حالتِ احرام میں سعی نہ کرنے کی وجہ سے الگ سے دوسرا دم واجب نہ ہوگا۔ لہٰذا نہ حلق کا اِعادہ لازم ہوگا اور نہ ہی دوسرا دم لازم ہوگا، اور صرف اسی حالت میں سعی کرلینا اور ایک دم دینا کافی ہوجائیگا۔ [1]

نیز یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ یہ شخص اس سعی کیلئے دوبارہ اِحرام نہیں باندھیگا اسلئے کہ ایسی صورت میں تداخلِ عمرتین لازم آجائیگا، جو بجائے خود موجبِ دم ہے۔ اور اس شخص نے سعی سے قبل جو حلق کیا ہے وہ تحلل ہے جنایت نہیں۔ اس لئے کہ عمرہ میں رکن اور فرض صرف طواف ہے۔ اور سعی اور حلق دونوں واجب ہیں[2]۔ اور ان دونوں واجبوں کے درمیان ترتیب بھی واجب ہے۔ اور ادائے رکن کے بعد تحلل صحیح ہوجاتا ہے۔ درحقیقت عمرہ کی سعی کو حلق پر مقدم رکھنا اسلئے واجب ہے کہ عمرہ کی سعی حالتِ احرام میں ہونا لازم ہے۔ اور غور کیا جائے تو حالتِ احرام میں سعی کا وجوب، اور حلق پر سعی کی تقدیم کا وجوب دونوں الگ الگ جُدا گانہ وجوب نہیں ہیں، بلکہ دونوں ایک ہی واجب ہیں، اسلئے صرف ایک ہی دم لازم ہوتا ہے، اور حلق کا اِعادہ بھی لازم نہیں ہوتا۔

(مستفاد زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک ۱۴۴)

---

[1] وتقديم طوافها على السعي شرط لصحة السعي وتقديم سعيها على الحلق واجب الخ (غنية الناسك جديد ص۱۹۷ قديم ص۱۰۵) كونه في حالة الاحرام في سعي للعمرة في اللباب لكن فيه انه ان سعى بعد التحلل هل يجب عليه دم واحد لجنايات الحلق او دم آخر ايضا لايقاع السعي في غير حالة الاحرام قلت الظاهر ان اصل الواجب هو الترتيب بين السعي والحلق في العمرة فيلزمه دم لترك الترتيب ولا يلزمه دم آخر لايقاع السعي في غير حالة الاحرام الخ غنية جديد ص۱۳۶ قديم ۷۱/۷۲ -

[2] العمرة - وهي احرام وطواف وسعي وحلق او تقصير فقط فالاحرام شرط ومعظم الطواف ركن وغيرها من اقل اشواط الطواف والسعي والحلق والتقصير واجب الخ (غنية جديد ص۱۹۶ قديم ص۱۰)

ایک شخص نے طوافِ عمرہ کے بعد سعی سے قبل سِلا ہوا کپڑا پہن لیا

ایک شخص نے عمرہ کا احرام باندھکر مکۃ المکرمہ میں داخل ہوکر طواف عمرہ کرکے سِلا ہوا کپڑا پہن لیا، نہ سعی کی اور نہ ہی حلق کیا، اور بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ عمرہ میں صفا و مَروہ کی سعی کیا چیز ہوتی ہے یا اس کی کیا اہمیت ہوتی ہے۔؟ تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔؟

تو اگر اس نے بارہؔ گھنٹے سے کم سلا ہوا کپڑا پہنا ہے۔ تو جلدی سے سِلا ہوا کپڑا اُتار کر سعی کرلے اور حلق کرکے حلال ہوجائے، اور کفارہ میں ایک صدقۂ فطر دینا کافی ہوجائیگا —— اور اگر بارّہ گھنٹے یا اس سے زائد پہنا ہو تو اس پر ایک دم واجب ہوجائیگا۔ اور سعی کرکے حلق یا قصر کے ذریعہ حلال ہوجائے، دوبارہ احرام باندھنا لازم نہیں، بلکہ اسی حالت میں اس کو حالتِ احرام میں شمار کیا جائیگا۔ اور ایک گھنٹہ سے کم وقت پہنا ہو تو ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت دینا کافی ہوگا۔ [۱]

عُمرہ کے احرام کے بعد طواف و سعی سے پہلے سِلا ہوا کپڑا پہن لیا

اگر کسی شخص نے عمرہ کے احرام کے بعد ناواقفیت میں طواف وسعی اور حلق سے قبل مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد قیامگاہ میں جاکر آرام سے نہا دھوکر سِلا ہوا کپڑا پہن کر بےفکری سے پھرنے لگا، کسی کے توجہ دلانے پر احساس ہوا، تو اس کا حکم بھی

---

[۱] لبس مخیطًا لبسًا معتادًا او ستر راسہ (الیٰ قولہ) یومًا کاملًا او لیلۃً کاملۃً وفی الاقل صدقۃ وتحتہ فی الشامیۃ یومًا کاملًا او لیلۃً الظاہر ان المراد مقدار احدہما فلو لبس من نصف النہار الیٰ نصف اللیل من غیر انفصال او بالعکس لزمہ دم کما یشیر الیہ قولہ وفی الاقل صدقۃ (وقولہ) انہ فی ساعۃ نصف صاع وفی اقل من ساعۃ قبضۃ من برٍّ الخ

(درمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۷۴، شامی کراچی ۲/۵۴۶، غنیۃ جدید ۲۷۱)

یہی ہے کہ اگر بارہ گھنٹے سے زائد سِلا ہوا کپڑا پہن رکھا ہے تو طواف وسعی اور حلق کر کے حلال ہوجائے، اور کفّارہ میں ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اور اگر بارہ گھنٹے سے کم اور ایک گھنٹہ سے زائد پہن رکھا ہے تو ایک صدقۂ فطر دینا کافی ہوجائیگا۔ اور اگر ایک گھنٹہ سے کم ہے تو ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت ادا کریگا۔ لہ

شوہر نے بیوی کا عُمرہ فاسد کرادیا

ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ عُمرہ کا احرام باندھ لیا، اور طوافِ عُمرہ ادا کرنے سے قبل بیوی کو حیض آگیا لہٰذا بیوی پاک ہونے تک رُکی رہی، اور شوہر عُمرہ کے تمام ارکان ادا کر کے حلال ہوگیا، پھر جب بیوی پاک ہوگی اور ابھی تک طوافِ عُمرہ اور ارکانِ عُمرہ بیوی نے شروع بھی نہیں کیئے تھے بلکہ پاک ہوتے ہی شوہر نے اس کے ساتھ ہمبستری کرلی تو ایسی صورت میں بیوی کا عُمرہ فاسد ہوجائیگا، اس پر ایک عُمرہ اور ایک دم دینا واجب ہوجائیگا۔ اور شوہر پر کوئی کفارہ واجب نہ ہوگا۔

ہاں البتہ شوہر گنہگار ہوگا، توبہ کرنا لازم ہوگا، اسلئے کہ اس نے بیوی کا عُمرہ فاسد کرادیا ہے۔ نیز بیوی کیلئے شوہر سے دم یا اسکی قیمت وصول کرنیکا حق نہیں بلکہ دم بیوی ہی پر واجب ہوگا۔ اور یہ بات الگ ہے کہ شوہر اپنی طرف سے بخوشی بیوی کا دمِ کفارہ ادا کردے۔

لہ واحرم لابسًا للمخيط فعليه دمٌ اذا مضى عليه يوم كاملٌ وفى اقل من يوم صدقة بعد ان يكون ساعةً (وقوله) فى ساعة نصف صاع وفى اقل من ساعة قبضةٌ من برٍّ (غنية جديد ص۲۷)

سلہ ومفسدها الجماع فى احد السبيلين قبل اكثر طوافها ولو افسدها بالجماع او جامع بعد اكثر طوافها قبل الحلق فعليه شاة لحصول الجماع فى الاحرام الخ غنية جديد ص۱۹۶)

وان جامع وكان مفردًا بالعمرة وكان جامع قبل الطواف فسد ت عمرته ومضى فى فاسدها وعليه عمرة مكانها وعليه دم الخ تاتارخانية ۲/۴۹۷)

ومن جامع ناسيًا كان كمن جامع عامدًا ويستوى فيه النوم واليقظة والطوع والاكراه (الى قوله) كل ذلك مفسده وهذا عندنا (وقوله) ولا ترجع المرأة بما لزمها على المكره ومن ذلك الخ تاتارخانيه ۲/۴۹۶)

عمرہ کے احرام کے بعد بیوی سے ہمبستری

اگر عمرہ کے احرام کے بعد طواف شروع کرنے سے قبل میاں بیوی ہوٹل میں جاکر آرام کرنے لگیں، اور اسی حالت میں دونوں پر نفس غالب آگیا اور ہمبستری ہوگئی تو ایسی صورت میں عمرہ فاسد ہوجائیگا۔ دوبارہ احرام باندھکر دوسرا عمرہ کرنا واجب ہوجائیگا اور ساتھ میں ایک دم دینا بھی واجب ہوجائیگا۔ اسی طرح اگر بھیڑ میں طواف شروع کردیا ابھی چار چکر بھی پورے نہیں ہوپائے تھے تھک جانیکی وجہ سے بقیہ چکروں کو موقوف کرکے ہوٹل میں آرام کرنے لگے، پھر اسی میں بیوی سے ہمبستری ہوجائے تب بھی عمرہ فاسد ہوجائیگا، دوبارہ احرام باندھکر از سرِ نو عمرہ کرنا واجب ہوجائیگا، اور ایک دم دینا بھی واجب ہوجائیگا۔ اور شوہر کی طرح بیوی پر بھی سب چیزیں لازم ہوجائینگی۔ اور اگر طواف کے چار چکر یا اور زیادہ ادا کرنیکے بعد واقعہ پیش آگیا ہے تو عمرہ فاسد نہ ہوگا، بلکہ صرف ایک دم دینا کافی ہوجائیگا۔ اور اگر پورا طواف کرنیکے بعد سعی سے پہلے واقعہ پیش آیا ہے تب بھی ایک دم دینا واجب ہے۔ اسلئے کہ عمرہ کی سعی حلق سے قبل احرام کی حالت میں کرنا واجب ہے۔ اور یہاں احرام کی حالت میں ہمبستری کا واقعہ پیش آگیا ہے۔ نیز اگر سعی کے بعد حلق سے قبل پیش آیا ہے تب بھی ایک دم دینا واجب ہوجائیگا اور شوہر کی طرح بیوی پر بھی دم ہوجائیگا۔ ہاں البتہ اگر حلق کے بعد پیش آیا ہے تو کوئی کفارہ لازم نہیں[1]

عمرہ کا احرام حُدودِ حَرم میں باندھنا

عمرہ کا میقات حُدودِ حرم سے باہر کا علاقہ ہے۔ اسلئے چاہے اہلِ مکہ ہو یا اہلِ حِل یا اہلِ آفاق کسی کیلئے بھی عمرہ کا احرام حُدودِ حرم کے اندر باندھنا مشروع نہیں ہے بلکہ حُدودِ حَرم سے باہر حِل یا آفاق میں باندھنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر حُدودِ حَرم کے اندر

---

[1] ومفسدها الجماع فی احد السبیلین قبل اکثر طوافها ولو افسدها بالجماع او جامع بعد اکثر طوافها قبل الحلق فعلیہ شاۃ لحصول الجماع فی الاحرام ولو جامع بعد الحلق لاشیٔ علیہ لخروجہ عن الاحرام بالحلق الخ
(غنیۃ جدید/ ۱۹۷ قدیم/ ۱۰۵)

عمرہ کا احرام باندھیگا تو ترکِ واجب کیوجہ سے ایک دم دینا واجب ہوجائیگا۔ ہاں البتہ اگر ارکانِ عمرہ ادا کرنے سے قبل حُدودِ حَرم سے باہر جاکر دوبارہ عمرہ کا احرام باندھ لیتا ہے تو دم ساقط ہوجائیگا۔ اسی طرح حج کیلئے گئے ہوئے لوگ جو عمرہ کا احرام کھولکر مکۃ المکرمہ میں دورانِ قیام یا حج کے بعد دورانِ قیام عمرہ کرنا چاہیں تو اُن پر بھی احرام باندھنے کیلئے حدودِ حرم سے باہر جاکر عمرہ کا احرام باندھنا واجب ہے ورنہ دم دینا لازم ہوجائیگا۔ [۱]

متمتعہ عورت نے حج سے قبل مدینۃ المنورہ سے دوبارہ عمرہ کا احرام باندھ لیا پھر حیض میں مبتلا ہوگئی

آفاقی عورت حج تمتع کے احرام کے ارادہ سے عمرہ کا احرام باندھکر مکۃ المکرمہ پہونچ گئی اور وہاں پہونچ کر ارکانِ عمرہ ادا کرکے حلال ہوگئی اور حج سے قبل مدینۃ المنورہ چلی گئی۔ پھر وہاں سے واپسی میں عمرہ کا احرام باندھ لیا اور راستہ میں یا مکۃ المکرمہ پہونچنے کے بعد ارکانِ عمرہ ادا کرنے سے قبل حیض میں مبتلا ہوگئی اور حیض کا سلسلہ جاری رہا ہے اسی اثناء میں آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنے کا وقت آگیا مگر ماہواری کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تو ایسی صورت میں عورت پر لازم ہے کہ عمرہ کا احرام ترک کردے اور اپنے بال میں سے پوروے کے برابر کاٹ کر احرام کھولدے۔ اور بالوں میں کنگھا وغیرہ کرکے حج کا احرام باندھ لے۔ اور حج سے فراغت کے بعد مسجدِ عائشہؓ جاکر عمرہ کا احرام باندھکر ایک عمرہ کرلے۔ اور دم کفارہ بھی ادا کرے۔ لہٰذا اس عورت پر

---

[۱] ولا یشترط ان یکون احرام العمرۃ من المیقات ولا لاحرام الجمع من الحرم بل ھو من الواجبات فلو احرم للعمرۃ داخل المیقات ولو من مکۃ (وقولہ) وعلیہ دم لترک المیقات فلو عاد الیہ سقط عنہ الدم الخ
(غنیۃ جدید/۲۱۴)

دو دم دینا لازم ہوگا۔

۱ اسکا تمتع صحیح ہونیکی وجہ سے ایک دم شکر ادا کرنا لازم ہوگا، اور اسکا گوشت کھانا بھی اس کیلئے جائز ہوگا۔

۲ فسخ عمرہ کیوجہ سے ایک دم کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا اور اسکا گوشت کھانا اس کے لئے جائز نہ ہوگا۔ ؎۱

اس مسئلہ کی تفصیل حج تمتع میں مسئلہ المام کے عنوان کے ذیل میں مختلف جزئیات کے ساتھ موجود ہے، وہاں سے دیکھ لیا جائے۔ یہاں پر عمرہ کی مناسبت میں اتنا لکھا گیا۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ،

؎۱ وقد استدل بذلك الكوفيون على ان للمرأة اذا اهلت بالعمرة متمتعة فحاضت قبل ان يطوف ان تترك العمرة وتهل بالحج مفردة كما صنعت عائشة وانما يلزمها دم لرفض العمرة الخ فتح الملهم ۳/۲۴۸ ان المتمتع هو الذى احرم فى اشهر الحج وحج من عامه ذلك فى سفر واحد ولا يلم باهله فيما بينهما الماما صحيحا الخ (تاتارخانية ۲/۵۲۹)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

(۱۷) مسائلِ طواف

وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًا ؕ وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰہٖمَ مُصَلًّی ؕ وَعَہِدۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰہٖمَ وَاِسۡمٰعِیۡلَ اَنۡ طَہِّرَا بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَالۡعٰکِفِیۡنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ ٥

(سورۃ البقرہ آیت ۱۲۵)

اور تم اس وقت کو یاد کرو کہ جب ہم نے خانۂ کعبہ کو لوگوں کے واسطے اجتماع کی جگہ اور امن کی جگہ بنایا، اور تم حضرت ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بناؤ۔ اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو اس بات کا حکم کیا کہ میرے گھر کو پاک رکھا کرو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنیوالوں اور رکوع اور سجدہ کرنیوالوں کیلئے۔

طواف کے اقسام

طواف کی کل سات قسمیں ہیں۔

۱۔ طوافِ قدوم

طوافِ قدوم کو طوافِ لقاء اور طوافِ ورُود بھی کہتے ہیں۔ یہ اس آفاقی کے لئے مسنون ہے جو مفرد بالحج یا قارن ہو۔ اور اہلِ مکہ اور وہ آفاقی جو تمتع یا عمرہ کرنے والے ہوں ان کے لئے مسنون نہیں۔

(مستفاد معلم الحجاج صفحہ ۱۳۰)

اس کی صورت یہ ہے کہ میقات کے باہر سے آنیوالا مفرد بالحج حرم شریف میں داخل ہوتے ہی فوراً ایک طواف کریگا اس کو طوافِ قدوم کہتے ہیں۔ اسی طرح قارن جس نے میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ کر آیا ہے وہ پہلے ارکانِ عمرہ ادا کریگا، یعنی طوافِ عمرہ اور اس کی سعی کریگا۔ اس کے بعد کعبۃ اللہ کی حاضری کی وجہ سے بطور نفل ایک طواف اور کریگا۔ اسکو قارن کا طواف قدوم کہتے ہیں۔

اور یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ قارن کے لئے طوافِ عمرہ سے قبل طوافِ قدوم کرنا مسنون نہیں ہے، بلکہ عمرہ کے بعد طوافِ قدوم مسنون ہے۔ [1]

۲ طوافِ نفل طوافِ نفل ہر شخص جب جی چاہے کر سکتا ہے، اس کے لئے کوئی وقت اور زمانہ کی قید نہیں۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۳۱)

۳ طوافِ صَدر طوافِ صدر کا مطلب یہ ہے کہ میقات کے باہر سے آنیوالے جب وطن واپس ہوں گے تو روانگی کے وقت اخیر میں ایک طواف کرنا ہر قسم کے آفاقی پر واجب ہے۔ البتہ حائضہ اور نفساء پر لازم نہیں اور اس کو طوافِ وداع بھی کہتے ہیں۔ (مستفاد درمختار کراچی ۲/۶۸۴، غنیہ قدیم ص۱۰۱)

نیز یہ طواف اہلِ مکہ اور اہلِ حل اور اہلِ میقات اور نابالغ بچے اور مجنون اور محصر بالغ پر لازم نہیں۔ [2] نیز عمرہ کرنیوالے آفاقی پر بھی واجب نہیں۔

اس طواف کے تفصیلی احکام طوافِ وداع کے عنوان کے تحت دیکھ سکتے ہیں۔

۴ طوافِ عمرہ عمرہ کرنے والے پر طوافِ عمرہ فرض اور رُکن ہے۔ اور اس طواف میں اضطباع اور رمل بھی مسنون ہے۔ اور اس طواف کے بعد صفا مَروہ کے مابین سعی کرنا واجب ہے۔ اس کی پوری وضاحت مسائلِ عمرہ کے تحت آرہی ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۳۱)

۵ طوافِ نذر اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میرا فلاں کام ہوجائیگا تو اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک طواف کرونگا، تو یہ اس کی طرف سے نذر اور

---

[1] ھو سُنّة للآفاقی المفرد بالحج والقارن (وقولہ) فلا یسنّ للمعتمر والمتمتع والمکی الخ (غنیہ جدید ص۱۰۱، البحر ۲/۳۲۳) فاذا دخل القارن مکۃ ابتداء فطاف بالبیت سبعۃ اشواط یرمل فی الثلاث الأولی ویسعی بعد الطواف بین الصفا والمروۃ لافعال العمرۃ ثم یبدأ بافعال الحج فیطوف طواف القدوم سبعۃ اشواط الخ (بنایہ قدیم ۲/۱۳۸۹)

[2] فلا یجب علی معتمر ولا علی اھل مکۃ ۔۔۔ واھل الحرم والحل والمواقیت وفائت الحج والمحصر والمجنون والصبی والحائض والنفساء الخ (غنیہ جدید ص۱۰۱، قدیم ص۱۰۱، بدائع قدیم ۲/۱۴۲)

منّت ہوگئی۔ اور کام پورا ہونے پر اس طواف کو ادا کرنا اس شخص پر واجب ہے۔

(مستفاد معلم الحجاج ص۱۳۱)

۶۔ طوافِ تحیۃ مسجدِ حرام میں داخل ہونے والے کے لئے مستحب یہ ہے کہ حرم شریف میں داخل ہوتے ہی فوراً ایک طواف کرے، اس کے بعد دو رکعت واجب الطواف پڑھے، کہ جس طرح کسی مسجد میں داخل ہونے والے کے لئے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے اسی طرح مسجدِ حرام میں داخل ہونے والے کے لئے طوافِ تحیہ کرنا مستحب ہے[۱] اور اگر کوئی شخص مسجدِ حرام میں داخل ہوتے ہی طوافِ زیارت یا طوافِ قدوم یا طوافِ نذر یا طوافِ عمرہ یا طوافِ صدر کرلیتا ہے تو یہ طواف بھی طوافِ تحیہ کے قائم مقام ہوجائیگا۔ اور دونوں طوافوں کا ثواب ملیگا۔[۲] (مستفاد معلم الحجاج ص۱۳۱)

۷۔ طوافِ زیارت طوافِ زیارت اس کو کہا جاتا ہے جو ہر حاجی پر فرض ہوتا ہے۔ یہ طواف وقوفِ عرفہ سے پہلے جائز نہیں۔ اسکے بعد ہی اس طواف کا وقت ہوتا ہے۔ اور دسویں سے بارہویں ذی الحجہ کے غروب سے پہلے پہلے ادا کرنا واجب ہے۔ اس کے بعد کیا جائیگا تو طواف تو صحیح ہوجائیگا مگر تاخیر کی وجہ سے ایک دم دینا بھی لازم ہوجائیگا۔ اس طواف کی تفصیل آگے مستقل طور پر آرہی ہے۔

مسائلِ طوافِ زیارت

اب یہاں سے طوافِ زیارت سے متعلق مختلف سرخیوں اور عنوانات سے کچھ وضاحت کی جارہی ہے۔

---

[۱] وطواف تحیۃ المسجد وهو مستحبٌ لكلّ من دخل المسجد ممن مّا كان ادخلاً الخ غنیہ ص۱۰۹

[۲] یہ غنیۃ الناسک کی لمبی عبارت کا مفہوم ہے۔ عربی عبارت لمبی ہونے کی وجہ سے نقل نہیں کی گئی۔ غنیۃ الناسک ص۹۹ دیکھی جاسکتی ہے۔

طوافِ زیارت کے اسماء طوافِ زیارت جو حج کے اندر اہم ترین رکن ہے، اسکے چھ نام مشہور ہیں، جو حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) طوافِ زیارت (۲) طوافِ فرض (۳) طوافِ افاضہ (۴) طوافِ رکن (۵) طوافِ یوم النحر (۶) طوافِ مفروض۔ [1]

طوافِ زیارت کی شرائط طوافِ زیارت کے صحیح ہونے کے لئے آٹھ شرطیں بہت اہم ہیں۔

۱ طواف کرنے والے کا مسلمان ہونا، لہٰذا غیر مسلم کا طواف صحیح نہ ہوگا۔

۲ بیت اللہ شریف کے اِردگرد مطاف یا مسجدِ حرام کے اندر اندر طواف کرنا۔ لہٰذا مسجدِ حرام سے باہر باہر طواف صحیح نہ ہوگا۔

۳ طواف کا از خود کرنا لازم ہے۔ چاہے کسی انسان یا غیر انسان پر سوار ہوکر ہی کیوں نہو۔ لہٰذا دوسرے کی طرف سے بطورِ نیابت طواف جائز نہ ہوگا۔ ہاں البتہ اپنے طواف کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔

۴ کم از کم چار پھیروں کی تکمیل کرنا طواف میں فرض اور شرط ہے، ورنہ طواف ہی صحیح نہ ہوگا۔ اس کے بعد تین پھیرے واجب ہیں۔ فرض یا شرط نہیں ہیں۔

(شامی کراچی ۲/۴۶۷)

۵ طوافِ زیارت سے پہلے احرام کا ہونا شرط ہے۔ اگرچہ عرفات اور منیٰ کے بعض مناسک سے فارغ ہونے کے بعد طواف سے پہلے احرام کھول دیا ہو۔ مثلاً احرام کے بعد وقوفِ عرفہ، وقوفِ مزدلفہ، جمرۂ عقبہ کی رمی اور قربانی سے فارغ ہوکر سر کے بال اُتار کر احرام کھول دیا ہو، اسکے بعد طوافِ زیارت کر رہا ہے تو جائز ہے۔

---

[1] طواف الزیارة۔ ویسمی طواف الافاضة وطواف یوم النحر وطواف المفروض الخ (شامی کراچی ۲/۵۱۸)

۶ طواف سے پہلے وقوفِ عرفہ کا ہونا شرط ہے۔ لہٰذا وقوفِ عرفہ سے پہلے طوافِ زیارت صحیح نہیں ہو سکتا۔

۷ بوقتِ طواف فرض طواف کی نیت کرنا۔ لہٰذا اگر فرض طواف کی نیت نہیں کریگا تو طوافِ زیارت صحیح نہ ہوگا۔

۸ یوم النحر میں یا اس کے بعد کرنا لازم ہے۔ لہٰذا اگر طوافِ زیارت یوم النحر سے پہلے کریگا تو طواف صحیح نہ ہوگا۔ یوم النحر سے بارہویں کے غروب سے پہلے پہلے تک بلاکراہت جائز ہے۔ اور بارہویں کے غروب کے بعد فوڑا یا کئی دنوں میں جاکر کرے گا تو تاخیر کا دَم دینا لازم ہو جائیگا۔ مگر طواف بہرحال صحیح ہو جائیگا۔ [1]

ان آٹھوں شرطوں میں سے ایک شرط بھی نہ ہوگی تو طوافِ زیارت صحیح نہ ہوگا۔ [2]

(نوٹ) مذکورہ آٹھ شرطوں میں سے شروع کی چار شرطیں ہر قسم کے طواف کے لئے لازم ہیں، اور آخر کی چار شرطیں طوافِ زیارت کے ساتھ خاص ہیں۔

طوافِ زیارت کے واجبات

طوافِ زیارت میں چھ امور واجب ہیں۔ ان میں سے اگر ایک بھی نہ ہوگا تو جرمانہ میں ایک قربانی لازم ہو جائے گی۔ ایک ساتواں واجب مزید ہوگا۔ ملاحظہ ہو:

(۱) اگر قدرت ہو تو پیدل چلنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر بلا عذر سواری پر طواف کرے گا تو ترکِ واجب کا دم لازم ہوگا۔ [3]

---

[1] ولو اخر طواف الزیارۃ کلہ او اکثرہ عن ایام النحر فعلیہ دمٌ ولو اخر اقلہ فعلیہ لکل شوط صدقۃ الخ (غنیہ جدید/۲۷۳) واما زمان ھذا الطواف وھو وقتہ فاوّلہ حین یطلع الفجر الثانی من یوم النحر بلاخلاف بین اصحابنا فلا یجوز قبلہ (بدائع قدیم ۲/۱۳۲)

[2] وشرائط صحتہ الاسلام وتقدیم الاحرام والوقوف والنیۃ واتیان اکثرہ والزمان وھو یوم النحر ومابعدہ والمکان وھو حول البیت داخل المسجد وکونہ بنفسہ ولو محمولًا فلا تجوز النیابۃ الّا لمغمیٰ علیہ الخ شامی کراچی ۲/۵۱۷)

[3] ولو طاف کلہ او اکثرہ راکبًا او محمولًا ..... بلاعذر ..... فعلیہ دمٌ الخ غنیہ جدید/۲۷۳)

(۲) طواف کے سات چکّروں کی تکمیل کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر ایک آدھ چکّر باقی رہ جائیگا تو ترکِ واجب کا دم دینا لازم ہوجائیگا۔ [1]

(۳) حالتِ طہارت میں طواف کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر طوافِ زیارت بے وضو کریگا تو ترکِ واجب کا دم دینا لازم ہوگا۔ اور اگر حالتِ جنابت یا حالتِ حیض یا نفاس میں طوافِ زیارت کیا جائیگا تو جرمانہ میں ایک گائے یا ایک اونٹ کی قربانی واجب ہوجائے گی۔ [2] نیز اگر اقل اشواط حالتِ حیض ونفاس یا جنابت میں کیا ہے تو دم دینا لازم ہوگا۔ (غنیہ ص۲۷۲)

(۴) مقامِ ستر کو چھپانا واجب ہے۔ لہٰذا اگر اتنا ستر کھولکر طواف کریگا جس سے نماز صحیح نہ ہو تو واجب کے ترک پر دم دینا لازم ہوجائیگا۔

(۵) ایام النحر یعنی دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے درمیان میں طوافِ زیارت کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر بارہویں ذی الحجہ گذرگئی اور طوافِ زیارت نہیں کیا، پھر بعد میں طواف کرتا ہے تو فریضۂ طواف تو ادا ہوجائیگا مگر تاخیر کی وجہ سے جرمانہ میں ایک دم واجب ہوجائیگا۔ (مستفاد شامی کراچی ۲/۵۱۷، معلم الحجاج ص۱۷۹) [4]

(۶) داہنی طرف اور دائیں ہاتھ سے طوافِ زیارت کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر بائیں طرف سے اُلٹا طواف کیا جائیگا تو جرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔ (شامی کراچی ۲/۵۱۷) [5]

---

[1] ولوترک منه شوطًا او شوطین أوثلاثة فعلیه دم الخ غنیة جدید ص۲۷۳)

[2] ولوطاف للزیارة جنبًا او حائضًا او نفساء کله او اکثره وهو اربعة اشواط فعلیه بدنة۔ (وقوله) ولوطاف للزیارة کله او اکثره محدثًا فعلیه شاة الخ غنیه جدید ص۲۷۲)

[3] ولوطاف کله او اکثره ..... مکشوف العورة قدر مالا تجوز الصلوٰة معه بلاعذر .... فعلیه دم الخ غنیه جدید ص۲۷۳)

[4] ولواخر طواف الزیارة کله او اکثره عن ایام النحر فعلیه دم الخ غنیه جدید ص۲۷۳)

[5] لواخذ عن یساره یکون ان الطواف منکوسًا فاذا طاف منکوسًا یعید به عند نا مادام مکة فاذا رجع قبل الاعادة فعلیه دم (عینی شرح هدایة ۱/۳۲۶، هکذا تاتارخانیه ۲/۵۱۴، عنایة مع فتح القدیر ۲/۳۵۱) وواجباته المشی للقادر والتیامن واتمام السبعة والطهارة عن الحدث وستر العورة وفعله فی ایام النحر الخ (شامی کراچی ۲/۵۱۷)

(۷) طواف کے بعد دُو رکعت صلوٰۃ الطواف کا پڑھنا واجب ہے۔ اور یہ بھی ہر قسم کے طواف کے ساتھ متعلق ہے۔ مگر صلوٰۃ طواف کے ترک ہوجانے سے دم لازم نہیں۔ نیز اس کی نماز کی تلافی موت تک ہوسکتی ہے۔ اور یہ نماز حدودِ حرم اور حُدودِ حرم سے باہر ہر جگہ جائز ہے۔ [1]

طوافِ زیارت کی ایک اہم سنت

طوافِ زیارت کی ایک اہم ترین سنت یہ ہے کہ یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد اگر قربانی واجب ہے تو پہلے قربانی کرلی جائے۔ پھر حلق کرکے طوافِ زیارت کیا جائے۔ اور اگر قربانی واجب نہیں ہے تو رمی کے بعد حلق کرکے یوم النحر ہی میں طوافِ زیارت کا فریضہ ادا کرلیا جائے۔ [2] (مستفاد شامی کراچی ۲/۵۱۷) اگر یوم النحر میں حلق و قربانی سے قبل طوافِ زیارت کرلیگا تب بھی بلاکراہت جائز ہے ۔اور اسکے علاوہ طواف کی اور بھی بہت سی سُنتیں ہیں۔ جن میں سے بعض کو ہم موقعہ بموقعہ الگ الگ ذکر کریں گے۔

طوافِ زیارت میں ایام النحر گذرنے تک تاخیر سے دم

ایام النحر یعنی بارہویں ذی الحجہ کو غروبِ شمس سے پہلے پہلے طوافِ زیارت کرلینا واجب ہے۔ اس سے تاخیر مکروہ تحریمی اور موجبِ دم ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے بارہویں ذی الحجہ کو آفتاب غروب ہونے تک طوافِ زیارت نہیں کیا ہے تو اس پر ایک قربانی جُرمانہ میں واجب ہوجائے گی۔ (مستفاد غنیۃ الناسک ص۹۵، تاتارخانیہ ۲/۴۶۶) [3]

---

[1] ومن الواجبات رکعتا الطواف الخ غنیہ جدید ص۱۱۲ ولا یجبر ترکہا بالموت عنہا بدم او غیرہ الخ (غنیہ جدید ص۱۱۹)

[2] امّا الترتیب بینہ وبین الرمی والحلق فسنۃ الخ شامی کراچی ۲/۵۱۷)

[3] فان اخرہ عنہا ای ایام النحر ولیالیہا منہا کرہ تحریمًا ووجب دمٌ لترک الواجب الخ (درمختار کراچی ۲/۵۱۸)

یوم النحر کی صبح صادق سے قبل طوافِ زیارت

اگر یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے قبل طوافِ زیارت کریگا تو طوافِ زیارت صحیح نہ ہوگا۔ گویا یوں سمجھا جائیگا کہ اس نے ابھی تک طوافِ زیارت کیا ہی نہیں۔ اور اس پر طوافِ زیارت جو حج کا اہم ترین رکن ہے باقی رہ گیا۔ کیونکہ کوئی بھی عبادت اپنے وقت سے قبل صحیح نہیں ہوتی۔ اور طوافِ زیارت کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے پہلے شروع نہیں ہوتا، بلکہ صبح صادق کے بعد ہی شروع ہوتا ہے[1] بہت سے لوگ رات ہی میں طوافِ زیارت کر لیتے ہیں جو سخت غلطی ہے۔

بارہویں ذی الحجہ کو غروب سے قبل طوافِ زیارت نہیں کیا پھر حیض آگیا

بارہویں ذی الحجہ تک طوافِ زیارت کو مؤخر کرنا عورت و مَرد سب کے لئے جائز ہے۔ چنانچہ عورت نے اتنی تاخیر کر لی کہ بارہویں ذی الحجہ کو غروبِ آفتاب ہونے میں اتنی دیر باقی ہے جتنی میں بآسانی طواف کیا جا سکتا ہے کہ اچانک حیض آگیا، اور طوافِ زیارت نہیں کر سکی، تو ایسی صورت میں عورت معذور رہے اس پر کوئی دم لازم نہیں۔ اور اگر اتنی زیادہ تاخیر کر لی کہ غروب ہونے میں اتنا وقت باقی نہیں ہے کہ جتنے میں بآسانی طوافِ زیارت کیا جا سکتا ہو تو ایسی صورت میں تاخیر میں تعدی ہے، اس لئے اس عورت پر ایک دم دینا واجب ہو جائیگا۔ اسی طرح ایام النحر سے پہلے عورت کو حیض شروع ہو گیا اور ایامِ نحر گذر جانے تک پاک نہیں ہوئی تب بھی عورت معذور ہے

---

[1] واوّلُ وقتہٖ طلوع الفجر الثانی من یوم النحر فلا یصح قبلہ ویمتد وقت صحتہٖ الیٰ اٰخر العمر لکن یجب فعلہ فی ایّام النحر ولیالیہا المتخللۃ بینہما منہا الخ
(غنیۃ جدید ص۱۸۷ قدیم ص۹۵ ھٰکذا فی الشامیۃ کراچی ۲/۵۱۹)
واما زمان ھٰذا الطواف وھو وقتہٗ فاوّلہٗ حین یطلع الفجر الثانی من یوم النحر بلا خلاف بین اصحابنا فلا یجوز قبلہٗ (بدائع ۲/۱۳۲)

اس پر کوئی دم لازم نہیں۔ [1]

بارہویں ذی الحجہ کو طواف کے بقدر وقت باقی اور حیض سے پاک ہوگئی مگر طواف نہیں کیا۔

اگر ایامِ نحر میں عورت حیض یا نفاس میں مبتلا ہے، اور بارہویں ذی الحجہ کو آفتاب غروب ہونے سے اتنی دیر قبل پاک ہوگئی جتنے میں غسل کر کے حرم شریف پہنچکر پورا طواف یا چار پھیرے ادا کر سکتی تھی مگر پاک ہونے کے بعد اس وقت کے اندر اندر طواف نہیں کیا تو ایسی صورت میں عورت پر طواف کرنا بھی لازم ہوگا، اور جرمانہ میں ایک قربانی کرنا بھی واجب ہوگی۔ (شامی کراچی ۲/۵۱۹)

اور اگر اتنی دیر قبل پاک نہیں ہوئی ہے جتنی میں بآسانی غسل کر کے حرم شریف پہنچکر طواف کر سکتی تھی تو اسکا عذر شرعی باقی ہے اسلئے اس پر کوئی دم لازم نہیں۔ [2]

حیض یا نفاس کے عذر سے طوافِ زیارت میں تاخیر

اگر ایامِ نحر میں عورت حیض یا نفاس میں مبتلا ہوجائے اور ناپاکی ہی کی حالت میں ایامِ نحر مکمل گذر جائیں تو ایسی صورت میں طوافِ زیارت کو ایامِ نحر سے تاخیر کرنے کی وجہ سے عورت گنہگار نہ ہوگی، اور نہ ہی اس پر کوئی فدیہ یا دم وغیرہ لازم ہوگا۔

---

[1] ولو حاضت بعد ما قدرت على الطواف ولم تطف حتى مضت الوقت لزمها الدم لانها مقصرة بتفريطها اى بعد ما قدرت على اربعة اشواط نقولهم لا شئ عليها لتاخير الطواف مقيد بما اذا حاضت فى وقت لم تقدر على اكثر الطواف اوحاضت قبل ايام النحر ولم تطهر الا بعد مضيها الخ (شامی ۲/۵۱۹ غنیہ جدید ص۲۷۶)

[2] اذا طهرت فى آخر ايام النحر فان امكنها الطواف قبل الغروب ولم تفعل فعليها دم للتاخير وان لم يمكنها طواف اربعة اشواط فلا شئ عليها الخ (شامی کراچی ۲/۵۱۹)

بلکہ جب پاک ہوجائے گی تب ہی طواف کرنا اس پر لازم ہوگا۔[1]

(غنیۃ الناسک ص۹۵، البحر الرائق ۲/۳۷۰)

حالتِ حیض میں طواف زیارت

اگر عورت نے غفلت یا لاپرواہی میں حالتِ حیض میں طوافِ زیارت کرلیا ہے، یا طوافِ زیارت کے اکثر اشواط حالتِ حیض میں کرلئے ہیں، مثلاً تین شوط کے بعد حیض آگیا اور حیض ہی کی حالت میں باقی چار اشواط پورے کرلئے تو اس پر جرمانہ میں بدنہ واجب ہے۔ اور بدنہ اونٹ یا گائے یا بھینس کو کہا جاتا ہے۔ اور اگر عورت نے ایامِ نحر کے اندر اندر طواف کا اعادہ کرلیا ہے یا ان اشواط کا اعادہ کرلیا جن کو حالتِ حیض میں کیا تھا تو کفارہ ساقط ہوجائیگا۔ اور کوئی شئ اس پر لازم نہ ہوگی۔ اور اگر ایامِ نحر گذرجانے کے بعد اعادہ کریگی تو تاخیر کی وجہ سے ایک دم دینا لازم ہوگا۔[2]

طوافِ زیارت کے اقل اشواط حالتِ حیض میں

اگر عورت نے طوافِ زیارت کے اقل اشواط حالتِ حیض میں کرلئے۔ مثلاً چار چکر پورے ہونے کے بعد عورت کو حیض آگیا، اور اسی حالت میں باقی تین چکر بھی پورے کرلئے تو عورت پر ایک دم واجب ہے۔ اور اگر ان اشواط کا ایامِ نحر میں اعادہ کرلیا تو کفارہ کا دم ساقط ہوجائیگا۔ اور اگر ایامِ نحر گذرجانے کے بعد اعادہ کریگی تو ہر شوط کے عوض میں ایک صدقۂ فطر دینا لازم ہوجائیگا۔ اسلئے کہ اس نے طوافِ زیارت کے اقل اشواط

---

[1] وهٰذا عند الامكان فلا شئ على الحائض بتاخيره اذا لم تطهر الّا بعد ايام النحر الخ (غنية الناسك ص۹۵، هٰكذا در مختار کراچی ۲/۵۱۹)

[2] ولو طاف للزيارة جنبًا او حائضًا او نفساء كلّه او اكثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة (وقوله) ثم ان اعاده فى ايام النحر فلا شئ عليه وان اعاده بعدها سقطت عنه البدنة ولزمه شاة للتاخير الخ غنية جديد ص۲۷۲ قديم ص۱۰۰)

کو ایامِ نحر سے مؤخر کردیا ہے۔ [1]

جنبی حائضہ اور نفساء کا حکم یکساں

یہاں یہ بات بھی واضح ہوجانی ضروری ہے کہ جرمانہ اور کفارہ میں جُنبی اور حائضہ اور نفساء تینوں کا حکم یکساں ہے۔ [2]

رُفقاء اور سواری کی روانگی کی وجہ سے حالتِ حیض میں طوافِ زیارت

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت یہ دونوں ایسے ارکان ہیں کہ انکے بغیر حج صحیح ہی نہیں ہوتا اسلئے شدید ترین اعذار کی وجہ سے بھی یہ دونوں رُکن ساقط نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی ان کی طرف سے ایسی نیابت جائز ہے کہ جس میں حاجی کو عرفات یا مطاف میں جانے کی ضرورت نہ ہو۔ ان دونوں رُکنوں کے علاوہ دیگر مناسکِ حج چاہے از قبیلِ واجبات ہوں یا سُنَن، شدید اعذار کی وجہ سے ذمّہ سے ساقط ہوجاتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض میں نیابت بھی جائز ہے مثلاً وقوفِ مزدلفہ شدید ازدحام کی وجہ سے کمزوروں سے ساقط ہوجاتا ہے۔ اور دم بھی لازم نہیں ہوتا۔ (شامی کراچی ۲/۵۱۱)

اور حیض و نفاس کے عذر کی وجہ سے عورت سے طوافِ وداع ساقط ہوجاتا ہے، اور دم بھی لازم نہیں ہوتا۔ نیز ازدحام کی وجہ سے کمزوروں کی طرف سے رمی جمرات میں نیابت جائز ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک طواف میں طہارت از قبیلِ واجب ہے

---

[1] ولو طاف اقلہ جنباً فعلیہ شاۃ فان اعادہ وجبت علیہ صدقۃ لکل شوط نصف صاع لتاخیر الاقل من طواف الزیارۃ الخ غنیۃ جدید ص۲۷۲)

[2] والحیض والنفاس کالجنابۃ قید بالترکن وھو الاکثر لانہ لو طاف الاقل جنباً ولم یعد وجب علیہ شاۃ فان اعادہ وجبت علیہ صدقۃ لتاخیر الاقل من طواف الزیارۃ لکل شوط نصف صاع الخ (البحر الرائق کوئٹہ ۳/۱۸)

از قبیلِ فرض یا رُکن نہیں ہے۔ تو جس طرح اعذار کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ، طوافِ وداع وغیرہ کا وجوب معاف ہوجاتا ہے اسی طرح طواف میں طہارت کا وجوب بھی حیض یا نفاس کے عذر کی وجہ سے ساقط ہوجانا چاہئے۔ خاص طور پر جب قافلہ اور رفقاءِ سفر یا مقررہ جہاز اسکے پاک ہوجانے تک انتظار نہ کرے تو ایسے اعذار میں طہارت کا وجوب ساقط کیوں نہیں ہوتا؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ واجبات دو قسموں پر ہیں۔

۱ وہ واجب جو عمل مستقل ہو کسی دوسرے عمل کا جزء نہ ہو۔

۲ وہ واجب جو عمل مستقل نہ ہو بلکہ کسی دوسرے عمل کا جزء ہو۔

تو جو واجب کسی دوسرے عمل کا جزء نہیں ہوتا، بلکہ عمل مستقل ہوتا ہے تو وہ اعذار کی وجہ سے ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ وقوفِ مزدلفہ کمزوروں سے ازدحام کے عذر کی وجہ سے ساقط ہوجاتا ہے[۱] اور طوافِ وداع حیض و نفاس کے اعذار کی وجہ سے ساقط ہوجاتا ہے[۲] اور کبھی اعذار کی وجہ سے نیابت بھی جائز ہوجاتی ہے جیسا کہ رمی جمرات میں نیابت۔[۳]

مگر جو واجب عمل مستقل نہیں ہے اس کی طرف سے اعذار کی وجہ سے نیابت جائز نہیں ہے، بلکہ خود اس کی ادائیگی لازم ہے۔ اور طواف میں طہارت بھی اسی قسم کے واجبات میں سے ہے۔ اسلئے نہ اس میں اعذار کی وجہ سے نیابت جائز ہے اور نہ ہی ذمہ سے کبھی ساقط ہوتی ہے۔ لہٰذا عورت اگر روانگی کے اعذار کی وجہ سے حیض یا نفاس کی حالت میں طوافِ زیارت کرے گی تو طواف کا فریضہ تو اس کے ذمہ سے ساقط ہوجائیگا۔ مگر ساتھ ساتھ جرمانہ میں ایک اونٹ یا گائے یا بھینس کی قربانی بھی واجب ہوجائے گی۔ اور قربانی کا حدودِ حرم میں کرنا لازم ہوگا۔ البتہ موسمِ حج میں کرنا لازم نہ ہوگا۔ بلکہ کسی بھی زمانہ

---

[۱] شامی کراچی ۲/۵۱۱ [۲] تاتارخانیہ ۲/۵۴۲
[۳] بدائع الصنائع ۲/۱۳۷ فتح القدیر ۲/۴۹۸ غنیۃ الناسک منتل)

میں کی جاسکتی ہے[1] لیکن اگر پاک ہونے کے بعد طواف کا اعادہ کرلیتی ہے تو جرمانہ بالکل ساقط ہوجائیگا۔ (مستفاد شامی کراچی ۲/۵۱۹، معارف السنن ۶/۳۵۸، مستفاد البحر الرائق ۲/۳۷۰)

طواف زیارت میں جنابت اور حیض ونفاس کا فرق

جنابت عام طور پر امر اختیاری ہے۔ اس سے پاکی حاصل کرنا بھی انسان کے اختیار میں ہے۔ اسلئے حالتِ جنابت میں طواف کرنے کے بعد اگر پاک ہوکر ایامِ نحر کے اندر اعادہ نہیں کیا، بلکہ ایامِ نحر گذرنے کے بعد اعادہ کرتا ہے تو جرمانہ میں جو بدنہ واجب ہوچکا تھا وہ تو ساقط ہوجائیگا مگر تاخیر کی وجہ سے بکری کا جرمانہ لازم ہوجائیگا۔ ہاں البتہ اگر ایامِ نحر کے اندر اعادہ کرلیتا ہے تو بکری کا جرمانہ بھی ساقط ہوجائیگا۔ اسکے برخلاف حیض ونفاس قدرتی عذر ہے، اس سے پاک ہونا عورت کے اختیار میں نہیں۔ اسلئے شریعت نے طوافِ زیارت کو ایامِ نحر گذرجانے تک مؤخر کرنے کی اجازت دی ہے۔ لہٰذا اگر عورت حالتِ حیض میں طوافِ زیارت کرے، پھر ایامِ نحر گذرجانے کے بعد پاک ہوتی ہے تو ایسی صورت میں پاک ہونے کے بعد کسی بھی وقت اعادہ کرلیتی ہے تو جرمانہ بالکلیہ ساقط ہوجائیگا۔ تاخیر کا جرمانہ عورت پر لازم نہ ہوگا۔ ہاں البتہ اگر ایامِ نحر گذرجانے سے اتنی مدت پہلے عورت پاک ہوجاتی ہے جتنی مدت میں طہارت حاصل کرکے حرم شریف پہنچکر بآسانی طواف کا اعادہ کرسکتی ہے اور پھر بھی اعادہ نہیں کیا، حتیٰ کہ یہ مدت گذرگئی، پھر اسکے بعد اعادہ کرتی ہے تو اونٹ یا گائے کا جرمانہ تو ساقط ہوجائے گا۔

---

[1] مستفاد فتاوی محمودیہ ۱۲/۱۷۷، لوهم الركب على القفول ولم تطهر فاستفتت هل تطوف ام لا۔ قالوا يقال لها لا يحل لك دخول المسجد وان دخلت وطفت اثمت وصح طوافك وعليك ذبح بدنة وهذه مسئلة كثيرة الوقوع يتحير فيها النساء الى آخره۔ (شامی کراچی ۲/۵۱۹)

مگر بلا عذر اعادہ میں تاخیر کرنے کی وجہ سے بکری یا دُنبہ کا جرمانہ لازم ہوجائیگا۔ [1]

دَوا کے ذریعہ سے حیض روک کر طوافِ زیارت

عورت کو اگر یہ خطرہ ہے کہ طوافِ زیارت یا طوافِ عمرہ کے زمانہ میں حیض آجائیگا، اور ایامِ حیض گذر جانے تک انتظار کرنا بھی بہت مشکل ہے، تو ایسی صورت میں پہلے سے مانعِ حیض دوا استعمال کر کے حیض روک لیتی ہے، اور اسی حالت میں طوافِ زیارت یا طوافِ عمرہ کر لیتی ہے تو صحیح اور درست ہوجائیگا۔ اس پر کوئی جرمانہ بھی نہ ہوگا۔ بشرطیکہ اس مدت میں کسی قسم کا خون کا دھبہ وغیرہ نہ آیا ہو۔ مگر شدید ضرورت کے بغیر اس طرح کی دَوا استعمال نہ کرے، اسلئے کہ اس سے عورت کی صحت پر نقصان دہ اثر پڑتا ہے۔ (مستفاد فتاویٰ رحیمیہ ۶/۴۰۴)

دوَرانِ حیض دوَا کے ذریعہ حیض روک لیا پھر عادت کے ایام میں حیض آگیا۔

اگر دوَرانِ حیض دوَا کے ذریعہ سے حیض روک لیا ہے، اور طوافِ زیارت سے فارغ ہونے کے بعد اگر عادت کے ایام میں دوبارہ حیض آگیا ہے تو یہ سمجھا جائیگا کہ اس نے حالتِ حیض میں طواف کیا ہے۔ کیونکہ یہ طہر متخلل کے حکم میں ہے۔ لہٰذا جرمانہ میں اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہوجائے گی۔ البتہ اگر پاک ہونے کے بعد اعادہ کریگی تو جرمانہ

---

[1] ولو طاف للزيارة جنبًا او حائضًا او نفساء كله او اكثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة (الى قوله) ثم ان اعادة فى ايام النحر فلا شئ عليه وان اعادة بعدها سقطت عنه البدنة ولزمه شاة للتاخير. (غنية الناسك ص۱۹۲) وهذا عند الامكان فلا شئ على الحائض بتاخير اذا لم تطهر الا بعد ايام النحر۔ (غنية الناسك ص۹۳ وهكذا فى الدر المختار كراچى ۲/۵۱۹)

ساقط ہوجائیگا۔ اور مناسک ملاّ علی قاری میں ہے کہ اس طرح کرنا ایک قسم کی معصیت بھی ہے۔ اسلئے اعادہ کے ساتھ توبہ کرنا بھی لازم ہوجائیگا۔ اور اگر اعادہ نہیں کیا تو بدنہ کے کفارہ کے ساتھ ساتھ توبہ بھی لازم ہوگی۔ اور اگر دوا کے ذریعہ سے حیض اس طرح رک گیا کہ طواف کے بعد عادت کا زمانہ ختم ہونے تک حیض آیا ہی نہیں تو ایسی صورت میں طواف بلا کراہت صحیح ہوجائیگا۔ اور کوئی جرمانہ بھی لازم نہیں ہوگا۔ (مناسک ملا علی قاری ف۲۵ مستفاد غنیۃ الناسک ص۱۱۲) [۱]

طہر متخلل کا ایک اختلافی مسئلہ

اگر دواؤں کے استعمال کے نتیجہ میں عورت کے دمِ حیض کا نظام خراب ہوجائے کہ کبھی خون آیا کبھی دھبہ آیا کبھی کچھ نہیں آیا تو ایسی صورت میں حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر معتادہ ہے، اور اسکی عادت مثلاً دس دن ہے تو دمِ حیض شمار کرنے کیلئے یہ شرط ہے کہ عادت سے ایک دن قبل خون آیا ہو اور پھر دس دن کے بعد گیارہویں دن بھی خون آیا ہو، تو اگر دس دن عادت ہو تو دونوں دموں کے درمیان کے دس دن حیض کے شمار ہوں گے۔ اور اگر عادت دس سے کم ہے تو عادت کے ایام حیض کے شمار ہوں گے۔ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک ابتداء اور انتہاء میں طہر ہونا لازم نہیں بلکہ کسی ایک جانب کو عادت کے ایام قرار دینا ممکن ہو تو اسکو عادت کے مطابق حیض کا زمانہ قرار دیا جائیگا۔ [۲]

---

[۱] ولو انقطع دمہا بدواءٍ اولاً او لم ینقطع فاغتسلت اولا وطافت ثم عاد دمہا فی ایام عادتہا یصح ولزمہا بدنۃ وکانت عاصیۃ وعلیہا ان تعیدہ طاہرۃ فان اعادتہ سقط ما وجب الخ (غنیۃ ص۱۱۲، غنیہ جدید/۲۴۲) وزاد فی مناسک القاری وعلیہا التوبۃ من جہۃ المعصیۃ ولو مع البدنۃ الخ مناسک ملا علی قاری ف۲۵)

[۲] قول ابی یوسف ان الطہر المتخلل بین الدمین لا یفصل بل یکون کالدم المتوالی بشرط احاطۃ بطرفی الطہر المتخلل فیجوز بدایۃ الحیض بالطہر وختمہ بہ (الی قولہ) ولو رأت المعتادۃ قبل عادتہا یومًا دمًا وعشرۃ طہرًا ویومًا دمًا فالعشرۃ التی لم ترفیہا الدم حیضٌ ان کانت عادتہا والا ردّت الی ایام عادتہا (وقولہ) ولو رأت معتادۃ قبل عادتہا یومًا دمًا وتسعۃ طہرًا ویومًا دمًا لا یکون شیء منہ حیضًا وقول محمد ان الشرط ان یکون الطہر مثل الدمین او اقل فی مدۃ الحیض فلو کان اکثر تفصل لکن ینظر ان کان فی کل من الجانبین ما یمکن ان یجعل حیضًا فالسابق حیض ولو فی احدہما فہو الحیض والآخر استحاضۃ الخ (شامی زکریا دیوبند ۱/۴۸۳)

دواؤں کے ذریعہ حیض روک کر طواف کرلیا پھر عادت کے ایام میں دھبہ آگیا

مانعِ حیض دواؤں کے ذریعہ سے حیض روک کر طواف کرلیا۔ پھر عادت کے ایام میں خون آگیا یا تھوڑا سا دھبہ آگیا تو کیا حکم؟ تو اس سلسلہ میں کچھ تفصیل کی ضرورت ہے جو ذیل میں درج کی جارہی ہے۔

(۱) حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور تین رات یعنی ۷۲ گھنٹے ہیں۔ [۱]

(۲) حضرت امام ابویوسفؒ کے نزدیک دو دن اور تیسرے دن کا اکثر حصہ ہے یعنی پونے تین دن حیض کی اقل مدت ہے اور اسکی صراحت ۶۷ گھنٹے کی گئی ہے۔ اور امام ابویوسفؒ کے قولِ ثانی کے مطابق حیض کی اقل مدت تین دن اور دو راتیں ہیں [۲]

لہٰذا حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ۷۲ گھنٹے سے کم مدت تک خون آکر بند ہوگیا ہے تو حیض کا خون شمار نہ ہوگا بلکہ استحاضہ اور بیماری کا خون شمار ہوگا۔

---

[۱] واقلہ ثلثۃ ایام بلیالیہا الثلاث، فالاضافۃ لبیان العدد المقدر بالساعات الفلکیۃ لا لاختصاص وتحتہ فی الشامیۃ بالساعات وہی اثنان وسبعون ساعۃ الخ درمختار مع الشامی زکریا ۱/۴۷۶)

[۲] وعن ابی یوسفؒ روایتان۔ الاولیٰ وہی قولہ انہ مقدر بیومین واکثر الثالث وہو سبع وستون ساعۃ۔ والثانیۃ انہ مقدر بثلاثۃ ایام ولیلتین۔ (البحر الرائق کوئٹہ ۱/۱۹۱) حضرت امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک حیض کی اقل مدت صرف ایک دن ایک رات یعنی ۲۴ گھنٹے ہے۔ اور حضرت امام مالکؒ کے نزدیک کوئی حد متعین نہیں۔ بلکہ اگر تھوڑا سا خون کا دھبہ آکر بند ہوجائے تو وہ بھی حیض ہی کا خون شمار ہوگا۔ اور اس عورت کو پاک سمجھا جائیگا۔ وقال مالک ما یوجد ولو ساعۃ وقال الشافعی یوم ولیلۃ الخ (ھدایۃ مع الفتح جدید بیروتی ۱/۱۶۲) وقال احمد والشافعی ان اقلہ یوم ولیلۃ (الیٰ قولہ) وعند مالک لا حد لاقلہ الخ (اوجز المسالک قدیم ۱/۱۵۴)

اور اس حالت میں عورت کو حالتِ حیض میں شمار نہیں کیا جائیگا۔ ہاں البتہ اس خون کے خارج ہونیکی وجہ سے اسکا وضوء ٹوٹ گیا، لہٰذا اگر وقفہ وقفہ سے وہ خون نکلا ہے تو جس وقت نکلنے میں وقفہ ہوجائے اُسوقت وضوء کرکے طواف کرسکتی ہے اور نماز اور تلاوت بھی کرسکتی ہے۔ اور اسی حالت میں رمضانُ المبارک میں روزہ بھی رکھ سکتی ہے۔ لہ

حضرت امام ابویوسفؒ کے قول کے مطابق اگر ۷۲ گھنٹے سے کم عرصہ تک خون آکر بند ہوگیا ہے تو وہ حیض کا خون نہیں ہے بلکہ استحاضہ اور بیماری کا خون ہے۔ اسکی وجہ سے عورت حالتِ حیض میں شمار نہ ہوگی۔ ہاں البتہ اسکی وجہ سے عورت کا وضوء ٹوٹ گیا۔

۳ اَبْ اگر عورت نے مانع حیض دَوا استعمال کرکے حیض کا خون روک لیا ہے، اور اپنے آپ کو پاک سمجھکر طواف کرلیا۔ یا نماز و تلاوت کرلی۔ یا رمضانُ المبارک میں روزہ رکھ لیا۔ اس کے بعد پھر عادت کے ایام میں خون کا دھبہ آگیا تو اسکی مشہور ترین چھ شکلیں ہمارے سامنے ہیں۔ اور انمیں سے چار شکلوں میں باتفاقِ حنفیہ عورت کو حالتِ حیض میں شمار نہیں کیا جائیگا۔ اور ایک شکل میں امام ابویوسفؒ اور جمہور احناف کے درمیان اختلاف ہے۔ اور ایک شکل میں بالاتفاق عورت کو حیض والی شمار کیا جائیگا۔

شکل ۱ مانعِ حیض دوا کے استعمال کے بعد عادت کے ایام میں صرف ایک بار خون کا دھبہ آیا۔ اسکے بعد آئندہ ماہواری تک یا پندرہ دن تک کوئی خون نہیں آیا۔

لہ المراد ان اقل مدتہ قدر ثلثۃ ایام بلیالیہا (الیٰ قولہٖ) حتیٰ لو رَأت عند طلوع الفجر یوم السبت وانقطع عند غروب الشمس یوم الاثنین لا یکون حیضًا الخ
(البحر الرائق کوئٹہ ۱/۱۹۱)

شکل ۲ متعدد بار دھبہ مگر پندرہ ۱۵ بیس گھنٹے کے اندر اندر کئی بار خون کا دھبہ آکر آئندہ ماہواری تک یا پندرہ ۱۵ دن تک کیلئے بند ہوگیا۔ [۱]

شکل ۳ ایک دن ایک رات یعنی چوبیس ۲۴ گھنٹے یا اس سے زائد زمانہ تک خون کا دھبہ بار بار آیا۔

شکل ۴ ۷۲ گھنٹے تک بار بار خون کا دھبہ آتا رہا اسکے بعد آئندہ ماہواری یا پندرہ ۱۵ دن تک کوئی دھبہ نہیں آیا۔ [۲]

ان چار شکلوں میں باتفاق تمام فقہاءِ احناف حیض کا خون شمار نہ ہوگا اور عورت کو حیض والی شمار نہیں کیا جائیگا۔ اگر ان دھبوں سے قبل یا بعد میں یا ان دھبوں کے زمانہ میں جو خون نظر آیا اسکو دھوکر باوضو ہوکر طواف کیا ہے تو پاکی کے زمانہ کا طواف شمار ہوگا۔ اور اس پر کوئی گناہ بھی نہ ہوگا۔ اس کیلئے نماز، روزہ تلاوتِ قرآن سب کچھ جائز ہے۔ [۳]

شکل ۵ مانع حیض دوا کے استعمال کے باوجود ۷۲ گھنٹے یا اس سے زائد ۷۲ گھنٹے سے کم زمانہ میں بار بار خون کا دھبہ آیا تو حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک عورت کو حیض والی شمار کیا جائیگا۔ نماز، روزہ، طواف، تلاوت سب کچھ اس کیلئے حرام اور ناجائز ہے۔ اگر طواف کرے گی تو گنہگار ہو جائے گی ـــــ اور

---

[۱] حضرت امام مالکؒ کے نزدیک پہلی دونوں شکلوں میں بھی عورت کو حالتِ حیض میں شمار کیا جائیگا۔

[۲] حضرت امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک شکل ۳ و ۴ میں عورت کو حیض والی شمار کیا جائیگا۔

[۳] الفرق عند بين انقطاع الدم قبل العادة وبعد الثلاث وهو اقل الحيض عندهم وانقطاعه قبل الثلاث انما تصلي بالغسل كلما انقطع قبل العادة وبعد الثلاث لا بالوضوء لانه تحقق كونها حائضا برؤية الدم ثلاثة فاكثر بخلاف انقطاعه قبل الثلاث فانها تصلي بالوضوء لانه تبين ان الدم دم فساد لا دم حيض الخ

(الموسوعة الفقهية ۱۸/۳۰۲)

طوافِ زیارت کریگی تو گنہگار بھی ہوگی۔ اور کفارہ میں بدنہ دینا بھی لازم ہوجائے گا۔ اور حضراتِ طرفینؒ اور جمہور احناف کے نزدیک عورت کو حیض والی شمار نہیں کیا جائیگا۔

شکل ۲ مانعِ حیض دواؤں کے استعمال کے باوجود ۷۲ گھنٹے یا اس سے زائد زمانہ تک بار بار خون کا دھبّہ آیا ہے تو باتفاق عورت حیض والی شمار ہوگی۔[۱] اگر اس درمیان میں طوافِ زیارت کریگی تو جرمانہ میں بدنہ لازم ہوجائیگا۔ اور عورت گنہگار بھی ہوجائیگی۔ اور اگر طوافِ عمرہ یا طوافِ وداع یا طوافِ قدوم کریگی تو کفارہ میں ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اور گنہگار بھی ہوجائیگی۔ اور ان تمام صورتوں میں اگر پاکی کے زمانہ میں طواف کا اعادہ کرلیگی تو دم ساقط ہوجائیگا۔[۲]

خواتین کو ایک خیر خواہی کا مشورہ

خواتین سے جو ہر ماہ ماہواری کا خون آتا ہے وہ قدرت کا فیصلہ اور اسی کے اختیار کی چیز ہے۔ اس میں خواتین کا کوئی دخل نہیں۔ اس لئے ان سے

---

[۱] واقل الحیض ثلاثۃ ایام ولیالیہا وما نقص من ذلک فھو استحاضۃ وتحتہ فی الفتح وروی ابن سماعۃ عن ابی یوسفؒ یومان واکثر الثالث الخ (ھدایۃ مع الفتح بیروتی ۱/۱۶۲)
وعن ابی یوسفؒ روایتان الاولیٰ وھی مقدر بیومین واکثر الثالث وھو سبع وستون ساعۃ والثانیۃ انہ مقدر بثلاثۃ ایام ولیلتین الخ (البحر الرائق کوئٹہ ۱/۱۹۱)
واقلہ ثلاثۃ ایام بلیالیہا وفی الشامیۃ بالساعۃ وھی اثنان وسبعون ساعۃ۔
(شامی زکریا ۱/۴۷۶)

[۲] ولو انقطع دمہا ای دم الحائض بدواء اولا ای بدواء (الی قولہ) وطافت ثم عاد دمہا فی ایام عادتہا یصح ویصح طوافہا ولزمہا بدنۃ وکانت عاصیۃ (الی قولہ) فان عادتہ سقط ماوجب ای من البدنۃ وعلیہا التوبۃ من جھۃ المعصیۃ ومع البدنۃ۔
(مناسک القاری / ۳۵۰)

ان ایّام میں نماز کو کلی طور پر معاف کر دیا گیا۔ اور روزہ کو وقتی طور پر معاف کیا گیا۔ اور طواف وداع کو بھی کلی طور پر معاف کر دیا گیا۔ [1]

اور خواتین کی فلاح اور کامیابی اسی میں ہے کہ وہ قدرت کے فیصلہ اور اسی کی مرضی پر راضی اور خوش رہا کریں۔ اور شوقِ عبادت میں یا کسی اور وجہ سے دواؤں کے ذریعہ سے حیض روک کر عبادت کرنا ان کے لئے کسی طرح فضیلت اور رفعِ درجات کا ذریعہ نہیں۔

اس لئے ان کے لئے بہتر اور افضل یہی ہے کہ مانعِ حیض دوائیں استعمال نہ کریں پھر بھی اگر کوئی استعمال کرے گی تو ماقبل میں اسکا حکم شرعی لکھا گیا۔ اس کے مطابق عمل کی گنجائش ہے۔

---

[1] عن عائشۃؓ قالت خرجنا لانری الّا الحج فلمّا کنا بسرف حضت فدخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا ابکی فقال احضتِ قلتُ نعم قال ان ھٰذا شیٔ کتبہ اللہ عزوجل علی بنات اٰدم فاقضی ما یقضی المحرم غیر ان لا تطوفی بالبیت۔ الحدیث
(نسائی شریف ۲/۱۲)

حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت

اگر کوئی احمق بیوی سے ہمبستری کے بعد بغیر غسل کے حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت کریگا، یا سوتے ہوئے احتلام ہوجائے اور بغیر غسل کے حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت کریگا تو جرمانہ میں ایک گائے یا اونٹ کی قربانی واجب ہوجائے گی۔ اور اس کی وجہ سے سخت گنہگار ہوگا۔ اور اس طواف کا اعادہ کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر ایامِ نحر کے اندر اندر اعادہ کرلیگا تو جرمانہ کی قربانی کلّی طور پر معاف ہوجائے گی۔ اور اگر ایامِ نحر گذر جانے کے بعد اعادہ کریگا تو تاخیر کی وجہ سے ایک بکرے کی قربانی واجب ہوجائے گی۔
اسی طرح طوافِ زیارت کے اکثر اشواط یعنی چار یا اس سے زائد اشواط حالتِ جنابت میں کریگا تب بھی بدنہ کی قربانی واجب ہوجائے گی۔ [1]

حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت کے اقل اشواط

اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں آکر طوافِ زیارت کے اقل اشواط یعنی تین یا ایک دو چکر کرنے کے بعد چھوڑ کر آگیا پھر غسل کرکے بقیہ اشواط پورے کرلیئے تو طوافِ زیارت کے اقل اشواط حالتِ جنابت میں کرنے کی وجہ سے ایک دم دینا واجب ہوگا۔ اور اگر غسل کرکے ان کا اعادہ ایامِ نحر میں کریگا تو کفارہ کلی طور پر ساقط ہوجائیگا اور ایامِ نحر گذر جانے کے بعد اعادہ کریگا تو تاخیر کی وجہ سے ہر شوط کے عوض میں ایک صدقۂ فطر واجب ہوجائیگا۔ [2]

---

[1] لو طاف للزیارۃ جنبًا او حائضًا او نفساء کلہ او اکثرہ وھو اربعۃ اشواط فعلیہ بدنۃ ویقع معتدًا بہ فی حق التحلل ویصیر عاصیًا ویعیدہ طاہرًا حتمًا فان اعادہ سقطت عنہ البدنۃ الخ
(غنیۃ الناسک ص۱۳۵، غنیہ جدید ص۲۷۲ ہندیۃ ۱/۲۴۵)

[2] ولو طاف اقلہ جنبًا فعلیہ شاۃ فان اعادہ وجبت علیہ صدقۃ لکل شوط نصف صاع لتاخیر الاقل من طواف الزیارۃ الخ غنیہ جدید ص۲۷۲ قدیم ص۱۳۵)

طوافِ زیارت سے قبل ہمبستری کرلی پھر حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت بھی کرلیا۔

اگر طوافِ زیارت سے قبل بیوی سے ہمبستری کرلی تو حج فاسد نہیں ہوگا۔ مگر اس پر ایک بدنہ یعنی اونٹ یا گائے کی قربانی واجب ہوگی۔ اور دوبارہ ہمبستری کرلی ہے تو ایک بدنہ اور ایک بکری کی قربانی واجب ہوجائے گی۔ اور اگر بیوی سے ہمبستری کے بعد پھر حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت بھی کرلیا ہے تو ایک بدنہ مزید واجب ہوجائے گا۔ تو معلوم ہوا کہ ہمبستری کی وجہ سے ایک بدنہ لازم ہوگا۔ اور پھر دوبارہ ہمبستری کیوجہ سے ایک دم لازم ہوگا۔ اور حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت کی وجہ سے دوسرا بدنہ بھی لازم ہوجائیگا۔ تو کل تین چیزیں دو بدنہ اور ایک دم لازم ہوجائیں گے۔ [1]

ہاں البتہ اگر ایک ہی مجلس میں کئی بار جماع کیا ہے تو صرف ایک ہی بدنہ واجب ہوگا۔ اور اگر مجلس اور جگہ بدل کر دوسری جگہ جماع کیا ہے تو پہلی مرتبہ کی وجہ سے بدنہ واجب ہوگا، اور بعد کے جماعوں کی وجہ سے ایک دم واجب ہوگا، بشرطیکہ دوسری بار کے جماع کے وقت احرام چھوڑنے کا ارادہ نہ کیا ہو۔ [2]

بلا عذر طوافِ زیارت کو ایام النحر سے مؤخر کرنے کا کفارہ

اگر عورت کو حیض و نفاس کا قدرتی عذر نہیں ہے، اور منیٰ سے آنے میں تاخیر ہوگئی

---

[1] ان البدنۃ تجب فی الحج فی موضعین احدھما اذا طاف للزیارۃ جنبًا ورجع الی اھلہ ولم یعد والثانی اذا جامع بعد الوقوف الخ بدائع بیروتی جدید ۲۸۳/۳) بدائع قدیم ۲۱۴/۲، من جامع بعد الوقوف بعرفۃ لم یفسد حجۃ وعلیہ بدنۃ (ھدایۃ ۲۵۱/۱، ولو طاف طواف الزیارۃ (وقولہ) وان کان جنبًا فعلیہ بدنۃ الخ ھدایۃ ۲۵۲/۱)

[2] سواء جامع مرۃ اومرارًا ان اتحد المجلس فان اختلف ولم یقصد بالجماع الثانی رفض الاحرام فبدنۃ للاول وشاۃ للثانی فی قولہما ای قول الشیخین) غنیہ جدید ص۲۹۹)

ہے. یا ازدحام اور بھیڑ کی وجہ سے طواف نہیں کیا، اسی میں آج کریں گے کل کریں گے اتنے میں ایامِ نحر گذر گئے۔ اس کے بعد طوافِ زیارت کرتی ہے تو تاخیر کی وجہ سے ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اسی طرح اگر مرد کو منیٰ سے آنے میں تاخیر ہوگئی یا ازدحام اور بھیڑ کی وجہ سے ہمت نہیں ہوئی اور اسی میں ایامِ نحر گذر جائیں، اسکے بعد طواف کرتا ہے تو تاخیر کا دم دینا واجب ہوجائیگا۔ [1]

پورا طواف یا اکثر طواف غروب کے بعد کیا تو دم لازم

اگر طوافِ زیارت مکمل یا اکثر حصہ بارہویں کے غروب سے قبل کرلیا ہے، اس کے بعد سورج غروب ہوگیا اور باقی تین چکر غروب کے بعد یا دوسرے دن کئے ہیں تو دَم واجب نہ ہوگا، اسلئے کہ اکثر اشواط ایامِ نحر کے اندر ادا ہوگئے۔ اور اگر ایسا ہوا کہ طوافِ زیارت کے صرف تین چکر ادا کرپایا تھا کہ بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہوگیا۔ اور چار چکّر غروب کے بعد ادا کیئے ہیں، یا دوسرے دن ادا کیئے ہیں تو دم دینا لازم ہوگا۔ (غنیہ جدید ص۲۷۲)

اقلّ اشواط غروب کے بعد ادا کیئے تو کیا کفّارہ؟

اگر بارہویں کو طواف کے دوران ابھی چار چکّر کرپایا تھا کہ سورج غروب ہوگیا، اور تین چکر غروب کے بعد ادا کیئے یا غروب کے بعد مغرب کی نماز کے بعد ادا کیئے، تو ہر چکّر کے عوض میں ایک صدقۂ فطر لازم ہے۔ (غنیہ ص۲۷۳)

---

[1] ولو اخّر طواف الزیارۃ کلہ او اکثرہ عن ایام النحر فعلیہ دمٌ ولو اخّر اقلّہ فعلیہ لکل شوط صدقۃ الخ (غنیہ جدید ص۲۷۲ قدیم ص۲۶۱)

مَردکیلئے قدرتی اعذار کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر

اگر کسی عذر کی وجہ سے کوئی واجب ترک ہوجائے تو دم واجب ہوگا یا نہیں ؟ تو اسکی تفصیل یوں ہے کہ اعذار دو قسم پر ہیں۔ ؟

۱۔ وہ اعذار جو انسان کی طرف سے پیش آتے ہیں، تو اگر انسان کی طرف سے پیش آنے والے عذر کی وجہ سے واجب ترک ہوجائے، تو ترکِ واجب کا کفّارہ معاف نہ ہوگا، بلکہ لازم ہوگا۔ جیسا کہ کسی نے زبردستی خوشبو لگا دی، یا وقوفِ مزدلفہ سے روک لیا، اور وقت گذر گیا تو ایسی صورت میں ترکِ واجب کا دم لازم ہوجائیگا۔

۲۔ وہ اعذار جو انسان کی طرف سے پیش نہیں آتے بلکہ اللہ کی طرف سے پیش آتے ہیں تو ایسے اعذار کی وجہ سے واجب ترک ہوجائے تو دم لازم نہ ہوگا۔ اور نہ ہی اس پر کوئی گناہ ہوگا۔ مثلاً ازدحام اور بھیڑ کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ ترک ہوجائے، یا حیض ونفاس یا مرض کی وجہ سے، یا گرفتاری کی وجہ سے یا ناگہانی حادثہ کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر ہوجائے، یہاں تک کہ ایام نحر گذر جائیں اور طواف نہ کرسکے تو ایسی صورت میں ایام نحر کے اندر اندر طواف کرنے کا جو وجوب ہے اس کے ترک ہوجانے کی وجہ سے دم واجب نہ ہوگا۔ اور نہ ہی گناہ ہوگا۔ اس لئے کہ ان اعذار میں انسان کا کوئی اختیار نہیں۔

لہٰذا ۱۴۱۷ھ میں منیٰ میں آگ لگنے کی وجہ سے جو لوگ زد میں آچکے ہیں اور ایامِ نحر گذرنے تک ہسپتالوں میں پڑے رہے ہیں یا ان کو طواف کرانے والا میسّر نہ ہوا ہو تو ان لوگوں پر طوافِ زیارت میں تاخیر کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوگا، اور

نہ ہی ان پر کوئی گناہ ہوگا۔ حضراتِ فقہاء نے اس حکم کو اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

اما ترك الواجبات بعذرٍ فلا شيءَ عليه، ثم مرادهم بالعذر ما يكون من الله تعالى، فلو كان من العباد فليس بعذرٍ وقوله لو منعه الوقوف بمزدلفة مثلاً فعليه دمٌ بخلاف ما اذا امتنع خوف الزحام فانه من الله تعالى فلا شيء عليه وقوله فيما ورد النص به وهو ترك الوقوف بمزدلفة بخوف الزحام او الضعف وتاخير طواف الزيارة من ايامه من حيضٍ او نفاسٍ او حبسٍ او مرضٍ ولم يوجد له حاملٌ او لم يتحمل الحمل[1]

عذر کی وجہ سے واجبات کے ترک ہونے سے کوئی چیز لازم نہیں ہوتی۔ پھر عذر سے ایسا عذر مراد ہے جو منجانب اللہ پیش آتا ہے۔ لہٰذا جو منجانب الناس پیش آتا ہے وہ کفارہ کو ساقط کرنیوالا عذر نہ ہوگا۔ اگر وقوفِ مزدلفہ سے مثلاً دشمنوں نے روک لیا ہے تو اس پر دم لازم ہوگا اسکے برخلاف اگر خوفِ ازدحام کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ ترک ہوجائے تو یہ عذر من جانب اللہ ہے۔ اسلئے اسپر کوئی کفارہ لازم نہ ہوگا۔ لہٰذا جس عذر کے بارے میں نص وارد ہوئی ہے وہ منجانب اللہ عذر ہے۔ اور وہ خوفِ ازدحام کی وجہ سے یا ضعف کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ ترک ہوجانا ہے اور طوافِ زیارت کا ایامِ نحر سے تاخیر ہوجانا حیض یا نفاس یا گرفتاری یا مرض وغیرہ کی وجہ سے۔ اور مریض کو اٹھاکر لیجانیوالا بھی کوئی نہیں ہے، یا اٹھائے جانے کا متحمل نہیں ہے، تو یہ تمام اعذار من جانب اللہ ہیں۔

---

[1] غنیۃ الناسک قدیم ص۱۳۸ وجدید ص۲۳۹۔

طوافِ زیارت کے تین چکّر چھوڑکر وطن واپس آگیا

اگر طوافِ زیارت کے تین چکّر چھوڑ کر کے وطن واپس آگیا ہے، تو ایسی صورت میں اسکے اوپر دم واجب ہوجائیگا۔ لہٰذا کسی آنے جانے والے کے ہاتھ دم کا پیسہ روانہ کردے، اور اس کی طرف سے حُدودِ حَرَم کے اندر دم کی قربانی کردی جائے، اسلئے کہ دم حُدودِ حَرم ہی میں دیا جا سکتا ہے، اور حُدودِ حَرم سے باہر دم دینا جائز نہیں ہے۔ اور اسکا حج صحیح شمار ہوجائے گا۔ [۱]

دمِ جنایت کے عوض میں قیمت صَدقہ کرنا

اگر کسی حاجی پر دم واجب ہوگیا ہے اور وہ دم کے عوض میں اس کی قیمت صَدقہ کرنا چاہے تو جائز نہیں ہوگا۔ اگر وہ حُدودِ حَرم کے اندر مقیم ہے تو اس قیمت سے دم کا بکرا خرید کر ذبح کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر حُدودِ حَرم سے باہر منتقل ہوگیا ہے جہاں دم کا جانور ذبح کرنا جائز نہیں ہے، وہاں بھی قیمت کا صدقہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی قیمت حُدودِ حَرم میں روانہ کرکے دم کا جانور خرید کرکے دم ہی دینا واجب ہوگا۔ ہاں البتہ اگر دم کا گوشت ضائع کردیا ہے یا خود کھالیا ہے تو جتنا کھایا یا ضائع کیا اس کی قیمت کا صَدقہ کرنا جائز ہوسکتا ہے۔ [۲]

---

[۱] ومن ترك من طواف الزيارة ثلاثة اشواط فما دونها فعليه شاة فلو رجع الى اهله اجزأه ان لا يعود ويبعث شاة (تاتارخانية ۲/۵۱۸) والشاة من ذبحه فى الحرم فلو ذبح فى غيره لا يجزيه عن الذبح (غنية قديم/۳۰ جديد/۲۲۳)

[۲] ولا يجوز عن الدم اداء القيمة الا اذا اكل او اتلف ما لا يجوز له الاكل منه فعليه قيمته يتصدق بها۔ (غنية الناسك قديم/۴۱ نسخہ جديد/۲۲۳)

طوافِ زیارت کے اکثر اشواط کا ترک کردینا

طوافِ زیارت حج کا رکن ہے۔ اور اس طواف کے سات چکروں میں سے چار چکر فرض اور رکن ہیں۔ اور تین چکر واجب ہیں۔ لہٰذا اگر طوافِ زیارت کے چار چکر چھوڑدیتے ہیں اور تین چکر ادا کیے ہیں تو رکن اور فرض کی ادائیگی باقی ہے، اور جس طرح طوافِ زیارت سے قبل بیوی کے ساتھ ہمبستری سے بدنہ واجب ہوتا ہے اسی طرح چار چکروں کی ادائیگی سے قبل بھی بیوی کے ساتھ ہمبستری سے بدنہ واجب ہوجائیگا۔ اور جب تک چار چکر پورے نہیں کریگا بیوی حرام رہے گی۔

پہلی مرتبہ ہمبستری سے بدنہ واجب ہوگا، اور اس کے بعد جب جب مجلس بدل کر ہمبستری کریگا ایک دم واجب ہوتا رہیگا، بشرطیکہ احرام چھوڑنے کا ارادہ نہ کیا ہو۔ اور اگر احرام چھوڑنے کے ارادہ سے دوسری بار ہمبستری کی ہے تو کوئی شئ لازم نہ ہوگی۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک باقی رہیگا جب تک واپس آکر طوافِ زیارت کے چکر پورے نہیں کریگا، اور ان چار چکروں کا کوئی فدیہ اور بدل بھی نہیں ہے، جو قائم مقام قرار دیا جاسکے، اسلئے طواف ہی کرنا لازم ہوگا۔ [1]

طوافِ زیارت کے اقل اشواط کا ترک کردینا

اگر طوافِ زیارت کے اکثر اشواط پورے کرلیئے اور اقل اشواط یعنی تین یا اس سے کم چکر باقی ہیں تو دم واجب ہوجائیگا۔ اور دم اور فدیہ اسکا بدل بن سکتا ہے۔ اور

---

[1] ولو ترک طواف الزیارۃ کلہ او اکثرہ فھو محرم ابداً فی حق النساء حتی یطوف فکلما جامع لزمہ دم اذا تعدد المجلس الا ان یقصد الرفض فلا یلزمہ بالثانی شئ فعلیہ حتماً ان یعود بذلک الاحرام ویطوفہ ولا یجزئ عنہ البدل اصلاً الخ
(غنیۃ جدید ۲۷۳ قدیم ۱۴۶)

اگر ایامِ نحر کے اندر اندر ان کو ادا کریگا تو کوئی کفارہ لازم نہ ہوگا، اور اگر ایامِ نحر کے بعد ادا کریگا تو ہر چکر کے عوض میں ایک صدقۂ فطر واجب ہوجائیگا۔ اسلئے کہ طوافِ زیارت کے اقل اشواط کو ایامِ نحر سے مؤخر کردیا ہے۔[1]

سواری پر طوافِ زیارت

بلا عذر سواری پر طوافِ زیارت کریگا تو دم واجب ہوجائیگا۔ ہاں اگر طواف کا اعادہ کرلیگا تو دم ساقط ہوجائیگا۔ اور اگر بیماری اور ضعف اور کمزوری کی وجہ سے سواری پر طوافِ زیارت کریگا تو بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ اور طواف میں کسی طرح کی کمی شمار نہ ہوگی، چاہے انسان اٹھاکر طواف کرائے یا گاڑی اور کرسی پر سوار ہوکر طواف کرے، ہر طرح جائز ہے۔[2]

طوافِ زیارت میں نیابت

طوافِ زیارت اور دوسرے کسی بھی طواف میں نیابتِ تامّہ کلّی طور پر جائز نہیں۔ اور نیابتِ تامّہ کا مطلب یہ ہے کہ جس کے ذمہ طواف ہے وہ خود مطاف میں نہ پہونچے اور دوسرا شخص اس کی طرف سے طواف کردے، یا خود مطاف پہنچ جائے اور خود طواف نہ کرے، دوسرا شخص اس کی طرف سے طواف کردے، اس طرح طواف میں نیابت جائز نہیں، اور طواف کا فریضہ اس کے ذمہ باقی رہیگا۔[3]

---

[1] ولو ترک منه شوطًا او شوطین او ثلاثة فعلیه دمٌ فلو اتم الباقی فی ایام النحر فلیس علیه شیءٌ ولو اتمّه بعدها یلزمه صدقة لکل شوط نصف صاع من برٍّ الخ
(غنیہ جدید ۱۷۶ قدیم ۱۳۶)

[2] ولو طاف کله او اکثره راکبًا او محمولًا (الی قوله) فعلیه دمٌ۔
(وقوله) ولو طافه راکبًا او محمولًا او زحفًا بعذرٍ کمرضٍ او کبرٍ فلاشیٔ علیه الخ
(غنیہ جدید ۱۷۳ قدیم ۱۳۶)

[3] کونه بنفسه ولو محمولًا فلا یجوز النیابة الخ شامی کراچی ۲/۵۰۷ هکذا منحة الخالق ۲/۳۳۷)

اور نیابتِ ناقصہ کا مطلب یہ ہے کہ دوسرا شخص اٹھاکر طواف کرائے یا سواری پر طواف کرائے۔ اور یہ جائز ہے۔

طواف کرانے والے کا طواف

جو لوگ دوسروں کو گاڑی پر بیٹھاکر طواف کراتے ہیں، یا اپنے کندھے پر اٹھاکر طواف کراتے ہیں۔ یا چارپائی یا کرسی پر طواف کراتے ہیں وہ لوگ اگر اپنے طواف کی بھی نیت کریں گے تو ان کا طواف بھی صحیح ہو جائیگا۔ لہ

سواری پر طواف کی شرط

اگر معذور کو سواری پر یا کندھے پر اٹھاکر طواف کرایا جائے تو معذور اور مریض اگر ہوش میں ہے تو اس کے حکم اور اجازت سے طواف کرانا لازم ہے۔ اگر اسکی اجازت نہ ہو تو طواف صحیح نہ ہوگا۔ نیز اس کے طواف کے صحیح ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ معذور خود اپنے طواف کی نیت کرے، ہاں البتہ اگر معذور پر بے ہوشی طاری ہوگئی ہے تو اس کی نیت اور اس کی اجازت لازم اور شرط نہیں ہے۔ اسی طرح اگر معذور نے سواری پر طواف کرانے کی اجازت دیدی ہے، اور سواری پر لیجاتے ہوتے طواف شروع کرنے سے قبل نیند آگئی یا غشی طاری ہوگئی۔ اور اسی حالت میں لوگوں نے طواف کرادیا، اور معذور نے بوقتِ طواف نیت نہیں کرپائی تو ایسی صورت میں نیت کے بغیر بھی طواف صحیح ہو جائے گا۔ ٢ه

لہ ولو طافوا بالمغمیٰ علیہ محمولاً اجزأہا ذلک عن الحامل والمحمول ان نوی من نفسہ وعن المحمول وان کان بغیر امر المغمیٰ علیہ الخ غنیہ جدید ص۱۱۱ قدیم ص۵۸)

٢ه ولو طافوا بہ یعنی وھو نائم من غیر اغماء ان کان بامرہ وحملوہ علی فورہ جاز والا فلا (وقولہ) وحملوہ حین امرھم بحملہ وھو مستیقظ فلم یدخلوا بہ الطواف حتی نام علی رؤسہم فطافوا بہ علی تلک الحالۃ ثم استیقظ اجزأہا۔ الخ غنیہ جدید ص۱۱۱ قدیم ص۵۸)

بے وضو طوافِ زیارت

اگرطواف زیارت مکمل یا اکثر اشواط یعنی چار یا اس سے زائد پھیروں کو بے وضو حالتِ حدث میں کرلیا ہے تو ایسی صورت میں طواف صحیح ہوجائیگا اور ساتھ ہی اس پر ایک دم دینا بھی لازم ہوجائیگا۔ لہٰذا دم سے بچنے کیلئے طواف کا اعادہ لازم ہے۔ اور اگرایام نحر میں پورا طواف یا جن اشواط کو بغیر وضو کے کیا تھا انکا اعادہ کرلیا ہے تو اس پر کوئی شئی لازم نہ ہوگی اور اگرایام نحر گذرجانیکے بعد اعادہ کریگا تو اس بارمیں فقہاء کرام کے تین اقوال ہیں ایک قول میں اسکے اوپر کوئی شئی لازم نہیں۔ اسی قول کو ایضاح المناسک میں نقل کیا گیا ہے۔ اور قول ثانی میں اس پر دم واجب ہوجائیگا۔ اور قول ثالث میں ہر شوط کے عوض میں ایک صدقہ فطر واجب ہوجائیگا اور تینوں قولوں میں سے درمیانی درجہ کا قول زیادہ راجح اور مفتیٰ بہ ہونا چاہئے۔ اور وہ قول صدقہ کا ہے۔ لہٰذا ہر شوط کے عوض میں ایک صدقہ دینا ہی زیادہ بہتر ہوگا۔ [1]

طوافِ زیارت کے اقل اشواط بے وضو کرنا

اگرطواف زیارت کے چار چکر کے بعد وضو ٹوٹ جائے اور بقیہ تین پھیروں کو اسی حالت میں بغیر وضو کے پورا کرے تو ہر چکر کے عوض میں ایک صدقہ فطر دینا واجب ہوجائیگا اور اگران چکروں کا اعادہ کرلیگا تو صدقہ کا کفارہ ساقط ہوجائیگا۔ چاہے اعادہ ایام نحر میں کیا ہو یا ایام نحر گذرجانے کے بعد دونوں صورتوں میں کفارہ کلی طور پر ساقط ہوجائیگا۔ [2]

---

[1] ولو طاف للزیارة کلّه او اکثره محدثاً فعلیه شاة ویعید طاهراً استحباباً وقیل حتماً فان اعاده سقط عنه الدّم سواء اعاده فی ایّام النحر او بعدها ولا شئ علیه للتاخیر وقیل علیه دمٌ وقیل صدقة لکل شوط (غنیه جدید ص۲۷۲ قدیم ص۱۴۰)

[2] ولو طاف اقلّه محدثاً ولم یعد فعلیه لکل شوط نصف صاع الا اذا بلغت قیمته دماً فینقص منه ما شاء (غنیه جدید ص۲۷۲ قدیم ص۱۴۰)

طوافِ زیارت کے چند چکروں کو سعی کے بعد کیا تو کیا حکم؟

طواف زیارت کے اشواط اور چکروں کے درمیان تسلسل اور پے در پے کرنا مسنون ہے لازم اور واجب نہیں. لہٰذا اگر طواف کے چند پھیروں کے بعد بقیہ چکروں کو موقوف کردیا۔ اور انہیں ایام نحر کے اندر یا ایام نحر کے بعد پورے کرلیں ہر صورت میں طواف صحیح ہوجاتا ہے ہاں البتہ بلا عذر ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔ اور بقیہ چکروں کی ادائیگی میں ایام نحر گذر جانے تک تاخیر کرنے سے تاخیر کا کفارہ دینا لازم ہوگا اور اسمیں کفارہ لازم ہونیکی علت پے در پے اور تسلسل کو ترک کرنا نہیں ہے بلکہ ایام نحر سے تاخیر ہی کفارہ کی علت ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص طواف زیارت کے چار یا اس سے زائد چکروں کو ادا کرنیکے بعد بقیہ چکروں کو موقوف کردیا اور اسی حالت میں حج کی سعی کرلی پھر سعی کے بعد طواف کے بقیہ چکروں کو پورا کرلیا ہے تو اس صورت میں اگر بقیہ چکروں کو ایام نحر میں ادا کرلیا ہے تو کوئی شئی لازم نہیں۔ اور اگر ایام نحر کے بعد پورے کئے ہوں تو طواف زیارت کے اقل اشواط کو ایام نحر سے مؤخر کرنے کی وجہ سے ہر شوط کے عوض میں ایک صدقۂ فطر ادا کرنا لازم ہوگا[1]

تو معلوم ہوا کہ طواف کے اشواط کے درمیان سعی کا تخلل جائز ہے۔ ہاں البتہ تسلسل نہ ہونے کی وجہ سے خلاف سنت ہے۔[2]

---

[1] ولو اخر طواف الزيارة كله او اكثره عن ايام النحر فعليه دم ولو اخر اقله فعليه لكل شوط صدقة الخ (غنية جديد ص۲۷۵ قديم ص۱۴۶).

[2] والموالاة بين اشواطه واجزاء الاشواط (سنة) الخ (غنية جديد ص۱۲۲ قديم ص۶۹).
والموالاة في الطواف ليست بشرط حتى لو خرج الطائف من طوافه لصلوٰة جنازة او مكتوبة او لتجديد وضوء ثم عاد بنى على طوافه ولا يلزمه الاستيناف الخ.
(بدائع قديم ۲/۱۳۰، نسخه جديد ۳/۷۲)

طواف کے چکروں میں پیدرپے لازم نہیں

طواف کے اشواط اور چکروں کے درمیان پے درپے اور تسلسل واجب اور شرط نہیں ہے لہٰذا اگر طواف کے چند چکروں کے بعد کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس ضرورت کو پوری کرنیکے بعد بقیہ چکروں کو مکمل کرنا جائز اور درست ہے اور ایسی صورت میں طواف میں کوئی خرابی نہیں آئے گی بلکہ طواف بدستور مکمل شمار کیا جائیگا مثال کے طور پر اگر طواف کے دو تین چکروں کے بعد دورانِ طواف وضو ٹوٹ جائے پھر وضو کرنے کیلئے چلا جائے یا نماز جنازہ شروع ہوجائے اور جنازہ کیلئے کھڑے ہوجائیں یا فرض نماز کیلئے جماعت کھڑی ہوجائے اسمیں شامل ہوجائے یا چند چکروں کے بعد بھیڑ اور ازدحام کی وجہ سے یا طبعی ضعف کی وجہ سے طواف منقطع کرنا پڑجائے یا کھانے پینے کے لئے مسجدِ حرام سے باہر چلا جائے تاکہ بھوک وپیاس کی کمزوری دور کرے ان تمام صورتوں میں طواف کے بقیہ چکروں کو موقوف کرکے حرم شریف کے اندر یا باہر جاکر اپنی ضرورت پوری کرلے یا بھیڑ کم ہونیکا انتظار کرے اس کے بعد پھر بقیہ اشواط مکمل کرلے تو اس طریقے سے جو طواف مکمل کیا جائیگا شرعی طور پر وہ صحیح اور معتبر جانا جاتا ہے۔ [1] ہاں البتہ بلا کسی عذر کے ایسا کرنا خلافِ سنت ہے مثلاً چائے پینے کے لئے طواف موقوف کرکے مسجد حرام سے باہر چلا جائے اور چائے پینا کوئی خاص عذر نہیں ہے۔ اسلئے کہ طواف کے چکروں کے درمیان پے درپے اور تسلسل باقی رکھنا مسنون ہوتا ہے [2]

---

[1] والموالاة في الطواف ليست بشرط حتى لو خرج الطائف من طوافه لصلوة جنازة او مكتوبة او لتجديد وضوء ثم عاد بنى على طوافه ولا يلزمه الاستيناف (بدائع الصنائع کراچی ۲/۱۳۰ نسخہ جدید مطبوعہ مکۃ مکرمۃ ۳/۷۲)

[2] صاحب غنیہ نے طواف کی سنتوں کے لئے ایک فصل قائم کی ہے جس کی ابتداء واما سنن الطواف فالاضطباع سے ہوتی ہے پھر سنتوں کو شمار کرتے ہوئے آخری سنت ان الفاظ سے بیان فرمائی ہے والموالاة بين اشواطه واجزاء الاشواط (غنیہ جدید ص۱۲۱ نسخہ قدیم ص۶۲)

طواف میں سترِ عورت واجب

طواف کے واجبات میں ستر چھپانا بھی شامل ہے جن اعضاء کو نماز میں چھپانا واجب ہے ان کو طواف میں چھپانا بھی واجب ہے۔ اور مَرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہے اور عورت کا چہرہ اور ہتھیلی اور قدمین کو چھوڑ کر باقی پورا بدن ستر میں شامل ہے۔ لہٰذا اگر چوتھائی عضو کھلا رہیگا تو طواف کا اعادہ واجب ہوگا۔ اور اگر اعادہ نہیں کریگا تو دم دینا لازم ہوجائیگا۔ (زبدۃ المناسک جدید/ ۲۷۴)

یہ بھی یاد رہنا چاہیئے کہ حج کا طواف مکمل یا چار اشواط چوتھائی عضو یا اس سے زائد کھلا رہنے کی حالت میں کیا ہے تو طواف کے اعادہ یا دم میں سے کوئی ایک عمل لازم اور واجب ہوجاتا ہے: اور طوافِ عمرہ میں سے ایک شوط میں بھی دم لازم ہوجاتا ہے اور بہت سے مَردوں کو دیکھنے میں آتا ہے کہ احرام کی جو چادر لنگی کی جگہ پہنتے ہیں اسے ناف کے نیچے پہنتے ہیں یا اس طرح پہنتے ہیں کہ چلتے ہوئے رَان تک کھل جاتی ہے۔ اور بہت سی عورتوں کے سَر کا کچھ حصہ کھل جاتا ہے یہ سب جائز نہیں ہے اگر چوتھائی حصّہ یا اس سے زائد کھل جائیگا تو طوافِ زیارت اور طوافِ وداع اور طوافِ عمرہ اور طوافِ نذر میں دم دینا لازم ہوجائیگا یا طواف کا اعادہ لازم ہوجائے گا۔ [1]
اور اگر طوافِ قدوم یا طوافِ نفل اور طوافِ تحیہ ہے تو ایک صدقہ دینا لازم ہوجائے گا۔[2]

---

[1] ولو طاف کلہ او اکثرہ راکبا او محمولا او زحفا او مکشوف العورۃ قدر ما لا تجوز الصلوٰۃ معہ بلا عذر او منکوسا او فی جوف الحجر فعلیہ دم فان اعادہ سقط الخ (غنیہ جدید ص۱۷۲ نسخہ قدیم ص۱۳۰)

[2] ولو طاف للفرض او الواجب مکشوف العورۃ بقدر ما لا تجوز معہ الصلوٰۃ فعلیہ الاعادۃ او الدم وفی التطوع الصدقۃ الخ (غنیہ جدید ص۱۱۲)

ناپاک کپڑے میں طواف

اگر کپڑے میں نجاست اور ناپاکی لگی ہوئی ہو تو اگر مقدار درہم سے کم ہے تو اسکے ساتھ طواف بلا کراہت جائز ہے اور اگر مقدارِ درہم یا اس سے زائد ہے تو اسکے ساتھ طواف مکروہ ہے اور اس کراہت کیوجہ سے کوئی کفارہ واجب نہوگا؛ اور ناپاک کپڑے میں طواف کرنے میں ہر قسم کے طواف کا حکم یکساں ہے۔ لہٰذا طواف زیارت اور طوافِ وداع اور طواف عمرہ اور طوافِ نفل سب کا حکم یکساں ہے۔ [1]

طوافِ قدوم کے مسائل

آفاق سے آنیوالے مفرد بالحج ہوں یا قارن دونوں کو بیت اللہ شریف کی حاضری کے شکریہ میں آتے ہی ایک طواف کرنا ہوتا ہے اس کو طواف قدوم کہتے ہیں اور یہ طوافِ قارن اور مفرد کیلئے مسنون ہے۔ اور یہ طوافِ عمرہ کرنے والے اور تمتع کرنے والے کیلئے مسنون نہیں ہے نیز اہلِ مکہ اور اہل حل اور اہل میقات کیلئے مسنون نہیں ہے [2]

قارن طوافِ عمرہ پہلے کریگا یا طوافِ قدوم

قارن کیلئے مسنون یہی ہے کہ مکۃ المکرمہ پہونچنے کے بعد پہلے طواف عمرہ اور عمرہ کی سعی سے فراغت حاصل کرے پھر اسکے بعد طواف قدوم کرے۔

---

[1] ولوطاف طواف الزیارۃ و فی ثوبہ نجاسۃ اکثر من قدر الدرہم اجزأہ ولکن مع الکراہۃ ولا یلزمہ شیء الخ (تاتارخانیہ ۲/۱۲۲) ولوطاف ای طواف وعلی ثوبہ او بدنہ نجاسۃ اکثر من قدر الدرہم کرہ ولا شیء علیہ (وقولہ) الظاہر انہ یکرہ مطلقاً علی تفاوت الکراہۃ بین کثرۃ النجاسۃ و القلۃ الخ
غنیہ جدید ص۲۲۷ قدیم ص۱۳۸ (فی الغنیہ جدید ص۱۱۳)

[2] ھو سنۃ للآفاقی المفرد بالحج والقارن (وقولہ) فلا یسن للمعتمر والمتمتع والمکی ولا لاھل المواقیت الخ غنیۃ جدید ص۱۳۵ البحر ۲/۳۶۳)

اسکے بعد چاہے حج کی سعی کرے یا سعی کو حج کے بعد کیلئے موقوف کردے اسکو اختیار ہے۔
اور اگر قارن مکۃ المکرمۃ پہونچنے کے بعد پہلے طواف قدوم کرے اسکے بعد طواف عمرہ کریگا تو طواف قدوم تو صحیح ہوجائیگا لیکن ایسا کرنا خلافِ سنت ہے اور خلافِ سنت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ طواف قدوم کا تعلق حج کے ساتھ ہوتا ہے عمرہ کے ساتھ نہیں اسلئے پہلے عمرہ کے ارکان سے فارغ ہوجانا چاہیئے اسکے بعد حج کے افعال کا سلسلہ شروع ہونا چاہیئے اور یہ جبھی ہوسکتا ہے کہ جب ارکانِ عمرہ کے بعد طوافِ قدوم کیا جائے۔ [1]

آفاقی نے حاضری کے وقت بلا تعیین جو طواف کیا وہ کونسا شمار ہوگا؟

اگر آفاقی عمرہ کا احرام باندھ کر آئے اور بلا تعیین ایک طواف کرلیا ہے تو وہ طوافِ عمرہ شمار ہوگا۔ اور مفرد بالحج نے ایسا کیا ہے تو طوافِ قدوم شمار ہوگا اور قارن نے ایسا کیا ہے تو ایک طواف کیا ہے تو وہ طواف عمرہ شمار ہوگا اور اگر دو طواف بلا تعیین کرلیا ہے تو پہلا والا طواف عمرہ اور دوسرا طوافِ قدوم شمار ہوگا اسلئے کہ طوافِ قدوم طوافِ عمرہ کے بعد ہی ہوا کرتا ہے۔ [2]

حالتِ حیض یا حالت جنابت میں طوافِ قدوم

اگر حالتِ حیض یا نفاس میں طواف قدوم کرلیا ہے

اسی طرح اگر حالتِ جنابت میں پورا طوافِ قدوم کرلیا ہے یا طواف قدوم کے اکثر اشواط کرلیا ہے تو اس پر دم دینا واجب ہوجائیگا اور اس طواف کا اعادہ واجب ہے۔

[1] فاذا دخل القارن مكة ابتدأ فطاف بالبيت سبعة اشواط يرمل في الثلاث الأول و يسعى بعد الطواف بين الصفا والمروة لأفعال العمرة ثم يبدأ لا فعال الحج فيطوف طواف القدوم سبعة اشواط الخ بنايه قديم ۲/۱۶۸۹)

[2] فلو قدم معتمرًا وطاف طوافًا ما وقع عن العمرة او حاجًا قبل يوم النحر وقع للقدوم او قارنًا وطاف طوافين من غير تعيين وقع الاول للعمرة والثاني للقدوم الخ
(غنیہ جدید ص۱۱۱)

اور اگر اعادہ کریگا تو دم ساقط ہوجائے گا۔ ؎۱

بے وضو طوافِ قدوم

اگر آفاقی بے وضو طواف قدوم کریگا تو ہر شوط کے عوض میں ایک صدقہ واجب ہوجائے گا، اور سات شوط کے عوض میں سات صدقہ فطر واجب ہوجائیں گے اور اگر اعادہ کریگا تو کفارہ ساقط ہوجائیگا۔ ؎۲

طوافِ قدوم ترک کردینا

اگر مفرد بالحج اور قارن نے طواف قدوم ترک کردیا ہے تو خلافِ سنت اور امرِ قبیح کا ارتکاب ہوا ہے مگر اس سے کسی قسم کا کفارہ لازم نہ ہوگا۔ کیونکہ ترکِ سنت کا کوئی کفارہ نہیں ہوتا۔ اور اگر طوافِ قدوم شروع کردیا ہے تو اسکا پورا کرنا واجب ہوجائے گا۔ لہٰذا اگر شروع کرنیکے بعد ترک کردیا ہے تو اعادہ لازم ہوگا ورنہ اگر اکثر اشواط ترک کردیا ہے تو دم دینا لازم ہوگا۔ اور اقل اشواط کو ترک کردیا ہے تو ہر شوط کے عوض میں ایک صدقہ فطر واجب ہوجائیگا۔

ھدایت: نیز تمام نفلی طوافوں کا حکم بھی طوافِ قدوم کی طرح ہے۔ ؎۳

؎۱ فلو طاف للقدوم كله او اكثره جنبًا فعليه دمٌ (وقوله) ويعيده طاهرًا وجوبًا في الجنابة- (وقوله) فان اعادة سقط عنه الجزاء الخ غنيه ص۱۲۵ قديم ص۱۰۲)

؎۲ فلو طاف للقدوم (الى قوله) ولو محدثًا فصدقة- لكل شوط نصف صاع من برٍّ- (وقوله) ويعيده طاهرًا (الى قوله) ندبًا في الحدث فان اعادة سقط عنه الجزاء الخ (غنية جديد ص۱۲۵ قديم ص۱۰۲)

؎۳ بخلاف ما لو شرع فيه ثم ترك اكثره فعليه دمٌ او اقله فصدقة لانه كالصلاة لوجوبه بالشروع وحكم كل طواف تطوع كحكم طواف القدوم الخ غنيه جديد ص۱۲۶ قديم ص۱۰۲)

طوافِ قدوم کن لوگوں کے لئے مسنون

طوافِ قدوم ایسے مفرد بالحج یا قارن کے لئے مسنون ہے، جو عرفات سے پہلے مکۃ المکرمہ میں داخل ہو جاتے۔ اور اگر وقوفِ عرفات سے قبل مکۃ المکرمہ میں داخل نہ ہو بلکہ حج افراد یا حج قران کا احرام باندھنے کے بعد مکۃ المکرمہ میں داخل نہ ہو کر سیدھا عرفات پہنچ جائے اور وقوفِ عرفہ کرلے، تو طوافِ قدوم کی سنیت ختم ہو جاتی ہے۔ اسلئے کہ طوافِ قدوم تحیۃ المسجد کی طرح آفاق سے مکۃ المکرمہ پہنچکر مسجدِ حرام میں داخل ہونے والوں پر بطور تحیۃ المسجد الحرام مسنون ہوتا ہے۔ اور جب حج سے قبل مسجدِ حرام میں داخل ہی نہ ہوا تو طوافِ تحیہ کا ثبوت ہی نہ ہوسکا۔ اسلئے ایسے حجاج پر طوافِ قدوم مسنون نہیں ہے، جو سیدھے عرفات پہنچ جائیں۔ اور اہلِ عرب میں سے اکثر لوگ حجِ افراد کا احرام باندھتے ہیں اور سیدھے عرفات پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہ لوگ نہ طوافِ قدوم کر پاتے ہیں اور نہ ہی ان پر مسنون ہے۔ [1]

---

[1] احدهما ان يتوجه من الميقات الى عرفة قبل دخول مكة كما يفعل اكثر قافلة حاج العراق فاذا توجه ووصل ولم يدخل مكة سقط عنه طواف القدوم لانه سنة بمنزلة تحية المسجد فاذا لم يدخل المسجد لم يلزمه ذلك۔
(المسالك فى المناسك ۱/۳۷۱)

مسائلِ رَمل

رمل کے معنی طواف کے دوران سینہ تان کر ہاتھوں کو ہلاتے ہوئے قدموں کو قریب قریب رکھ کر اکڑ کر تیزی سے چلنا، اور ہر اس طواف میں رمل کرنا مسنون ہے جس کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کا ارادہ ہو، اور صرف شروع کے تین چکروں میں رمل مسنون ہے۔ اور اسکے بعد چار چکروں میں رمل نہیں ہے بلکہ اپنی ہیئت پر چلنا مسنون ہے۔ [1]

اور رمل صرف مَردوں کے لئے مسنون ہے۔ عورتوں کے لئے نہیں۔ (احکامِ حج)

اگر شروع کے تین چکروں میں رمل بھول جائے تو کیا کریں؟

رمل صرف شروع کے تین چکروں میں مسنون ہے۔ لہٰذا اگر شروع کے ایک چکر میں رمل چھوڑ دیا ہے یا بھول گیا ہے تو پھر صرف اس کے بعد دو چکروں میں رمل کریگا۔ اسی طرح اگر شروع کے تینوں چکروں میں رمل بھول جائے، یا قصداً چھوڑ دیا ہے تو بعد کے چکروں میں رمل کی تلافی نہ ہو گی۔ بلکہ بعد کے چکروں میں اپنی ہیئت پر چلنا ہی مسنون ہو گا۔ [2]

تمام چکروں میں رمل کی کراہت

اگر کوئی شخص ناواقفیت سے طواف کے ساتوں چکروں میں رمل کریگا تو طواف تو صحیح ہو جائیگا، لیکن ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ایسے ہی

---

[1] والرملُ سنۃ فی کل طواف بعدہٗ سعی حتی فی طواف الصّدر لو لم یسع الا بعدہٗ الخ ۱۱۹ غنیہ جدید ۱۱۹ والرمل فی الثلاثۃ الاُوَل والمشی علی ھیئتہٖ فی الاربعۃ الباقیۃ الخ غنیہ جدید ۱۱۹

[2] فلو ترک الرمل فی الشوط الاول او نسیہ لا یرمل الا فی شوطین ولو فی الثلاثۃ لا یرمل فیما بعدھا الخ غنیہ جدید ۱۲۰)

تمام چکروں میں بغیر رمل کے اپنی ہیئت پر چلنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ؎۱

کتنے طوافوں میں رمل

آٹھ قسم کے طوافوں میں رمل کرنا مسنون ہے۔ جو حسبِ ذیل ہیں۔

۱ طوافِ عمرہ میں۔ اسلئے کہ اس طواف کے بعد فوراً سعی کرنا ہوتا ہے۔

۲ طوافِ قدوم کے بعد۔ اگر مفرد بالحج سعی کرنا چاہے تو مفرد بالحج کے لئے طوافِ قدوم کے بعد سعی کرنا مسنون ہے۔ لہٰذا اس طوافِ قدوم میں رمل بھی مسنون ہوگا۔

۳ متمتع جب ارکانِ عمرہ ادا کرنے میں طواف کریگا تو اس میں بھی رمل کرنا مسنون ہے۔ کیونکہ اس کے بعد عمرہ کی سعی ادا کرنا ہے۔

۴ متمتع جب ارکانِ حج ادا کریگا تو اس میں سعی سے قبل جو طواف کریگا اس میں رمل کرنا مسنون ہے۔

۵ قارن کو طوافِ قدوم میں جبکہ طوافِ قدوم کے بعد حج کی سعی کا ارادہ ہو۔

۶ قارن جب ارکانِ حج ادا کریگا تو اس میں سعی سے قبل جو طواف کریگا اس میں رمل کرنا مسنون ہے۔

۷ اہلِ مکّہ یا متمتع حج کا احرام باندھنے کے بعد اگر یوم عرفہ سے قبل ہی ازدحام سے بچنے کے ارادہ سے سعی سے فارغ ہونا چاہے تو سعی سے قبل ایک نفلی طواف کرنا لازم ہے۔ تو اس میں بھی رمل کرنا مسنون ہے۔ اسلئے کہ ہر اس طواف میں رمل مسنون ہے جس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو۔ ؎۲

؎۱ ولو رمل فی الکل لا شئ علیہ ویکرہ تنزیہًا لترک سُنۃ المشی وکذا لو مشی فی الکل الخ (غنیہ جدید ۱۰۳)

؎۲ والرمل سُنۃ فی کل طواف بعدہٗ سعی الخ غنیہ جدید ۱۱۹)

۸ اگر حلق یا قصر سے قبل طوافِ زیارت کرتا ہے، اور یوم عرفہ سے قبل صفا مروہ کے درمیان سعی نہیں کی تھی تو ایسی صورت میں طوافِ زیارت میں رمل ... اور اضطباع دونوں کرنا مسنون ہے۔ (مستفاد احکامِ حج ۸۵ قاضیخان ۲۹۶/۱)

لہٰذا اگر یوم عرفہ سے قبل سعی بین الصفا والمروہ کرلی تھی، اور سعی سے قبل کے طواف میں رمل بھی کرلیا تھا تو اب طوافِ زیارت میں دوبارہ رمل کی ضرورت نہیں۔[1]

حکمِ رمل میں مکی وآفاقی کا فرق

حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ اور جمہور امت کے نزدیک آفاقی اور مکی دونوں کے لئے رمل مسنون ہے۔ اور اصول یہ ہے کہ ہر اس طواف میں رمل مسنون ہے کہ جس کے بعد سعی بین الصفا والمروہ کا ارادہ ہو۔ لہٰذا مکی اور آفاقی جب بھی عمرہ کریں گے طواف میں رمل مسنون ہوگا۔ اسی طریقہ سے جب مکی حج کا احرام باندھکر منیٰ کو روانہ ہونے سے قبل سعی بین الصفا والمروہ کرنا چاہے تو اس سعی سے قبل جو نفلی طواف کریگا اس میں بھی رمل اور اضطباع کرنا مکی کے لئے مسنون ہوگا۔

البتہ صرف حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مکی کے لئے رمل مسنون نہیں ہے۔ ان کی رائے پر صرف ان کے مسلک کے لوگ عمل کریں گے۔[2]

(مستفاد اوجز المسالک ۳/۹۵م، ایضاح الطحاوی ۲/۴۴۴، المغنی لابن قدامہ ۳/۱۸۲)

---

[1] وھو الطواف یسمی طواف الزیارۃ ...... ولا یرمل فی ھٰذا الطواف ولا یسعی بعدہٗ بین الصّفا والمروۃ لان السعی بین الصفا والمروۃ لایجب الامرۃ وقد سعی قبل طواف الزیارۃ فان لم یکن رمل وسعی فی الطواف الاول رمل وسعی فی ھٰذا الطواف الخ (فتاوٰی قاضیخان علی الھندیۃ ۲۹۲/۱)

[2] ومذھب الحنفیۃ فی ذٰلک انہ یسن فی کل طواف یعقبہ السعی۔
(وقولہ) واختلفوا فی اھل مکۃ فکان ابن عمر لایراہ علیھم وبہ قال احمد واستحبہ مالک والشافعی للمکی الخ اوجز المسالک قدیم ۳/۹۵م)

اضطباع کا حکم

اضطباع کا حکم یہ ہے کہ احرام کی چادر کو داہنی بغل میں سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لینا اور داہنا کندھا کھلا رہنے دینا۔ اور اضطباع طواف کے ساتوں چکّروں میں کرنا مسنون ہے۔ [1] اور ہر اس طواف میں اضطباع مسنون ہے جو احرام کی حالت میں کیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد سعی بین الصفا والمروہ کی جاتی ہو۔ لہٰذا رمل اور اضطباع میں دو طرح کا فرق ہے۔

۱۔ رمل میں احرام کی حالت شرط نہیں ہے۔ اضطباع میں شرط ہے۔ لہٰذا اگر یوم عرفہ سے قبل سعی بین الصفا والمروہ نہیں کی ہے۔ اور یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد حلق کر کے احرام کھول دیا ہے۔ اس کے بعد سِلا ہوا کپڑا پہن کر طوافِ زیارت کرتا ہے اور اس کے بعد سعی بھی کرتا ہے تو اس طواف میں رمل مسنون ہوگا۔ مگر اضطباع مشروع نہیں ہوگا۔ کیونکہ سلے ہوئے کپڑے میں رمل مشروع ہے، مگر اضطباع مشروع نہیں ــــ

۲۔ رمل صرف تین چکروں میں مسنون ہے۔ اور اضطباع ساتوں چکّروں میں مسنون ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہر اس طواف میں اضطباع مسنون ہے جو حالتِ احرام میں ہو، اور اسکے بعد سعی بین الصفا والمروہ بھی ہو، اور دیگر طوافوں میں اضطباع مشروع نہیں ہے۔ (مستفاد غنیۃ الناسک ص۱۱۳ و ص۱۱۴) [2]

اضطباع صرف مردوں کے لیے مسنون ہے عورتوں کے لیے نہیں۔

---

[1] معلم الحجاج ص۱۲۶ و امّا سُنن الطواف فالاضطباع فی جمیع اشواطہ و ینبغی ان یفعلہ قبل الشروع فی الطواف بقلیلٍ الخ (غنیہ جدید ص۱۱۸)

[2] امّا سُنن الطواف الاضطباع فی جمیع اشواطہ (وقولہ) وھو سُنۃ فی کل طوافٍ بعدہٗ سعی کطواف القدوم وطواف العمرۃ وطواف الزیارۃ علی فرض تقدیمہ علی الحلق وتاخیر السعی الیہ الخ (غنیہ جدید ص۱۱۸ قدیم ص۷۳)

دورانِ طواف بیتُ اللہ کی طرف سینہ یا پیٹھ کرنا

ایضاح المناسک ص۱۱۷ میں دورانِ طواف بیت اللہ کی طرف سینہ یا پیٹھ کرنے سے متعلق جو مسئلہ لکھا گیا تھا اس کی عبارت کی تعبیر میں اس نا اہل سے غلطی ہوگئی تھی، وہاں پر اس مسئلہ کی تعبیر یوں کی گئی تھی کہ دورانِ طواف کعبۃ اللہ کی طرف سینہ یا پشت کرنے سے طواف فاسد ہوجاتا ہے۔ اس طواف کا اعادہ واجب ہے۔

اس عبارت میں طواف فاسد ہوجاتا ہے کے الفاظ زائد ہیں۔ اور یہ الفاظ اس مسئلہ میں دو مرتبہ آئے ہیں۔ یہ نا اہل ایضاح المناسک کی دونوں عبارتوں سے رجوع کا اعلان کرتا ہے۔

اب عبارت یوں لکھتا ہے۔ دورانِ طواف کعبۃ اللہ کی طرف بالقصد سینہ یا پُشت کرتا ہوا طواف کریگا، اسی طرح پورے طواف میں کبھی سینہ کبھی پشت کرتا ہوا گویا اس نے طواف کا حلیہ بگاڑ دیا ہے، اور چوڑائی میں طواف کیا ہے۔ یا طواف کرانے والا اُلٹا چلکر طواف کراتا ہے تو اس کو اپنے طواف کا اعادہ کرنا واجب ہوجائیگا۔ اس لئے کہ سامنے کی طرف فطری چال چلکر طواف کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر بلا اعادہ وطن واپس ہوجائیگا تو ترکِ واجب کا دم دینا لازم ہوجائیگا۔[1]

(درمختار مع الشامی کراچی ۲/۴۹۴)

---

[1] ولو عکس اعاد ما دام بمکۃ فلو رجع فعلیہ دم وتحتہ فی الشامیۃ بان اخذ عن یسارہ وجعل البیت یمینہ وکذا لو استقبل البیت بوجھہ او استدبرہ وطاف معترضا الخ ۲/۵۰۲
(الدر المختار مع الشامیۃ کراچی ۲/۴۹۴، شامی زکریا دیوبند)

ولو استقبل البیت بوجھہ او طاف معترضا او جعل البیت عن یمینہ او مشی القھقری او مر معترضا مستدبر البیت لا یبطل عندنا (وقولہ) المخالفۃ للتیامن فی الھیئۃ والکیفیۃ یحرم علیہ فعلہ ویجب علیہ الاعادۃ او لزوم الجزاء الخ (مناسک ملا علی القاری ص۱۵۲)

بلا اختیار ازدحام میں سینہ یا پشت ہوجانا

یہاں پر یہ مسئلہ بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ ایامِ حج میں مطاف میں اس قدر ازدحام اور بھیڑ ہوتی ہے کہ اپنے اختیار سے طواف کے تمام آداب وواجبات کا خیال رکھتے ہوئے طواف کرنا اور اپنے سامنے کی طرف سیدھا چلنا ممکن نہیں۔ بعض دفعہ ایسا ہوجاتا ہے کہ خود کو چلنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بھیڑ کا ریلا اپنے ساتھ میں کھینچتا ہوا لیجاتا ہے۔ اس میں اپنی ہیئت اور رُخ کو باقی رکھنا بہت مشکل ہوجاتا ہے، تو اس طرح غیر اختیاری طور پر اگر ریلوں کے دھکے میں اپنی کوشش کے باوجود سینہ یا پشت کعبۃ اللہ کی طرف مڑجائے تو طواف میں کوئی خرابی نہ آئے گی، اور کوئی کفارہ بھی لازم نہ ہوگا۔ اسلئے کہ غیر اختیاری ازدحام اور بھیڑ کی وجہ سے کبھی کبھی امرِ واجب بھی معاف ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ وقوفِ مزدلفہ ازدحام کیوجہ سے کمزوروں سے معاف ہوجاتا ہے۔ اور رمی جمرات میں حرج واقع ہونیکے بارے میں حدیث پاک میں مراعات کا ثبوت ہے۔ اور ازدحام کو من جانب اللہ عذر قرار دیا گیا ہے۔ [1]

دورانِ طواف کعبۃ اللہ کو دیکھنے کا حکم

دورانِ طواف کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرنا اور اسکو دیکھتے رہنا مکروہ تنزیہی اور خلافِ ادب ہے۔ اسلئے کہ طواف کے آداب میں سے یہ ہے کہ جس طرح نماز کے اندر مصلّی کا سجدہ کی جگہ کی طرف دیکھنا آدابِ صلوٰۃ میں ہے اسی طرح طواف کرنے والے کا اپنے سامنے کی طرف دیکھنا آدابِ طواف میں سے ہے۔ اور ادھر اُدھر دیکھنا

---

[1] ثم مرادهم بالعذر ما يكون من الله تعالى ولو من العباد فليس بعذر (وقوله) وكذا لو منعه العذر من الوقوف بمزدلفة مثلاً ... بخلاف ما اذا منعه خوف الزحام فانه من الله تعالى فلا شيء عليه الخ غنية جديد/ ۲۳۹ قديم/ ۱۲۸)

نماز کی طرح مکروہ اور خلافِ ادب ہے۔ [1] (غنیۃ الناسک ص۶۵)
اور معلم الحجاج ص۱۳۱ میں کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرنے کو محرماتِ طواف میں شمار فرمایا ہے۔ لہٰذا بوقتِ طواف سکون و اطمینان اور وقار کے ساتھ اپنے سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے چلنا چاہئے۔

طواف کی ابتدا میں حجرِ اسود کی طرف سینہ اور منہ کرکے ہاتھ اٹھانا

حجرِ اسود کے مقابل کھڑے ہوکر باقاعدہ سینہ اور چہرہ کو حجرِ اسود کی طرف کرکے نماز میں تکبیرِ تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھوں کو کانوں یا مونڈھوں تک اٹھا کر تکبیر کہہ کر طواف شروع کرنا مسنون ہے۔ اور طواف کی نیت بھی حجرِ اسود کے استقبال کے وقت کرنا مسنون ہے۔ (غنیۃ الناسک ص۶۳) [2]

دورانِ طواف حجرِ اسود اور بیت اللہ کی طرف سینہ اور منہ کرنا

طواف کے دوران میں ہر چکر کے ختم پر حجرِ اسود اور بیت اللہ کی طرف سینہ اور منہ کرنا مستحب ہے۔ (غنیۃ الناسک ص۶۳،[3] بدائع الصنائع ص۱۴۷/۲)

اشکال وجواب ماقبل میں یہ جو کہا گیا ہے کہ دورانِ طواف کعبۃ اللہ کی طرف سینہ یا منہ کرنا ممنوع ہے، حالانکہ حجرِ اسود کے استقبال

---

[1] وینبغی ان لایجاوز بصرہٗ محل مشیہ کالمصلی لایجاوز بصرہٗ محل سجودہ لانہ الادب الذی یحصل بہ اجتماع القلب۔ (غنیۃ الناسک ص۶۵)
[2] واما سنن الطواف (الی قولہ) واستقبال الحجر الاسود بالوجہ فی ابتدائہ واما فی اثنائہ فمستحب والتکبیر قبالۃ الحجر مطلقاً ورفع الیدین عند التکبیر حال استقبال الحجر فی الابتداء حذاء اذنیہ کما فی افتتاح الصلوٰۃ او حذاء منکبیہ ویجعل باطنہما نحو الحجر والکعبۃ الخ (غنیۃ الناسک ص۶۲)
[3] واما فی اثنائہ فمستحب والتکبیر قبالۃ الحجر مطلقاً۔ (غنیۃ الناسک ص۶۳)

کے وقت میں بھی کعبۃ اللہ کی طرف سینہ اور منہ ہوجاتا ہے تو یہ کیوں منع نہیں ہے۔؟
تو اس کا جواب یہ ہے کہ دورانِ طواف ممنوع ہے۔ اور جب ایک چکر لگا کر حجرِ اسود پر پہنچتا ہے تو دوران ختم ہو جاتا ہے۔ اسلئے کہ طواف میں ہر ایک شوط علیحدہ طواف کے حکم میں ہوتا ہے۔ اور حجرِ اسود سے ہر مرتبہ نیا طواف شروع ہوجاتا ہے، اور نئے طواف کی ابتدا میں استقبال مستحب ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ ہر شوط کے دوران میں سینہ اور منہ کرنا منع ہے۔ اور ہر شوط کی ابتداء اور اختتام پر ممنوع نہیں ہے۔ بلکہ مسنون ہے۔ [۱]

حجرِ اسود کا استلام

استلام کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو حجرِ اسود پر رکھ کر اس کو بوسہ دیا جائے۔ یا حجرِ اسود پر ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چوم لیا جائے، اور ہر طواف کی ابتداء اور انتہاء میں حجرِ اسود کا استلام مسنون ہے، اور ہر شوط اور ہر چکر کے ختم پر مستحب ہے۔ اور اگر طواف کے بعد صفا مَروہ کی سعی کرنا ہے تو طواف کی نماز کے بعد پھر استلام کرکے صفا کی طرف جانا بھی مسنون ہے۔ (غنیۃ الناسک ص۶۳) [۲]

کن چیزوں کو بوسہ دینا ثابت؟

ہر جگہ یا ہر انسان یا ہر شئی کو بوسہ دینا جائز نہیں۔ بلکہ مخصوص مقامات اور مخصوص انسان اور مخصوص اشیاء کو بوسہ دینا حدیث شریف اور سلفِ صالحین

---

[۱] ویستلم الحجر فی کل شوط یفتتح به ان استطاع من غیر یؤذی احدًا لما روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کلما مر بالحجر الاسود استلمه ولان کل شوط طواف علی حدة فکان استلام الحجر فیه مسنونًا کالشوط الاول الخ (بدائع ۲/۱۴۷) واللہ تعالیٰ اعلم۔ شبیر احمد عفا اللہ عنہ

[۲] وتفسیر الاستلام عند الفقهاء وضع الکفین علی الحجر وتقبیله او مسحه بالکف وتقبیله ولو بغیر استلام واستلامه بین الطواف والسعی ان اراد السعی بعده والاصل فیه ان کل طواف بعده سعی فانه یعود الی استلام الحجر بعد الصلوٰة والا فلا الخ (غنیہ قدیم ص۶۳ جدید ص۱۱۰)

سے ثابت ہے۔ مثلاً ماں باپ کا اپنے بالغ یا نابالغ اولاد کے ماتھے اور پیشانی کا بوسہ لینا، اور اولاد کا اپنے والدین کی پیشانی کا بوسہ لینا حدیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت فاطمہؓ اور حضورؐ کا واقعہ حدیث میں مذکور ہے۔ نیز یہاں صاحبِ غنیہ نے چھ چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ان کو ہم بھی نقل کر دیتے ہیں۔

۱۔ حجرِ اسود کا بوسہ۔
۲۔ مصحف اور قرآن کریم کا بوسہ۔
۳۔ نیک صالح علماء وغیرہ کے ہاتھوں کا بوسہ۔
۴۔ سفر سے آنیوالوں کا بوسہ، بشرطیکہ امرد یا غیر محرم عورت نہ ہو۔
۵۔ نیک صالح میت کی پیشانی اور چہرہ کا بوسہ۔
۶۔ ایسے علم و حکمت کی گفت گو کرنے والے کا بوسہ لینا جس سے دینی نفع ہو۔

لہٰذا حج و عمرہ سے واپس آنے والوں کی پیشانی کا بوسہ لینا بھی بلا شبہ جائز ہوگا۔[۱]

دورانِ طواف کلام و ملاقات

دورانِ طواف اگر کسی دوست سے ملاقات ہوجائے تو اس سے مصافحہ کرنے اور بقدرِ ضرورت بات کرنے میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں۔ نیز مسئلہ مسائل اور دینی گفت گو بھی بلا کراہت جائز ہے۔[۲] (غنیہ ص۶۷)

البتہ فضول گفت گو کرنا مکروہ ہے۔[۳]

---

[۱] لا یشرع التقبیل الا للحجر الاسود والمصحف ولایدی الصالحین من العلماء وغیرھم وللقادمین من السفر بشرط ان لایکون امرد ولا امرأۃ محرمۃ ولوجہ الموتی الصالحین ومن نطق بعلم وحکمۃ ینتفع بھا وکل ذلک قد ثبت فی الاحادیث الصحیحۃ الخ (غنیہ جدید ص۱۲۶ قدیم ص۶۷)

[۲] لا بأس بان یتکلم بکلام یحتاج الیہ بقدر الحاجۃ ویشرب ویفعل کل ما یحتاج الیہ الخ (غنیۃ الناسک ص۶۷)

[۳] اما کراھۃ الکلام فالمراد فضولہ الا ما یحتاج الیہ بقدر الحاجۃ ولا بأس بان یفتی فی الطواف الخ (فتح القدیر ۲/۳۱۵)

دورانِ طواف نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے

طواف کیا جارہا تھا، ابھی ساتوں چکّر مکمل نہیں ہو پائے تھے کہ نماز کے لئے جماعت کھڑی ہوگئی تو طواف کو اسی جگہ موقوف کردے اور نماز میں شریک ہوجائے۔ اور فرض نماز سے فراغت کے بعد اسی جگہ سے طواف کا بقیہ حصّہ شروع کردے جہاں سے طواف کو منقطع کردیا تھا، اور سنن و نوافل بعد میں ادا کیئے جائیں یہی حکم نمازِ جنازہ کا بھی ہے۔ (مستفاد فتاوی عالمگیری ۱/۲۲۷) [1]

دورانِ طواف وضو ٹوٹ گیا یا عورت کو حیض آگیا

اگر طواف کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو اسی جگہ طواف کا سلسلہ روک دینا لازم ہے، اور وضو کرکے وہاں سے بقیہ طواف کی تکمیل کی جائے۔ (مستفاد اوجز المسالک ۲/۵۰۳) [2]

(زبدۃ المناسک ص۱۲۳)

اور اگر دورانِ طواف عورت کو حیض آجائے تو طواف کو وہیں سے روک دے، اور جب ماہواری سے پاک ہوجائے تو از سرِ نو طواف کرے۔

---

[1] واذا اقیمت الصلوٰۃ المکتوبۃ او الجنازۃ خرج من طوافہ الیہما وکذا اذا کان فی السعی ثم اذا فرغ وعاد بنی علیٰ ما کان طافہ ولا یستقبلہ الخ (فتح القدیر ۳/۴۰۹ فتح القدیر کوئٹہ ۲/۳۹۱) ھکذا ھندیۃ ۱/۲۲۷)

[2] ومن اصابہ شیٔ ینقض وضوءہ وھو یطوف بالبیت او یسعی بین الصفا والمروۃ وتحتہ فی الاوجز والشامیۃ یتوضأ ویبنی وبہ قال الشافعی واسحاق وقال احمد ابن حنبل فیمن طاف ثلثۃ اشواط او اکثر یتوضأ فان شاء بنی وان شاء استانف الخ (اوجز المسالک قدیم ۲/۵۰۳)

ولو خرج من الطواف او من السعی الی الجنازۃ او مکتوبۃ او تجدید وضوء ثم عاد بنی لو کان ذلک بعد اتیان اکثر ولو استانف لا شیٔ علیہ۔

(وقولہ) و یستحب الاستیناف فی الطواف اذا کان قبل اتیان اکثرہ الخ (غنیہ جدید ۱۲۷ قدیم ۶۸)

وضو کے بعد حجرِ اسود سے شروع کریں یا وہیں سے جہاں حدث لاحق ہو؟

اگر دورانِ طواف وضو ٹوٹ گیا ہے، اور وضو کرکے جب آئیگا تو حجرِ اسود سے شروع کرنا افضل ہوگا، یا جہاں حدث لاحق ہوا وہاں سے ؟
تو مسئلہ کی رُو سے طواف کے دوران جس جگہ پر وضو ٹوٹ گیا ہے وہاں سے شروع کرنا جائز ہے۔ اور احتیاط کے لحاظ سے حجرِ اسود سے شروع کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ ؎

دورانِ طواف تلبیہ | کسی قسم کے طواف میں تلبیہ جہرًا پڑھنا مشروع نہیں ہے۔ ہاں البتہ چند طواف ایسے ہیں جنمیں سرًّا اور آہستہ تلبیہ پڑھنا مشروع اور جائز ہے۔

۱ قارن کا طواف عمرہ میں سرًّا تلبیہ پڑھنا مشروع ہے، اسلئے کہ اس کے تلبیہ پڑھنے کا سلسلہ یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کے وقت تک جاری رہتا ہے۔
۲ قارن جب حج سے قبل نفلی طواف کریگا تو اس میں بھی آہستہ تلبیہ کی گنجائش ہے۔
۳ قارن جب ارکانِ عمرہ سے فارغ ہوکر طوافِ قدوم کریگا تو اس میں بھی سرًّا تلبیہ پڑھنا جائز ہے۔
۴ مفرد بالحج جب طوافِ قدوم کریگا تو اس میں بھی تلبیہ کی گنجائش ہے۔ کیونکہ اسکا احرام حج سے فارغ ہوکر حلق تک باقی رہتا ہے۔ اور تلبیہ یوم النحر

؎ واذا عاد للبناء هل يبني من محل انصرافه او يبتدئ الشوط من الحجر ؟ الظاهر الاول قياسًا على من سبقه الحدث في الصلوٰة الخ (غنیہ جدید ص۱۴۷ قدیم ص۴۸)

میں جمرۂ عقبہ کی رمی کے وقت تک باقی رہتا ہے۔

۵ مفرد بالحج جب حج سے قبل نفلی طواف کریگا تو اس میں بھی سرًّا تلبیہ کی گنجائش ہے۔

یہ پانچ قسم کے طواف ہیں جن میں تلبیہ کی گنجائش ہے، مگر اس میں جہر کرنے کی اجازت اسلئے نہیں ہے کہ اس سے لوگوں کو تشویش و وحشت ہوسکتی ہے۔

لیکن بہرحال طواف میں تلبیہ کے مقابلہ میں دوسری دُعائیں اور اذکار افضل اور بہتر ہیں۔

بعض طواف ایسے ہیں جنمیں آہستہ تلبیہ پڑھنا بھی مشروع نہیں ہے۔

۱ طواف وداع جو وطن روانہ ہوتے وقت کیاجاتا ہے۔

۲ طوافِ عمرہ میں اسلئے کہ طوافِ عمرہ کی ابتدا میں تلبیہ ختم کرنیکا حکم ہے۔

۳ طوافِ نذر جس میں احرام نہیں ہوتا ہے۔

۴ ایسے طوافِ نفل جو احرام کی حالت میں نہ ہو۔ (مستفاد حاشیہ معلم الحجاج ص۱۰۲ زبدۃ المناسک ص۱۲۰)

اور جو سعی احرام کی حالت میں ہوتی ہے اس میں تلبیہ سرًّا اور جہرًا دونوں طرح مشروع ہے۔[1]

دورانِ طواف تلاوت سے ذکر افضل

طواف کے دوران قرآن کریم کی تلاوت سے ذکر اور دُعا، زیادہ افضل اور اولیٰ ہے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دورانِ طواف

---

[1] ویلبی فی سعی الحج اذا قدمه ولایلبی حالة الطواف فی طواف القدوم وطواف الافاضة فی فرض تقدیمه علی الرمی وکذا فی طواف التطوع (وقوله) ولایلبی حالة الطواف ای جهرًا والا فلا یصح علی اطلاقه لانه لایترک التلبیة حالة الطواف الا انه لایرفع صوته فیه بحیث یشوش علی المصلین والطائفین الخ (غنیہ جدید ص۴۷ قدیم ص۳۹)
ویلبی ان سعیه بعد طواف القدوم الخ (غنیہ قدیم ص۳۹)

تلاوت کرنا خلافِ اولیٰ اور غیر مناسب ہے۔ (غنیۃ الناسک جدید ص۱۲۱)
مستفاد شامی کراچی ۲/۴۹۷، [1] مستفاد معلم الحجاج ص۱۳۷)

نفل طواف نفل نماز سے افضل

یہ مسئلہ بھی بہت اہم ہے کہ مسجدِ حرام میں نفل نماز افضل ہے یا نفل طواف؟ تو اسکی وضاحت یوں ہے کہ موسمِ حج میں اہلِ مکّہ کے لئے نفل طواف سے نفل نماز افضل ہے۔ اور باہر سے آنے والے مسافروں کے لئے ہر زمانہ میں نفل نماز سے نفل طواف افضل ہے۔ اور موسمِ حج کے علاوہ دیگر ایام میں مکّی اور غیر مکی سب کے لئے نفل نماز سے نفل طواف زیادہ افضل اور اولیٰ ہے۔ (البحر الرائق ۲/۳۲۴) [2]

درحقیقت بات یہ ہے کہ ہر زمانہ میں مسجدِ حرام میں مکّی اور غیر مکی سب کے لئے نفل نماز سے نفل طواف افضل ہے۔ مگر اہلِ مکہ کو پورے سال نفل طواف کیلئے موقع ملتا ہے۔ اور آنے والے مسافروں کو صرف موسمِ حج میں ملتا ہے۔ اب اگر موسمِ حج میں مکّہ والے آکر بھیڑ لگائیں گے تو بیچارے دور سے آنے والے مسافروں کو موقع نہیں ملیگا۔ اسلئے اہلِ مکّہ کے لئے موسمِ حج میں نفل طواف سے نفل نماز کو افضل قرار دیا گیا ہے۔

دورانِ طواف کعبۃ اللہ سے قریب ہونا

دورانِ طواف اگر موقع ملے تو کسی کو ایذاء پہنچانے سے بچتے ہوئے

---

[1] الذکر افضل من القراءۃ فی الطواف الخ البحر الرائق ص۳۲۵ وعن ابی حنیفۃ ما یدل علی کراھۃ القراءۃ فی الطواف و الاول ھو الاظھر و الاشھر وقال الشافعی یستحب قراءۃ القرآن فی الطواف لانہ موضع ذکر والقرآن اعظم الذکر الخ غنیۃ جدید ص۱۲۱ عن ابی حنیفۃ لا ینبغی للرجل ان یقرأ فی طوافہ ولا باس یذکر اللہ تعالیٰ الخ شامی کراچی ۲/۴۹۷)

[2] فالطواف التطوع افضل للغرباء من صلوٰۃ التطوع، ولاھل مکۃ الصلوٰۃ افضل منہ وینبغی تقییدہ بزمن الموسم والا فالطواف افضل من الصلوٰۃ مکیا کان او غریبا الخ (البحر الرائق ۲/۳۲۴)

کعبۃ اللہ سے جتنا قریب ہوکر طواف کیا جائیگا اتنا ہی افضل اور بہتر ہے۔

(البحر الرائق ۲/۳۳۵) [۱]

ہر طواف کے بعد دُو رکعت صلوٰۃِ طواف

ہر طواف کے بعد دُو رکعت شکرانہ نفل پڑھنا واجب ہے۔ اسکا ترک کر دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ طواف چاہے فرض ہو یا واجب یا نفل، سب میں اس نماز کا حکم یکساں ہے۔ [۲] (درمختار کراچی ۲/۴۷۰، ۲/۴۹۹، ایضاح الطحاوی ۳/۲۵۷)

مقامِ ابراہیم کے پاس صلوٰۃِ طواف

اگر موقع ملے تو صلوٰۃِ طواف کو مقامِ ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے پاس پڑھنا زیادہ افضل اور بہتر ہے۔ اور اگر اسکے پاس جگہ نہ ملے تو حطیم کے اندر میزابِ رحمت کے نیچے پڑھی جائے۔ اور اگر جگہ نہ ملے تو پوری مسجدِ حرام میں کہیں بھی پڑھ لیں۔ اور اگر مسجدِ حرام میں نہ پڑھ سکے تو حُدودِ حرم میں کہیں بھی پڑھ لے۔ [۳]

صلوٰۃِ طواف کیلئے مکان وزمان کی قید نہیں

صلوٰۃِ طواف کے لئے زمانہ اور جگہ کی تعیین واجب نہیں۔ بلکہ حُدودِ حرم اور حُدودِ حرم سے باہر پوری دُنیا اور آفاق میں کہیں بھی ادا کرنا جائز ہے۔ لیکن افضل اور مسنون یہی ہے کہ مسجدِ حرام کے اندر ہی ادا کی جائے۔ اور اگر کسی وجہ سے مسجدِ حرام میں ادا نہ کر سکے۔ تو حُدودِ حرم میں ادا کرنا آفاق کے مقابلہ میں افضل ہے۔ اور یہ بھی نہ ہوسکے تو دنیا کی

---

[۱] وینبغی ان یکون قریبًا من البیت فی طوافہ اذا لم یؤذ بہ احدًا الخ (البحر الرائق ۲/۳۳۵)
[۲] ومن الواجبات رکعتا الطواف الخ (غنیۃ جدید ص۱۱۶)
[۳] وافضل اماکن اداۂھا خلف المقام ثم ما حولہ مما قرب منہ ـ
(وقولہ) ثم الکعبۃ ثم الحجر ثم المیزاب الخ (غنیۃ جدید ص۱۱۲ قدیم ص۶۳)

کسی بھی جگہ ادا کرنا جائز ہے۔ مگر حدودِ حرم سے باہر ادا کرنا مکروہ اور خلافِ سنت ہے۔[1] کیونکہ اس میں غیر معمولی تاخیر ہو جاتی ہے۔ (شامی کراچی ۲/۴۹۹)

صلوٰۃِ طواف کے ترک سے دم لازم ہے یا نہیں؟

صلوٰۃِ طواف بھی طواف کے واجبات میں سے ایک اہم ترین امرِ واجب ہے۔ لہٰذا کسی نے صلوٰۃِ طواف ترک کر دیا ہے تو اس پر ترکِ واجب کا دم لازم ہوگا یا نہیں؟ تو اس بارے میں فقہاءِ کرام کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض فقہاء نے کہا کہ ترکِ واجب کا دم دینا لازم ہوگا۔ لہٰذا موت کے وقت اس دم کی وصیت کرنا اس پر لازم ہوگا۔ اور بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ چونکہ اس نماز کے صحیح ہونے کے لئے کسی جگہ یا زمانہ اور وقت کی تخصیص نہیں کبھی بھی کہیں بھی ادا کرسکتا ہے۔ اسلئے دم واجب نہ ہوگا۔ اور متأخرین نے عدمِ وجوبِ دم کو راجح قرار دیا ہے۔ اور قولِ اول میں احتیاط ہے۔[2]

مسلسل دو طواف کی نماز ایک ساتھ پڑھنا

طواف و نماز کے درمیان خاص تعلق اور جوڑ ہوتا ہے۔ اسلئے ہر طواف کی نماز دوسرے طواف سے قبل پڑھنا لازم ہے۔ لہٰذا ایک طواف سے فارغ ہو کر اس کی نماز ادا کئے بغیر دوسرا طواف کرنا حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت

---

[1] وتستحب مؤكدا اداءهما خلف المقام ثم في الكعبة ثم في الحجر تحت الميزاب ثم كل ما قرب من الحجر ثم باقي الحجر ثم ما قرب من البيت ثم المسجد ثم الحرم ثم لا فضيلة بعد الحرم بل الاساءة (وقوله) ولو صلاها خارج الحرم ولو بعد الرجوع الى وطنه جاز ويكره الخ (شامی کراچی ۲/۴۹۹ جدید زکریا دیوبند ۳/۵۱۲)

[2] صلوٰة ركعتين لكل اسبوع من اى طواف فان كان لو تركها هل عليه دم قيل نعم فيوصى به وتحته فى الشامية ولا تختص اى هذه الصلوٰة بزمان ولا بمكان اى باعتبار الجواز والصحة ولا يفوت اى الا بالموت ولو تركها لم تجبر بدم الخ (الدر المختار مع الشامی کراچی ۲/۴۷۰ زکریا ۳/۴۷۲)

امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔ اور اسی پر مسلکِ حنفی کا فتویٰ ہے۔

(مستفاد ایضاح الطحاوی ۳/۵۷۴، شامی کراچی ۲/۴۹۹) [1]

حطیمِ کعبہ میں نماز

حطیم کعبۃ اللہ کا حصّہ اور اس کا جزء ہے۔ لہٰذا اگر کوئی خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کی نذر مان لے تو حطیم میں نماز پڑھنے سے نذر پوری ہوجائے گی۔

(مستفاد از جزا السالک ۳/۵۰۰، ایضاح الطحاوی ۳/۵۷۴)

مطاف میں مصلّی کے سامنے سے گذرنا

مصلّی کے سامنے سے گذرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ جس کی صراحت کتبِ حدیث اور کتبِ فقہ میں اپنی جگہ موجود ہے۔ لیکن نمازی کے سامنے سے گذرنے کی ممانعت کے مسئلہ میں مسجدِ حرام داخل نہیں ہے۔ بلکہ مسجدِ حرام اور مطاف میں نمازی کے سامنے سے سجدہ کی جگہ چھوڑکر گذرنا بلا کراہت جائز ہے۔ لہٰذا نمازی کے سامنے سے طواف کرنیوالے یا کسی اور آدمی کا گذرنا ممنوع نہ ہوگا۔ (شامی کراچی ۲/۵۰۱ تا ۵۰۲، [2] مناسک ملا علی قاری ۱۸۱)

فجر اور عصر کے بعد صلوٰۃِ طواف

طلوعِ فجر اور نمازِ فجر کے بعد اور اسی طرح صلوٰۃِ عصر کے بعد طواف کرنا تمام علماء کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن طلوعِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب سے قبل اور صلوٰۃِ عصر کے بعد اصفرارِ شمس یا غروبِ شمس سے قبل صلوٰۃِ طواف حضرت امام ابوحنیفہؒ کے

---

[1] یکرہ عندھما الجمع بین اسبوعین او اکثر بلا صلوٰۃ بینھما الخ (شامی کراچی ۲/۴۹۹)

[2] رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی حذو الرکن الاسود والرجال والنساء یمرون بین یدیہ وما بینھم وبینہ سترۃ ونقل الشامی عن مشکلات الآثار للطحاوی ان المرور بین المصلی بحضرۃ الکعبۃ یجوز الخ (شامی کراچی ۲/۵۰۱، مناسک ملا علی قاری ۱۸۱)

نزدیک مکروہ ہے۔ اور ان کے نزدیک ان اوقات میں طواف کرنے کے بعد سُورج طلوع ہوجانے یا غروب ہونے تک صلوٰۃِ طواف کو موقوف کر دینے کا حکم ہے۔
(شامی کراچی ۲/۴۹۹) اور ان اوقات میں مسلسل کئی طواف کئے جائیں تو سب کی نمازیں طلوع یا غروب تک موقوف کر دی جائیں۔ اس کے بعد علی الترتیب پڑھ لی جائیں اور ان دونوں اوقات میں بلا صلوٰۃ، تسلسلِ طواف ان کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔

(ایضاح المناسک ص۱۶۹)

البتہ مسلکِ حنفی کے ترجمان حضرت امام طحاویؒ کے نزدیک ان اوقات میں طواف کے بعد صلوٰۃِ طواف بھی انہیں اوقات میں بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ اور مولانا عبدالحیؒ لکھنویؒ نے مؤطا امام محمد کے حاشیہ التعلیق الممجد ص۲۱۲ میں حضرت امام طحاویؒ کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔ اور خود اپنا عمل بھی اسی کے مطابق واضح فرمایا ہے۔ نیز حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک بھی بلا کراہت جائز ہے۔ [1]

اس مسئلہ پر علماءِ احناف کو غور کرنا چاہیئے، کہ اگر کوئی شخص عصر کی نماز کے بعد طوافِ عمرہ کر لیتا ہے اور اس کو سعی کرنا ہے، اور مسجد حرام میں گرمی کے زمانہ میں سورج غروب ہونے سے ڈھائی پونے تین گھنٹے قبل عصر کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ اور عمرہ کرنے والے نے پندرہ منٹ میں طواف کر لیا۔ اب وہ کیا کریں؟ اور صلوٰۃِ طواف اگر نہیں پڑھ سکتا تو اس کے عمرہ کا نظام خراب ہوجائے گا۔ اسی طرح جو لوگ عصر کے بعد کئی کئی طواف کرتے ہیں ان کا نظام بھی بگڑ جاتا ہے۔

اور ادھر حضرت امام طحاویؒ جو مسلکِ حنفی کے سب سے بڑے قابلِ اعتماد گویا مسلک کا پورا مدار ان پر ہے انہوں نے مختلف دلائل سے جواز ثابت فرمایا ہے۔ اور حضرت مولانا عبدالحیؒ لکھنویؒ

---

[1] تفصیل بحث ایضاح الطحاوی ۳/۴۵۸ تا ۴۶۵ میں موجود ہے۔

کی رائے بھی جواز پر ہے۔ نیز وتر کی نماز کے واجب ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ صرف حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے، اور ائمہ ثلاثہ اور حضرات صاحبین کے نزدیک واجب نہیں، صرف مسنون ہے[۱] اور صلوٰۃِ طواف سب کے نزدیک واجب ہے۔ اور وتر جسکو امت کے اکثر علماء اور جمہور امت واجب نہیں مانتے ہیں اس کی قضاء ان کے نزدیک طلوعِ فجر کے بعد جائز ہے۔ اور صلوٰۃِ طواف جس کو پوری امت واجب مانتی ہے اس کی ادا طلوعِ فجر کے بعد بطریقِ اولیٰ جائز اور درست ہونی چاہیئے۔

لہٰذا مقتدر علماءِ کرام سے اس پر غور کرنے کی گذارش ہے۔ یہ خاکسار خود بھی حضرت امام طحاوی علیہ الرحمۃ اور حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنویؒ کی رائے کے مطابق عصر کے بعد اور طلوعِ صبح صادق کے بعد طواف کی نماز پڑھ لیتا ہے۔

حجاز مقدس میں دو مثل سے قبل عصر کی نماز

حجاز مقدس میں عصر کی نماز ہر چیز کا سایہ اصلی دو مثل مکمل ہونے سے پہلے صرف ایک مثل پورا ہوتے ہی فوراً پڑھی جاتی ہے، اگر حنفی لوگ اپنے وقت کا انتظار کریں گے تو وہاں کبھی بھی مسجد میں نماز با جماعت نہیں پڑھ سکیں گے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول مشہور یہ ہے کہ دو مثل پورے ہونے سے قبل عصر کی نماز نہ پڑھی جائے۔ لیکن حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قولِ ثانی کے مطابق عصر کی نماز دو مثل سے پہلے پڑھنا جائز ہے۔ اور رأس الفقہاء حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ نے اہلِ حجاز کی طرح عصر کی نماز دو مثل سے پہلے ایک مثل مکمل ہونے کے بعد پڑھنے کو اہلِ ہند کے لئے بھی راجح قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۹۹)

---

[۱] الثلاث المرویۃ عن ابی حنیفۃ (الی قولہ) فرجع الکل الی الوجوب الذی مشی علیہ۔ (وقولہ) وھو آخر اقوال الامام وھو الصحیح (وقولہ) واما عندھما فسنۃ عملاً واعتقاداً ودلیلاً لکنھا آکد سائر السنن الموقتۃ الخ (شامی کراچی ۲/۲)

اور علامہ علاؤ الدین حصکفیؒ نے درمختار میں حضرت امام طحاویؒ اور غرر الاذکار اور برہان اور فیض کے حوالہ سے ایک مثل کے قول کو راجح اور معمول بہ اور مفتیٰ بہ نقل فرمایا ہے۔
نیز حضرت امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسن شیبانیؒ، امام زفرؒ، امام طحاویؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ سب کا مسلک عصر کی نماز ایک مثل کے بعد دو مثل سے قبل پڑھنے پر ہے۔

(درمختار کراچی ۱/۳۵۹) [۱]

لہٰذا حجاز مقدس میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قولِ ثانی اور حضرت گنگوہیؒ کے فتویٰ اور ان تمام ائمہ مجتہدین کے مسلک کے مطابق عصر کی نماز اہلِ حجاز کے ساتھ باجماعت پڑھ لینا چاہئے۔ اور حرمین شریفین کی جماعت کی فضیلت سے اپنے آپ کو ہرگز محروم نہیں کرنا چاہئے۔ نیز فجر کی نماز وہاں پر اندھیرے میں پڑھی جاتی ہے، اس میں بھی بلا تامل شرکت کرلینی چاہئے۔

(مستفاد معلم الحجاج ص۵۳، مستفاد ایضاح المسالک ص۱۶۲)

حجاز مقدس میں حنفی کا وتر میں امامِ حرم کی اقتدار کرنا

حضرات حنفیہ کے نزدیک وتر کی تینوں رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھنا لازم ہیں۔ دو رکعت پر سلام جائز نہیں ہے۔ مگر ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دو رکعت پر سلام پھیر دینا پھر ایک رکعت مستقل ایک سلام کے ساتھ پڑھنا مسنون ہے۔ روایات و دلائل دونوں جانب موجود ہیں۔ اور حنفیہ کا راجح اور مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ دو سلاموں کے ساتھ وتر پڑھنے والے کے پیچھے حنفی شخص کی نمازِ وتر صحیح نہیں ہوتی ہے۔ مگر مسلکِ حنفی کے طبقہ رابعہ کے مشہور ترین فقیہ حضرت امام ابوبکر رازی الجصاص (المتوفی ۳۷۰ھ) اور علامہ ابن وہبان نے فرمایا کہ حنفی شخص کی نمازِ وتر اسکے پیچھے صحیح ہوجائے گی۔ اسلئے کہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے۔

---

[۱] ووقت الظهر من زواله ای میل ذکاء عن کبد السماء الی بلوغ الظل مثلیه و عنه مثله وهو قولهما وزفر والائمة الثلاثة قال الطحاوی وبه ناخذ وفی غرر الاذکار وهو المأخوذ - وفی البرهان وهو الاظهر وفی الفیض وعلیه عمل الناس الیوم وبه یفتی الخ (درمختار کراچی ۱/۳۵۹ وهکذا فی الهدایة ۱/۸۲)

اور مسجدِ حرام اور مسجد نبوی میں وِتر کی نماز رمضان المبارک میں ہمیشہ دو سلاموں کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہاں پر تراویح کے بعد جب وتر کی نماز باجماعت ہوتی ہے تو حنفیوں کے لئے بڑی دشواری پیش آتی ہے کہ مسجد حرام میں کسی طرح طواف میں لگ جانے کی شکل نکل سکتی ہے۔ مگر مسجد نبوی میں کوئی شکل نہیں۔ یا حنفی کو جماعت میں شرکت کرنا ہوگا۔ یا بیٹھا رہے، یا الگ نماز پڑھے۔ جسکی وجہ سے عملاً ایک بڑی جماعت کی مخالفت نظر آتی ہے۔ اس اضطرابی کیفیت میں خود حنفی شخص کو یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ ہماری وجہ سے اتنی بڑی جماعت کی ہیئت بدل رہی ہے اور افتراق پیدا ہو رہا ہے، اسلئے حجازِ مقدس میں ان کے پیچھے حنفی کی وترکی نماز صحیح ہوجانی چاہئے۔ اور صحتِ اقتداء کی تین دلیلیں ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

دلیل ۱ ضرورت کے وقت قولِ غیر مشہور پر عمل کی گنجائش ہوجاتی ہے۔ اور وہاں کی ضرورت سب کے سامنے واضح ہے۔ لہٰذا حضرت امام ابوبکر رازیؒ اور علامہ ابن وہبان کی رائے کو اختیار کرکے حنفی شخص کے لئے حجاز مقدس میں وتر میں وہاں کے امام کے پیچھے اقتداء کرنا صحیح ہوجائیگا۔ اس کو حضرات فقہاء نے اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

فمذهبُ الحنفية انّهُ لا وِتْرَ عِنْدَهُمْ الّا بثلاثِ ركعاتٍ بتشهّدين وتسليمٍ نعم لو اقتدیٰ حنفی بشافِعی فی الوِتر وسلّم ذلك الشافعی الإمام على الشفع الاوّل على وفق مذهبه ثمّ اتمّ الوِتْرَ صَحَّ وتر الحنفِي

پس حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ انکے یہاں ایک سلام دو تشہد کے ساتھ ہی تین رکعت وتر مشروع ہوتی ہے ہاں اگر حنفی نے وتر میں شافعی امام کی اقتدا کرلی ہے، اور امام نے اپنے مسلک کے مطابق دو رکعت پر بیٹھ کر پھر ایک رکعت کے ساتھ تکمیل کرلی ہے تو امام ابوبکر رازی اور ابن وہبان کے نزدیک حنفی کی وتر صحیح ہوجائیگی۔

عند ابی بکر رازی وابن وھبان[۱]

وفی البحر لایجوز اقتداء الحنفی بمن یسلم من الرکعتین	اور بحر میں ہے کہ وتر میں دو رکعت پر سلام پھیرنے والے کے پیچھے حنفی شخص کی اقتدا جائز نہیں۔
فی الوتر وجوّزہ ابو بکر الرازی ویصلی معہ بقیۃ الوتر لان امامہ لم یخرج بسلامہ عندہ وھو مجتھد فیہ[۲]	اور امام ابوبکر رازی نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ اور حنفی اسکے ساتھ وتر کی بقیہ رکعت بھی پڑھ لے اسلئے کہ اسکا امام اسکے نزدیک اپنے سلام کیوجہ سے نماز سے خارج نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے۔

دلیل ۲ حکمِ حاکم رافع خلاف ہوا کرتا ہے کہ وہاں پر حاکم وقت کی طرف سے دو سلام کے ساتھ وِتر پڑھنے کا حکم ہے۔ اور جس طرح وہاں کے رہنے والے حنفی پر حکمِ حاکم کی پابندی لازم ہے۔ اسی طرح مختلف ممالک اور آفاق سے جو لوگ پہنچتے ہیں وہ بھی وہاں کے قوانین واحکام کی پابندی کا وعدہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی وہاں کے اصول کے خلاف کرتے ہوئے نظر آجائے تو اس کو فوراً گرفتار کرلیا جاتا ہے۔ اور جب حاکم نے دو سلام کے ساتھ وتر پڑھنے کا حکم دیدیا تو مذاہب کا اختلاف بھی ختم ہوجائیگا، اور حاکم کے حکم پر عمل بھی لازم ہوجائیگا۔ لہٰذا وہاں کے قیام کے زمانہ میں حنفی کے لئے حاکم کے حکم کے مطابق اسی طرح دو سلام کے ساتھ وتر پڑھنا بھی جائز ہوجائیگا جس طرح وہاں کے لوگ پڑھتے ہیں۔ اور حاکم کا یہ حکم خلافِ شرع بھی نہیں ہے۔ کیونکہ چاروں اماموں میں سے تین کا قول اسی کے مطابق ہے۔ اس کو حضرات علماء نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

انّ حکمَ الحاکم رافعٌ لِلخلافِ فی الامور المجتھد فیھا[۳]	پھر حاکم کا حکم مسائل مجتہد فیہ کے اختلاف کو ختم کردیتا ہے۔

---

[۱] معارف السنن ۱۷۰/۴ [۲] البحر الرائق ۲۹/۲ [۳] تکملہ فتح الملہم ۶۳۲/۱

فکما ان النزاع یرتفع بالتعامل السابق فانہ یرتفع ایضًا بتقنین من قبل الحکومۃ[1]

لہٰذا جس طرح تعامل ناس کیوجہ سے اختلاف مرتفع ہوجاتا ہے اسی طرح منجانب حکومت قانون سازی کی وجہ سے بھی اختلاف ختم ہوجاتا ہے۔

دلیل ۳ حضرت علامہ انورشاہ کشمیری علیہ الرحمۃ نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی علیہ الرحمہ کی رائے بھی یہی نقل فرمائی کہ وتر کی نماز میں حنفی کے لئے ائمہ ثلاثہ کے مسلک کے مطابق وتر پڑھنے والے کے پیچھے اقتداء کرکے انہیں کی طرح نماز پڑھ لی جائے تو صحیح اور درست ہے۔ جیسا کہ ابوبکر جصاص کی بھی رائے اور مذہب ہے۔

ولا عبرۃ بحال المقتدی والیہ ذہب الجصاص وھو الذی اختارہ لتوارث السلف واقتداء احدھم بالاٰخر بلا نکیر مع کونھم مختلفین فی الفروع وکان شیخنا شیخ الہند محمود الحسن ایضًا یذہب الی مذہب الجصاص[2]

اور مقتدی کی حالت کا اعتبار نہیں۔ یہی امام ابوبکر جصاص کا مسلک ہے۔ اور وہی وہ شیخ ہیں جنہوں نے اسکو پسند فرمایا، سلف صالحین کے توارث کیوجہ سے۔ اور ان میں سے ایک کی اقتداء دوسرے کیساتھ بلا نکیر کرنے کی وجہ سے، باوجود اس بات کے کہ وہ لوگ فروعی مسائل میں اپنے اپنے اختلاف کے ساتھ مستقل رائے رکھتے ہیں۔ اور ہمارے شیخ حضرت شیخ الہند محمود حسن دیوبندی کی رائے اور مذہب بھی امام جصاص کے مسلک کے مطابق ہے۔

(نوٹ) ۱۹۸۱ء کو ماہ اکتوبر میں بمبئی حج ہاؤس میں ایک بڑا سیمینار ہوا۔ اسمیں بلا کسی اختلاف کے تمام علماء و مفتیان کرام نے جواز پر اتفاق کرلیا ہے۔ اور مدینہ منورہ میں حضرت مولانا عاشق الٰہی مرحوم اور مولانا مفتی رفیع عثمانی کراچی نے بھی احقر کے سامنے جواز پر اتفاق فرمایا ہے۔

---

[1] تکملہ فتح الملہم ۱/۶۲۶ [2] فیض الباری ۳/۳۵۴

حرمین شریفین کی نمازوں میں عورتوں کا مردوں کے برابر کھڑا ہونا

مسجد حرام اور مسجد نبوی میں عورتیں بھی جماعت میں شرکت کرتی ہیں۔ اور حرم مکی میں ہر چہار جانب دروازوں سے داخل ہوتے ہی عورتوں کی نماز کی جگہیں متعین ہیں جن میں کوئی مرد شامل نہیں ہو سکتا۔ اور پیتل کی سنہری الماریاں اس طریقہ سے کھڑی کردی گئی ہیں جن سے مثل دیوار کے آڑ بنی ہوتی ہے۔ اور مسجد نبوی کے طویل عریض مسقف حصہ کے دائیں اور بائیں دونوں جانب بڑے بڑے حصے عورتوں کے لئے متعین ہیں جن میں مردوں کا قریب جانا بھی جرم ہے۔ اسلئے مسجد نبوی میں مسئلہ بہت آسان ہے۔ مگر حرم مکی میں عورتوں کے لئے ہر چہار جانب انتظام کے باوجود نمازوں میں مردوں کے بیچ میں عورتوں کے اختلاط کا عجیب غریب منظر پیش آتا ہے۔ کہ عورتیں مردوں کی صفوں میں بلا تکلف شامل ہو کر نماز کے لئے کھڑی ہوجاتی ہیں اور ایک عورت کی وجہ سے تین مردوں کی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

۱۔ عورت کی داہنی جانب ۲۔ عورت کی بائیں جانب ۳۔ عورت کے پیچھے
کل تین مردوں کی نماز ایک عورت کی وجہ سے فاسد ہوجاتی ہے۔ [۱]

اور اگر دو عورتیں ساتھ میں کھڑی ہوجائیں تو چار مردوں کی نماز فاسد ہوجائے گی۔
دو دائیں بائیں اور دو پیچھے کل چار کی فاسد ہوجائے گی۔ [۲]

---

[۱] وان حاذته مشتهاة فی رکن من صلوٰة (الی قوله) ثم المرأة الواحدة تفسد صلوٰة ثلاثة- واحد عن یمینها واخر عن یسارها واخر خلفها وتحته فی حاشیة الحلبی وعلیه الفتوی وکثیرًا ما تفسد الصلوٰة بهذا السبب فی المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ اه (تبیین الحقائق مع حاشیة چلپی ۱/۱۳۹، هکذا هندیة ۱/۸۹ شامی کراچی ۱/۵۷۲)

[۲] المرأتان صلوٰة اربعة واحد یمینها واخر عن یسارهما واثنان خلفهما بحذائهما اه (هندیة ۱/۸۹ مستفاد شامی کراچی ۱/۵۷۲)

محرم وغیر محرم اور بیوی ہر قسم کی عورت کا حکم یکساں

مسئلہ محاذاۃ میں یعنی عورتوں کا مردوں کے برابر کھڑے ہونے کے مسئلہ میں ہر قسم کی عورتوں کا حکم یکساں ہے کہ جس طرح اجنبی عورت کی وجہ سے مرد کی نماز فاسد ہوجاتی ہے، اسی طرح ماں بہن بہو بیٹی اور بیوی وغیرہ کی وجہ سے بھی مرد کی نماز فاسد ہوجاتی ہے. خاص طور پر حرم مکی میں دیکھنے میں آتا ہے کہ آدمی اپنی بیوی یا ماں یا بہن وغیرہ کو اپنے محاذ اور برابر میں کھڑی کرکے جماعت میں شریک ہوجاتا ہے، اور ساتھ ہی میں عورت بھی جماعت میں شریک ہوجاتی ہے، تو ایسی صورت میں مرد کی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ اس طرح سے مسجد حرام میں ہزاروں مرد اپنے آپ اپنی نمازیں فاسد کردیتے ہیں۔ اسلئے ہر مرد کو اس مسئلہ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ [1]

مرد نے عورت کو پیچھے جانے کیلئے اشارہ کیا، عورت نہیں گئی تو عورت کی نماز فاسد

اگر نماز شروع ہوجانے کے بعد عورت، مرد کے برابر آکر کھڑی ہوجائے، اور مرد نے عورت کو پیچھے جانے کے لئے اشارہ کیا، پھر بھی عورت پیچھے کو نہیں گئی تو ایسی صورت میں مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ بلکہ عورت کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ [2]

---

[1] والمرأۃ تتناول الاجنبیۃ والمحرمۃ والحلیلۃ والصغیرۃ المشتہاۃ والکبیرۃ التی ینفر عنہا الرجال (ہندیۃ ۱/۸۹)

[2] فلو حاذت المقتدی بعد الشروع واشار الیہا بالتأخر ولم تتأخر فسدت صلوتہا دونہ (وقولہ) فالاشارۃ بالتأخر انما تنفع اذا حضرت بعد الشروع الخ (شامی کراچی ۱/۵۷۲ وھکذا فی البحر جدید ۱/۶۲۰)

حرمین شریفین کے ائمہ عورتوں کی نماز کی بھی نیت کرتے ہیں

یہ مسئلہ بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ عورتوں کے لئے جماعت میں شریک ہوکر امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا جبھی صحیح ہوتا ہے کہ جب امام نے عورتوں کی امامت کی نیت کی ہو۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حرمین شریفین کے ائمہ کرام عورتوں کی امامت کی نیت کرتے ہیں یا نہیں ؟

تو یہ بات واضح ہوجانی چاہئے کہ وہاں کے ہر امام منجانب حکومت عورتوں کی نمازوں کے بھی ذمہ دار ہوتے ہیں کیونکہ حکومت نے مسجد نبوی کے دائیں اور بائیں مسقف حصہ میں اتنے اتنے بڑے حصے عورتوں کے لئے خاص کر دیئے ہیں جن پر حکومت سعودیہ نے کروڑہا ریال خرچ کر رکھے ہیں۔ جن میں بیک وقت پچاس ہزار سے زائد افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور منجانب حکومت ان حصوں کے انتظام کے لئے سینکڑوں افراد با تنخواہ نگرانی پر مامور ہیں۔ جن پر لاکھوں ریال ماہانہ خرچ ہوتے ہیں۔

اسی طرح مسجد حرام میں ہر چہار جانب عورتوں کی نماز کے لئے اتنی بڑی بڑی جگہیں قد آدم اونچی سنہری الماریوں سے گھیر کر مخصوص کر دی ہیں۔ جن میں لاکھوں افراد ایک وقت میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اور جن جگہوں کو عورتوں کے لئے خاص کیا گیا ہے ان میں مردوں کا جانا جرم ہے۔

اور حرمین شریفین کے اعلیٰ سطح کے ذمہ دار بھی ائمہ حضرات ہی ہیں، تو پھر یہ بات ممکن نہیں کہ وہاں کے ائمہ حضرات عورتوں کی امامت کی نیت نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ حکومت کے نظام کے تحت تمام ائمہ کرام عورتوں کی نمازوں کے ذمہ دار ہیں۔ اگر بالفرض نیت نہیں کرتے ہیں تو رمضان المبارک اور موسم حج میں لاکھوں عورتوں کی نمازوں کا ذمہ دار کون ہوگا، جبکہ خود انہیں کی طرف سے عورتوں کی نماز کا انتظام ہے، اسلئے انکی طرف سے

نیت نہ کرنے کا شبہ بھی نہ ہونا چاہیئے۔

نیز حضرات فقہاء کا راجح اور مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ بڑے مجمع میں عورتوں کی امامت کی نیت کئے بغیر ان کی اقتدار صحیح اور درست ہوجاتی ہے، جیسا کہ جمعہ اور عیدین کی کی نمازوں میں راجح قول کے مطابق عورتوں کی امامت کی نیت کئے بغیر ان کی اقتدار صحیح ہوجاتی ہے۔ اور حرمین شریفین کی ہر نماز کا مجمع ہر جگہ کے جمعہ اور عیدین کے مجمع سے بڑا ہوتا ہے۔ [1] لہٰذا وہاں کے اماموں کے پیچھے عورتوں کی اقتدار اور شرکت بھی صحیح ہے۔ اور مَردوں کے برابر میں کھڑی ہونے سے مَردوں کی نماز بھی فاسد ہوجائیگی۔

نماز فاسد نہ ہونیکے لئے عورت و مَرد کے درمیان کتنا فاصلہ لازم؟

اگر عورت و مَرد کے درمیان کوئی ستون حائل ہے یا واٹر کولر حائل ہے۔ یا ایسا بڑا سامان حائل ہے، یا اتنی جگہ خالی پڑی ہو جس میں ایک آدمی آرام سے کھڑا ہو سکتا ہو تو ایسی صورت میں محاذات اور برابری باقی نہیں رہیگی، دونوں کی نماز صحیح ہوجائے گی۔ اسی طرح عورت کے برابر میں جو مَرد کھڑا ہوگا وہ مَرد دوسرے مَردوں اور اس عورت کے درمیان ستون اور دیوار کا کام کریگا کہ صرف اسی کی نماز فاسد ہوگی اور دوسرے مَردوں کی نماز صحیح اور درست ہوجائے گی۔

نیز اگر عورت اگلی صف میں ہو اور مَرد پچھلی صف میں ہو، مگر مَرد بعینہٖ عورت کے پیچھے نہیں بلکہ دائیں یا بائیں اتنا ہٹا ہوا ہو جس میں ایک آدمی کھڑا ہو سکتا ہے تو

---

[1] ولا یصح الاقتداء بامام الا بنیۃ وتصح الامامۃ بدون نیتہا الا اذا صلی خلفہ نساء فان اقتداءهن بہ بلا نیۃ الامام للامامۃ غیر صحیح۔
واستثنی بعضہم الجمعۃ والعیدین وهو الصحیح وعزاہ فی الحموی ویصح اقتداء المرأۃ بالرجل فی صلوۃ الجمعۃ وان لم ینو امامتہا وکذلک العیدین وهو الاصح الخ
(الاشباہ والنظائر ۳۵)

محاذات اور برابری ثابت نہ ہونے کی وجہ سے مَرد کی نماز صحیح ہوجائے گی۔[1]

کن کن اعضاء کی برابری کا اعتبار

محاذات اور برابری معتبر ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں جن اعضاء کی برابری ہوا کرتی ہے ان کی برابر کا اعتبار ہے۔

مثلاً کھڑے ہونے کی حالت میں قدم اور پنڈلی اور کمر وغیرہ اعضاء ایکدوسرے کے برابر ہوا کرتے ہیں۔ لہٰذا انہیں اعضاء کا برابر ہونا فسادِ صلوٰۃ کے لئے لازم ہوگا۔ اگر گھر کی عورت بیوی یا ماں بہن مَرد کے پیچھے کھڑی ہوکر اقتدار کرے اور عورت ہونے کی وجہ سے رکوع وسجدہ میں اس کا سَر اور گردن اور مونڈھے مَرد کی کمر وغیرہ کے برابر ہوجائیں تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

اسی طرح عورت مَرد کی صف میں اس طرح کھڑی ہوکہ عورت کے پیر و پنڈلی وغیرہ مَرد کے پورے بدن سے پیچھے رہ جائے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔[2]

ایک شبہ کا ازالہ

مسئلہ محاذات میں جن دس شرائط کا ذکر ہے ان میں عورت کی امامت کی نیت کی شرط کا تعلق مسئلہ محاذات سے نہیں ہے بلکہ عورتوں کی اقتدار کی صحت سے ہے۔ اور محاذات کے شرائط میں یہ قید عموی ہے لازی نہیں۔ اور عورتوں کی اقتدار امام کی طرف سے انکی نیت کے بغیر صحیح نہیں ہاں البتہ صرف امام زفرؒ کا اسمیں اختلاف ہے۔ حاشیہ میں ملاحظہ ہو۔[3]

---

[1] الفرجة تقوم مقام الحائل وادناه قدر ما يقوم فيه الرجل الخ هنديه ۱/۸۹) ولو كان بينهما فرجة- تسع الرجل او اسطوانة- قيل لا تفسد وكذا اذا قامت امامة وبينهما هذه الفرجة" الخ شامى كراچى ۱/۵۷۳)

[2] والمعتبر فى المحاذاة الساق والكعب على الصحيح الخ هنديه ۱/۸۹ المرأة اذا صلت مع زوجها فى البيت ان كان قدمها بحذاء قدم الزوج لا تجوز صلوتهما بالجماعة وان كان قدماها خلف قدم الزوج الا انها طويلة تقع راس المرأة فى السجود قبل راس الزوج جازت صلوتهما لان العبرة للقدم الخ (شامى كراچى ۱/۵۷۲)

[3] قيد بنية الامامة لانه لو لم ينو الامام امامتها لا تفسد صلوٰته من حاذته مطلقاً ولا حاجة الى هذا القيد لانه علم من قوله: مشتركة- لانه لا اشتراك الا بنية الامام امامتها فاذا لم ينو امامتها لم يصح اقتدائها- البحر كراچى ۱/۶۲۴) وان لم ينو امامتها لم تضره ولا تجوز صلوتها لان الاشتراك دونها لا يثبت عندنا خلافاً لزفر الخ هدايه ۱/۱۰۳، الاشباه ۳۴/ مجمع الانهر بيروتى ۱/۱۷۲، شامى كراچى ۱/۵۷۰، الجوهرة النيرة ۱/۷، طحطاوى على الدر ۱/۲۴۸)

(۱۸) مسائلِ آبِ زمزم

صلوٰۃِ طواف کے بعد آبِ زمزم پینا

صلوٰۃ طواف سے فارغ ہوکر کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دے، اور مُلتزم پر آکر چمٹ کر دعاء کرے۔ اور دیوارِ کعبہ پر اپنا رُخسار لگاکر مُرادیں مانگے۔ اس کے بعد زمزم پر پہنچکر خوب سیراب ہوکر پی لے۔ اور اپنے بدن پر بھی ڈال لے۔ (مستفاد عنایہ مع فتح القدیر ۲/۵۰۵، هکذا ہندیہ ۱/۲۲۶) [۱]

آبِ زمزم سے کفن دھونا

اکثر حجاجِ کرام تبرک کی نیت سے کفن کے کپڑے آبِ زمزم سے دھوتے ہیں۔ تو اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں، بلکہ باعثِ خیر و برکت ہے۔ [۲]

(مستفاد فتاویٰ رحیمیہ ۱/۳۲۲، فتاویٰ محمودیہ ۷/۲۳۲، روح البیان)

آبِ زمزم سے وضوء و غسل

آبِ زمزم سے وضوء و غسل کرنا بلاکراہت جائز اور درست ہے۔ اور یہ خلافِ ادب بھی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی عمل ثابت ہے۔ اور صحابہ اور ائمہ مجتہدین سے بھی یہی ثابت ہے۔ [۳] (مستفاد اوجز المسالک ۳/۱۲۵، غنیہ ص ۷۵، معلم الحجاج ص ۳۰۲، فتاویٰ رحیمیہ ۵/۲۴۳)

---

[۱] ویستحب ان یاتی زمزم بعد الرکعتین قبل الخروج الی الصفا فیشرب منہا۔
ویقول اللہم انی اسئلک رزقا واسعا وعلما نافعا وشفاء من کل داء ۔ الخ (ھندیۃ ۱/۲۲۶)

[۲] لتجا بذلک العاصی ببرکات تلک الذخیرۃ من العذاب ومن ھذا القبیل ماء زمزم والکفن المبلول بہ وبطانۃ استار الکعبۃ والتکفن بہا الخ (روح البیان ۲/۵۵۹)

[۳] ویجوز الاغتسال والتوضوء بماء زمزم علی وجہ التبرک الخ غنیہ قدیم ۷/۵، جدید ۱۳۰)

آبِ زمزم سے استنجاء

آبِ زمزم سے استنجاء کرنا خلافِ ادب اور مکروہ ہے۔ البتہ شدید ضرورت میں استنجاء کی گنجائش ہے۔ اسی طرح غسلِ جنابت اور غسلِ حیض ونفاس بھی خلافِ ادب اور مکروہ ہے، اسلئے کہ اس میں نجاستِ حقیقیہ کا دھونا بھی لازم آتا ہے۔ نیز ناپاک جگہ گرا دینا بھی خلافِ ادب اور مکروہ ہے۔[1]

(مستفاد فتاوی رحیمیہ ۵/۲۲۳)

آبِ زمزم کھڑے ہوکر پینا

آبِ زمزم پینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی طرف کھڑے ہوکر پیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کھڑے ہوکر نوش فرمایا تھا۔ (نسائی شریف کتاب الحج ۲/۲۹) اور پیتے وقت اپنی مرادوں پر دھیان کیا جائے۔[2]

آبِ زمزم اپنے وطن لیجانا

اللہ تعالیٰ نے بئرِ زمزم میں ایسی برکت ودیعت رکھی ہے جسکی انتہاء نہیں ہے۔ اس پانی میں اللہ تعالیٰ نے غذائیت رکھی ہے۔ اور اس پانی کو اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے شفاء بنایا ہے۔ اسلئے اس سے برکت حاصل کرنے کے لیئے وطن لیجانا اور اعزّاء واحباب کو اس سے انتفاع کا موقع دینا مسنون ومستحب ہے۔ لہٰذا جتنا ممکن ہو آبِ زمزم وطن لیتا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آبِ زمزم ساتھ لے گئے تھے، اور حضرت حسنؓ وحسینؓ کی آبِ زمزم سے تحنیک فرمائی ہے۔ اور بیماروں کو پلایا ہے۔ (مستفاد شامی کراچی ۲/۶۲۵ ترمذی ۱/۱۹۰ لامع الدراری ۲/۳۰۶)[3]

---

[1] ولا یستعمل الا علی شیء طاهر فلا ینبغی ان یغتسل به جنب ومحدث ولا فی مکان نجس (وقوله) ویکره الاستنجاء بماء زمزم لا الاغتسال الخ (غنیة قدیم ص۲۷ جدید /۱۴۰)

[2] عن ابن عباس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم شرب من ماء زمزم وهو قائم. الحدیث (نسائی شریف ۲/۳۲ ترمذی ۲/۱۰)

[3] عن عائشة انها كانت تحمله وتخبر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم كان يحمله الخ شعب الایمان ۳/۴۸۲ حدیث ۴۱۲۹، شامی کراچی ۲/۶۲۵) وفی الشامیة انه کان یحمله وکان یصب علی المرضی ویسقیهم وانه حنك به الحسن والحسین الخ (شامی کراچی ۲/۶۲۵)

آبِ زمزم میں پانی مِلانا

بہت سے حجّاج کرام گھر واپس آنے کے بعد عزیزوں اور دوستوں اور خاندان کے لوگوں کو آبِ زمزم بطور تبرک پیش کرتے ہیں۔ اور آبِ زمزم میں پانی مِلاکر پلاتے ہیں۔ ان کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر آبِ زمزم میں پانی غالب ہوجائے تو وہ آبِ زمزم ہی نہ رہے گا اور اس کو آبِ زمزم کہکر پلانا درست نہ ہوگا۔ بلکہ ایک جھوٹی بات ہوگی۔

ہاں البتہ اگر آبِ زمزم غالب ہوگا تو اس کو آبِ زمزم کہا جاسکتا ہے جیساکہ دُودھ میں اگر پانی مِلادیا جائے، اور اگر پانی غالب ہوگا تو وہ شرعًا دُودھ کے دائرہ سے خارج ہوجاتا ہے حتّٰی کہ اگر دُودھ پیتے بچّے کو کسی عورت کے دُودھ میں دُودھ سے زیادہ پانی مِلاکر پلایا جائیگا تو اس سے شرعی طور پر رضاعت کا حکم ثابت نہ ہوگا۔ اسلئے کہ بچّہ نے ایسی صورت میں پانی پیا ہے عورت کا دُودھ نہیں پیا۔ اسی طرح آبِ زمزم میں پانی غالب ہوگا تو آبِ زمزم نہ ہوگا بلکہ دوسرا پانی ہوجائیگا اسکو آبِ زمزم کہکر پلانا ثابت نہ ہوگا۔ اسلئے ایک ایک قطرہ خالص آبِ زمزم پلایا جائے۔ اور پانی مِلاکر نہ پلایا جائے ورنہ محض دھوکہ ہوگا[1]

---

[1] اذا اختلط اللبن بالماء واللبن ھو الغالب تعلق بالتحریم وان غلب الماء لم یتعلق بہ التحریم (الی قولہ) المغلوب غیر موجود حکمًا حتیٰ لا یظھر بمقابلۃ الغالب الخ ھدایہ رشیدیہ ۱/۳۴۲)

(۱۹) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مسائل سعی بین الصفا والمروۃ

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا۔ الاٰية
(سورہ بقرہ آیت ۱۵۸)

بیشک صفا اور مَروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہٰذا جو حج یا عمرہ کریگا تو اسپر کوئی حرج نہیں کہ ان دونوں کے درمیان سعی کرے۔

صفا اور مَروہ دو چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں، جو مسجد حرام سے متصل ہیں۔ جہاں بیرِ زمزم ہے۔ دہاں پر حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو رکھ کر حضرت ہاجرۃؓ پانی کی تلاش میں ان دونوں پہاڑیوں پر چڑھتی تھیں، اور پانی کی تلاش میں دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگائے تھے۔ اور ساتویں چکر کے بعد جب مَروہ پر پہونچیں تو دیکھتی ہیں کہ جہاں نومولود بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو لٹا رکھا تھا وہاں سے کچھ آہٹ اور آواز سُنائی دی، جاکر دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے زمزم کا چشمہ جاری فرمادیا۔ اللہ کو حضرت ہاجرۃؓ کا دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑنا ایسا پسند آیا کہ حاجیوں پر ان کی نقل اُتارنے اور ان کے نقشہ پر دوڑنے کو سعی بین الصّفا والمروہ کے نام سے واجب فرمادیا۔[۱] اور حضرت ہاجرۃؓ اپنے اندر بہت زیادہ للّٰہیت رکھتی تھیں، اور سخت پریشانی کے عالم میں دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑ دوڑ کر پانی تلاش کررہی تھیں، اللہ تعالیٰ کو

---

[۱] وجعلت ام اسمٰعیل ترضع اسمٰعیل وتشرب من ذلك الماء حتی اذا نفد ما فی السقاء عطشت وعطش ابنها وجعلت تنظر الیه ... فانطلقت کراهیة ان تنظر الیه فوجدت الصفا اقرب جبل فی الارض یلیها فقامت علیه ثم استقبلت الوادی تنظر هل تری احدًا فلم تر احدًا فهبطت من الصفا حتی اذا بلغت الوادی رفعت درعها ثم سعت سعی الانسان المجهود حتی جاوزت الوادی ثم اتت المروة فقامت علیها فنظرت هل تری احدًا فلم تر احدًا ففعلت ذلك سبع مرات قال ابن عباس قال النبی صلی الله علیه وسلم فذلك سعی الناس بینهما۔ الحدیث
(بخاری شریف ۱/۴۷۵ حدیث ۳۲۵۲، ف ۳۳۶۴)

انکا دوڑنا اس قدر پسند آیا کہ قیامت تک کے لئے تمام امت پر اس عمل کو واجب اور لازم فرما دیا ہے۔ یہ عمل حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے، فرض نہیں۔[1]

(مستفاد معلم الحجاج ص۱۳۱)

سعی کا طریقہ

سعی کا طریقہ یہ ہے کہ طواف سے فارغ ہوکر صلوٰۃ طواف اور دعاء کے بعد آبِ زمزم پی لیا جائے۔ اس کے بعد حجرِ اسود کا استلام کرکے مسجدِ حرام سے نکلے۔ اور مسجدِ حرام سے نکلتے وقت یہ دعاء پڑھی جائے۔ (غنیہ جدید ۱۳۵)

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔[2]

اللہ کا نام لیکر نکلتا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔ اے اللہ میرے گناہ بخشدیجئے اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دیجئے۔

اس کے بعد صفا پہاڑی کے دامن پر کھڑے ہوکر قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر ہاتھ اٹھاکر اللہ سے دعائیں مانگے۔ اور تکبیر وتہلیل پڑھکر سعی شروع کردے۔ اور جب ہرے کھمبے کے پاس پہونچ جائے تو دوڑنے کے قریب تیز چلے۔ (غنیہ جدید ص۱۲۹) جب مروہ پر پہونچیگا تو ایک چکر مکمل ہوجائیگا۔ پھر اسی طرح مروہ سے صفا پر آئیگا، تو دوسرا چکر پورا ہوگا۔ اس طرح سات چکر مروہ پر جاکر پورے ہوجائیں گے[3] اور آخر میں قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر اللہ تعالیٰ سے مرادیں مانگے۔ اور تکبیر اور تہلیل اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود اور اپنے لئے خصوصی دعاء کرتا رہے۔[3]

میلین اخضرین کے درمیان ہر چکر میں دوڑنا

صفا ومروہ۔ درمیان دو ہرے ستون ہیں ان کو

---

[1] البتہ حضرات ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فرض اور رکن ہے۔ وهو ركن عند الثلاثة وواجب عندنا (غنیہ قدیم ص۶۸ جدید ص۱۲۸)

[2] غنیہ جدید ۱۲۸ ۔

[3] ويكثر التكبير والتهليل والحمد والصلوٰة والدعاء الخ (غنیہ قدیم ص۶۹ جدید ص۱۲۹)

میلین اخضرین کہا جاتا ہے جب سعی کرتے ہوئے ہرے ستون کے پاس پہونچ جائے تو چھ ہاتھ پہلے سے خوب تیز چلے، اور تیز رفتاری کا سلسلہ دوسرے ستون کے بعد چھ ہاتھ تک جاری رکھے۔ (غنیہ قدیم ص۶۹) باقاعدہ دوڑنا نہیں چاہئے۔ بلکہ دوڑنے کے قریب تیز چلنا مسنون ہے۔ اور سعی کے ہر چکر میں ان ستونوں کے پاس سے تیز چلنا مسنون ہے۔[1] (مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۶)

دورانِ سعی تلبیہ پڑھنا

سعی کے درمیان عمرہ کرنے والے اور عمرۂ تمتع کرنے والے کے لئے تلبیہ پڑھنا ممنوع ہے۔ اسلئے کہ ان لوگوں کا تلبیہ طواف شروع کرتے وقت ختم ہوجاتا ہے۔ البتہ مفرد بالحج یعنی میقات سے صرف حج کا احرام باندھکر جانے والے اور قارن یعنی میقات سے حج وعمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھنے والے کے لئے طوافِ قدوم مسنون ہے۔ تو یہ لوگ اگر طوافِ قدوم کے بعد طوافِ زیارت سے قبل سعی کریں گے تو ان کے لئے دورانِ سعی تلبیہ پڑھنا جائز اور مسنون ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۱) نیز متمتع جب حج کا احرام باندھکر منیٰ جانے سے پہلے سعی سے فارغ ہونا چاہے تو احرام کے بعد ایک نفلی طواف بھی کرنا لازم ہوگا۔ تو ایسی شکل میں طواف وسعی کے دوران تلبیہ پڑھنا اس کے لئے بھی جائز اور مسنون ہے۔[2] اسلئے کہ ان لوگوں کا تلبیہ جمرۂ عقبہ کی رمی تک باقی رہتا ہے۔ (غنیہ ص۱۱)

سواری پر سعی

بلا عذر اگر سواری پر سعی کریگا تو گنہگار ہوگا اور جرمانہ میں ایک دم دینا بھی لازم ہوگا۔ (بدائع ص۱۳۴ ج۲، البحرالرائق ص۳۲۲ ج۲)

لیکن اگر سعی کا اعادہ کرلیگا تو دم ساقط ہوجائیگا۔[3] اور اگر عذر کی وجہ سے سواری پر سعی کرتا ہے تو بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ اور کوئی جرمانہ بھی لازم نہیں۔ اس کی وضاحت "بلا عذر سواری پر سعی" کے عنوان کے تحت آرہی ہے۔

---

[1] یستحب ان یکون السعی بین المیلین فوق الرمل دون العدو وھو جری شدید کجری الفرس وھو سنۃ فی کل شوط الخ (غنیہ جدید ص۱۳۰، مناسک ملا علی قاری ص۱۷۱)

[2] ویلبی ان کان سعیہ بعد طواف القدوم الخ غنیہ ص۶۲ ویقطع التلبیۃ مع اول حصاۃ یرمیھا فی الحج الصحیح والفاسد مفردًا کان او متمتعًا او قارنًا الخ غنیہ جدید ص۱۰۲ قدیم ص۶۸ ویلبی فی سعی الحج ای ان وقع سعیہ بعد طواف القدوم (مناسک ملا علی ص۱۷۲)

[3] ولو سعی کلہ او اکثرہ راکبًا او محمولًا بلا عذر فعلیہ دم ثم لو اعادہ بعد ما حل او جامع لم یلزمہ دم لان السعی غیر موقت الخ (غنیۃ الناسک ص۱۳۱، بدائع الصنائع ص۱۳۴ ج۲)

سعی میں نیابت

عذر کی وجہ سے سواری پر سعی جائز ہے۔ مگر سعی میں نیابت جائز نہیں — بلکہ از خود سعی کرنا لازم اور واجب ہے۔ اور اگر از خود سعی کرنے میں سخت پریشانی ہو تو سعی کو پریشانی اور مشقت دُور ہونے تک کے لئے مؤخر کر دینا جائز ہے۔ لہ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۶۵)

طواف کے بعد سعی میں تاخیر

سعی کو طواف زیارت، حلق، رمی، قربانی کی طرح ایام نحر کے اندر اندر کرنا واجب نہیں — بلکہ ایام نحر گذر جانے کے بعد کرنا جائز ہے۔ لہٰذا اگر کسی کو عذر یا تھکاوٹ دُور کرنے کے لئے آرام کرنا ہے تو جتنے دن چاہے تاخیر کر سکتا ہے۔ آج نہیں تو کل پرسوں یا دس دن، پندرہ دن کے بعد بھی سعی کرنا جائز ہے۔ اور اس تاخیر کی وجہ سے کوئی جرمانہ واجب نہ ہوگا —— مگر شرط یہ ہے کہ طواف و سعی کے درمیان حج کا کوئی دوسرا رکن ادا نہ کیا جائے۔ اگر کوئی دوسرا رکن ادا کریگا تو سعی سے قبل ایک طواف کرنا بھی واجب ہوگا۔ مثلاً طوافِ قدوم کے بعد سعی کرنا چاہتا ہے، لیکن طوافِ قدوم کے بعد وقوفِ عرفہ کر لیا، اسکے بعد سعی کرنا چاہے تو جائز نہ ہوگا۔ (غنیہ ۶۵) ٢ہ

سعی کے چکروں کے درمیان فاصلہ

سعی کے ساتوں چکروں کو پے در پے کرنا سنت ہے۔ واجب نہیں۔ لہٰذا اگر چند چکروں کے بعد بقیہ چکروں کو موقوف کر دیا جائے اور بعد میں کسی اور موقع پر بقیہ چکروں کی تکمیل کر لیگا تو سعی صحیح ہو جائیگی۔ اور اس پر کوئی جرمانہ بھی لازم نہ ہوگا۔ نیز اگر ایک دن میں ایک چکر، سات دن میں سات چکر ادا کریگا تب بھی سعی درست ہو جائیگی۔ مگر ایسا کرنا عذر کی وجہ سے بلا کراہت جائز ہے، اور بلا عذر خلافِ سنت ہے۔ ٣ہ

لہ واما شرائطه فستة الاول فعله بنفسه ولو محمولا او راكبا فلا تجوز فيه النيابة الخ (غنیہ قدیم ۷۳ جدید ۱۳۱)

٢ہ لكن يشترط ان لا يتخلل بينهما ركن فلو طاف للقدوم ولم يسع ثم وقف بعرفة ثم اراد ان يسعى بعد طواف القدوم لم يجز ذلك بل يسعى بعد طواف الافاضة فان اخره لعذر او ليستريح من تعبه لا بأس به وان اخره بغير عذر فقد اساء ولا شئ عليه الخ غنیہ قدیم ۶۵ غنیہ جدید ۱۲۸

٣ہ لا يشترط لصحة السعي النية عند الثلاثة خلافا للحنابلة وكذا لا يشترط الموالات بين الاشواط و اجزاء الاشواط بل هي سنة فلو فرق السعي تفريقا كثيرا كان سعى كل يوم شوطا او اقل لم يبطل سعيه ويستحب ان يستانف ان فعله من غير عذر الخ

(غنیہ قدیم ۶۸ جدید ۱۳۲)

سعی کے لئے طہارت لازم نہیں

سعی یعنی صفا و مروہ کے درمیان کی جگہ جس پر سعی کیجاتی ہے حُدودِ مسجد سے خارج ہے۔ حرمین شریفین کے سب سے بڑے امام جو دونوں حرم کے ذمہ دار اعلیٰ ہیں ان سے معلوم کرلیا گیا ہے کہ مسعٰی پہلے کی طرح حُدودِ مسجد حرام سے باہر ہے۔ اسلئے سعی کے لئے طہارت لازم نہیں لہٰذا حالتِ حیض اور حالتِ حدث میں سعی کرنا جائز ہوگا، اور اس پر کوئی کفارہ نہیں، مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مسنون یہی ہے کہ طہارت کی حالت میں سعی کی جائے۔ نیز اگر کسی غافل اور بے وقوف نے حالتِ جنابت میں سعی کرلی ہے تو بھی سعی جائز ہوجائیگی۔ اور کسی قسم کا کفارہ بھی لازم نہیں ہوگا۔[1]

اور اگر عمرہ کا طواف اور سعی دونوں بے وضو کرکے حلال ہوگیا ہے تو جب تک مکہ مکرمہ میں موجود ہو اُسوقت تک دونوں کا اعادہ لازم ہے۔ ورنہ ایک دم لازم ہوجائیگا۔ اور اگر طواف کا اعادہ کرلیا ہے، تو سعی کا اعادہ لازم ہے یا نہیں، اس میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ سعی کا اعادہ بھی لازم ہے، ورنہ دم دینا لازم ہوگا۔ اور قولِ ثانی میں سعی کا اعادہ لازم نہیں۔ لہٰذا سعی کا اعادہ نہ کریگا تو کوئی فدیہ لازم نہ ہوگا۔ نیز اس میں بھی سب کا اتفاق ہے کہ بے وضو طواف وسعی کرکے حلال ہوکر وطن واپس ہوجائے تو صرف ایک دم لازم ہوگا۔ سعی کے لئے دم وغیرہ کوئی کفارہ لازم نہ ہوگا۔[2]

حدث یا جنابت کی حالت میں عمرہ کا طواف اور سعی

اگر بے وضو عمرہ کا طواف کرلیا ہے اور پھر عمرہ کی سعی بھی بے وضو کرلی ہے تو کیا کریں؟

---

[1] ولو سعی بین الصفا والمروۃ جنبًا او محدثًا لا شیٔ علیہ لان السعی عبادۃٌ تؤدی لا فی المسجد الخ (تاتارخانیہ ۲/۵۲۲)

[2] طاف لعمرتہ وسعی علی غیر وضوء وحل وھو بمکۃ اعاد الطواف والسعی وفی الکافی فاذا اعادھما لاشیٔ علیہ وان اعاد الطواف ولم یعد السعی قیل لاشیٔ علیہ وقیل علیہ الدم ورجع الی اھلہ ولم یعد یصیر حلالًا وعلیہ دمٌ ولیس علیہ للسعی شیٔ الخ (تاتارخانیہ ۲/۵۲۳)

تو اس میں حکمِ شرعی یہی ہے کہ بے وضو عمرہ کے طواف سے دم واجب ہوجاتا ہے۔ اور بے وضو سعی سے دم واجب نہیں ہوتا۔ بلکہ خلافِ سنت اور مکروہ ہے۔ لہٰذا اگر بے وضو عمرہ کا طواف اور سعی دونوں کر لیئے ہیں، تو طواف کا اعادہ واجب ہے، اور سعی کا اعادہ لازم نہیں۔ اور اگر طواف کا اعادہ نہیں کریگا تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔

اور اگر حالتِ جنابت میں عمرہ کا طواف کرلیا ہے، پھر اسکے بعد سعی بھی کرلی ہے، تو طواف اور سعی دونوں کا اعادہ غسل کے بعد لازم ہے۔ لہٰذا اگر جنابت سے پاک ہوکر طواف و سعی دونوں کا اعادہ نہیں کیا ہے تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔ اور اگر پاک ہوکر طواف کا اعادہ کرلیا ہے اور سعی کا اعادہ نہیں کیا ہے تب بھی ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ [1]

سعی کے چکّروں کو چھوڑنے کا کفّارہ

اگر سعی کے چکّروں میں سے چار یا زیادہ کو بلا عذر چھوڑدیا ہے، اور اعادہ بھی نہیں کیا تو ایک دم واجب ہے۔ اور اگر عذر کی وجہ سے ترک کردیا ہے، مثلاً لنگڑا یا نابینا ہے اور کوئی اٹھاکر یا پکڑکر کرسی پر سعی کرانے والا بھی نہیں تو ایسے معذور پر دم بھی نہیں۔ اور صدقہ بھی نہیں۔ اور اگر غیر معذور نے تین یا تین سے کم چکّروں کو چھوڑدیا ہے، تو ہر چکّر کے عوض میں ایک صدقہ دینا لازم ہے۔ [2]

بلا عذر سواری پر سعی

اگر بلا عذر تندرست آدمی سواری پر سعی کریگا تو اس پر دم دینا لازم ہے، لیکن اگر حلال ہونے کے بعد از خود پیدل سعی کا اعادہ کرلیتا ہے تو دم ساقط ہوجائیگا۔ نیز اگر

---

[1] ولو طاف للعمرة محدثًا وسعى بعده فعليه دمٌ ان لم يعد الطواف ورجع اهله وليس عليه شيء بترک اعادة السعى وكذا لو اعاد الطواف ولم يعد السعى لاشيء عليه د في الجنابة ان لم يعد السعى فعليه دمٌ الخ (غنیہ جدید ۲۷۸ قدیم ۱۴۲)

[2] ولو ترک السعى كله او اكثره فعليه دم وحجه تامٌ عندنا ولو تركه لعذر كالزمن اذا لم يجد من يحمله لاشيء عليه ولو ترک منه ثلاثة اشواط او اقل فعليه لكل شوطٍ صدقة الخ (غنية الناسک قدیم ۱۳۸ جدید ۲۷۲)

احرام کھولدینے کے بعد بیوی سے ہمبستری کرلی ہے، اسکے بعد سعی کا اعادہ کرلیتا ہے تب بھی صحیح ہوجائیگی۔ اور دم لازم نہ ہوگا۔ [۱]

بے ترتیب سعی پر دم

اگر سعی کی ابتدا مروہ سے کرکے صفا پر ختم کیا ہے، یا شروع میں تین چکروں کو صفا سے شروع کرکے بقیہ چکروں کو موقوف کردیا، پھر چوتھا چکر مروہ سے شروع نہیں کیا بلکہ صفا سے جاکر شروع کردیا، اور سات چکر صفا پر آکر پورے ہوگئے تو پوری سعی یا اکثر سعی بے ترتیب کرنے کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ اور چار چکر ترتیب سے کرنے کے بعد پانچواں چکر کچھ دیر کے لئے موقوف کردیا اور پھر جب پانچواں چکر شروع کرنے لگا تو صفا سے شروع کرنے کے بجائے مروہ سے جاکر شروع کردیا، اور سات چکر صفا میں جاکر پورے ہوگئے تو بے ترتیب کیے گئے تینوں چکروں میں سے ہر ایک کے عوض میں ایک ایک صدقہ دینا لازم ہوگا۔ [۲]

مروہ سے سعی کی ابتدا باطل

سعی کی ابتدا صفا سے کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر سعی کی ابتدا مروہ سے کی جائیگی تو پہلا چکر جسکی ابتدا مروہ سے کی گئی ہے باطل ہوجائیگا۔ اور دوسرے چکر سے سعی کی ابتدا شمار ہوگی۔ اور سات چکر پورے کرنے کے لیے آٹھ چکر کرنے پڑجائیں گے جس کا اختتام مروہ پر ہی جاکر ہوسکتا ہے۔ ورنہ ایک چکر کی کمی کی وجہ سے ایک صدقۂ فطر دینا لازم ہوجائیگا۔ [۳]

---

[۱] ولو سعی کلہ او اکثرہ راکبا او محمولا بلا عذر فعلیہ دم ثم لو اعادہ ماشیا بعد ما حل وجامع لم یلزمہ دم لان السعی غیر موقت، وان کان بعذر فلا شئ علیہ، الخ (غنیۃ الناسک قدیم ص۱۳۵ جدید ص۲۶۶)

[۲] لو بدأ السعی بالصفا فسعی شوطا او ثلاثۃ وترک باقیہ ثم اتی بہ من الصفا ایضا حتی ختمہ بالمروۃ او سعی شوطین وترک باقیہ ثم اتی بہ من المروۃ حتی ختمہ بالصفا فعلیہ دم لترک الترتیب فی اکثر السعی ولو سعی اربعۃ اشواط وترک باقیہ ثم اتی بہ من المروۃ حتی ختم بالصفا فعلیہ لکل شوط صدقۃ لترک الترتیب فی اقل السعی الخ غنیۃ المناسک قدیم ص۱۳۵ جدید ص۲۶۸)

[۳] فلو بدأ من المروۃ لا یصح ذلک الشوط الی ان یصل الصفا فیعتبر ابتداء سعیہ منہ ویکون شوطہ الاول لغوا فیجب علیہ ان یعود ولیعید ستۃ من الصفا الی المروۃ حتی یتم سبعۃ فان لم یعد لزم الصدقۃ لترک آخر الاشواط الخ (غنیۃ جدید ص۲۶۳ قدیم ص۱۳۴)

ہر سعی سے قبل طواف لازم

ہر سعی سے قبل ایک طواف کا ہونا واجب ہے۔ لہٰذا اگر طواف سے قبل سعی کرلی ہے تو وہ سعی معتبر نہ ہوگی، اور طواف کے بعد اسکا اعادہ لازم ہے۔ اور اگر اعادہ نہیں کیا تو ترکِ سعی کا دم دینا لازم ہوگا۔ [1]

سعی ترک کرنیکے بعد میقات سے باہر جاکر لوٹنا

اگر حج کی سعی ترک کر دی ہے اور میقات سے باہر چلا گیا پھر سعی کے اعادہ کے لئے واپس لوٹ آتا ہے، تو میقات سے احرام باندھکر لوٹنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر عمرہ کا احرام باندھا ہے تو پہلے ارکانِ عمرہ مکمل کرکے حلال ہوجائے۔ اسکے بعد پچھلی سعی کی تکمیل کریگا۔ اور اگر حج کا احرام باندھکر آیا ہے تو طوافِ قدوم کے بعد پچھلی سعی کی تکمیل کریگا۔ اور ترک شدہ سعی کا دم اعادہ کی وجہ سے ساقط ہوجائیگا۔ [2]

صحتِ سعی کیلئے نیت اور پے درپے کرنا شرط نہیں

سعی کی صحت کیلئے نیت شرط نہیں۔ اور تمام چکروں کو پے درپے کرنا بھی شرط یا واجب نہیں۔ بلکہ یہ دونوں سُنت ہیں۔ لہٰذا بلا عذر ترکِ نیت اور ترکِ موالاۃ کی وجہ سے کراہت اور خلافِ سُنت عمل کا ارتکاب ہوگا، اور دم یا کفارہ وغیرہ کوئی فدیہ لازم نہ ہوگا۔ اور عذر کی وجہ سے کراہت کا ارتکاب بھی نہ ہوگا۔ [3]

---

[1] ولو سعی قبل الطواف لم یعتد به فان لم یعده فعلیه دم الخ (غنیۃ الناسک قدیم ۱۳۸، جدید ۲۶۷)

[2] ولو ترک السعی ورجع الی اهله بان خرج من المیقات فاراد العود یعود باحرام جدید فان کان بعمرۃ فیاتی اولاً بافعال العمرۃ ثم یسعی وان کان بحج فیطوف اولاً طواف القدوم ثم یسعی بعده واذا اعاده سقط الدم (غنیۃ الناسک قدیم ۱۳۸ جدید ۲۶۸)

[3] حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک نیت شرط ہے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ کے نزدیک شرط یا واجب نہیں۔ ولا یشترط لصحۃ السعی النیۃ عند الثلاثۃ خلافاً للحنابلۃ وکذا لا یشترط الموالاۃ بین الاشواط واجزاء الاشواط بل هی سنۃ فلو فرق السعی تفریقاً کثیراً کان سعی کل یوم شوطاً او اقل لم یبطل سعیه ویستحب ان یستانف ان فعله من غیر عذر (الغنیۃ جدید ۲۶۷ قدیم ۱۳۸)

لہٰذا اگر ساتھیوں کے ساتھ صفا پر پہنچ جائے اور سعی کی نیت نہ کرے، اور جو لوگ سعی کر رہے ہیں ان کے ساتھ سات پھیرے مروہ تک مکمل کرلے تو سعی درست ہوجائے گی۔ اور کوئی فدیہ بھی لازم نہ ہوگا۔

عذر کی وجہ سے سعی کا ترک

اگر کوئی شخص اپاہج ہے، اسی طرح اور کوئی غیر اختیاری قدرتی عذر کا شکار ہے، اور اس کے پاس سواری کا نظم نہیں ہے، اور نہ ہی ایسا شخص میسّر ہے جو اٹھا کر سعی کرائے، اور ایسی مجبوری میں سعی ترک کردی ہے تو اس پر کوئی جرمانہ اور کفارہ وغیرہ لازم نہیں۔ [1]

حج کی سعی سے قبل احرام شرط مگر بقاءِ احرام شرط نہیں

ہر سعی سے قبل کسی بھی طرح سے احرام کی حالت کا گذرنا شرط ہے۔ مگر احرام کی حالت کا سعی تک باقی رہنا شرط نہیں۔

مثال کے طور پر اگر حج کی سعی وقوفِ عرفہ سے پہلے پہلے کرنا ہے تو حالتِ احرام میں کرنا شرط اور لازم ہے۔ اور اگر حج کی سعی وقوفِ عرفہ کے بعد کرنا ہے تو احرام کی حالت میں کرنا شرط نہیں، بلکہ دونوں طرح اختیار ہے۔ لہٰذا اگر مفرد بالحج ہے تو رمی کے بعد حلق کرکے احرام کھول کر طواف وسعی کرسکتا ہے۔ اور اگر قارن یا متمتع ہے تو رمی اور قربانی کے بعد حلق کرکے احرام کھولکر طواف وسعی کرسکتا ہے۔ نیز ان سب کو اس کا اختیار بھی ہے کہ احرام کی حالت میں طواف وسعی سے فارغ ہونے کے بعد حلق کرکے احرام کھولدیں۔ [2]

عمرہ کی مکمل سعی حالتِ احرام میں کرنا

عمرہ کا طواف حالتِ احرام میں ہونا شرط ہے۔ بغیر احرام کے عمرہ کا طواف صحیح ہی نہیں ہوتا

---

[1] ولو ترک السعی کلہ او اکثرہ فعلیہ دم وحجتہ تام عندنا ولو ترکہ بعذر کالزمن اذا لم یجد من یحملہ لا شئ علیہ الخ (غنیہ جدید ۲۷۷ قدیم ۱۳۱)

[2] الرابع تقدیم الاحرام علیہ واما بقاء الاحرام حالۃ السعی فان کان سعیہ للحج قبل الوقوف فیشترط او بعد الوقوف فلا یشترط الخ (غنیۃ الناسک جدید ۲۶۱ قدیم ۱۲۸)

ہاں البتہ عمرہ کی سعی کے لئے حالتِ احرام شرط نہیں بلکہ واجب ہے۔ اور شرط اور واجب کا فرق یوں ہوتا ہے کہ ترکِ شرط کی وجہ سے عمل اپنے وجود میں نہیں آسکتا، جیسا کہ نماز میں تکبیر تحریمہ شرط ہے، سجدۂ سہو سے اس کی تلافی نہیں۔ لہٰذا بغیر تکبیر تحریمہ کے نماز اپنے وجود میں نہیں آسکتی۔ اور حج وعمرہ میں احرام شرط ہے، اور کفارہ اور دم وغیرہ کے ذریعہ سے تلافی ممکن نہیں۔ بغیر احرام کے وجود میں نہیں آسکتے۔ اور چار رکعت والی نماز میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے مگر شرط نہیں۔ اس لئے سجدۂ سہو کے ذریعہ سے تلافی ہوجاتی ہے۔ اسی طرح حج وعمرہ میں ترکِ واجب کی تلافی کفارہ اور دم وغیرہ سے ہوجاتی ہے۔ مگر شرط کی تلافی نہیں ہوگی۔ اور یہاں پر عمرہ کے طواف کے لئے احرام کو شرط قرار دیا گیا۔ اور عمرہ کی سعی کے لئے نہیں قرار دیا بلکہ واجب قرار دیا گیا ہے۔ نیز عمرہ کی سعی میں آخیر تک احرام کا بقاء واجب ہے۔ (معلم الحجاج ص۱۸۲) لہٰذا اگر عمرہ کا مکمل طواف یا اکثر طواف حالتِ احرام میں ادا کرنے کے بعد مکمل سعی یا سعی کے اکثر اشواط کو بغیر احرام کے ادا کرلیا ہے۔ یعنی اکثر اشواط کے بعد حلق کرلیا ہے اس کے بعد بقیہ اشواط ادا کیے ہیں تو ترکِ واجب کی وجہ سے ایک دم دینا لازم ہوگا۔ اور اگر اکثر اشواط کو حالتِ احرام میں ادا کرنے کے بعد حلق کرکے احرام کھولدیا ہے، اس کے بعد اقل اشواط کو ادا کیا ہے تو ہر چکر کے عوض میں ایک صدقۂ فطر دینا لازم ہوگا۔ اسلئے کہ سعی مکمل حالتِ احرام میں ادا کرنا واجب ہے۔ اور سعی کے اقل اشواط کو ترک کرنے سے ہر چکر کے عوض میں ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔ لہٰذا یہاں بھی بغیر احرام کے کرنے کی وجہ سے صدقہ ہی واجب ہوگا۔ دم لازم نہ ہوگا۔[1]

سعی کی شرطیں ایک نظر میں

حضرت علامہ حسن شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے غنیۃ الناسک میں سعی کی چھ شرطیں نقل فرمائی ہیں جن کو حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب اجراڑوی مفتی مظاہر علوم

---

[1] وان کان سعیہ للعمرۃ فلا یشترط بقاؤہ بل یجب حتی لو طاف کلہ او اکثرہ ثم حلق ثم سعی صح سعیہ وعلیہ دم للتحلل قبل اوانہ الخ غنیہ جدید ۱۳۲ قدیم ۷۱)
الرابع اکمال ما زاد علیہ علی اکثر اشواطہ فان ترکہ صح سعیہ وعلیہ لکل شوط صدقۃ الخ
(غنیہ جدید ۱۳۲ قدیم ۷۱)

سہارنپوری نے معلم الحجاج میں نقل فرمایا ہے۔ ان شرائط کو اختصار کے ساتھ یہاں بھی نقل کردینے میں فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

اسی طرح حضرت ملا علی قاریؒ کی مناسک اور صاحبِ غنیہ نے سعی کے واجبات اور سنن و مستحبات اور مباحات اور مکروہات کے الگ الگ عنوانات قائم فرمائے ہیں۔ ان تمام عنوانات کو معلم الحجاج میں اسی ترتیب کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔ اور بعد میں حج کے موضوع پر جتنی کتابیں لکھی گئیں ان سب کے لئے یہی دونوں کتابیں رأس المال اور اصل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

نیز حضرت گنگوہیؒ اور مولانا شیر محمد صاحب سندھیؒ کی زبدۃ المناسک وعمدۃ المناسک بھی بعد والوں کے لئے عظیم الشان ذخیرہ اور سرمایہ ہے۔ بعد میں حج کے موضوع پر ہر مؤلف اور مصنف کی محنت کے ثواب کا ایک حصہ انشاء اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو ضرور ملیگا۔

یہ خاکسار بھی مذکورہ عنوانات کو انہیں کتابوں سے استفادہ کرکے نقل کررہا ہے، امید کہ ناظرین کو فائدہ پہونچیگا۔

سعی کی جملہ شرطیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ از خود سعی کرنا، چاہے سواری پر ہو یا کوئی شخص اپنے کندھے پر اٹھاکر کرائے۔ لہٰذا سعی میں نیابت جائز نہیں۔[1] (معلم الحجاج ۱۴۹)

۲۔ صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا۔ لہٰذا مروہ سے شروع کرنا جائز نہ ہوگا۔ اگر مروہ سے کریگا تو پہلا چکر لغو اور ضائع ہوجائیگا۔[2]

۳۔ سعی کے اکثر اشواط کو پورا کرنا، ورنہ سعی معتبر نہ ہوگی۔[3]

۴۔ سعی سے قبل حج یا عمرہ کا احرام ہونا شرط ہے۔ ورنہ سعی درست نہ ہوگی۔[4]
(مناسک ملا علی قاری ۱۷۲)

---

[1] واما شرائطه فستة الاول فعله بنفسه ولو محمولاً او راكباً فلا تجوز فيه النيابة (غنية جديد ۱۳۹ قديم ۸۰)
[2] الثاني البداءة بالصفا والختم بالمروة (غنية جديد ۱۳۹)
[3] الثالث اتيان اكثره فلو سعى اقله فكأنه لم يسع (غنية ۱۳۹)
[4] الرابع تقديم الاحرام عليه (غنية ۱۳۹)

۵۔ سعی سے قبل معتد بہ طواف کا ہونا یعنی طواف کے اکثر اشواط کا ہونا۔ لہٰذا طواف کے چار چکر سے قبل سعی صحیح نہ ہوگی۔ [۱]

۶۔ حج کی سعی کا اشہر حج یعنی حج کے مہینوں میں واقع ہونا، اور حج کے مہینے شوال، ذیقعدہ اور حج کا پہلا عشرہ ہے۔ اور عمرہ کی سعی کا کوئی وقت مشروط نہیں ہے۔ [۲]

(معلم الحجاج ص۱۴۷)

سعی کے واجبات ایک نظر میں

سعی کے واجبات بھی چھ اُمور ہیں۔

۱۔ سعی کا ایسے طواف کے بعد ہونا واجب ہے جو جنابت اور حیض ونفاس سے پاک ہو۔ [۳]

۲۔ سعی میں ترتیب قائم رکھنا واجب ہے۔ اور بعض لوگوں نے اس کو شرائط سعی میں شمار کیا ہے۔ یعنی سعی کی ابتدا صفا سے کر کے اسی ترتیب سے مروہ پر ختم کرنا۔ [۴]

۳۔ غیر معذور لوگوں کا پیدل سعی کرنا واجب ہے۔ ہاں البتہ اگر معذور ہے تو سواری پر کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ اور غیر معذور اگر سواری پر کریگا تو دم دینا لازم ہوگا۔[۵] آجکل بہت سے اُمراء اور عیش پسند لوگ بلا عذر سواری پر سعی کرتے ہیں، ان پر دم دینا لازم ہوگا۔ (معلم الحجاج ص۱۴۸)

۴۔ سعی میں چار پھیرے فرض ہیں، اسکے بعد تین پھیرے واجب ہیں۔

(معلم الحجاج ص۱۴۷، مناسک ملا علی قاری ص۱۷۰)

۵۔ عمرہ کی سعی کا حالتِ احرام میں ہونا، یعنی عمرہ کی سعی کا شروع سے آخر تک حالتِ احرام

---

[۱] الخامس کونہ بعد طواف معتد بہ وھو ان یکون اربعۃ اشواط فاکثر الخ غنیہ جدید ص۱۳۲، مناسک ملا علی قاری ص۱۷۷)

[۲] السادس الوقت لسعی الحج وھو اشھر الحج الخ (غنیہ جدید ص۱۳۲ قدیم ص۷۱)

[۳] الاول کونہ بعد طواف علی طھارۃ عن الجنابۃ والحیض الخ (غنیہ جدید ص۱۳۲ قدیم ص۷۱)

[۴] الثانی الترتیب بان یبدأ بالصفا ویختم بالمروۃ الخ (غنیہ جدید ص۱۳۲ قدیم ص۷۱)

[۵] الثالث المشی فیہ لمن لاعذر لہ فان سعی راکبا او محمولا بغیر عذر فعلیہ دم الخ (غنیہ جدید ص۱۳۲ قدیم ص۷۱) ھکذا مناسک ملا علی قاری ص۱۷۱) [۶] الرابع اکمال مازاد علیہ علی اکثر اشواطہ فان ترک منہ سعیہ وعلیہ لکل شوط صدقۃ الخ (غنیۃ الناسک ص۱۳۲ جدید، ص۷۱ قدیم)

میں ہونا واجب ہے۔ [1]

۶ صفا پہاڑی سے یا اس کے اُوپر چڑھ کر سعی کرنا، اسی طرح مَروہ تک پہونچ جانا، یا اس کے اُوپر چڑھ کر لوٹنا، اسی طرح سات چکر پورے کرنا واجب ہے۔ [2]
یعنی صفا و مَروہ کے درمیان پوری مسافت کا طے کرنا واجب ہے۔ (معلم الحجاج ۱۴۸)

سعی کی سنتیں

سعی کی نو سنتیں یہاں درج کی جارہی ہیں۔

۱ استلام الحجر الاسود: اگر ممکن ہو تو حجرِ اسود کا استلام کرکے سعی کے لئے مسجد حرام سے نکل کر صفا پر جانا۔

۲ الموالاۃ بینہٗ وبین الطواف: طواف کے فوراً بعد متصلاً سعی کرنا۔

۳ الصّعود علی الصّفا والمروۃ: صفا اور مَروہ پر چڑھ جانا۔

۴ استقبال البیت: صفا اور مروہ پر چڑھ کر قبلہ رُو ہوجانا۔

۵ الموالاۃ بین اشواطہ واجزاء الاشواط: سعی کے پھیروں کو پے در پے کرنا۔

۶ الطہارۃ فیہ عن الجنابۃ والحیض: حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہوکر سعی کرنا۔

۷ ایسے طواف کے بعد سعی کرنا مسنون ہے جو باوضو طہارت کے ساتھ کیا گیا ہو۔

۸ الہرولۃ بین المیلین: میلین اخضرین کے درمیان تیز چلنا مسنون ہے۔

۹ ستر العورۃ: سترِ عورت کے ساتھ سعی کرنا مسنون ہے۔

(مناسک ملا علی قاری ۱۷۹، غنیۃ الناسک ۱۳۵، معلم الحجاج ۱۸۱)

مستحب اور افضل ذکر اور دُعا کی کثرت کے ساتھ سعی کرنا افضل اور مستحب ہے۔ اسلئے نہایت یکسوئی اور پوری توجہ اور شوق کی حالت میں

---

[1] الخامس کونہ فی حالۃ الاحرام فی سعی العمرۃ الخ (غنیۃ قدیم ۷۱، جدید ۱۳۲)

[2] السادس قطع جمیع المسافۃ بینہما وھو ان یلصق عقبیہ بہما او عقبی حافر دابتہ اذا کان راکبا الخ (غنیۃ جدید ۱۳۲، قدیم ۷۲)

سعی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور کسی سے بات چیت نہ کرے، اور بار بار دُعاء اور ذکرِ الٰہی کا وِرد کرتا رہے۔ (مناسک ملا علی قاری ۱۸۸)

دورانِ سعی کلام کرنا

سعی کے دوران ایسی گفتگو کرنا جو خشوع اور یکسوئی یا ذکر و دُعاء سے ہٹا دے مکروہ اور خلاف سُنت ہے۔ البتہ مسائل اور دینی گفتگو کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ کیونکہ مسائل اور دین کی بات خود ذکر اللہ میں شامل ہے۔ (غنیۃ الناسک قدیم ۱۸، عالمگیری ۱/۲۲۷)

دورانِ سعی کسی سے مُلاقات

دورانِ سعی کسی سے ملاقات و مُصافحہ کیوجہ سے اگر عملِ سعی میں کوئی فرق نہ آئے تو ملاقات اور بقدرِ ضرورت بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (غنیۃ ۱۳۶) لیکن اگر اسکی وجہ سے عملِ سعی میں خلل آجائے تو خلافِ سنت اور مکروہ ہے۔ مگر اس کی وجہ سے کفارہ یا فدیہ وغیرہ لازم نہیں ہوتا۔ [۱]

حالتِ حیض میں سعی

اگر سعی سے قبل طواف سے فارغ ہوجانے کے بعد عورت کو حیض کا عذر پیش آجائے تو حالتِ حیض ہی میں صفا و مَروہ کے درمیان سعی کرنا جائز اور درست ہے۔ کیونکہ حالتِ حیض میں طواف اس لئے جائز نہیں ہے کہ مطاف مسجد ہے۔ اور سعی اس لئے جائز ہے کہ صفا و مَروہ کے درمیان سعی کی جگہ مسجد نہیں ہے۔ (غنیۃ ۱۳۲) [۲] اس کی وضاحت "سعی کے لئے طہارت لازم نہیں" کے عنوان کے تحت گذر گئی۔

دورانِ سعی نماز کی جماعت کھڑی ہوجائے تو کیا کرے

اگر سعی کے درمیان نماز کی جماعت کھڑی ہوجائے

---

[۱] البیع والشراء والحدیث اذا کان یشغل عن الحضور او عن الذکر والدعاء او عن الموالاۃ وترک القعود والھرولۃ وتاخیرہ عن الطواف من غیر عذر وتاخیرہ عن ایام النحر وترک ستر العورۃ فلا تجب بہ الفدیۃ والا فھو حرام فی کل حال الخ غنیہ قدیم ۱۸، جدید ۱۳۶)

[۲] ولا عیب فیہ الطہارۃ عن الجنابۃ والحیض سواء کان سعی عمرۃ او حج لانہ عبادۃ تؤدی لا فی مسجد الحرام والاصل ان کل عبادۃ تؤدی لا فی مسجد الحرام فی احکام المناسک فالطہارۃ لیست بواجبۃ لہا کالسعی والوقوف بعرفۃ والمزدلفۃ الخ غنیۃ ۱۳۲)

یا نمازِ جنازہ شروع ہوجائے تو سعی جہاں ہے وہیں موقوف کرکے نماز کی جماعت یا نمازِ جنازہ میں شریک ہوجائے۔ اور سعی کے بقیہ چکر نماز یا جنازہ سے فارغ ہوکر مکمل کرلئے جائیں تو سعی بلاکراہت صحیح ہوجائے گی۔ پوری سعی کو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ سعی کے چکروں کو پے درپے ادا کرنا واجب نہیں۔ (مستفاد غنیۃ ص۱۳۲، عالمگیری ص۲۲۷/۱) [۱]

منیٰ اورعرفات کو روانہ ہونے سے قبل سعی سے فراغت

اگر حاجی ازدحام اور بھیڑ سے بچنے کے لئے ساتویں یا آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ روانہ ہونے سے قبل سعی بین الصفا والمروہ سے فارغ ہوجانا چاہے تو سعی سے فارغ ہوجانا بلاکراہت جائز ہے۔ لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ سعی سے قبل احرام باندھکر ایک نفلی طواف کرلے۔ کیونکہ ہر سعی سے قبل ایک طواف کا ہونا بھی شرط ہے۔ اور اس طواف میں مَردوں کے لئے احرام کی چادر کا اضطباع کرنا اور دورانِ طواف رمل کرنا بھی مسنون ہے۔

(مستفاد اوجز المسالک ۳/۳۷۶)

اور پھر بعد میں طوافِ زیارت میں رمل مسنون نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کے بعد سعی نہیں ہے۔ اور رمل ہر اس طواف میں مسنون ہوتا ہے جس کے بعد سعی ہوتی ہے۔ [۲]

(مستفاد ایضاح الطحاوی ۳/۴۴۴، معلم الحجاج ص۱۴۳)

مکّی اور متمتع کیلئے طوافِ زیارت کے بعد سعی کی افضلیت

وقوفِ عرفہ سے قبل سعی کرنا ان حاجیوں کے لئے افضل اور مسنون ہے جن کے لئے طوافِ قدوم مسنون ہے۔ یعنی قارن اور آفاقی مفرد بالحج کے لئے طوافِ قدوم مسنون ہے۔

---

[۱] ولو اقیمت الصلوٰۃ والرجل یطوف او یسعی یترک الطواف والسعی ویصلی ثم یبنی بعد الفراغ من الصلوٰۃ واذا اقیمت الجنازۃ خرج من سعیہ الیہا فاذا فرغ وعاد یبنی علی ما کان الخ عالمگیری ۱/۲۴۷)
فتح القدیر مطبوعہ مجیدیہ ذکریا دیوبند ۲/۵۰۶)

[۲] ان اراد تقدیم السعی لزمہ ان یتنفل بطواف بعد احرامہ للحج یضطبع فیہ ویرمل ثم یسعی بعدہ ولو طاف للقدوم مع انہ لیس بسنۃ فی حقہ وسعی بعدہ وکان قد احرم قبلہما للحج وقع سعیہ معتبراً فلا یاتی بہ بعد طواف الزیارۃ ولا یرمل فی طواف الزیارۃ سواء رمل فی طواف القدوم اولا۔ ھذا عندنا وقال المالکیۃ والشافعیۃ لا یجوز لہ السعی ولا بعد طواف الزیارۃ الاغنیۃ ص۱۱۷ کذا فی اوجز المسالک، ھندیہ ۳/۳۷۶، بدایہ ۱/۲۴۷)

لہٰذا ان کے لئے طوافِ قدوم کے بعد عرفات سے قبل حج کی سعی کرلینا بھی افضل ہوگا[1] اور جن حاجیوں کے لئے قدوم مسنون نہیں ہے ان کے لئے عرفات سے قبل حج کی سعی کرلینا جائز تو ہے، مگر افضل نہیں ہے، اور ان کے لئے افضل یہی ہے کہ عرفات کے بعد طوافِ زیارت سے فارغ ہوکر سعی کریں۔ اور مکی اور متمتع کے لئے طوافِ قدوم مسنون نہیں ہے۔ لہٰذا ان کے لئے سعی کی تقدیم بھی افضل نہ ہوگی۔ بلکہ طوافِ زیارت کے بعد ہی سعی کرنا افضل ہوگا۔ ہاں البتہ طوافِ زیارت کے بعد کے ازدحام اور بھیڑ سے بچنے کے لئے سعی کو مقدم کریں گے تو کوئی حرج اور مضائقہ بھی نہ ہوگا۔ (مستفاد زبدۃ المناسک ص۱۲۹)

سعی کی دُعائیں

سعی کے موقع پر پڑھی جانے والی بہت سی دُعائیں ہیں۔ جن کی تفصیل کتاب کے آخر میں دُعاؤں کے تحت دیکھی جاسکتی ہے۔

سعی بین الصفا والمروہ کے بعد دُو رکعت شکرانہ نفل

صفا و مروہ کے درمیان سعی سے فراغت کے بعد مطاف میں آکر دُو رکعت شکرانہ نفل نماز ادا کرنا مستحب ہے۔ مگر یہ صلوٰۃ طواف کی طرح واجب نہیں ہے، بلکہ صرف مستحب ہے۔ (مستفاد ایضاح الطحاوی ۲/۵۸۴، شامی کراچی ۲/۵۰۱)[2]

---

[1] لان کل طواف بعدہ سعی فالرمل فیہ سنۃ ثم یصلی رکعتین ثم یسعی ان ارادہ بعد طواف القدوم کما ھو الافضل للقارن او بین الخ غنیۃ جدید ص۲۰۵ قدیم ص۱۰۱)

[2] حضرت مطلب بن وداعہؓ فرماتے ہیں قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین فرغ من سعیہ جاء حتی اذا حاذی الرکن فصلی رکعتین فی حاشیۃ المطاف۔ الحدیث
(شامی کراچی ۲/۵۰۱، مناسک ملا علی قاری ص۱۸۱، ابن ماجہ شریف ص۲۱۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

⑳ مسائلِ عرفات

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(سورۂ بقرہ ۱۹۸، ۱۹۹)

پھر جب تم طواف کیلئے عرفات سے لوٹو تو راستہ میں مزدلفہ میں مشعرالحرام کے پاس وقوف کرکے اللہ کو یاد کرو، اور اللہ کا ذکر اس طرح کرو جس طرح تم کو سکھلایا گیا، اور بیشک تم اس سے پہلے ناواقف تھے پھر تم طواف کیلئے وہاں سے چلتے چلو جہاں سے سب لوگ چلتے تھے، اور اللہ سے مغفرت طلب کرو بیشک اللہ پاک بخشنے والا مہربان ہے۔

مسئلہ: نویں ذی الحجہ کو منیٰ سے عرفات کے لئے روانہ

نویں ذی الحجہ کو منیٰ سے عرفات کیلئے روانہ ہونیکا مسنون طریقہ یہ ہے کہ آفتاب طلوع ہوجانیکا انتظار کرے۔ اور جب سورج کی روشنی جبلِ ثبیر کے اوپر سے نظر آجائے تو عرفات کیلئے روانہ ہوجائے، اور سکون ووقار کے ساتھ تلبیہ، تکبیر، تہلیل، ذکر، دعائیں، درود شریف پڑھتے ہوئے چلے۔ اور اگر طلوعِ شمس سے قبل فجر کی نماز ادا کرنے سے پہلے منیٰ سے عرفات کیلئے روانہ ہوجائے یا طلوعِ صبح صادق سے قبل روانہ ہوجائے تب بھی جائز ہے، مگر خلافِ سنت اور مکروہ ہے۔

نیز جبلِ ثبیر منیٰ میں ایک لمبا چوڑا اونچا پہاڑ ہے جب آپ منیٰ سے عرفات کی طرف اپنا منہ کریں گے تو آپکے سامنے بائیں ہاتھ کو یہ پہاڑ پڑے گا۔

اور اسی کے اُوپر سے سُورج کی چمک دِکھائی دیتی ہے [۱]۔

منٰی سے عرفات پہنچنے کی مشقتیں

یہاں یہ بات نہایت اہمیت کی حامِل ہے کہ منٰی سے معلم کی گاڑی میں عرفات پہونچنے میں بعض دفعہ بہت زیادہ دِقت پیش آتی ہے۔ ایک تو حاجیوں کی تعداد کے حساب سے گاڑیوں کی تعداد کم ہوتی ہے اسلئے گاڑی پر چڑھتے وقت حیات وموت کا منظر پیش آجاتا ہے پھر اگر کسی طرح چڑھ جائیں تو معلم کے لوگوں کو خود عرفات میں اپنے خیمہ کا پتہ نہیں ہوتا اگر پتہ ہوتا بھی ہے تو کبھی کبھی وہاں پہونچنے میں صبح سے شام ہوجاتی ہے بعض دفعہ وقوف کیلئے ایک آدھ گھنٹہ بھی نہیں ملتا کہ سُورج غروب ہوجاتا ہے اور اگر کبھی ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ معلم کی گاڑی آسانی سے عرفات کے خیمے تک پہونچادے تو یہ بڑی خوش قسمتی اور خوشی کی بات ہے۔ ان تمام دشواریوں سے بچنے کیلئے بہترین صورت یہ ہے کہ ہر وقت پرائیویٹ گاڑیاں ملتی رہتی ہیں دس ریال بیس ریال میں آسانی سے عرفات پہونچا دیتے ہیں اور پرائیویٹ گاڑی والوں کو عرفات کا ہر راستہ معلوم رہتا ہے اسلئے انہیں کی گاڑیوں سے جانے میں فائدہ ہے اور عرفات میں جبلِ رحمت کے قریب یا مسجدِ نمرہ کے قریب جہاں کہیں جگہ ملے قیام کریں پھر شام کو مزدلفہ کیلئے پیدل ہی آنے میں آسانی رہتی ہے اسلئے ان سب باتوں کا خیال رکھا جائے تو دشواریوں سے حفاظت ہوگی۔ ہاں البتہ معذور لوگوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ معلم کی گاڑی سے سب کام کریں۔

---

[۱] فإذا صلى الفجر بمنىٰ مكث قليلاً حتىٰ تطلع الشمس على ثبير ثم توجه الىٰ عرفات مع السكينة والوقار ملبيًا مهللاً مكبرًا داعيًا ذاكرًا مصليًا على النبي صلى الله عليه وسلم ويلبي ساعة فساعة وان توجه قبل طلوع الفجر او قبل طلوع الشمس او قبل اداء الفجر اجزأه واساء الخ غنية جديد/۱۴۷ قديم/۷۸)

عرفات میں داخل ہونے کی دُعاء

جب میدانِ عرفات پر نظر پڑجائے اور بالکل قریب ہوجائے تو یہ دُعاء پڑھنا مستحب ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُّ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ وَاَعْطِنِيْ سُؤَالِيْ وَوَجِّهْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ تَوَجَّهْتُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ (تبیین ۲/۲۲) [1]	اے اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تجھ پر توکل کرتا ہوں، اور تیری ہی ذات کا ارادہ کرتا ہوں، اے اللہ میری مغفرت فرما اور تو میری توبہ قبول فرما اور مجھے میری مُراد عطا فرما اور خیر کو اسی طرف مبذول فرما جدھر میں متوجہ ہوتا ہوں۔ اللہ کی ذات پاک ہے۔ ہر تعریف کا مستحق اللہ ہی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اللہ بہت بڑا ہے

اس دُعاء کو پڑھنے کے بعد تلبیہ پڑھتے ہوئے عرفات میں داخل ہوجائے۔

زوال سے قبل عرفات کا عمل

میدانِ عرفات پہنچ جانیکے بعد زوالِ شمس سے قبل وقوف صحیح نہیں ہوتا۔ زوال کے بعد ہی وقوف صحیح ہوتا ہے۔ اس درمیان میں دُعاؤں میں مشغول ہوجانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہنا اور ذکر وتلبیہ پڑھتے رہنا مسنون ہے۔ (غنیہ ص۷۹) [2]

---

[1] تبیین الحقائق ۲/۲۲، غنیۃ جدید/۱۴۷ قدیم/۷۸)

[2] فاذا نزل بعرفات یمکث فیہا ویشتغل بالدعاء والصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذکر والتلبیۃ الیٰ ان تزول الشمس الخ غنیہ جدید/۱۴۸)

اگر آسانی سے ہوسکے تو جبلِ رحمت کے قریب جاکر وقوف کریں لیکن اس بات کا خیال ضرور رکھیں کہ اس دن جبلِ رحمت پر چڑھنے کا ارادہ بھی نہ ہو۔ کیونکہ عرفات کے دن اس میں بہت زیادہ خطرناک انداز سے بھیڑ ہو جاتی ہے۔ بہت لوگ گر جاتے ہیں اور بہتوں کو چوٹیں آتی ہیں۔ اور اگر جبلِ رحمت کے قریب جگہ نہ ملے تو پورے عرفات میں جہاں مناسب معلوم ہو وہاں وقوف کریں۔ [1]

عرفات میں ظہر اور عصر

جب زوال ہو جائے تو فوراً ظہر کی اذان ہو جاتی ہے اور اذان کے بعد امام خطبہ جمعہ کی طرح نماز سے قبل دو خطبے دیگا اور عیدین کے خطبہ کی طرح پہلے خطبہ کے شروع میں نو مرتبہ تکبیر پڑھے گا اور دوسرے خطبہ کی ابتداء میں سات مرتبہ اور بالکل اخیر میں چودہ مرتبہ تکبیر پڑھیگا۔ اور تکبیر تشریق پڑھیگا۔ (فتاوی محمودیہ ص ۵۴۱/۱۶ جدید، درمختار ص ۱۶۵/۲) [2]
اور خطبہ سے فارغ ہو کر ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں الگ الگ دو اقامتوں کے ساتھ ادا کیا جائیگا۔ نماز سے فراغت کے بعد وقوف کیا جائے گا۔

(غنیہ ص ۸۰، ایضاح الطحاوی ص ۵۱۵/۳ جدید)

عرفات میں نماز کا قصر اور موجودہ زمانہ کا اِمَام

میدانِ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز کا قصر کیا جاتا ہے کہ دونوں نمازیں صرف دو۔ دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہیں۔ لہٰذا اگر مسلکِ مالکی یا مسلکِ حنبلی کا امام عرفات، مزدلفہ

---

[1] واذا دخل عرفاتٍ نزل بها مع الناس حيث احبّ ويقرب جبل الرحمة افضل الخ
(غنية جديد / ۱۴۷ قديم / ۷۹)
[2] ويبدأ فيهما بالتكبير ثم بالتلبية فى الاول منهما بتسع تكبيرات سردًا وفى الثانية بسبع كما فى خطبة العيدين الخ غنية جديد / ۱۴۹ قديم / ۸۰)
ويكبر قبل نزوله من المنبر اربع عشرة الخ
(درمختار کراچی ۲/ ۱۶۵، مطبوعه زکریا ۳/ ۵۸)

منیٰ میں چار رکعت والی نمازوں کو مسافر کی طرح دُو دُو رکعت کرکے ادا کرتا ہے۔ اور وہ امام مُسافر بھی نہیں ہے تو اسکے پیچھے حنفی یا شافعی مسلک کے لوگوں کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اور ایسی صورت میں ان کو اپنی نماز اپنے مسلک کے مطابق الگ پڑھنا لازم ہے۔

اور ماضی بعید میں ایک مدّت تک امیر مکہ نماز پڑھایا کرتا تھا اور وہ مسافر نہیں ہوتا تھا پھر بھی قصر کرتا تھا۔ اسلئے حنفی اور شافعی مسلک کے لوگوں کی نماز اسکے پیچھے نہیں ہوتی تھی۔

لیکن اس زمانہ میں تحقیق سے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ عرفات، مزدلفہ، منیٰ میں نماز پڑھانے والا امام صوبۂ نجد سے آتا ہے۔ اور مسافر ہی رہتا ہے۔ اسلئے موجودہ زمانہ میں امیر الحج کے پیچھے شافعی، حنفی مسلک کے لوگ بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

لہٰذا حنفی اور شافعی مسلک کے مُسافر حجاج امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیر دیا کریں۔ اور مقیم حجاج امام کے سلام کے بعد دُو رکعت مزید پڑھ کر اپنی نماز کی تکمیل کرلیا کریں۔ اور ان دونوں رکعتوں میں کسی قسم کی بھی قرارت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ [۱]

(مستفاد ایضاح الطحاوی ص۵۱۵/۲)

مقیم حجّاج کا مُسافر امام کے پیچھے اقتدار کرنا

مقیم حجاج کرام کا مُسافر امام کے پیچھے اقتدار کرنا جائز ہے۔

کہ جب مسافر امام دُو رکعت پر سلام پھیر دیگا تو مقیمین فوراً کھڑے ہوکر دُو رکعت بلا سورۂ فاتحہ اور بلا سورت کے قیام اور رکوع اور سجدہ کرکے پوری کریں۔ اس کے بعد فوراً عصر کی اقتدار کیلئے امام کے پیچھے نیت باندھ لیں۔ اور جب امام دُو رکعت پر سلام پھیر دیگا تو مقیمین بلا تاخیر فوراً کھڑے ہوکر بلا فاتحہ اور بلا سورت کے رکوع

---

[۱] ولا یجوز للمقیم ان یقصر الصلوٰۃ ولا للمسافر ان یقتدی بہ ان قصر وقال مالک یقصر المقیم و یقتدی بہ المسافر فھو تصرف نسک الخ
(غنیہ قدیم/۸۰ جدید/۱۵۰)

سجدہ کے ذریعہ بقیہ دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر دیں۔ [1]

اہلِ خیمہ کیلئے عرفات میں جمع بین الصّلوٰتین

عرفات میں ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھنا مسجدِ نمرہ کے امام کے پیچھے بالاتفاق جائز ہے۔ اختلاف اہلِ خیمہ کے بارے میں ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اہلِ خیمہ کیلئے جائز نہیں۔ اور حضراتِ صاحبین کے نزدیک اہلِ خیمہ کیلئے بھی جمع بین الصّلوٰتین جائز ہے۔ اور دلائل اور بھیڑ اور ہنگامہ اور تعداد کی کثرت کی وجہ سے صاحبین کے قول کے مطابق جائز ہونا چاہیئے۔ اس بارے میں دونوں طرف کے دلائل ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک دونوں کو ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھنے کی کل چھ شرطیں ہیں۔

۱۔ الْإِحْرَام بِالْحَجِّ۔ — حج کے احرام کی حالت میں ہونا۔

۲۔ الجَمَاعَةُ فِيهِمَا۔ — دونوں نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا۔

۳۔ الامامُ الاعظمُ او نائبُهُ فيهما۔ — دونوں نمازوں کو امام حج یا اس کے نائب کا جماعت سے پڑھانا۔

۴۔ تَقْدِيمُ الظُّهْرِ عَلَى الْعَصْرِ — ظہر کی نماز کو عصر پر مقدم کرنا۔

۵۔ الزَّمَانُ۔ — عرفات کے دن وقت عصر سے قبل زوال کے بعد ظہر کے وقت میں ہونا۔

۶۔ المَكَان۔ — میدانِ عرفات کے دائرہ اور حدود میں ہونا۔

یہ کل چھ شرطیں ہوئیں۔

---

[1] فان كان الامام مقيمًا اتمّ الصّلوٰة واتمّ معه المسافرون وان كان مسافرًا اقصر واتمّ المقيمون بلا قراءة فاذا سلّم قال لهم اتمّوا صلاتكم يا اهل مكة فانا قوم سفر الخ (غنیہ جدید ۱۵۰/ قدیم ۸۰/)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک میدانِ عرفات میں ظہر اور عصر دونوں کو ایک ساتھ جمع کر کے پڑھنے کیلئے مذکورہ چھ شرطیں سب لازم ہیں اگر انمیں سے ایک شرط بھی نہ ہوگی تو ان کے نزدیک جمع بین الصلوتین عرفات میں جائز نہیں۔

(غنیۃ المناسک نسخہ جدید/۱۵۱ تا/۵۳، نسخہ قدیم/۸۱)

اور حضرت امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے نزدیک عرفات میں جمع بین الصلوتین کے جائز ہونے کیلئے مذکورہ تمام شرطیں لازم نہیں۔ بلکہ صرف چار شرطیں لازم ہوتی ہیں یعنی۔ مکان، زمان، احرام، تقدیم الظہر علی العصر ہی لازم ہیں۔ باقی دو شرطیں لازم نہیں یعنی امام الحج اور جماعت لازم نہیں۔

لہٰذا حضرت امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اس اختلاف کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جو حجاج کرام سرکاری امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں گے ان کیلئے جمع بین الصلوتین جائز ہے اور جو حجاجِ کرام سرکاری امام کے ساتھ جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں ان کیلئے اپنے خیمے میں یا حدودِ عرفات میں کسی اور جگہ تنہا، یا جماعت کے ساتھ جمع بین الصلوتین جائز نہیں۔ اور اسکے برخلاف حضراتِ صاحبینؒ کے نزدیک اپنے اپنے خیمہ میں یا حدودِ عرفات میں کسی بھی جگہ جماعت کے ساتھ یا تنہا، نماز پڑھنے والوں کیلئے بھی جمع بین الصلوتین کرنا جائز ہے۔ اور بعد کے فقہاء احناف نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول کو راجح قرار دیا ہے۔ یہاں یہ بات بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اس اختلاف کی اصل بنیاد کیا ہے۔

شارحِ ھدایہ صاحبِ عنایہؒ نے اختلاف کی بنیاد یہ بتلائی ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عصر کو مقدم کر کے ظہر کے وقت میں پڑھنے کی بنیادی علت یہ ہے کہ امامِ حج کے ساتھ جماعت کی محافظت ہے۔ اور حضراتِ صاحبینؒ

کے نزدیک امتدادِ وقوف یعنی لمبے وقت تک وقوفِ عرفہ کیلئے موقع فراہم کرنا ہے اور یہ علت تمام حجاج کیلئے عام ہے۔ لہٰذا اہلِ خیمہ کیلئے جمع بین الصلوٰتین جائز ہوجائیگا۔

اس مسئلہ پر صاحبِ غنیۃ الناسک نے کافی تفصیل لکھنے کے بعد اخیر میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کی تائید میں یہ عبارت نقل فرمائی ہے۔

فجملۃ الشروط ستۃ والثلٰثۃ الاخیرۃ منہا متفق علیہا عندنا بخلاف ما قبلہا ولو فقد شرط منہا یصلی کل صلوٰۃ فی الخیمۃ علیحدۃ فی وقتہا بجماعۃ اوغیرھا الخ (غنیۃ الناسک جدید/۱۵۳، نسخہ قدیم/۸۱)

لہٰذا تمام شرطیں کُل چھ ہیں اور اخیر کی تین شرطوں پر ہمارے نزدیک سب کا اتفاق ہے بخلاف ما قبل کی تین شرطوں کے اور اگر ان شرائط میں سے ایک بھی مفقود ہوگی تو ہر ایک نماز کو خیموں میں اپنے اپنے وقت میں الگ الگ طور پر پڑھے چاہے جماعت کے ساتھ پڑھے یا تنہا تنہا۔

صاحبِ عنایہ نے ھدایہ کی شرح میں اختلاف کی بنیادی اصولوں کو کافی واضح الفاظ میں نقل فرمایا ہے کہ جواز جمع بین الصلوٰتین کی اصل علت وقوفِ عرفہ ہے اور وقوفِ عرفہ میں تمام حجاج یکساں اور برابر ہیں۔ صاحبینؒ اسی کو علت قرار دیتے ہیں اور امام صاحبؒ اصل علت امام حج کے ساتھ جماعت کو قرار دیتے ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے۔

من صلّی الظھر فی رحلہ ای فی منزلہ وحدہ صلّی العصر فی وقتہ عند ابی حنیفۃؒ وقالا المنفرد وغیرہ سیّان فی الجمع

جو ظہر کی نماز اپنے خیمہ اور قیامگاہ میں تنہا پڑھے گا وہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھے۔ اور صاحبین نے فرمایا کہ جمع

بَيْنَهُمَا وَمَبْنَى الِاخْتِلَافِ عَلَى اَنَّ تَقْدِيْمَ الْعَصْرِ عَلٰى وَقْتِهٖ لِاَجْلِ مُحَافَظَةِ الْجَمَاعَةِ اَوْ لِامْتِدَادِ الْوُقُوْفِ فَعِنْدَهٗ لِلْاَوَّلِ وَ عِنْدَهُمَا لِلثَّانِيْ لَهُمَا اَنَّ جَوَازَ الْجَمْعِ لِلْحَاجَةِ اِلٰى اِمْتِدَادِ الْوُقُوْفِ بِدَلِيْلِ اَنَّهٗ لَا جَمْعَ عَلٰى مَنْ لَيْسَ عَلَيْهِ الْوُقُوْفُ دُوْنَ الْحَاجِّ يَحْتَاجُ اِلَى الدُّعَاءِ فِيْ وَقْتِ الْوُقُوْفِ فَشُرِعَ الْجَمْعُ لِئَلَّا يَشْتَغِلَ عَنِ الدُّعَاءِ وَالْمُنْفَرِدُ وَغَيْرُهٗ فِيْ هٰذِهِ الْحَاجَةِ سَوَاءٌ فَيَسْتَوِيَانِ فِيْ جَوَازِ الْجَمْعِ الخ (عنایہ علی الہدایہ کوئٹہ ۲/۳۷۱ نسخہ جدیدہ بیروتی وزکریا دیوبند ۲/۴۸۲)

بین الصّلوٰتین میں منفرد اور غیر منفرد سب برابر ہیں۔ اور اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ عصر کو اپنے وقت پر مقدم کرنا جماعت کی محافظت کی وجہ سے ہے۔ یا امتداد الوقوف یعنی وقوفِ عرفات کیلئے طویل وقت فراہم کرنیکی وجہ سے ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پہلی علت کی وجہ سے ہے اور صاحبین کے نزدیک دوسری علت کی وجہ سے ہے اور صاحبینؒ کی دلیل یہ ہے کہ جس پر وقوف نہیں اس پر جمع بین الصّلوٰتین بھی نہیں، مگر حاجی وقوف کے وقت میں دعاء کا محتاج ہو جاتا ہے اسلئے جمع بین الصّلوٰتین مشروع ہوگی تاکہ دعاء سے ہٹ کر دوسرے امور میں مشغول نہ ہو، اور منفرد اور غیر منفرد سب اس ضرورت میں برابر ہیں لہٰذا دونوں جوازِ جمع میں بھی برابر ہونگے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں نقل فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جمع بین الصّلوٰتین کے جواز کی چھ شرطیں ہیں ① عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھنا۔ ② وقت ③ مکان ④ احرام بالحج ⑤ ایامِ حج اور امیر الحج کی معیت ⑥ جماعت ـــ اور حضراتِ صاحبینؒ کے نزدیک امام اور جماعت جمع بین الصّلوٰتین کے جواز کیلئے مشروط نہیں ـــ ملاحظہ فرمایئے ـــ

وَاِنْ لَمْ یُدْرِكِ الْجَمْعَ مَعَ الْاِمَامِ الْاَكْبَرِ فَاَرَادَ اَنْ یُصَلِّیَ وَحْدَهٗ فِیْ رَحْلِهٖ اَوْ بِجَمَاعَةٍ صَلّٰی كُلَّ صَلٰوةٍ فِیْ وَقْتِهَا عند ابی حنیفةؒ

اور اگر بڑے امام کیساتھ جمع بین الصلوٰتین نہ پاسکے پھر اپنے خیمہ اور قیامگاہ میں تنہا، نماز پڑھنا چاہے یا جماعت کے ساتھ تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہر ایک نماز کو اپنے اپنے وقت میں پڑھے۔

وقال ابو یوسف یجمع كما یفعل مَعَ الْاِمَامِ الْاَكْبَرِ وَالصَّحِیْحُ قول ابی حنیفة فالحاصلُ ان عند ابی حنیفة شرطُ جوازِ الْجَمْعِ بَیْنَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ فِیْ وقتِ الظهر یوم عرفة اِحْرام الحجّ والْاِمَام الاَكْبَر وَالجَمَاعة وَعِنْدَهُمَا اِحْرَام الْحَجِّ لاغیر وَفِی الْمَنَافِعِ وَاعْلَمْ اَنَّ مِنْ شَرْطِ الجمع الْوقت وَالْمَكَان وَالْاِحْرَام وَ الامَام وَالجَمَاعَة عِنْدَ ابی حنیفة وعِنْدَهُمَا الْاِمَام وَالْجَمَاعَة لَیْسَ بشرطٍ الخ

(تاتارخانیہ ۲/۴۵۳)

اور حضرت امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اسی طرح جمع بین الصلوٰتین کریگا جیساکہ بڑے امام کے ساتھ کی جاتی ہے۔
اور امام صاحب کا قول صحیح ہے تو حاصل یہ نکلا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ظہر و عصر کو ظہر کے درمیان وقت ظہر میں جمع کے جواز کی شرط عرفات کے دن حج کا احرام ہونا اور امام اکبر کا ہونا اور جماعت کا ہونا ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک صرف حج کا احرام ہونا لازم ہے اسکے علاوہ اور کچھ نہیں، اور منافع میں ہے اور خبردار ہوجاؤ، جمع بین الصلوٰتین کی شرائط میں وقت کا ہونا اور میدانِ عرفات کا ہونا اور احرام کا ہونا اور امام کا ہونا اور جماعت کا ہونا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک امام کا ہونا اور جماعت کا ہونا مشروط نہیں۔

اب ان تفصیلات سے حضرتِ امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا اختلاف اچھی طرح واضح ہوگیا اور دونوں طرف کے دَلائل بھی خوب واضح ہو گئے۔ کہ امام صاحبؒ کے نزدیک اہلِ خیمہ کیلئے جمع بینَ الصَّلوٰتین مشروع نہیں اور صَاحبین کے نزدیک مشروع ہے۔

متأخرین فقہاء نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول کو راجح قرار دیا ہے۔ اس لئے یہی کوشش کرنی چاہیئے کہ امامِ حج کے سَاتھ ہی دونوں نمازیں پڑھنے کا اہتمام کیا جائے۔ مگر آجکل کے زمانہ میں میدانِ عرفات میں تیسؔ چالیسؔ لاکھ مسلمانوں کا زبردست ہجوم ہوجاتا ہے اور تمام لوگوں کا ایک ساتھ امیرالحج کے پیچھے جماعت میں شامل ہوجانا کسی طرح ممکن نہیں۔ اسلئے مجبوری کی بناء پر حضراتِ صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے اہلِ خیمہ کیلئے بھی جمع بینَ الصَّلوٰتین کی گنجائش ہونی چاہیئے۔ اور جو لوگ امیرالحج کے ساتھ جماعت میں شرکت نہ کرسکیں وہ اپنے خیموں اور قیامگاہوں میں جمع بین الصّلوٰتین کرکے وقوف اور دُعاء میں مشغول ہوسکتے ہیں۔ ذمّہ دار علماءِ کرام سے اس مسئلہ پر غور کرنیکی گذارش ہے[1]۔ یہاں یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ جمع بین الصلوٰتین کی صورت میں شروع میں اور بعد میں کسی قِسم کی سنت یا نفل نماز مشروع نہیں بلکہ دونوں نمازوں کے بعد صرف دُعاء اور ذِکر اور تلاوت میں مشغول ہوجانا چاہیئے۔ واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وہو الموفق والمعین

---

[1] میرا اپنا تجربہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ہم نے خیمہ میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھی، پھر وقوف شروع کیا۔ جب عصر کا وقت ہوا تو وقوف ختم کرکے عصر باجماعت ادا کی۔ پھر وقوف شروع کیا۔ مگر جو کیفیت عصر سے پہلے حاصل تھی وہ لوٹ کر نہ آئی۔ بہت رونے کی صورت بھی بنائی مگر اس کا کچھ بھی حصہ لوٹ کر نہ آیا۔ پس میرے خیال میں صاحبین کے مسلک پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ۱۲
سعید احمد پالن پوری

عرفات میں سنن و نوافل

میدانِ عرفات میں ظہر و عصر دونوں نمازوں سے فارغ ہونیکے بعد پھر شام تک کسی قسم کی کوئی نماز مشروع نہیں ہے۔ اس لئے کہ عصر کی نماز کے بعد مغرب سے پہلے کسی قسم کی نفل نماز یا سُنتیں جائز نہیں ہیں۔ اس لئے کوئی حاجی وقوفِ عرفات کے دوران نفل نماز نہ پڑھے۔ (غنیہ ص۸۰) [۱]

وقوفِ عرفہ کا مسنون طریقہ

ظہر و عصر کی نماز سے فارغ ہونیکے بعد اگر ممکن ہو تو جبلِ رحمت کے قریب جاکر وقوف کریں۔ اور ایسی جگہ پر قیام کی کوشش کریں جہاں سے قبلہ کی طرف رُخ کرنے میں جبلِ رحمت سامنے ہو اور اپنی داہنی جانب ہو۔ اور اگر ایسی جگہ میسّر نہ ہو تو پورے عرفات میں کہیں بھی وقوف کر سکتے ہیں۔ اور دورانِ وقوف قبلہ کیطرف رُخ کر کے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاکر تکبیر، تہلیل، تسبیح، حمد و ثناء، اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف، استغفار اور تلبیہ پڑھتے ہوئے حضورِ قلبی کیساتھ اپنے لئے، اپنے ماں باپ کیلئے، اعزاء و اقارب دوست و احباب اور تمام مؤمنین و مؤمنات کیلئے رو رو کر دُعائیں مانگیں۔ اور اسی طریقہ پر دُعائیں بار بار مانگتے رہیں۔ (غنیہ ص۸۰) [۲]

(نوٹ) عرفات میں پڑھنے کی تمام دُعائیں کتاب کے آخر میں دُعاؤں کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ نیز ایضاح المناسک اور حج و عمرہ کا آسان طریقہ کے اخیر میں ہیں۔

---

[۱] ویکرہُ التّنفل بعد اداء العصر ولو فی وقت الظہر الخ غنیہ جدید/۱۵۰ قدیم/۸۰)

[۲] فالاِکثارُ من التلبیۃ والتکبیر والتہلیل والدّعاء والاستغفار وقراءۃ القرآن والصّلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ غنیہ جدید/۱۶۰ قدیم/۸۶)

نو ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں حجّاج کرام کا روزہ

نو ذی الحجہ کو غیر حاجی کیلئے روزہ رکھنا مستحب ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنے سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ (ترمذی شریف ص۱۵۷/۱) [1]

اور نویں ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں حجاجِ کرام کا روزہ نہ رکھنا افضل اور بہتر ہے۔ اسلئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی حجۃ الوداع میں اور خلفاءِ راشدین نے بھی عرفات کا روزہ نہیں رکھا [2]

مستفاد ترمذی ص۱۵۷/۱، نخب الافکار قلمی ص۲۸۱/۵، ایضاح الطحاوی ص۲۳۲/۳)

غروبِ شمس سے قبل حدودِ عرفات سے نکلنا

عرفات کے دن حجاج کیلئے غروبِ شمس سے قبل حدودِ عرفات سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی اتفاق سے حدودِ عرفات سے باہر نکل جاتا ہے تو غروب سے قبل لوٹ کر عرفات میں داخل ہوجانا واجب ہے۔ اور اگر کوئی شخص ازدحام اور بھیڑ کی وجہ سے آفتاب غروب ہونے سے قبل عرفات سے روانہ ہوجاتا ہے یا کسی اور عذر سے حدودِ عرفات سے باہر نکل جانیکے بعد غروب سے قبل ہی لوٹ کر عرفات میں داخل نہیں ہوتا ہے تو اس پر بطور کفارہ ایک بکرا یا دنبہ کی قربانی واجب ہوجائیگی۔ (مستفاد شامی کراچی ص۵۱۲/۲) [3]

---

[1] عن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال صیام یوم عرفۃ انی احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی بعدہ والسنۃ التی قبلہ۔ الحدیث۔ (ترمذی ۱۵۷/۱)

[2] عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم افطر بعرفۃ وارسلت الیہ ام الفضل بلبن فشرب۔ الحدیث (ترمذی ۱۵۷/۱)

[3] من امثلۃ لو جاوز عرفات قبل الغروب لندّ بعیرہ اولخوف الزحمۃ لزمہ دمٌ الخ (شامی کراچی ۵۱۲/۲)

فاذا وقف نھارًا و دفع قبل الغروب فان جاوز حدود عرفۃ بعد الغروب مع الامام او قبلہ لا شیٔ علیہ وان جاوز قبل الغروب فعلیہ دمٌ اماما کان او غیرہ الخ غنیہ جدید ۱۵۹/

لو افاض من عرفات لخوف الزحام وجاوز حدودھا قبل الغروب لزمہ دمٌ مالم یعد قبلہ الخ شامی کراچی ۵۱۲/۲)

مسجدِ نمرہ میں وقوف کا مسئلہ

اگر ظہر و عصر کی نماز کے بعد مسجدِ نمرہ کے اندر وقوف کرنا ہے تو اس بات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ مسجدِ نمرہ کا نصف حصّہ حُدودِ عرفات سے باہر ہے۔ اس حِصّہ پر وقوف کرنے سے وقوفِ عرفات کا فرض ادا نہ ہوگا۔ اور اس طویل عریض مسجد کے بیچ میں جگہ جگہ حُدودِ عرفات کا نشان اور حَد بندی کا بورڈ لگا ہوا ہے اور اس میں عربی فارسی اُردو اور انگریزی زبان میں لکھا ہوا ہے کہ وہاں سے قبلہ کی طرف کا حصّہ حُدودِ عرفات سے باہر ہے۔ اگر کوئی شخص اس حِصّہ میں وقوف کر کے شام کو اِدھر ہی سے نکل کر چلا جاتا ہے اور عرفات کی طرف کے حِصّہ میں نہیں پہونچا ہے تو اسکا حج ہی نہیں ہوگا۔ اس پر دوبارہ آئندہ سالوں میں حج کی قضاء کرنا واجب ہوگا۔ اور بہت سے لوگوں کو دیکھنے میں آتا ہے کہ امام سے قریب ہونے کی وجہ سے اس حِصّہ میں جاکر قیام کرتے ہیں ایسے لوگوں کا حج ہی خطرہ میں پڑجاتا ہے اسلئے اسکا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ [1]

وادیٔ عُرنہ میں وقوف

مسجدِ نمرہ سے متصلاً جانبِ قبلہ میں وادیٔ عُرنہ ہے جسکو بطنِ عُرنہ بھی کہتے ہیں اور خود مسجدِ نمرہ کا تقریباً نصف حِصّہ وادیٔ عرنہ میں شامل ہے جو حُدودِ عرفات سے خارج ہے۔ لہٰذا جو لوگ مسجدِ نمرہ کے اس حِصّہ میں داخل ہوکر اُدھر ہی سے نکل کر مزدلفہ کے لئے روانہ ہوجائیں گے انکا حج ہی نہیں ہوگا اور اسی طرح جو لوگ مسجدِ نمرہ کی جانبِ قبلہ میں اور مسجد سے باہر جانبِ قبلہ میں وادی کے کنارے میں یا وادی میں وقوف کرتے ہیں

---

[1] الثانی المکان وھو عرفات الا مسجد نمرۃ۔
(وقولہ) لیس من عرفات وادی عُرنۃ ولا نمرۃ ولا المسجد الذی یصلی فیہ الامام ھل ھذہ المواضع خارج عرفات علی طرفہا الغربی۔
(قولہ) مقام ھذا المسجد فی طرف وادی عرنۃ لا فی عرفات الخ غنیۃ جدید/۱۵۷)

پھر وہیں سے مزدلفہ کیلئے روانہ ہوجاتے ہیں انکا حج بھی نہیں ہوگا انکے اُوپر آئندہ سالوں میں دوبارہ حج کرنا لازم ہوجائیگا۔ [1]

زوال سے قبل وقوف صحیح نہیں

اگر کوئی شخص زوال سے قبل عرفات کی حُدود میں داخل ہوجائے پھر زوال سے قبل ہی عرفات سے واپس آجائے اور شام تک حرم شریف میں آکر طوافِ زیارت بھی کرلیتا ہے تو اسکا حج ہی صحیح نہ ہوگا اسلئے کہ اُس نے وقوفِ عرفہ کیا ہی نہیں۔ کیوں کہ وقوفِ عرفہ کا وقت زوال کے بعد ہی شروع ہوتا ہے۔ اس نے زوال کے وقت سے قبل وقوف کیا جو شرعًا معتبر نہیں [2]۔

رات میں وقوف

اگر کوئی شخص زوال کے بعد دن میں وقوف نہیں کرپایا اور عرفات میں داخل ہوتے ہوتے اتنی تاخیر ہوگئی کہ سورج غروب ہوگیا اور تمام حجاج عرفات سے نکل رہے ہوں یا نکل چکے ہوں اس کے بعد یہ شخص عرفات میں داخل ہوکر وقوف کرلیتا ہے تو ایسی صورت میں اسکا وقوف صحیح ہوجائیگا۔ اور رات میں وقوف کی وجہ سے اس پر کوئی کفارہ یا دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ [3] ہاں البتہ اگر دن میں زوال کے بعد وقوف کرلیا ہے پھر سورج غروب ہونے سے قبل عرفات سے نکل گیا ہے تو غروب سے قبل لوٹ کر عرفات میں داخل ہوجانا۔۔۔۔۔

---

[1] وعرفات کلها موقف الابطن عرنة لقوله علیه السّلام عرفات کلها موقف وارتفعوا عن بطن عرنة الخ (هدایة ۱/۲۲۶) لیس من عرفات وادی عرنة ولا نمرة ولا المسجد الذی یصلی فیه الامام بل هذه المواضع خارج عرفات علی طرفها الغربی (وقوله) مقدم هذا المسجد فی طرف وادی عرنة لا فی عرفات وأخره فی عرفات فمن وقف فی مقدم المسجد لم یصح وقوفه ومن وقف فی أخره صح وقوفه الخ غنیه /۱۵۷)

[2] الثالث الوقت واوله زوال الشمس یوم عرفة وأخره طلوع الفجر الثانی من یوم النحر الخ (غنیه جدید /۱۵۷)

[3] ان وقف جزءًا من النهار بعد الزوال دون اللیل کان علیه دمٌ (ای ان دفع قبل الغروب) وان وقف جزءًا من اللیل دون النهار لم یجب علیه دمٌ (اعلاء السنن کراچی ۱۰/۱۱۹) عمدة القاری قدیم ۱۰/۵) ان استدامة الوقوف الی غروب الشمس واجبة (الی قوله) وهذا الواجب انما هو فی حق من وقف نهارًا اما ان وقف لیلًا فلا شیء علیه اتفاقًا۔ (البحر الرائق کوئٹہ ۲/۲۳)

واجب ہے اور اگر غروب کے بعد لوٹ کر آئیگا تو دم دینا لازم ہو جائے گا۔ [1]

غروب کے بعد امیر الحج سے قبل عرفات سے نکلنا

غروب سے قبل عرفات سے نکلنا ہر حال میں موجب دم ہے۔ اور غروب کے بعد امیر الحج سے قبل نکلنا مکروہ ہے۔ مگر اس کی وجہ سے کوئی کفارہ واجب نہیں۔ [2] شامی میں امام کے بعد نکلنے کو واجب لکھا ہے [3] (مستفاد زبدۃ المناسک ص۱۶۱)

عرفات سے نکلنے میں افراتفری کا منظر

بہت سے لوگ سورج غروب ہونے سے کافی پہلے سے حدودِ عرفات کے گیٹ پر آکر بھیڑ لگا لیتے ہیں، اور پولیس والے سخت نگرانی کے ساتھ غروب تک راستہ میں روک لگائے ہوتے ہیں۔ سامنے کی طرف سے روک لگی ہوئی ہوتی ہے اور پیچھے کیطرف سے انسانوں کے سیلاب کا دباؤ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں بہت لوگ دونوں طرف کے دباؤ میں آکر غشی کھا کر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ بہت سوں کو ہسپتال لیجایا جاتا ہے، اور بہت سوں کیساتھ موت کا حادثہ بھی پیش آجاتا ہے۔ اسلئے اس وقت تک آپ اپنی جگہ بدستور دعاؤں اور رجوع الی اللہ اور خشوع وخضوع میں مشغول رہیں کہ جب تک سورج غروب ہونے کے بعد توپ کی آواز سنائی نہ دینے لگے اس وقت تک اپنی جگہ دعاؤں میں مشغول رہیں اور جب سورج غروب ہو جائے تو آپ اپنی جگہ سے

---

[1] وان جاوز قبل الغروب فعليه دم اماما كان اوغيره ولو كان يخاف الزحام لنحو عجز اومرض اوكانت امرأة تخاف الزحام فان لم يعد اوعاد بعد الغروب لايسقط عنه الدم الخ غنية جديد ۱۲۰) المسالک فی المناسک ۱/۵۲۶ -

[2] فان جاوز حدود عرفة بعد الغروب مع الامام اوقبله فلا شئ عليه الخ غنيه/۱۵۹)

[3] ومتابعة الامام فى الافاضة اى بان لايخرج من ارض عرفة الابعد شروع الامام فى الافاضة - شامى كراچى ۲/ ۵۰۴)

چلنا شروع کردیں۔ اور گیٹ تک پہونچتے پہونچتے انسانوں کا ریلا ختم ہوجائے گا۔
اور اطمینان وسکون کے ساتھ نکل کر دسیوں لاکھ اللہ کے مقبول بندوں کے ساتھ
پیدل خراماں خراماں چلتے ہوئے مزدلفہ کا راستہ طے فرمائیں۔ آپ کے دائیں سے بائیں
سے آگے سے بیسوں لاکھ فرزندانِ توحید نعرۂ تلبیہ اور نعرۂ تکبیر کی صدائیں بلند کرتے
ہوئے مزدلفہ کو چلتے ہوئے نظر آئیں گے اور پیدل چلنے میں گاڑی اور سواری کے
مقابلہ میں سہولت اور آسانی ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۲۱) مسائلِ مُزدلفہ

مزدلفہ کے راستہ میں نمازِ مغرب یا عشار پڑھنے سے وجوبِ اعادہ

عرفات کے دن حجاج کی مغرب وعشار کی نماز کا وقت مُزدلفہ پہنچنے کے بعد ہوتا ہے، اسلئے عرفات یا مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اگرچہ مغرب کا وقت نکل جاتا ہو۔ اور اگر کوئی یہ سمجھ کر مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھ لیتا ہے کہ وقت نکلا جارہا ہے تو اس پر مُزدلفہ آکر نمازِ مغرب کا اعادہ واجب ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مزدلفہ کے راستہ میں عشار کی نماز پڑھ لیتا ہے تو اس پر بھی مزدلفہ پہنچکر عشار کا اعادہ واجب ہے۔ [۱] (مستفاد درمختار کراچی ۲/۵۰۹)

اگر مزدلفہ عشار سے قبل پہنچ جائیں تو کیا کریں؟

عرفات کی شام کو مغرب وعشار دونوں کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ تو اس دن مغرب کا وقت بھی عشار کے وقت ہی سے شروع ہوتا ہے۔ اگر عشار کا وقت شروع ہونے سے قبل مُزدلفہ پہونچ جائے تو مغرب کی نماز اس وقت تک پڑھنا جائز نہیں ہے جب تک عشار کا وقت شروع نہ ہوجائے۔ لہٰذا اس دن مغرب اور عشار کی نماز کیلئے تین چیزیں لازم ہوتی ہیں۔

---

[۱] ولو صلی المغرب والعشاء فی الطریق او فی عرفات اعادہ للحدیث الصلوٰۃ امامک الخ
(شامی کراچی ۲/۵۰۹)

۱ الزمان: یعنی نویں اور دسویں ذی الحجہ کی درمیانی شب۔
۲ المکان: یعنی حُدودِ مزدلفہ کے اندر ہی ادا کرنا لازم ہے۔
۳ الوقت: یعنی عشاء کا وقت ہونا اور عشاء کا وقت شروع ہونے سے قبل مغرب بھی جائز نہیں۔ لہٰذا عشاء کے وقت سے قبل مزدلفہ پہونچ جائے تو مغرب کے لئے وقتِ عشاء کا انتظار کرنا لازم ہو جائیگا۔ اور عشاء کا وقت ہونے سے قبل مغرب پڑھنا جائز نہ ہوگا۔ [1]

طلوعِ فجر کے خطرہ سے مزدلفہ کے راستہ میں مغرب و عشاء

اگر عرفات سے مزدلفہ پہنچنے میں اِس قدر تاخیر ہوجائے کہ طلوعِ صبح صادق سے قبل مزدلفہ پہنچنے کا امکان باقی نہیں رہا تو ایسی صورت میں طلوعِ صبح صادق سے اتنی دیر قبل مزدلفہ کے راستہ میں مغرب وعشاء پڑھ لی جائے جتنے میں صبح صادق سے قبل اطمینان سے دونوں نمازیں پڑھ کر فارغ ہوسکتے ہیں [2]
(مستفاد تنویر الابصار مع الدر المختار ص ۵۰۹/۲)

---

[1] فتوقتنا بالزمان والمكان والوقت فالزمان ليلة النحر والمكان مزدلفة والوقت وقت العشاء حتى لو وصل الى مزدلفة قبل العشاء لم يصل المغرب حتى يدخل وقت العشاء الخ الدر المختار مع الشامي كراچی ۵۰۹/۲ مطبوعہ زکریا دیوبند ۵۲۶/۳)
حتى لو وصل الى مزدلفة قبل العشاء لا يصلي المغرب حتى يدخل وقت العشاء الخ
(غنية جديد /۱۶۴ قديم /۸۸)

[2] لو صلى المغرب والعشاء في الطريق او في عرفات اعادة ما لم يطلع الفجر فيعود الى الجواز وهذا اذا لم يخف طلوع الفجر في الطريق فان خافه صلاهما وتمامه في الشامية لانه لو لم يصلهما صارتا قضاءً الخ
(الدر المختار مع الشامي كراچی ۵۱۰/۲، غنية الناسک جديد /۱۶۴ قديم /۸۷ ... الخ
ولو ضل عن الطريق لا يصلي بل يؤخر الى ان يخاف طلوع الفجر فعند ذلك يصلي
(غنیہ جدید /۱۶۴، بدائع قدیم ۱۵۵/۲ جدید ۱۴۱/۳)

مزدلفہ میں مغرب و عشاء ایک ساتھ پڑھنا

نویں ذی الحجہ کو مغرب کی نماز عرفات اور مزدلفہ کے درمیان راستہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ مزدلفہ پہنچنے کے بعد ہی مغرب کی نماز پڑھنا واجب ہوتا ہے۔ اور امیر الحج ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ دونوں نمازوں کو عشاء کے وقت میں ایک ساتھ ادا کریگا۔ اور مغرب و عشاء کے درمیان کوئی سنت یا نفل جائز نہیں ہے اور اگر کوئی شخص امام کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکے تو اپنی قیامگاہ میں اپنی سہولت کے مطابق دونوں نمازیں ادا کرلے۔ [1] (ہندیہ ص۲۳۰ ج۱)

مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی سنت و وتر بعد میں پڑھنا

مزدلفہ میں عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ایک ساتھ لگاتار پڑھنے کے بعد ہی مغرب کی سنت اور عشاء کی سنت پڑھی جائے اور اس کے بعد وتر کی نماز پڑھی جائے۔ لہٰذا اگر مغرب کی نماز کے بعد سنت پڑھنے لگے، اس کے بعد عشاء پڑھیگا تو پھر عشاء کی نماز کے لئے الگ سے اقامت کہنا بھی مسنون ہوگا [2]

عرفات اور مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کا فرق

عرفات اور مزدلفہ دونوں میں دو دو نمازوں کو

---

[1] فاذا دخل وقت العشاء یؤذّن المؤذّن ویُقیم فیُصلّی الإمامُ بهم صلوٰة المغرب فی وقت العشاء ثم یُصلّی بهم صلوٰة العشاء باذانٍ واقامةٍ واحدةٍ فی قول اصحابنا الثلثة ولا یتطوع بینهما الخ هندیه کوئٹه ۲۳۰/۱)

[2] ویُصلّی سُنّة المغرب والعشاء والوتر بعدهما الخ غنیة جدید /۱۴۶ قدیم /۸۸ ولوتطوع بینهما او اشتغل بشیء اعاد الاقامة الخ هندیة ۲۳۰/۱)

ایک ساتھ جمع کر کے پڑھنے کا حکم ہے۔ مگر دونوں جگہ جمع کر کے اکٹھا پڑھنے میں پانچ باتوں کا فرق ہے۔

۱ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ جمع کر کے عشاء کے وقت پڑھنا واجب ہے۔ اور عرفات میں ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں ایک ساتھ جمع کر کے پڑھنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔

۲ مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے میں امیر الحج اور امام الحج کے پیچھے اقتداء لازم نہیں لیکن عرفات میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک امیر الحج کے پیچھے اقتداء لازم ہے۔

۳ مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھنے کے لئے جماعت لازم نہیں بلکہ تنہا پڑھنے میں بھی جمع جائز ہے، اور عرفات میں جمع کیلئے جماعت کے ساتھ پڑھنا لازم ہے۔

۴ مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھنے میں صرف ایک اذان اور ایک ہی اقامت کافی ہے۔ اور عرفات میں ایک اذان اور دو اقامت سب کے نزدیک مسنون ہے۔ [۱]

۵ عرفات میں خطبہ مسنون ہے اور مزدلفہ میں خطبہ مسنون نہیں۔ [۲]

مزدلفہ میں رات گذارنا

مزدلفہ میں طلوعِ صبح تک رات گذارنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ لہٰذا اگر پوری رات کہیں گذار دے اور صبح صادق کے وقت مزدلفہ پہونچ جائے تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں، لیکن اگر ایسا بالقصد کیا ہے تو ترکِ سنت اور کراہت کا ارتکاب ہوگا۔ اور اگر مجبوری میں مزدلفہ نہیں پہونچ پایا ہے تو خلافِ سنت اور کراہت بھی نہیں [۲]

---

[۱] ویفارق هذا الجمع جمع عرفة من وجوه الاول ان هذا الجمع واجب بخلاف الجمع بعرفة فانه سنة او مستحب الثانی لایشترط فیه السلطان ولا نائبه الثالث لایشترط فیه الجماعة الرابع انه لا تسن الخطبة الخامس انه باقامة واحدة عن اکثر اصحاب المذهب بخلاف الجمع بعرفة فانه باقامتین اتفاقا الخ
(غنیہ جدید/ ۱۶۵ قدیم / ۸۸)

[۲] واذا فرغ من العشاء یبیت بمزدلفة والبیتوتة بها الی الفجر سنة مؤکدة عندنا الخ
(غنیہ جدید/ ۱۶۵ قدیم / ۸۸)

مزدلفہ پہنچنے سے قبل سورج طلوع ہوگیا

اگر عرفات سے مزدلفہ پہونچنے سے قبل سورج طلوع ہوجائے تو اسکے بعد سے وقوف مزدلفہ معاف ہوجائیگا۔ کیونکہ بعض دفعہ گاڑیوں کا جام اس قدر سخت ہوجاتا ہے کہ پوری رات اسی حالت میں گذرجاتی ہے اور گاڑیاں وہیں کی وہیں کھڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ حجاجِ کرام بے قرار اور بے چین رہتے ہیں۔ اسمیں حجاجِ کرام کی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوتی اسلئے ایسے اعذار میں وقوفِ مزدلفہ ترک ہوجانیکی وجہ سے کسی قسم کا دم اور کفارہ واجب نہ ہوگا اسلئے کہ غیر اختیاری عُذر ہے جسکی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ معاف ہے۔ [1]

مزدلفہ پہونچنے سے پہلے راستہ میں مزدلفہ سمجھکر سورج طلوع ہونے تک قیام کرلیا

عرفات سے واپسی میں لاکھوں انسان ایک ساتھ پیدل آتے ہیں بہت سے لوگ مزدلفہ پہونچنے سے قبل ہی راستہ میں بیٹھ جاتے ہیں اور مغرب و عشاء وہیں پڑھنے لگتے ہیں، ایسی افراتفری میں بعض دفعہ بہت سے لوگ ناواقفیت سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بھی مزدلفہ ہے وہیں قیام کرلیتے ہیں۔ اب جب صبح کو وہاں سے روانہ ہوتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ابھی تک تو مزدلفہ ہی نہیں پہونچ پائے تو ایسی صورت میں اگر طلوعِ شمس سے قبل مزدلفہ کی حدود میں داخل ہوجائیں گے تو وقوفِ مزدلفہ کا وجوب ادا

---

[1] واما ترك الواجبات بعذر فلاشئ فيه ثم مرادهم بالعذر ما يكون من الله تعالى فلو كان من العباد فليس بعذر۔
(وقوله) فاذا منعه خوف الزحام فانه من الله تعالى فلاشئ عليه الخ غنيه جديد /۲۳۹، قديم/۱۲۸ وكذا كل واجب اذا تركه بعذر فلاشئ عليه الخ
(شامی کراچی ۲/۵۱۲)

ہوجائیگا۔ اور اگر سورج طلوع ہوجانے کے بعد حُدودِ مزدلفہ میں داخل ہوتے ہیں تو ان پر ترکِ واجب کا دم دینا واجب ہوگا۔ کیونکہ انسانوں کا اتنا بڑا مجمع اور ہجوم میں کسی سے بھی حدودِ مزدلفہ معلوم کی جا سکتی تھی، قدم قدم پر جان کار افراد مل سکتے ہیں، اسلئے نا واقفیت یہ عذرِ غیر اختیاری نہیں ہے۔ اور نہ من جانب اللہ عذر ہے۔ بلکہ محض اپنی غفلت ہے [۱] اور مناسکِ حج میں ناواقفیت غیر اختیاری اعذار میں شامل نہیں ہوتی۔ اسلئے دم واجب ہے۔

مزدلفہ چھوڑ کر منیٰ یا حرم شریف جاکر رات گذاری

بہت سے لوگ معلم کی گاڑی سے رات ہی میں حرم شریف پہنچ جاتے ہیں، اور رات ہی میں طواف کر لیتے ہیں اور وقوفِ مزدلفہ ترک کر دیتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے لوگ وقوفِ مزدلفہ کو اہمیت نہیں دیتے اور رات ہی میں منیٰ پہنچکر رات گذارتے ہیں تو ایسے لوگوں پر وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینے کی وجہ سے ترکِ واجب کا دم دینا لازم ہوجائیگا۔ [۲] اور اس رات میں طوافِ زیارت صحیح نہیں ہوتا۔ اس کا اعادہ لازم ہوجاتا ہے۔ [۳]

عرفات سے بجائے مزدلفہ کے دوسرے راستہ سے منیٰ یا مکہ پہنچ گیا تو کیا کریں؟

اگر کوئی مزدلفہ کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرلے، اور دوسرے راستہ سے مکۃ المکرمہ یا منیٰ یا عزیزیہ یا کسی اور جگہ پہنچ گیا تو مغرب کی نماز کا کیا ہوگا۔ تو اس بارے میں حکمِ شرعی یہ ہے کہ مغرب کی نماز مزدلفہ پہنچنے کے بعد پڑھنا اسوقت واجب

---

[۱] مرادهم بالعذر ما يكون من الله تعالى فلو كان من العباد فليس بعذر۔ (وقوله) وكذا لو منعه العدو من الوقوف بمزدلفة مثلاً فعليه دم الخ (غنیہ جدید /۲۳۹ قدیم ۱۲۸) ويستوى فى وجوب الجزاء الرجل والمرأة اذا كانت الجناية تعمتها ولا فرق فيه بينهما اذا ارتكب المحظور ذاكراً او ناسياً عالماً او جاهلاً طائعاً او مكرهاً الخ غنیہ جدید ۲۴۲)

[۲] ولو ترك الوقوف بها فدفع ليلاً فعليه دم الخ غنیہ جدید /۱۷۶ قدیم /۸۸ [۳] وطواف الزيارة اول وقته بعد طلوع الفجر يوم النحر وتحته فى الشامية فلا يصح قبله الخ شامی کراچی ۲/۵۱۸ بدائع ۲/۱۳۲)

ہوتا ہے کہ جب عرفات سے مزدلفہ کے راستہ کو چلیں اور اگر دوسرا راستہ اختیار کرلیا ہے جس سے مزدلفہ نہیں پہونچ سکتا تو مغرب کی نماز کو اپنے وقت میں دستور کے مطابق پڑھنا جائز ہے۔ لہٰذا اگر مکۃ المکرمہ کا راستہ اختیار کرلیا ہے تو اس کے راستہ میں پڑھنا اور مغرب کے وقت کے اندر پڑھنا دونوں جائز ہے۔ عشار کے وقت کا انتظار لازم نہیں۔ اور اسی طرح اگر عزیزیہ کیطرف سے منیٰ پہونچ گیا ہے تب بھی راستہ میں پڑھنا اور عشار کے وقت سے پہلے پڑھنا بھی جائز ہے۔ [1]

اگر دوسرا راستہ بالقصد اختیار کیا ہے تو گنہگار بھی ہوگا۔ اور اگر غیر اختیاری طور پر راستہ بھول کر بھٹک گیا ہے تو گنہگار نہ ہوگا۔ نیز یہ مسئلہ بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اگر دوسرا راستہ اختیار کرکے مکۃ المکرمہ یا منیٰ یا عزیزیہ وغیرہ میں رات گذارلی اور صبح صادق تک پہونچ کر سورج طلوع ہونے سے قبل وقوف کرلیا ہے تو اس پر کسی قسم کا دم یا کفارہ وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ اور اگر سورج طلوع ہونے سے قبل مزدلفہ نہیں پہونچ سکا یا مزدلفہ گیا ہی نہیں تو اس پر وقوف مزدلفہ ترک کرنیکی وجہ سے ایک دم دینا لازم ہوجائیگا اسلئے کہ یہ منجانب اللہ غیر اختیاری عذر میں شامل نہیں۔ [2]

---

[1] ولو خشی طلوع الفجر قبل ان یصل الی المزدلفۃ او ذہب الی منیٰ من غیر طریق المزدلفۃ او بات فی عرفات صلّاہا حیث ہو فی اوقاتہما۔
(وقولہ) وان لم یفض الیہا بل توجہ من طریق اٰخر الی مکۃ صحت الخ۔
غنیہ جدید / ۱۲۴ قدیم / ۸۸)
اما اذا ذہب الی مکۃ من غیر طریق المزدلفۃ جاز لہ ان یصلی المغرب فی الطریق بلا توقف فی ذٰلک الخ شامی کراچی ۲/ ۵۰۹)

[2] ثم مرادہم بالعذر ما یکون من اللّٰہ تعالیٰ فلو کان من العباد فلیس بعذر۔
(الی قولہ) فلو منعہ العدو من الوقوف بمزدلفۃ مثلاً فعلیہ دم۔
(غنیہ جدید / ۲۳۶ قدیم / ۱۲۸)
ولو فاتہ الوقوف بمزدلفۃ باحصار فعلیہ دم من ان ہٰذا عذر من جانب المخلوق فلا یؤثر الخ شامی کراچی ۲/ ۵۱۲)

اگر کوئی غیراختیاری طور پر اخیر رات میں عرفات پہنچ پایا پھر مزدلفہ طلوعِ شمس کے بعد پہنچ پایا تو کیا حکم؟

اگر کوئی شخص دُور دَراز علاقہ سے مکۃ المکرمہ ہی دیر میں پہونچا، پھر وہاں سے عرفات پہونچتے پہونچتے نویں ذی الحجہ کا پورا دن گذر کر اخیر رات میں عرفات پہونچ پایا۔ پھر وہاں سے چلکر مزدلفہ پہونچتے پہونچتے سُورج طلوع ہوگیا تو ایسی صورت میں غیر اختیاری طور پر دو واجب اس سے فوت ہوگئے۔

۱ دن میں زوال کے بعد سُورج غروب ہوجانے تک وقوفِ عرفہ کرنا واجب ہے، وہ اس سے فوت ہوگیا۔

۲ رات گذرنے کے بعد صبح صادق کے بعد سُورج طلوع ہونے سے قبل وقوفِ مزدلفہ کرنا واجب ہے، وہ بھی اس سے فوت ہوگیا تو ایسی صورت میں وہ کیا کرے؟ اور اس پر شریعت کا کیا حکم لاگو ہوگا۔ تو اسکا حکم شرعی یہی ہے کہ اگر ایسے اعذار کیوجہ سے واجب فوت ہوجائے جو اختیاری ہو یا منجانبِ انسان ہو تو فوتِ واجب کا دم دینا لازم ہوتا ہے اور اگر ایسے اعذار کی وجہ سے واجب فوت ہوجائے جو غیر اختیاری ہو یا منجانب اللہ ہو تو فوتِ واجب کا دم دینا لازم نہیں ہوتا۔ اور مذکورہ دونوں واجب غیر اختیاری اعذار کی وجہ سے ہی فوت ہوگئے ہیں اسکی طرف سے کوئی کمی اور غفلت نہیں ہوئی اسلئے اس شخص کے اُوپر سے دونوں واجب معاف ہوجائیں گے، اور کوئی دم لازم نہ ہوگا۔[۱]

---

[۱] اما من لم یمکنہ ھذا الوقوف بان ادرک الوقوف بعرفۃ فی آخر وقتہ فلم یمکنہ الوصول الی مزدلفۃ قبل طلوع الشمس فینبغی ان یسقط عنہ بلا شیء کما سقط عنہ وقوف عرفۃ نھارًا ولم اَرَ من تعرض لذلک ولکنہ قیاس ظاھر لا ینکرہ ماھر لان علیٰ واحد منھما واجب وعذرھما واحد الخ (غنیہ جدید/۱۶۶ قدیم/۸۹)

بھیڑ اور مرض یا حادثہ کے عُذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ ترک ہو جانا

اگر عرفات سے مزدلفہ آتے وقت راستہ میں ایسے اعذار پیش آجائیں جن کی وجہ سے طلوعِ شمس تک مزدلفہ نہ پہنچ سکے، اور وہ اعذار بھی اپنی طاقت سے باہر غیر اختیاری ہوں، تو ایسے غیر اختیاری اعذار کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ ذمّہ سے ساقط ہو جاتا ہے، اور دم وغیرہ کوئی کفارہ بھی واجب نہیں ہوتا۔ مثلاً اِمسال ۱۴۲۶ھ کو لاکھوں انسان پہلے جاکر مزدلفہ کے ابتدائی حصّہ میں پہنچکر راستہ میں بیٹھکر پڑاؤ ڈالدیئے، اور تھوڑی دیر میں مزدلفہ کے ابتدائی حصّہ میں انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کا جام لگ گیا، اور عرفات کی طرف سے بدستور سیلاب کی طرح انسانوں کے آنے کا سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجہ میں ہزاروں لاکھوں حجاج کرام کوشش کے باوجود صبح تک مزدلفہ کی حُدود میں داخل نہیں ہو سکے۔ بلکہ مزدلفہ کی حُدود سے کافی دور پہلے خارج مزدلفہ میں رات گذارنا پڑ گیا۔ بعض احباب رات کے ڈیڑھ بجے، بعض ڈھائی بجے، بعض چار بجے فون سے مسئلہ معلوم کرنے لگے کہ ہم کیا کریں، ابھی تک مغرب وعشاء کی نماز نہیں پڑھ سکے۔ اور مزدلفہ میں داخل ہونا کسی طرح ممکن نہیں، کہ راستہ میں انسانوں کا سمندر بیٹھا ہوا ہے اسکو عبور کرکے پار کرجانا کسی کے بس کی بات نہیں۔ ایسے نازک حالات میں حکمِ شرعی کے لحاظ سے لوگوں کی تین قسمیں ہو گئیں۔

۱۔ وہ لوگ جو بیچ راستہ میں بیٹھ کر لوگوں کا راستہ بند کر رکھے ہیں۔ ایسے لوگ سخت گناہ کے مرتکب ہوں گے۔[1]

---

[1] اذا اتی مزدلفۃ ینزل حیث شاء عن یمین الطریق او عن یسارہ ولا ینزل علی قارعۃ الطریق ولا فی وادی محسر (وقولہ) وانما لا ینزل علی الطریق لانہ یمنع الناس عن الجواز فیتأذون بہ الخ بدائع قدیم ۲/۱۵۲ جدید ۲/۱۳۸)

۲ وہ لوگ جو کوشش کے باوجود راستہ میں بیٹھے انسانوں کا سمندر عبور کر کے مزدلفہ کی حدود میں داخل نہ ہو سکیں ان کے لیے مغرب وعشاء طلوعِ فجر سے قبل پڑھنے کی اجازت ہے۔ اور اگر طلوعِ شمس تک مزدلفہ میں داخل نہ ہو سکے تو ان سے وقوفِ مزدلفہ معاف اور ساقط ہو جائیگا۔ اور ان پر کوئی دم وکفارہ بھی لازم نہ ہوگا۔ اسی طرح غیر اختیاری حادثہ کا شکار ہو جائے یا ایسے مرض کا شکار ہو جائے جس کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ نہ کر سکے تو ان سب سے وقوفِ مزدلفہ ساقط ہو جاتا ہے۔ [۱]

۳ وہ لوگ جو عرفات سے بعد میں آئے، اور دُور دُور تک لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر یہ سمجھنے لگے کہ یہ مزدلفہ ہی ہے جس میں لوگ بیٹھ کر رات گذار رہے ہیں۔ لہٰذا یہ لوگ بھی اس گمان میں یہیں پڑاؤ ڈال دیں کہ یہی مزدلفہ ہے، اور کسی سے معلوم نہیں کیا کہ یہ مزدلفہ ہے یا نہیں؟ حالانکہ مزدلفہ میں کسی بھی طرف سے داخل ہو جائے تو حدودِ مزدلفہ کا بورڈ ضرور نظر آجاتا ہے۔ اور ان لوگوں نے نہ حدودِ مزدلفہ کا بورڈ دیکھنے کی کوشش کی اور نہ ہی لاکھوں انسانوں میں سے کسی سے معلوم کیا، بلکہ صرف راستہ میں بیٹھے مجمع کو دیکھ کر مزدلفہ سمجھ لیا، اور صبح تک اطمینان سے وہیں گذار دیا۔ جب صبح کو وہاں سے روانہ ہونے لگے اور چلتے چلتے سامنے کو مزدلفہ کا بورڈ دکھائی دینے لگا تب فکر سوار ہوئی

---

[۱] ثم وقف بمزدلفة ووقته من طلوع الفجر الى طلوع الشمس ولو مارًّا كما في عرفة لكن لو تركه بعذر كزحمة بمزدلفة لاشئ عليه۔
وقوله في الشامية الا اذا كان بعلة او ضعف او يكون امرأة تخاف الزحام فلا شئ عليه الخ شامي كراچی ۲/۵۱۱)

کہ ہم تو ابھی تک مزدلفہ ہی میں داخل نہیں ہوئے۔ اور حُدودِ مزدلفہ میں داخل ہونے سے قبل سُورج طلوع ہوگیا تو ایسے لوگوں کا عذر شرعًا غیر اختیاری عُذر نہیں ہے۔ بلکہ ان کی طرف سے لاپرواہی اور غفلت ہے۔ اسلئے ان پر وقوفِ مزدلفہ ترک کردینے کا دم لازم ہوجائیگا۔ [1]

ہاں البتہ اگر دوسرے نمبر کے لوگوں کی طرح حُدودِ مزدلفہ میں داخل ہونے کی کوشش آخر تک جاری رکھے ہوتے تو غیر اختیاری معذور شمار ہوجاتے اور دم ساقط ہوجاتا۔ مگر ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا۔

لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَاشَرِیْکَ لَکَ۔

اَللّٰهُ اَكْبَر كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

---

[1] واما ترك الواجبات بعذرٍ فلا شيئ فيه ثم مرادهم بالعذر ما يكون من الله تعالىٰ فلو كان من العباد فليس بعذرٍ (غنية جديد ۲۳۲)

عُذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ ترک کردینا

اگر مزدلفہ میں سخت بھیڑ اور اِزدحام ہو جاتے یا جمرۂ عقبہ کی رمی میں سخت ازدحام کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں کمزور عورتوں اور ضعیف مَردوں کیلئے وقوفِ مزدلفہ ترک کردینے کی گنجائش ہے۔ اور اُن پر کوئی فدیہ یا دم بھی لازم نہ ہوگا۔ (مستفاد شامی کراچی ص۵۱۱ ج۲) ۔ نیز اگر اِزدحام کی وجہ سے مزدلفہ پہونچتے پہونچتے سُورج طلوع ہو جائے تو وقوفِ مزدلفہ فوت ہونیکا فدیہ لازم نہ ہوگا۔

اور اِزدحام کے خطرہ سے سَرکارِ دوعالم صَلّی اللہ علیہ وسلّم نے حجۃُ الوداع میں اسکی اجازت دی ہے۔ (مسلم شریف ص۴۱۸ ج۱) [1]

مگر جنہوں نے منیٰ میں اِزدحام سے قبل رمی کرنیکی غرض سے وقوفِ مُزدلفہ ترک کردیا ہے ان کی طرف سے رمیِ جمرات میں نیابت جائز نہیں ہوگی۔ لہٰذا اگر از خود رَمی نہیں کریگا تو فدیہ دینا لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ص۱۰۱)

وقوفِ مزدلفہ کا وقت

وقوفِ مُزدلفہ کا وقت یوم النحر یعنی دسٌویں ذی الحجہّ کو طلوعِ صبح صادق اور طلوعِ شمس کے درمیان کا وقت ہے۔ لہٰذا اگر کوئی طلوعِ صبح صادق سے قبل یا طلوعِ شمس کے بعد مزدلفہ میں وقوف کریگا۔ تو اس کا وقوف حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صحیح

---

[1] کانت سودۃ امْرأۃً ضخمۃً ثبطۃً فاستاذنت رَسُوْل اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ان تفیض من جمع بلیْلٍ فاذن لہا الخ مسلم شریف ۱/۴۱۸
نکن لو ترکہ بعذرٍ کزحمۃ بمزدلفۃ لاشئ علیہ الخ وتمتہ فی الشامی اذا کان لعلۃ او ضعف او یکون امرأۃ تخاف الزحام فلا شئ علیہ الخ
(شامی کراچی ۲/۵۱۱)

نہ ہوگا۔ (مستفاد شامی کراچی ص۲/۵۱۱) [۱]

اور اس پر وقوفِ مزدلفہ کے ترک کی وجہ سے جرمانہ میں ایک بکرا یا دُنبہ کی قربانی واجب ہوجائے گی۔ (مستفاد تاتارخانیہ ص۲/۴۵۹) [۲]

اور نمازِ فجر کے بعد تکبیر، تہلیل، تلبیہ پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کے ساتھ وقوف میں مُرادیں مانگے۔ یہاں بھی دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔

بلاعذر وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے پر دَم

وقوفِ مزدلفہ حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ چاروں اماموں کے نزدیک واجب ہے۔ اس کو بلاعذر ترک کردینے سے ان سب کے نزدیک دَم واجب ہوجاتا ہے۔ (مستفاد ایضاح الطحاوی ص۲/۵۰۵)۔

مزدلفہ سے روانگی کا مسنون طریقہ

مزدلفہ میں وقوف کے بعد روانگی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سُورج طلوع ہونے سے ذرا پہلے اپنی جگہ سے روانہ ہوجائے اور منیٰ پہونچنے سے قبل سُورج طلوع ہوجائے یا منیٰ پہونچنے کے بعد طلوع ہوجائے، دونوں صورتوں میں سنت کے مطابق عمل ہوگا بشرطیکہ اپنی جگہ سے سُورج طلوع ہونے سے قبل چلنا شروع کیا گیا ہو۔ [۳]

---

[۱] اول وقته طلوع الفجر الثاني من يوم النحر وآخره طلوع الشمس منه فمن وقف بها قبل طلوع الفجر أو بعد طلوع الشمس لا يعتد به وقدر الواجب منه ساعة ولو لطيفة وقدر السنة امتداد الوقوف الى الاسفار جداً الخ شامی کراچی ۲/۵۱۱، غنیہ جدید/۱۶۶)

[۲] حضرت امام مالکؒ کے نزدیک رات سے طلوعِ شمس تک کسی بھی وقت مزدلفہ آتا ہو تو دم لازم نہیں۔ حضرت امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک اگر نصف لیل سے قبل منیٰ کے لئے روانہ ہوجائے تو دم لازم ہے۔ اور نصف لیل کے بعد روانہ ہوتا ہے تو لازم نہیں ہے۔ (مستفاد ایضاح الطحاوی ۲/۵۰۵، المغنی لابن قدامہ ۳/۲۱۵)

[۳] وهذا الوقوف من الواجبات عندنا وليس بركن حتى لو تركه اصلاً يلزمه الدم ولكن يجزيه الحج الخ (تاتارخانیہ ۲/۴۵۹) الوقوف بمزدلفة واجب عندنا لا سنة (وقوله) فلو ترك الوقوف بها فدفع ليلاً فعليه دم الا اذا كان لعذر الخ (غنیہ جدید/۱۶۶)

[۴] فاذا اسفر جداً فالسنة ان يفيض مع الامام من المشعر الحرام قبل طلوع الشمس خارجاً من المزدلفة قبل طلوعها او بعده الخ غنیہ جدید/۱۶۷ قدیم/۹۰)

مزدلفہ سے منیٰ کو جانے کے لئے بہتر راستہ

مزدلفہ سے منیٰ کو جانے کیلئے متعدد راستے ہیں، اگر ممکن ہو تو نیچ کے درمیانی راستہ کو اختیار کرنا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ وہ وہی راستہ ہے جو سیدھا جمرات کو پہنچ رہا ہے۔ اور اس راستہ پر جگہ جگہ طریق الشاۃ لکھا ہے۔[1]

مزدلفہ سے کنکریاں لیکر چلنا

مزدلفہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے راستہ سے جمرۂ عقبہ کی رمی کیلئے سات کنکریاں لینا مستحب ہے کیونکہ منیٰ پہنچنے کے بعد وہاں ہی میں کنکریاں اٹھانے میں پریشانی ہو سکتی ہے۔ اسکی تفصیل مسائل منیٰ میں بعنوان "کنکریاں کہاں سے لیں" کے تحت موجود ہے۔

اور منیٰ پہنچنے کے بعد سب سے پہلا کام جمرۂ عقبہ کی رمی ہے۔ اور راستہ میں بلند آواز سے تلبیہ اور تکبیر، تہلیل پڑھتے ہوئے اور دعائیں کرتے ہوئے جمرۂ عقبہ کے پاس پہنچکر پہلی کنکری مارنے کے ساتھ ساتھ تلبیہ ختم کر دی جائے۔[2]

افعالِ حج میں ترتیب

افعالِ حج میں سے یوم النحر میں (۱) جمرۂ عقبہ کی رمی، (۲) قارن یا متمتع کی قربانی (۳) حلق (۴) طواف زیارت۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان افعال کو علی الترتیب ادا کرنا صحیح روایات سے ثابت ہے۔ لہٰذا تمام امت کے نزدیک ان افعال کو اسی ترتیب سے ادا کرنا درجۂ سنت سے نیچے نہیں ہے۔ نیز اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ طوافِ زیارت کو ترتیب میں باقی رکھنا مسنون ہے، کسی کے نزدیک واجب نہیں ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ طوافِ زیارت کے علاوہ باقی امورِ ثلاثہ میں ترتیب واجب ہے یا نہیں؟ اور ترتیب پلٹ جانے کی وجہ سے دم واجب ہوگا یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ترتیب پلٹنے کی دو صورتیں ہیں (۱) عمداً ترتیب بدل دی جائے۔

---

[1] ثم خرج الی منیٰ سالکاً الطریق الوسطیٰ التی تخرج الی العقبۃ ان تکن فیہ زحمۃ الخ غنیۃ جدید/ ۱۶۸

[2] ویستحب ان یرفع من المزدلفۃ او قارعۃ الطریق سبع حصیات کحصی الخذف الخ (غنیہ جدید/ ۱۶۸) عن الفضل بن عباس قال اردفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جمع الی منیٰ فلم یزل یلبی حتی رمی جمرۃ العقبۃ۔ الحدیث (ترمذی شریف ۱/ ۱۸۵)

(۲) ناواقفیت سے یا نسیاناً بدل جائے۔ دونوں کی الگ الگ تفصیل یہ ہے۔

عمداً ترتیب بدل دینا

اگر بالقصد جان بوجھ کر اُمورِ ثلاثہ کی ترتیب بدل دی ہے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک، نیز امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی ایک روایت کے مطابق اس پر ایک دم واجب ہوجائیگا۔ مگر حضرت امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور امام مالکؒ کے مشہور قول کے مطابق، نیز حضرت امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے نزدیک اس پر دم واجب نہ ہوگا۔ اسلئے کہ ترتیب ان سب کے نزدیک سُنت ہے۔ اور ترکِ سنت کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوتا۔ نیز حضرت ابن عباسؓ کی جس روایت سے امام ابوحنیفہؒ نے استدلال فرمایا ہے وہ روایت ضعیف ہے۔ علامہ بدرُالدین عینیؒ طحاوی کی شرح نخبُ الافکار قلمی ۵/۸۱ میں ولایصح ذلک عنه فرما کر ابن عباسؓ کے اس اثر کو ضعیف قرار دیا ہے جس سے وجوبِ دَم کا ثبوت ہوتا ہے۔ [۳]

ناواقفیت سے ترتیب بدل دینا

اگر مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے یا بھول اور نسیان کی وجہ سے ترتیب بدل دی ہے تب بھی حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قولِ مشہور کے مطابق دم واجب ہوجاتا ہے، جیساکہ عام کتبِ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول ملتا ہے۔ مگر امام محمد بن حسن الشیبانیؒ نے کتاب الحجہ علیٰ اہل المدینہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول صراحت کے ساتھ نقل فرمایا ہے کہ اگر بھول یا نسیان یا ناواقفیت کی وجہ سے ترتیب بدل گئی ہے، تو اس پر دم واجب نہیں ہوتا۔ نیز اسکے نیچے تعلیق میں حضرت العلامہ مفتی سید مہدی حسن صاحبؒ نے یہ نقل فرمایا ہے کہ ان تمام احادیث شریفہ کا مدار جن سے وجوبِ دم کا ثبوت ہوتا ہے اس بات پر ہے کہ جب جان بوجھ کر ترتیب

---

[۱] نووی ۱/۴۲۱ [۲] البحرالرائق کراچی ۳/۲۴ [۳] نخب الافکار قلمی ۵/۸۱ –

بدل دی گئی ہو، اور اگر ناواقفیت اور لاشعوری کی وجہ سے ترتیب بدل گئی ہے، تو وجوبِ دم کی روایات کے دائرہ میں نہیں آتا، ملاحظہ ہو کتاب الحجۃ علیٰ اہل المدینہ کی عبارت:

اخبرنا محمّد عن ابی حنیفۃ فِی الرجُل یجھلُہٗ وھو حاجٌ فیحلق رَأسَہٗ قبل ان یَرمِیَ الجمرۃ انّہٗ لاشیٔ عَلَیْہِ [۱]

حضرت امام محمدؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے اس شخص کے بارے میں نقل فرمایا ہے کہ جو حاجی ناواقفیت کی بناپر ترتیب بدل دے، مثلاً جمرۂ عقبہ کی رمی سے قبل حلق کرلیتا ہے تو اس پر کوئی جرمانہ لازم نہیں ہے۔

اس کے نیچے مفتی سیّد مہدی حسن صاحبؒ کی عبارت مُلاحظہ فرمائیے۔

فان الاحادیث الواردۃ فی الباب انّمَا تدلّ علیٰ من جھل عن شئٍ ولم یشعر بہٖ ثمّ فعلَ خِلافہٗ فلا شئ علیہ ولا دَمرد من عَلِمَ الترتیب بین الواجبات ثمّ خالفہٗ عمَدًا او قدم الشئ اَوْ اخّرہٗ من موضعہٖ فھو غیر دَاخِل فِی الاحَادِیث المذکُورۃ [۲]

اس باب میں وارد ہونے والی روایات سے اس شخص کا حکم ثابت ہوجاتا ہے کہ جس نے ناواقفیت سے ترتیب بدل دی ہو، یا بے خبری سے ترتیب بدل گئی ہو، پھر اس نے خلافِ ترتیب عمل کیا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ دم ہے۔ اور وہ شخص جو واجبات کے درمیان ترتیب کے مسائل جانتا ہے، پھر جان بوجھ کر اس کے خلاف تقدیم وتاخیر کرتا ہے وہ شخص مذکورہ روایات میں داخل نہیں ہے، اس پر دم لازم ہوتا ہے۔

نیز حضرات صاحبینؒ، حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اسحٰق ابن راہویہؒ، حسن بصریؒ، طاؤس بن کیسانؒ، مجاہد بن جبرؒ، سعید بن جبیرؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، ابوثورؒ، داؤد بن علیؒ، ابن جریر طبریؒ، قتادہ بن دعامہ، عبدالملک بن ماجشونؒ اور جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ بھول ونسیان اور جہالت سے ترتیب کے

---

[۱] کتاب الحجۃ علیٰ اہل المدینہ ۲/ ۱۷۰ [۲] تعلیق کتاب الحجۃ علی المدینہ ۲/ ۲۷۱۔

بدل جانے کی وجہ سے دم لازم نہیں ہوتا ہے۔ اس کو حضرات علماءِ امت نے ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

فان اخلّ بترتیبها ناسیًا اَوْجَاهلًا بالسّنة فلاشیَٔ عَلَیْهِ فی قول کثیر من اَهْلِ العلم منهم الحسن وطاؤس ومُجاهد وسَعید بن جُبَیْر وعطاء والیه ذهبَ الشافعی واَحْمَد واسحاق وابوثور وَ دَاؤد ومحمّد بن جریر الطبری وقال ابن عبّاس علیه دَمٌ وهو قولُ النّخعی والحسَن فی روَایة وقتادة والیهِ ذهبَ ابوحنیفة وَالنخعی و ابن الماجشون [1]

لہٰذا اگر بھول کر یا سنت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ترتیب بدل دی ہے تو بہت سارے علماء کے نزدیک اس پر کوئی جرمانہ نہیں ہے۔ ان میں حسن بصریؒ طاوسؒ، مجاہدؒ، سعید بن جبیرؒ، عطاءؒ ہیں۔ یہی حضرت امام شافعیؒ، احمدؒ، اسحٰقؒ، ابوثورؒ، داؤدؒ، محمد بن جریر طبریؒ کا قول ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس پر دم لازم ہے۔

یہی ابراہیم نخعیؒ حسن بصریؒ اور قتادہؒ کا ایک قول بھی ہے۔

یہی امام ابوحنیفہؒ، ابراہیم نخعیؒ اور ابن ماجشونؒ کا مسلک ہے۔

امام صاحب کے قولِ مشہور کی دلیل

حضرت امام ابوحنیفہؒ، ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ کے اثر سے استدلال فرماتے ہیں۔

عن ابن مَسْعودٌ قال من قدم نسکًا — حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا

[1] معارف السنن ۶/۲۱۰، اوجز المسالک ۳/۱۵۷، نخب الافکار قلمی ۵/۸۱، نووی ۱/۴۲۱۔

علیٰ نسك فعليه دمٌ قلت هٰكذا هوفي غالب النسخ ويوجد فى بعضها ابن عبّاس وهو اصح، وقال ابراهيم بن مُهاجر ضعيف [1]	جو شخص افعالِ حج میں سے کسی کو دوسرے پر مقدم و مؤخر کرتا ہے اس پر دم واجب ہے۔ ایسا ہی اکثر نسخوں میں ابن مسعودؓ کا ذکر ہے۔ اور بعض نسخوں میں ابن عباسؓ کا ذکر ہے۔ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ اور فرمایا کہ اسکا راوی ابراہیم بن مہاجر ضعیف ہے۔

اس کو صاحبِ بحران الفاظ سے نقل فرماتے ہیں۔

وهو الترتيبُ وَاجبٌ عِنْدَ ابى حنيفة ومالك واحمد لأثر ابن مَسْعُوْد اَوْ ابن عبّاس مَنْ قدم نسكًا على نسكٍ لَزِمَهٗ دَمٌ الخ [2]	اور یہ ترتیب امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہے ابن مسعودؓ یا ابن عباسؓ کے اثر کی وجہ سے۔ جو شخص ایک عمل پر دوسرے عمل کو مقدم کرتا ہے اس پر دم لازم ہوتا ہے۔

صاحبِ بحر نے جو حضرت امام مالکؒ و امام احمدؒ کو امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ شمار فرمایا ہے یہ اس صورت میں ہے جب یہاں عمداً ترتیب بدل دینا مراد ہو۔ ورنہ انکی طرف نسبت درست نہ ہوگی۔

جمہور کی دلیل حضرات صاحبین اور جمہور کے نزدیک کسی بھی صورت میں ترتیب بدلنے کی وجہ سے دم لازم نہیں ہوتا ہے۔ ان کی دلیل صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی مرفوع روایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں بھول ونسیان کی قید بھی نہیں ہے۔ البتہ حضرت ابن عمروؓ کی روایت میں بھول ونا واقفیت کی قید بھی موجود ہے۔ دونوں روایتیں

---

[1] نصبُ الرایہ ۳/۱۲۹ [2] البحرالرائق کراچی ۲/۲۴، فیض الباری ۳/۱۱۹ –

حسبِ ذیل ہیں۔

عن ابن عبّاسٍ اَنَّ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِی حَجَّتِہٖ فقال ذبحتُ قبلَ ان اَرمِیَ قال فَاَوۡمَأَ بیدہٖ قال وَلاحَرَج قال حلقتُ قبل ان اَذۡبَح فَاَوۡمَأَ بیدہٖ ولاحَرَج الحدیث ؎۱

حضرت ابن عباسؓ سے مَروی ہے کہ حضورؐ سے حجۃ الوداع کے موقع پر سوال کیا گیا کہ میں نے رمی سے قبل قربانی کرلی ہے تو حضورؐ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ سائل نے کہا کہ ذبح سے قبل میں نے حلق کرلیا ہے تو حضورؐ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وقفَ فِی حجّۃ الوداع بمنٰی للناس یَسۡئَلُوۡنَہٗ فجاءَہٗ رَجُلٌ فقالَ لَمۡ اشعر فحلقتُ قبل ان اَذۡبَح قال اذبَحۡ ولاحَرَج فجاء اٰخر فقالَ لَمۡ اشعر فنحرتُ قبل ان اَرۡمِیَ قال اِرۡم ولاحَرَج فمَا سُئل النبیؐ عن شیئٍ قُدِّم وَلَا اُخِّر اِلَّا قالَ اِفۡعَلۡ وَلاحَرَج۔ الحدیث ؎۲

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مَروی ہے کہ۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں منیٰ میں لوگوں کے لئے تشریف فرما ہوئے تاکہ لوگ سُوال کریں۔ ایک شخص نے کہا کہ میں نے لاعلمی میں ذبح سے پہلے حلق کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ ذبح کرلو کوئی حرج نہیں۔ دوسرے نے آکر کہا: میں نے رمی سے قبل قربانی کرلی ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ رمی کرلو اور کوئی حرج نہیں۔
اس تقدیم و تاخیر سے متعلق جو بھی سُوال کیا گیا تو فرمایا کہ کرتے رہو کوئی حرج نہیں۔

اور حضرت امام محمدؒ نے مؤطا محمد میں صحیح روایات کی بناپر اس پر زور دیا ہے کہ تقدیم

؎۱ بخاری شریف ۱/۱۸، ۱/۲۳۲ ؎۲ بخاری شریف ۱/۱۸، ۱/۲۳۲۔

وتاخیر کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم نہ ہونا چاہئے۔

واَمَّا نحن فلا نریٰ علَیْہِ شیئًا ۔ لہ	بہرحال ہم اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں سمجھتے ہیں۔

اور صاحبِ بحر اس کو ان الفاظ سے نقل فرماتے ہیں۔

وعندھما لایلزمہٗ شیءٌ بتقدیم نسكٍ علیٰ نسكٍ لِلحدیث السَّابق۔ ٢ہ	اور صاحبین کے نزدیک افعالِ حج میں تقدیم وتاخیر کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم نہیں ہے ماقبل کی حدیث کی وجہ سے۔

حاصلِ بحث

اب پوری بحث پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ جمہور کے دلائل زیادہ مضبوط اور زیادہ صحیح ہیں۔ اور حضرت امام اعظمؒ کے قولِ مشہور کی دلیل میں صرف حضرت ابن عباسؓ کا اثر ہے۔ اور وہ بھی متکلم فیہ ہے۔ اور قولِ غیر مشہور کی تائید میں کتابُ الحجۃ علیٰ اَھْلِ المدینۃ کی عبارت ہے۔ اور تطبیق کی بہترین شکل یہ ہوسکتی ہے کہ صحیحین کی مرفوع روایات میں کفارہ لازم نہ ہونے کی بات اس صورت میں ہے کہ جب لاعلمی یا بھول سے ترتیب بدل دی ہو۔ اور حضرت ابن عباسؓ کے اثر میں کفارہ اسوقت لازم سمجھا جائے جبکہ جان بوجھکر ترتیب بدل دی ہو لہٰذا ایسی صورت میں تمام روایات پر عمل کرنا سب کے نزدیک ممکن ہوسکتا ہے۔ اسلئے اگر کوئی شخص لاعلمی یا بھول سے ترتیب بدل دے تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہ ہونا چاہئے۔ اور جو شخص جان بوجھکر ترتیب بدل دیگا اس پر کفارہ لازم ہوجائے، ایسی صورت میں بہت سی دشواریاں ختم ہوسکتی ہیں۔ لہٰذا متمتع اور قارن اگر رمی حلق اور ذبح کے درمیان عمدًا یا بلا عذر ترتیب بدل دیں گے تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر پریشان کن اعذار یا جہالت کی وجہ سے ترتیب قائم نہ رکھ سکیں تو صاحبین کے قول اور امام صاحبؒ کے قول غیر مشہور پر عمل کی گنجائش ہوگی اور ترتیب کے بدل جانے کی وجہ سے وجوبِ دم کا حکم نہ لگایا جائے۔

لہ موطا محمد ص۲۳۵ ٢ہ البحرالرائق کراچی ۲/۲۴ ومعناہ فی الزیلعی ۲/۶۲۔

منیٰ مکۃ المکرمہ میں شامل ہے یا خارج ؟

یہاں یہ مسئلہ بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ حجاج کرام مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران نمازوں کا قصر کریں گے یا اتمام۔ تو اس بارے میں مفصل تاریخی وضاحت یہ ہے کہ منیٰ کی آبادی صدیوں تک مکہ مکرمہ کی آبادی سے بالکل الگ رہی ہے۔ اور دونوں کے درمیان صدیوں تک ویران میدان اور پہاڑوں کا فاصلہ رہا ہے، جنمیں کسی قسم کی آبادی اور عمارت نہیں تھی، اسلئے مکہ اور منیٰ کے درمیان مسلسل آبادی نہ ہونے کی وجہ سے دونوں کو مستقل طور سے الگ الگ آبادی قرار دیا گیا تھا، جیساکہ ماضی کے تمام فقہاء نے تسلسل آبادی نہ ہونے کی وجہ سے دونوں کو الگ الگ آبادی قرار دیا تھا۔ اور اب ادھر ماضی قریب میں منیٰ اور مکہ کے درمیان تسلسل آبادی کیوجہ سے دونوں کے درمیان کسی قسم کا انفصال باقی نہیں رہا۔ بلکہ متصل ہوکر ایک ہی آبادی جیسی ہوگئی ہے۔ اسی لئے سنہ ۱۴۲۰ھ کے موسم حج میں مدرسہ صولتیہ کی زیر نگرانی پاکستان اور ہندوستان کے مفتیان کرام اور علماء عظام کی ایک جماعت نے تسلسل آبادی اور اتصال آبادی کا خود مشاہدہ فرمایا، اور سب لوگ متفقہ طور پر اسی نتیجہ پر پہونچے کہ منیٰ مکۃ المکرمہ کا ایک محلہ اور ایک جزء ہے۔ لہٰذا آٹھویں ذی الحجہ کو مکۃ المکرمہ سے حجاج کرام کے منتقل ہونے کے بعد یہ نہیں سمجھا جائیگا کہ مکۃ المکرمہ سے الگ کسی اور مقام میں حاجیوں کا قیام ہورہا ہے۔ بلکہ قیام منیٰ سفر وحضر اور نمازوں کے اتمام اور قصر کے معاملہ میں قیام مکہ کی طرح ہے۔ علماء کرام کا وہ فتویٰ جو مدرسہ صولتیہ کی نگرانی میں تحریر میں آیا تھا بعینہ یہاں نقل کر دیتے ہیں۔

مفتیانِ کرام وعلماءِ کرام کا فتویٰ

الاستفتاء (۱) کیا منیٰ، مکۃ المکرمہ میں داخل ہے یا خارج ؟ (۲) کیا منیٰ میں حاجی کو قصر کرنا ہے یا پوری نماز پڑھیگا۔ ؟

الجواب: مُبَسمِلاً ومُحَمدِلاً ومُصلّیاً ومُسلّماً

(۱-۲) عام کتب فقہ میں یہ تحریر ہے کہ اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ میں پہنچا اور ۸ ذی الحجہ تک اس کے پندرہ روز نہیں بنتے تو اس کو قصر نماز ادا کرنی ہوگی۔ کیونکہ ۸ تاریخ کو اس کو ہر حال میں مکہ مکرمہ چھوڑنا ہے۔ لہٰذا اسکا پندرہ روز قیام کا اعتبار نہ ہوگا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے کہ جب منیٰ مکہ مکرمہ سے علیحدہ تھا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی آبادی منیٰ سے بھی متجاوز ہو چکی ہے، اور منیٰ مکہ مکرمہ کا ایک محلہ ہے۔ جیسا کہ مقامی حضرات سے تحقیق کرنے سے اور مشاہدہ سے معلوم ہوا۔ اور دونوں کی بلدیہ بھی ایک ہے۔ لہٰذا اب ۸ تاریخ نہیں بلکہ ۹ کا اعتبار ہوگا۔ نیز اگر حج سے قبل مسافر ہے اور حج کے بعد یعنی ۹ ذی الحجہ کے بعد اس کو پندرہ روز مکہ مکرمہ میں رہنا ہے تو ۱۰ ذی الحجہ کو ظہر کی نماز سے مقیم ہوگا، اور نمازیں پوری ادا کرنی ہوں گی۔ اور جو پہلے سے مقیم ہے وہ تو ہر حال میں منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں نماز پوری ادا کریگا۔ کیونکہ عند الاحناف قصر سفر کی وجہ سے ہے، نہ کہ حج کی وجہ سے۔

کتبہ شبیر محمد علوی دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

تصدیق مفتیان کرام واردین مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ موسم حج ۳ ذی الحجہ سنہ ۱۴۲۰ھ
مطابق سنہ ۲۰۰۰ء نزیل مکہ معظمہ۔

(۱) محمد فاروق غفرلہٗ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ
میرٹھ

(۲) مشرف علی تھانوی
دارالعلوم الاسلامیہ کامران
اقبال ٹاؤن لاہور۔

(۳) العبد احمد خانپوری
مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین
ڈھابیل گجرات ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۴۲۰ھ

(۴) مبین احمد غفرلہٗ خادم الاسلام ہاپوڑ
۱۹ ذی الحجہ سنہ ۱۴۲۰ھ

(۵) شبیر احمد عفا اللہ عنہ
جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد۔ یوپی۔ انڈیا
۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۴۲۰ھ نزیل مکہ مکرمہ۔

(۶) احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہٗ (۷) رئیس الدین غفرلہٗ (۸) رشید احمد غفرلہٗ خادم الافتاء
مفتی مدرسہ شاہی مراد آباد — مدرس مظاہر علوم وقف — دار العلوم عیدیہ ہتھین
نزیل مکۃ المکرمہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ — سہارنپور۔ انڈیا — ضلع فرید آباد۔ انڈیا میوات

(۹) بندہ بھی مذکورہ مفتیان کرام کے جواب اور تصدیق سے متفق ہے۔ منظور احمد مظاہری
خادم مدرسہ جامع العلوم کانپور۔ نزیل مکہ مکرمہ ۲۱ - ۱۲ - ۱۴۲۱ھ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی کی تصدیق کے ساتھ دار العلوم کراچی کا فتویٰ

دار العلوم کراچی کے اس فتویٰ میں تین سوالات کے جوابات ہیں۔ جن میں سے آخر والے میں منیٰ کے مکہ مکرمہ میں شامل ہونے اور مکہ مکرمہ کے ایک محلہ ہونے کو ثابت کیا گیا، اور جواب حضرت مولانا مفتی نجم اللہ صاحب کے قلم سے لکھا ہوا ہے۔ اور اسکی تصدیق و تائید میں چار مفتیانِ کرام کے دستخط ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم ۲۔ حضرت مولانا مفتی احسن علی ربانی صاحب
۳۔ حضرت مولانا مفتی محمود اشرف صاحب ۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد عبد المنان صاحب

اور مفتی صاحب موصوف نے اُردو میں جواب لکھنے کے بعد درمختار کی گیارہ سطروں کی لمبی عبارت نقل فرمائی، پھر ہندیہ کی تین سطر کی عبارت نقل فرمائی ہے۔ یہاں عربی عبارت چھوڑ کر صرف فتویٰ اور دستخط نقل کر دیئے ہیں۔ (فتویٰ ملاحظہ ہو)

صورتِ مسئولہ میں جب کوئی شخص ایامِ حج سے دس دن پہلے مکہ مکرمہ پہنچ گیا، پھر حج کے پانچ دنوں میں منیٰ، مزدلفہ اور عرفات گیا تو مجموعی طور پر تمام مقامات میں پندرہ دن کا قیام ہوا۔ لہٰذا ایسا شخص تمام جگہوں میں مقیم ہوگا، اور وہ اِتمام کریگا، اور صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں اس پر مالی داتی قربانی بھی واجب ہوگی۔ وہ منیٰ میں اس وجہ سے مقیم ہوگا کہ اب منیٰ مکہ مکرمہ کا ایک حصہ اور محلہ شمار ہو رہا ہے جیسا کہ مسجد حرام کے امام و خطیب شیخ محمد بن عبد اللہ السبیل نے اپنے ایک مکتوب میں وضاحت فرمائی ہے۔
(حوالہ الدر المختار ۲/۱۲۳، الہندیہ ۱/۱۴۰)

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۹-۱-۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح
احسن علی ربانی
۱ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح
محمد عبدالمنان ۱۰/۱/۱۴۲۵ھ

بندہ محمد نجم اللہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۹-۱-۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ لہٗ
۱۰-۱-۱۴۲۵ھ

مزدلفہ مکّہ مکرّمہ میں کب داخل ہوا ؟

اب یہ مسئلہ بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ مزدلفہ مکۃ المکرمہ میں داخل ہے یا اس سے خارج مستقل جگہ ہے ؟ ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ جو مسئلہ ہم لکھنے جا رہے ہیں اسکے بارے میں کچھ لوگوں کے ذہنوں میں خلجان اور شبہ ضرور ہو گا، لیکن چونکہ مسئلہ شرعی ہے اسلئے ہم لکھنے پر مجبور ہیں تاکہ آئندہ مسلمان اس کے مطابق عمل کر سکیں۔ کہ ۱۴۲۰ھ میں جب علماء کرام اور مفتیان عظام نے منیٰ اور مزدلفہ کا معائنہ اور مشاہدہ کیا تھا اس وقت مکۃ المکرمہ اور منیٰ کے درمیان تسلسلِ آبادی ہو کر دونوں کا متصل اور متحد ہونا ثابت ہوا تھا۔ مگر مزدلفہ بالکل الگ تھا۔ لیکن پھر جب ۴ سال کے بعد ۱۴۲۴ھ میں دوبارہ علماء کرام نے مشاہدہ فرمایا تو دیکھنے میں آیا کہ مکۃ المکرمہ کا مشہور بازار اور محلہ عزیزیہ کی آبادی بہت تیزی سے بڑھتی ہوئی حدودِ مزدلفہ تک پہنچ گئی ہے۔ اور دائرہ مزدلفہ کے اندر بھی کچھ عمارتیں بن گئی ہیں۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر کوئی بھی عالم اور مفتی جو مسائل شرعیہ پر واقف اور فقہی مزاج رکھتا ہو وہ یہ کہہ نہیں سکتا کہ مزدلفہ مکۃ المکرمہ سے الگ کوئی مستقل جگہ ہے بلکہ مجبور ہو کر یہ کہے گا کہ اب مزدلفہ مکۃ المکرمہ سے الگ نہیں رہا ہے بلکہ مکۃ المکرمہ میں شامل ہو گیا ہے۔ یہ بات خوب یاد رکھیں کہ مشاعر مقدسہ (منیٰ، مزدلفہ، عرفات) کی حدودِ شرعیہ سے یہاں بحث نہیں کی جا رہی ہے کیوں کہ وہ سب توقیفی ہیں انمیں ترمیم و اضافہ کا کسی کو حق نہیں۔ بلکہ صرف مسئلہ قصر و اتمام سے بحث ہے

اسی لئے مدرسہ صولتیہ کے زیرِ نگرانی

ہندوستان اور پاکستان کے معتبر اور مقتدر علماءِ کرام اور مفتیان عظام نے یہ فتویٰ تحریر کیا ہے کہ اب مزدلفہ بھی منیٰ کی طرح قصر و اتمام کے مسئلہ میں مکۃ المکرمہ کا جزء بنکر اسکی آبادی میں شامل ہو چکا ہے۔ اسی لئے حجاج کرام کا مزدلفہ میں قیام اور رات گذارنا، نمازوں میں قصر اور اتمام کے مسئلہ میں ایسا ہی ہے جیسا کہ مکۃ المکرمہ میں گذارا ہو۔ لہٰذا کسی مسافر کا مکۃ المکرمہ میں رات گذارنا اور پھر مزدلفہ میں رات گذارنا الگ الگ دو موضع میں رات گذارنے کے حکم میں نہیں ہوگا بلکہ موضع واحد میں رات گذارنے کے حکم میں ہوگا۔ اسی لئے آئندہ سے حاجیوں کے مکۃ المکرمہ میں مقیم ہونے یا مسافر ہونے کا مدار اسی بات پر ہوگا کہ جس دن مکۃ المکرمہ میں پہنچا ہو اس دن سے لیکر حج کے بعد واپسی تک کے درمیان اگر پندرہ دن سے زیادہ ہوتے ہیں تو وہ حاجی مقیم ہوگا اور نمازوں میں اتمام کرنا اس حاجی پر لازم ہوگا۔ اور اگر واپسی تک پندرہ دن سے کم ایام کا قیام ہے تو وہ حاجی مسافر ہوگا۔ اور نمازوں میں قصر کرنا اس پر لازم ہوگا۔

حضرت تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ میں ایک مفصّل فتویٰ لکھا ہے کہ اگر دو موضعوں کو دیکھا جائے تو دیکھنے والوں کو اگر متحد معلوم ہوں تو مسئلہ قصر و اتمام میں دونوں کو ایک شمار کیا جائیگا۔ کہیں بھی رات گذارے تو ایک جگہ رات گذارنے کے حکم میں ہوگا۔
(مستفاد امداد الفتاویٰ ۱/۶۶۷)

اور حضرات فقہاء کرام نے صاف الفاظ میں نقل فرمایا ہے کہ اگر شہر کی آبادی بڑھتی ہوئی آس پاس کے گاؤں دیہات سے مل کر متصل ہو جائے تو شرعی طور پر ان گاؤں دیہات کو بھی حدودِ شہر کے دائرہ کے اندر شمار کیا جاتا ہے۔ اسلئے شہر مکہ مکرمہ کی آبادی جب بڑھتی ہوئی بعض کنارے سے منیٰ کو پہنچ گئی اور بعض کنارے سے مزدلفہ کو پہنچ گئی تو منیٰ اور مزدلفہ دونوں حدودِ مکۃ المکرمہ اور اس کی آبادی اور شہر کے دائرہ میں شمار ہو کر مکۃ المکرمہ کے محلّوں میں شامل ہوں گے۔ لہٰذا منیٰ و

مزدلفہ میں رات گذارنا اتمام وقصر کے مسئلہ میں مکہ میں رات گذارنے کے حکم میں ہوگا۔
حضرات فقہاء کی عبارات ملاحظہ فرمائیے۔
فتاوی تاتارخانیہ میں اس کو ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

اذا کانت القریٰ متصلۃ بربض المصر فحینئذ تعتبر مجاوزۃ القریٰ والصحیح ما ذکرنا انہٗ یعتبر عمران المصر الا اذا ثمۃ قریۃ او قریٰ متصلۃ بربض المصر فحینئذ یعتبر مجاوزۃ القریٰ الخ [1]	جب شہر اطراف اور کناروں کے مکانات سے گاؤں کی آبادی متصل ہوجائے تو اس وقت مسافر کے قصر صلوٰۃ کیلئے گاؤں کی آبادی سے تجاوز ہی کا اعتبار ہوگا۔ اور صحیح قول وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا تھا، بایں طور کہ شہر کی آبادی سے تجاوز کرنے کا اعتبار ہوگا۔ مگر جب وہاں ایک گاؤں یا چند گاؤں شہر کے کنارے کے مکانات سے متصل ہوجائیں تو اس وقت ان گاؤں ہی کی آبادی سے تجاوز کرجانے کا اعتبار ہوگا۔

اس کو فتاوی قاضی خاں میں ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

وان کانت القریٰ متصلۃ بربض المصر فالمعتبر مجاوزۃ القریٰ هو الصحیح وان کانت القریۃ متصلۃ بفناء المصر لا بربض المصر یعتبر مجاوزۃ الفناء ولا یعتبر مجاوزۃ القریۃ	اور اگر شہر کے اطراف کے مکانات سے گاؤں کی آبادی ملکر متصل ہوجائے تو گاؤں سے تجاوز کرجانے کا اعتبار ہوگا۔ یہی صحیح اور راجح قول ہے۔ اور اگر شہر کی آبادی سے ملے ہوئے گاؤں نہ ہوں بلکہ فناء شہر سے متصل گاؤں ہو تو فناء شہر سے تجاوز کرنے کا اعتبار ہوگا۔ گاؤں سے تجاوز کا اعتبار نہ ہوگا۔

---

[1] تاتارخانیہ ۲/۵، ہندیہ ۱/۱۳۹ [2] قاضی خاں علی الہندیہ ۱/۱۶۵

اس کو صاحب مراقی الفلاح نے ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

یشترط مجاوزة ربضه وهو ما حول المدینة من بیوت ومساکین فانه فی حکم المصر وکذا القریٰ المتصلة بربض المصر یشترط مجاوزتها فی الصحیح الخ [1]

شہر کے کنارے کے مکانات سے تجاوز کرنا مشروط ہے۔ اور وہ شہر کے کنارے اردگرد کے مکانات اور رہائش گاہیں ہیں۔ لہٰذا وہ بھی شہر کے حکم میں ہونگے اور ایسے ہی ایسے گاؤں جو شہر کے کنارے کے مکانات سے متصل ہوگئے ہوں تو صحیح قول کے مطابق ان گاؤں سے تجاوز کرجانا لازم ہے۔

مزدلفہ کے بارے میں علماء کرام ومفتیانِ عظام کا فتویٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ

پہلے دور میں مکہ معظمہ، منیٰ، مزدلفہ اور عرفات سب الگ الگ مقامات تھے۔ اور ان مقامات کے درمیان آبادی کا کوئی اتصال نہیں تھا۔ چنانچہ عرصہ دراز سے اسی اعتبار سے قصر واتمام کے مسائل بتائے جاتے تھے۔ لیکن گذشتہ چند سالوں سے مکہ معظمہ کی آبادی اس تیزی سے پھیلنی شروع ہوئی کہ منیٰ تین جانب سے مکہ معظمہ کی آبادی سے متصل ہوگیا۔ چنانچہ ۱۴۲۰ھ میں معتبر علماء ومفتیان کرام نے بذاتِ خود مشاہدہ کرکے منیٰ کے مکہ معظمہ میں شامل ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔

اب اس سال ۱۴۲۴ھ میں دوبارہ مذکورہ مقامات کا مشاہدہ کیا گیا تو معلوم

---

[1] مراقی الفلاح /۲۳۰ بالفاظ دیگر شامی زکریا ۲/ ۵۹۹ کراچی ۲/ ۱۲۱ طحطاوی ۱/ ۲۳۰ البحرالرائق زکریا ۲/ ۲۲۶ کوئٹہ ۲/ ۱۲۸۔

ہوا کہ اب مزدلفہ بھی مکہ معظمہ کی آبادی سے عزیزیہ کی جانب متصل ہوچکا ہے، لہٰذا اب قصر واتمام کے بارے میں مزدلفہ کا حکم بھی مکہ معظمہ اور منیٰ ہی کے حکم میں ہے۔ اور جن حجاج کرام کا مکہ معظمہ میں آمد اور واپسی کا درمیانی وقفہ پندرہ دن کا ہورہا ہو وہ سب اتمام کریں گے۔ اور اس مدت میں منیٰ اور مزدلفہ میں رات گذارنا ان کے مقیم ہونے میں مانع نہیں ہوگا۔ کیونکہ منیٰ اور مزدلفہ اب مکہ معظمہ ہی کے حکم میں ہیں۔ اور عرفات میں چونکہ صرف دن کا قیام ہوتا ہے لہٰذا وہاں بھی اتمام کا حکم ہوگا۔

واضح رہے کہ اس فتوے کا تعلق مشاعر مقدسہ (منیٰ، مزدلفہ، عرفات) کی حدود شرعیہ سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سب توقیفی ہیں۔ ان میں ترمیم واضافہ کا کسی کو حق نہیں ہے۔ البتہ قصر واتمام کے مسائل میں حکم وہ ہوگا جو مذکورہ فتوے میں بیان کیا گیا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۷ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بروز دوشنبہ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ)

دستخط علمائے کرام ومفتیان عظام

۱۔ عبدالحق غفرلہٗ خادم دارالعلوم دیوبند۔

۲۔ محمود حسن غفرلہٗ بلندشہری خادم (مفتی) دارالعلوم دیوبند۔

۳۔ شبیر احمد عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد۔ یوپی۔ انڈیا

۴۔ شیر محمد علوی مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور۔ پاکستان۔

۵۔ محمد سلمان منصورپوری غفرلہٗ مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد۔

۶۔ مشرف علی تھانوی مفتی دارالعلوم الاسلامیہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ پاکستان۔

۷۔ محمد فاروق غفرلہٗ مفتی جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ۔ یوپی

۸۔ مبین احمد قاسمی استاذ جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ۔

۹۔ مقصود عالم مفتی خادم الاسلام ہاپوڑ۔ انڈیا۔

۱۰؎ ابوالکلام مفتی مرکزی دارالافتاء جامعہ اسلامیہ عربیہ بھوپال (ایم۔پی)
۱۱؎ عبدالستار مفتی افضل العلوم تاج گنج آگرہ۔یوپی۔
۱۲؎ عبدالمجید غفرلہٗ باب العلوم ملتان۔ ۱۳؎ عبدالکریم عفی عنہ جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان۔
۱۴؎ بندہ عبدالحیٔ جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان۔

مسئلۂ سفر اور مسئلۂ جمعہ کا فرق

یہاں یہ بات بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ نمازوں کے قصر و اتمام کا مسئلہ اور وجوبِ جمعہ کا مسئلہ دونوں کے درمیان کافی فرق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ فناءِ شہر بہرحال شہر کے کنارے باہر ہوتا ہے۔ کبھی فناءِ شہر شہر کی آبادی سے قریب ہوتا ہے۔ اور کبھی دور بھی ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی گاؤں فناءِ شہر سے متصل ہوگیا ہے، مگر شہر کے مکانات سے ملکر مسلسل آبادی میں شامل نہیں ہوا ہے، تو فناءِ شہر سے متصل ہونے کی وجہ سے اس گاؤں میں جمعہ تو جائز ہوجائیگا۔ لیکن اسی شہر کا آدمی جو سفر کے لئے رَوانہ ہورہا ہے اس کی نمازوں کے قصر کے لئے اس گاؤں سے تجاوز کرنا لازم نہ ہوگا۔ بلکہ صرف شہر کی آبادی اور فناءِ شہر سے تجاوز کرنا کافی ہوجائیگا۔

اس کو حضرات فقہاء نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

انہٗ لابُدّ من مجاوزۃ القریۃ المتصلۃ بربض المصر بخلاف القریۃ المتصلۃ بفناء المصر فانہٗ یعتبر مجاوزۃ الفناء لا القریۃ (قولہ) بخلاف الجمعۃ حیث تصح فی الفناء قرب اَوْ بَعُدَ فصل بمزارع اَوْلا۔ لِانَّ

بیشک مسافر کے لئے قصرِ صلوٰۃ کے لئے شہر کے اطراف کے مکانات و رہائش گاہوں سے متصل گاؤں سے تجاوز کرنا لازم ہے۔ بخلاف ایسے گاؤں کے جو فناءِ شہر سے متصل ہو۔ اسلئے کہ بیشک ایسی صورت میں فناءِ شہر سے تجاوز کرنے کا اعتبار ہوگا۔ اور فناء سے متصل گاؤں سے تجاوز کرنیکا اعتبار نہ ہوگا۔ (انکا قول) بخلاف مسئلۂ جمعہ کے، اسلئے کہ فناءِ شہر میں

الجمعة من مصالح البلد بخلاف السفر الخ [1]

جمعہ صحیح ہوجاتا ہے چاہے فنارِ شہر، شہر سے قریب ہو یا دُور، کھیتوں کے ذریعہ سے فاصل ہو یا نہ ہو۔ اسلئے کہ جمعہ شہر کے مصالح میں سے ہے، بخلاف مسئلہ سفر کے، کیونکہ وہ مصالح سفر میں سے نہیں۔

قاضی خاں میں ہے کہ اگر شہر کی آبادی اور فنارِ شہر کے درمیان ایک غلوہ یعنی چار سو ہاتھ تقریبًا پاؤ کلومیٹر کا فاصلہ ہو یا کھیت کا فاصلہ ہو تو فنارِ شہر سے تجاوز کرنے کا اعتبار نہ ہوگا۔ بلکہ شہر کی آبادی سے تجاوز کرنے کا اعتبار ہوگا۔ اور اگر ایک غلوہ کا فاصلہ نہیں ہے یا کھیت کا فاصلہ نہیں ہے تو فنارِ شہر سے تجاوز کرنا معتبر ہوجائے گا۔

قاضی خاں کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

ان كان بين المصر وفنائه اقلّ من قدر غلوة ولم يكن بينهما مزرعة يعتبر مجاوزة الفناء ايضًا وان كان بينهما مزرعة او كانت المسافة بين المصر وفنائه قدر غلوة يعتبر مجاوزة عمران المصر ولا يعتبر في مجاوزة الفناء [2]

اگر شہر اور فنارِ شہر کے درمیان ایک غلوہ سے کم کا فاصلہ ہے، اور دونوں کے درمیان کسی کھیت کا فاصلہ بھی نہیں ہے تو فنارِ شہر سے تجاوز معتبر ہوگا۔ اور اگر دونوں کے درمیان کھیت ہے یا شہر و فنار کے درمیان ایک غلوہ یعنی چار سو ہاتھ کا فاصلہ ہے تو شہر کی آبادی سے تجاوز کرنے کا اعتبار ہوگا، اور فنارِ شہر سے تجاوز کرنے کا اعتبار نہ ہوگا۔

---

[1] طحطاوی علی الدّر ۱/ ۳۴۰ —

[2] قاضی خاں علی الہندیہ ۱/ ۱۶۵ —

بڑے شہر اور چھوٹے شہر کا فرق

یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ مسافر کے لئے قصر کی ابتداء اپنے شہر کی آبادی یا فناءِ شہر سے تجاوز کرنے کے بعد شروع ہوتی ہے۔ جیسا کہ تمام فقہاء نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور یہ اصول ہر چھوٹے اور متوسط شہروں کے لئے مسلّم اور معمول بہ ہے۔ جیسا کہ فی الحال شہر مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ، طائف وغیرہ متوسط درجہ کے شہر ہیں۔ اور ہمارے ہندوستان میں بنارس، الہ آباد، لکھنؤ، بھوپال وغیرہ متوسط درجہ کے شہر ہیں۔ اور سہارنپور، مظفر نگر، مرادآباد، بریلی، رامپور، بلند شہر وغیرہ چھوٹے درجہ کے شہر ہیں۔

لیکن جس شہر نے بہت زیادہ وسیع اور ہر طرف سے پھیلتے ہوئے بعض دوسرے اضلاع کو بھی اپنے اندر داخل کرلیا ہے۔ اور ایک کنارے کے باشندے دوسرے کناروں کو اپنے لئے اجنبی اور غیر مانوس علاقہ سمجھتے ہوں جیسا کہ شہر دہلی، اُتر پردیش کے شہر غازی آباد تک، اور نویڈا خود مستقل بہت بڑا پھیلا ہوا شہر ہے۔ جو دہلی کی آبادی سے تسلسل کے ساتھ مل گیا ہے۔ پھر صوبہ ہریانہ کا ضلع گوڑگاواں اور شہر فریدآباد وغیرہ سب تسلسلِ آبادی کے ساتھ دہلی سے مل گئے ہیں۔ تو ایسے حالات میں جب غازی آباد یا نویڈا کا آدمی نظام الدین اور فریدآباد ہوتے ہوئے آگرہ جانا چاہے تو وہ غازی آباد یا نویڈا کی حدود سے تجاوز کرنے پر قصر شروع کرے گا۔ یا پوری دہلی پار کرکے فریدآباد سے تجاوز کرنے کے بعد، اسی طرح جب آگرہ سے واپس لوٹیگا تو فریدآباد پہونچتے ہی قصر چھوڑ کر اتمام کرنے لگیگا۔ یا غازی آباد یا نویڈا کی حدود میں داخل ہونے کے بعد اتمام کریگا۔؟

تو اس سلسلہ میں حدیث اور فقہ میں صریح اور صاف جزئیہ ملنا ممکن نہیں۔

اسلئے کہ دورِ نبوت اور فقہاء مجتہدین کے دور میں اتنے بڑے شہر کا تصور اور وہم و گمان تک نہیں تھا۔ اب ایسے شہروں کا مسئلہ کیسے حل ہو؟ تو ظاہر بات ہے کہ وقت کے علماء کو صریح جزئیات کے بجائے فقہی اشارات اور دورِ حاضر کے نظائر کو بنیاد بنا کر کام لینا پڑیگا۔

ایسا ہی ایک سوال شہر دہلی سے متعلق حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا گیا تھا، جس کا سوال وجواب فتاویٰ رحیمیہ ۳۶۴/۶ میں موجود ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ ایسے بڑے شہر کا اصول الگ ہو گا۔ اگر کارپوریشن یعنی میونسپلٹی نگر پالیکا نے دونوں کو الگ الگ آبادی قرار دیکر دونوں کی حدود بھی الگ الگ مقرر کر دی ہے۔ اور دونوں کے متصل ہونے کی وجہ سے کارپوریشن نے دونوں کو ایک قرار نہیں دیا ہے۔ بلکہ دونوں اپنی اپنی جگہ الگ الگ حیثیت سے الگ الگ دو مستقل شہر ہیں۔

تو مسافر کے لئے اپنے شہر کے ایریا اور حدود سے تجاوز کرنے پر قصرِ صلوٰۃ کا حکم لاگو ہو گا۔ لہٰذا غازی آباد کا آدمی آگرہ جاتے وقت غازی آباد کے ایریا اور حدود سے تجاوز کرتے ہی قصر شروع کریگا۔ اسی طرح نویڈا کا آدمی حدودِ نویڈا سے تجاوز کرتے ہی قصر شروع کریگا۔ پوری دہلی گذر کر فریدآباد تک تجاوز کرنے کا انتظار نہیں کریگا۔ اسی طرح واپسی میں فریدآباد پہنچکر یا شہر دہلی کے کسی دوسرے حصہ میں پہنچکر سلسلۂ قصر ختم کر کے اتمامِ صلوٰۃ نہیں کریگا۔ اسلئے کہ وہ جب تک غازی آباد کی حدود میں یا نویڈا کی حدود میں داخل نہ ہوگا اس وقت تک باضابطہ مسافر ہی رہیگا۔ بلکہ غازی آباد یا نویڈا میں داخل ہوجانے کے بعد ہی یہ کہا جائیگا کہ اب یہ اپنے شہر میں داخل ہوگیا ہے۔

یہی حکم بمبئی، مدراس، کلکتہ، کراچی وغیرہ بڑے شہروں کے لئے ہوگا۔

یہ مسئلہ فتاویٰ قاضی خاں کے ایک جزئیہ سے مستفاد ہوتا ہے۔ اس میں ہے کہ۔
اگر فنارِ شہر، شہر کی آبادی سے ایک غلوہ یعنی چار سو ہاتھ کے فاصلہ پر ہو۔ یا فنارِ شہر اور شہر کے درمیان کسی کھیت کا فاصلہ ہو تو فنارِ شہر سے تجاوز کا اعتبار نہیں۔ بلکہ شہر کی آبادی سے تجاوز کا اعتبار ہوگا۔ لہٰذا جب فنارِ شہر معمولی فاصلہ ہونے کی وجہ سے مسئلہ قصر و اتمام میں شہر سے الگ شمار کیا گیا تو دوسرا مستقل شہر بطریق اولیٰ قصر و اتمام کے مسئلہ میں آپ کے شہر کا حصہ اور جزء شمار نہ ہوگا۔
قاضی خاں کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

ان کان بین المصر وفنائه اقل من قدر غلوة ولم یکن بینهما مزرعة یعتبر مجاوزة الفناء ایضًا وان کان بینهما مزرعة او کانت المسافة بین المصر وفنائه قدر غلوة یعتبر مجاوزة عمران المصر ولا یعتبر فی مجاوزة الفناء الخ[1]

اگر شہر اور فنارِ شہر کے درمیان ایک غلوہ کی مسافت کا فاصلہ نہیں ہے۔ اور دونوں کے درمیان کسی کھیت کا بھی فاصلہ نہیں ہے تو فنارِ شہر سے بھی تجاوز کا اعتبار ہوگا، اور اگر ان دونوں کے درمیان کھیت کا فاصلہ ہے، یا شہر اور فنارِ شہر کے درمیان ایک غلوہ یعنی چار سو ہاتھ کا فاصلہ ہے تو شہر کی آبادی سے تجاوز کرنے کا اعتبار ہوگا۔ اور فنارِ شہر سے تجاوز کرنے کا اعتبار نہ ہوگا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

---

[1] فتاویٰ قاضی خاں ۱/۱۶۵ —

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۲۲) مَسَائِلِ مِنیٰ

لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝

(سُورۃ الحج ۲۸ و ۲۹)

تاکہ حجاج کرام اپنے منافع اور فوائد کی جگہ پہنچکر مخصوص اور متعین ایام میں اللہ کے نام کا ذکر کریں ان چوپایوں اور مواشی پر جو اللہ نے انکو عطا فرمائے ہیں۔ لہٰذا قربانی کے ان جانوروں کا گوشت خود بھی کھاؤ اور بُرے حال محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔ پھر چاہیے کہ حجاج کرام اپنے میل کچیل ختم کر کے پاک صاف ہوجائیں، اور منتیں پوری کریں اور قابلِ احترام قدیم اور آزاد گھر کا طواف کریں۔

ان آیتوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایامِ منیٰ کا نقشہ پیش فرمایا کہ ایامِ منیٰ میں جمرات کی رمی بہت اہم ہے۔ پھر اس کے بعد قربان گاہ جاکر قربانی کا حکم ہے۔ پھر حلق کرکے احرام کھول دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد بیت اللہ شریف کا طواف کیا جاتا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ان ایام میں قربانی کرکے قربانی کے گوشت سے فائدہ اٹھاکر کھانے اور کھلانے کی ترغیب دی ہے۔

۲۔ قربانی کے بعد حلق کرنے اور ناخن تراشنے اور صاف ستھرا ہونیکا حکم فرمایا ہے۔

۳۔ بیت اللہ شریف کے طواف کا حکم فرمایا ــــ اور ایامِ منیٰ جنکو ایامِ نحر بھی کہاجاسکتا ہے یہ تینوں مذکورہ کام انہیں ایام میں مکمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ آئندہ سرخیوں میں تفصیل آرہی ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ (البقرہ ۲۰۳)

اور تم یاد کرو اللہ کو گنتی کے چند دنوں میں، پھر جو کوئی دو ہی دن میں جلدی چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو کوئی ٹھہر جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اس شخص کے واسطے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ تم سب اسی کے پاس جا کر اکٹھے ہونے والے ہو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایام منیٰ اور ایام تشریق میں کثرت کے ساتھ یاد الٰہی میں مشغول ہو جانے کا حکم فرمایا۔ اور گنتی کے چند دنوں سے ایام تشریق مراد ہیں، جن میں ہر نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ منیٰ میں جمرات پر کنکریاں مارنا کب تک ضروری ہے؟ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اعلان فرمادیا کہ حجاج کرام کو اختیار ہے کہ یوم عید کے بعد صرف دو دن (گیارہویں، بارہویں کو) منیٰ میں قیام کریں۔ اور دو ہی دن تینوں جمرات پر کنکریاں مار کر واپس ہو جائیں۔ اور یہ بھی اختیار ہے کہ ایک دن مزید ٹھہر کر تیرہویں کی بھی رمی کر کے واپس ہو جائیں۔ ایسے میں کسی پر کوئی حرج اور گناہ نہیں۔ حقیقت میں اہل جاہلیت میں کچھ لوگ تیرہویں کو قیام کرنا اور اس دن کی رمی کو بھی ضروری سمجھتے تھے۔ اور بارہویں کو منیٰ سے واپس جانے کو گناہ سمجھتے تھے۔ اور دوسرے لوگ بارہویں کو چلے جانے کو ضروری سمجھتے تھے۔ اور تیرہویں تک ٹھہرنے کو گناہ سمجھتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں واضح فرمادیا کہ دونوں میں کوئی گناہ نہیں۔ اور دونوں طرح اختیار رہے ہاں البتہ تیرہویں کو ٹھہر جانا افضل اور بہتر ہے۔ اب مذکورہ آیت کریمہ سے پانچ باتیں معلوم ہو گئیں۔

۱۔ ایام تشریق اور ایام منیٰ میں ذکر الٰہی میں مشغول ہو جانے کا حکم ہے۔

۲۔ ان ایام میں منیٰ میں قیام کرنے کا حکم ہے۔

۳۔ یوم النحر اور یوم عید کے بعد گیارہویں و بارہویں کی رمی بہر حال واجب ہے۔

۴۔ تیرہویں کو ٹھہر جانا افضل اور اولیٰ ہے۔

۵۔ خوف خدا اختیار کرنا لازم اور ضروری ہے۔ آئندہ سرخیوں میں تفصیل آرہی ہے۔

حُدودِ منیٰ حُدودِ منیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے منصوص ہے۔ اور اسکی حُدود یوں ہے کہ مزدلفہ کی طرف سے وادیٔ محسّر ہے، جہاں اصحابِ فیل تباہ ہو گئے تھے آخری حَد ہے۔ اور حرم شریف کی طرف سے جمرۂ عقبہ آخری حد ہے۔ اور دونوں طرف کے پہاڑوں کی چوٹیوں تک ہے۔ لہٰذا وادیٔ محسّر سے جمرۂ عقبہ تک دوطرفہ پہاڑوں کے درمیان کا حصہ منیٰ ہے[1]۔ اس کی تفصیل عنوان بنام "حدودِ منیٰ تنگ ہوجائے تو کہاں قیام کریں" کے تحت دیکھ لی جائے۔ اصحابِ فیل کا واقعہ المعرف الشذی ۱/۱۸۲ احاشیہ ترمذی ۱/۱۷۸ روح المعانی ۳۰/۲۴۷ میں یہی لکھا ہے۔ اور عمدۃ القاری قدیم ۱۰/۷۷ جمل ۸/۲۴۴ معارف السنن ۲/۲۰۸ میں خارج حرم کے قول کو راجح کہا ہے۔

ایامِ النحر: ایامِ نحر دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے غروب تک تین دن ہیں۔ (ہدایہ ۴/۳۲۰، غنیہ/۹۶)

ان تینوں میں سے یوم اوّل میں جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا واجب ہے۔ اور حلق، قربانی، طوافِ زیارت یہ تینوں امور آخری دن تک مؤخر کرنے کی گنجائش ہے۔ اور اگر آخری دن گزرجائے اور ان تینوں امور میں سے کوئی بھی باقی رہ جائیگا تو جُرمانہ میں دم دینا لازم ہوجائیگا۔ ان سب کی تفصیل اپنے اپنے عنوان کے تحت دیکھی جاسکتی ہے۔

ایامِ تشریق ایامِ تشریق گیارہویں سے تیرہویں ذی الحجہ کے غروب تک ہے۔ اور ایامِ نحر دسویں سے بارہویں ذی الحجہ تک ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ کُل چار دن ہیں۔ ان میں دسویں ذی الحجہ نحر کے ساتھ خاص ہے، اور تیرہویں ذی الحجہ تشریق کے ساتھ۔ اور درمیان میں دو دن نحر اور تشریق میں مشترک ہیں۔ (ہدایہ ۴/۳۲۰) نحر کے معنی قربانی کرنے کے ہیں۔ اور تشریق کے معنی گوشت سکھانے کے ہیں[2]۔

---

[1] وحدّ منیٰ وادی محسّر وجمرۃ العقبۃ ولیست الجمرۃ ولا العقبۃ منیٰ بل منیٰ تنتہی الیہما الخ غنیۃ الناسک جدید ص۱۲۹ قدیم ص۸۰)

[2] والنحر ثلٰثۃ وایام التشریق ثلٰثۃ والکل یمضی باربعۃ اولہا نحر لاغیر واخرہا تشریق لاغیر والمتوسطان نحر وتشریق الخ ہدایۃ ۴/۳۲۰، غنیۃ الناسک جدید ص۱۸۱ قدیم ص۹۶)

تکبیرِ تشریق

تکبیرِ تشریق کے الفاظ یوں ہیں: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

تکبیرِ تشریق میں تین معزز اور مقرب بندوں کے الفاظ موجود ہیں۔

۱۔ حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو ذبح کیا جارہا تھا، اور حضرت جبرئیل امین علیہ السّلام مینڈھا لیکر تشریف لا رہے تھے تو حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو ذبح کرنے میں عجلت محسوس کرتے ہوئے فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

۲۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے آسمانی قربانی کو دیکھا تو فرمایا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

۳۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

(شامی کراچی ۲/۱۷۸، شامی زکریا دیوبند ۳/۶۲)

تکبیرِ تشریق کے ایام

یہ تکبیر نویں ذی الحجہ کی نمازِ فجر سے تیرہویں ذی الحجہ کی نمازِ عصر تک ہر فرض نماز کے فوراً بعد مَردوں کے لئے باآواز بلند اور عورتوں کے لئے آہستہ ایک مرتبہ کہنا واجب ہے۔ کل تیئیس ۲۳ نمازیں ہوجاتی ہیں جن کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ اور نمازِ عید الاضحیٰ کو لیکر کل چوبیس نمازیں ہوجاتی ہیں۔

جب باجماعت نماز ہو اور امام تکبیر تشریق پڑھنا بھول جائے تو مقتدی حضرات زور سے پڑھیں جس سے امام کو بھی یاد آجائے گی۔ (الدر المختار کراچی ۲/۱۸۰، زکریا دیوبند ۳/۶۲، طحطاوی علی المراقی ص۲۹۶)

تکبیرِ تشریق کن لوگوں پر واجب

تکبیرِ تشریق حاجی، غیر حاجی، مقیم، مسافر، منفرد جماعت، عورت، اہلِ شہر، اہلِ دیہات سب پر واجب ہے۔ (در مختار کراچی ۲/۱۸۰، در مختار زکریا دیوبند ۳/۶۱، فتاویٰ دار العلوم ۵/۲۱۶)

ایامِ منیٰ

درحقیقت حج کے کل پانچ دن ہیں۔ آٹھویں، نویں، دسویں، گیارہویں، بارہویں ذی الحجہ۔ ان پانچوں میں سے چار دن ایامِ منیٰ ہیں، یعنی آٹھویں، دسویں، گیارہویں بارہویں ذی الحجہ، اور نویں ذی الحجہ ایامِ منیٰ میں سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ یومِ عرفہ ہے۔ لہٰذا

یومِ عرفہ سے قبل ایک دن اور یومِ عرفہ کے بعد تین دن ایامِ منیٰ ہیں۔ یہاں تک باتیں ایضاح المناسک میں ہیں۔ مگر یہ اس صورت میں ہے کہ جب بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ سے نکل جانے کا ارادہ ہو۔ اور آجکل ننانوے فیصد حجاج کرام کا یہی معمول ہے۔ لیکن اگر تیرہویں ذی الحجہ کو بھی منیٰ میں قیام کا ارادہ ہو تو پھر ایامِ منیٰ یومِ عرفہ سے قبل ایک دن اور یومِ عرفہ کے بعد چار دن ہو جائیں گے۔ دسؔ، گیارہ، بارہ، تیرہ[1]۔

ان دنوں کے الگ الگ نام بھی ہیں۔ یعنی دسویں کو یوم النحر، گیارہویں کو یوم القر یعنی منیٰ میں برقرار رہنے کا دن۔ بارہویں کو یوم النفر الاول یعنی منیٰ سے کوچ کرنیکا پہلا دن، تیرہویں کو یوم النفر الثانی یعنی منیٰ سے کوچ کرنیکا دوسرا دن۔ اور ان چار دنوں کو ایام الرمی بھی کہا جاتا ہے[1]۔

لیالی منیٰ

منیٰ کی کل تین راتیں ہیں۔

① آٹھویں ذی الحجہ گذرنے کے بعد والی رات ② دسویں ذی الحجہ کے بعد والی رات ③ گیارہویں گذرنے کے بعد والی رات۔ یہ کل تین راتیں ہیں۔ ان راتوں کو منیٰ میں گذارنا مسنون ہے۔ اور ان راتوں کو بلا عذر دوسری جگہ گذارنا مکروہ ہے[2]۔ اور نویں اور دسویں کی درمیانی رات لیلۃ المزدلفہ ہے۔

مسائلِ حج میں رات، گذشتہ یوم کے تابع

یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کہ شریعت میں عام حالات میں راتوں کو آنے والے دنوں کے تابع قرار دیا گیا ہے۔ مگر مسائلِ حج اور ایامِ حج میں راتوں کو

---

[1] فاذا کان یوم الترویۃ وھو الثامن من ذی الحجۃ راح الامام والناس معہ من مکۃ الی منیٰ والسنۃ خروجہ بعد طلوع الشمس وھو الصحیح فیقیم بھا الخ غنیۃ جدید ص۱۴۲) وایام الرمی اربعۃ یوم النحر ویجب فیہ رمی یوم النحر لاغیر وثلثۃ ایام بعدہ وھی الیوم الحادی عشر ویسمی یوم القر والثانی عشر ویسمی یوم النفر الاول، والثالث عشر ویسمی یوم النفر الثانی ویجب فیہا رمی الجمار الثلاث ویسمی ایام التشریق وایام منیٰ الخ غنیۃ جدید ص۱۸۱ نسخہ قدیم ۹۲

[2] مستفاد احکام ج۱/۵ ویکرہ ان لایبیت بمنیٰ لیالی الرمی ولو بات فی غیرہ متعمدًا لایلزمہ شیٔ عندنا الخ تاتارخانیہ ص۴۶۲)

آنے والے دنوں کے تابع قرار نہیں دیا جاتا، بلکہ ایامِ ماضیہ اورگذشتہ دنوں کے تابع قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا لیلۃ المزدلفہ کو یوم عرفہ کی رات اور یوم النحر دش کے بعد والی رات کو دسویں کی رات قرار دیا جائیگا۔ اور اسی اعتبار سے حج کے احکام نافذ ہوں گے۔[1]

آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ کے افعال

آٹھویں ذی الحجہ کو ظہر سے پہلے منیٰ پہونچ جانا اور ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں کی فجر کل پانچ نمازیں ادا کرنا اور اس رات کو منیٰ میں گذارنا، نویں کو طلوعِ آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہوجانا سنت ہے۔ اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔[2]

(مستفاد احکامِ حج ص۱)

اور یہاں یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کہ آٹھویں ذی الحجہ کی نمازِ فجر کے بعد منیٰ کے لئے روانہ ہوجانا مسنون جب ہے کہ اس وقت روانہ ہونا اپنے اختیار میں ہو۔ اور آجکل معلمین سب کو رات ہی میں لیجاتے ہیں۔ اور اگر معلم کی گاڑی میں اسکے کارندوں کے ساتھ منیٰ نہیں جائیں گے تو حاجیوں کے لئے منیٰ پہونچنا اور پھر اپنی قیامگاہ اور خیمہ کی تلاش کرنا نہایت دشوار ہوجائیگا۔ اسلئے معلم کے کارندوں کے ساتھ ہی منیٰ کیلئے روانہ ہوجانا چاہئے۔ ورنہ سخت پریشانیوں کا سامنا کرنا ہوگا۔

دسویں ذی الحجہ کو منیٰ کے افعال

اس دن حج کے بہت سے مناسک ادا کرنا ہے۔
(۱) صبح صادق کے بعد مزدلفہ میں فجر کی نماز

---

[1] لأن اللّيالي في الحجّ في حكم الأيّام الماضية- الخ غنيه جديد ص۱۸۱)
[2] ويُصلّي بها الظهر والعصر والمغرب والعشاء والفجر بوقت الاسفار على قول الاكثر فكل من الخروج يوم التروية- الى منى واداء الصّلوات الخمس بها والمبيت بها اكثر اللّيلة سُنة- الخ
(غنية جديد ص۱۲۶ نسخهٔ قديم ص۷۰)

پڑھ کر وقوفِ مزدلفہ کرلیا جائے، اور سورج طلوع ہونے سے تھوڑی دیر پہلے مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ ہوجائے۔

۲ منیٰ پہنچکر سب سے پہلے جمرۂ عقبہ کی رمی کی جائے۔

۳ اگر متمتع یا قارن ہے تو رمی کے بعد قربانی بھی کرلی جائے، اور اگر متمتع یا قارن نہیں ہے تو قربانی لازم نہیں۔

۴ جن لوگوں پر قربانی لازم ہے وہ قربانی کے بعد اور جن پر قربانی لازم نہیں وہ رمی کے بعد اپنے سر کا حلق یا قصر کرلیں۔ اور سر کے بال صاف کرلینے کے بعد احرام کی پابندی ختم ہوجاتی ہے، بس طوافِ زیارت سے پہلے صرف بیوی سے ہمبستری کرنا منع رہتا ہے۔

۵ اسی دن اگر وقت ہو تو حرم شریف پہنچکر طوافِ زیارت بھی کرلیا جائے، اور اسی روز طوافِ زیارت کرلینا زیادہ افضل اور اولیٰ ہے۔ ہاں اگر اس دن ہمت نہ ہو تو دوسرے تیسرے روز بھی طوافِ زیارت کرنا جائز ہے۔ اور اسی رات میں طواف کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ ہاں البتہ بارہویں ذی الحجہ کے غروب سے پہلے پہلے کرلینا واجب ہے۔ ورنہ تاخیر کی وجہ سے ایک دَم دینا لازم ہوجائیگا۔ [له]

۶ عرفات اور منیٰ کو روانہ ہونے سے قبل اگر سعی نہیں کی تھی تو طواف کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی بھی کریں۔

۷ طواف وسعی سے فارغ ہونے کے بعد پھر منیٰ جاکر رات گذاری جائے۔ یہ کل سات قسم کے افعال ہیں جو یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کو انجام دینے ہوتے ہیں۔

جمرۂ عقبہ کی رمی کا وقت | چاروں اماموں کے نزدیک جمرۂ عقبہ کی رمی طلوعِ آفتاب کے بعد کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔

اور طلوعِ آفتاب سے قبل صبح صادق کے بعد کرنا حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ

له واذا فرغ من الرمی والذبح والحلق یوم النحر افاض الی مکة وطاف للفرض فی یومه ذلك وهو الافضل والا ففی الثانی والثالث ولیلتاهما منهما۔ (وقوله) وسعی بین الصفا والمروة بعدهٗ الخ (غنیة جدید ۱۷۶ قدیم ۹۲)

کے نزدیک صحیح تندرست اور کمزور ضعیف سب کے لئے مکروہ ہے۔ مگر کوئی جُرمانہ لازم نہیں ہے۔ (مستفاد ایضاح الطحاوی ۵۲۴/۲، عمدۃ القاری ۱۸/۱۰، المغنی لابن قدامہ ۴۲۹/۴) [1]

لیکن غنیۃ الناسک میں حضرات حنفیہ کا ایک دوسرا قول بھی منقول ہے کہ آفتاب طلوع ہونے سے قبل صبح صادق کے بعد یوم النحر میں رمی کرنا غیر معذور صحیح تندرست لوگوں کے لئے مکروہ ہے۔ اور معذورین کے لئے مکروہ نہیں ہے، بلکہ بلا کراہت جائز ہے [2]

رات میں جمرۂ عقبہ کی رمی

صبح صادق سے قبل رات میں جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، سفیان ثوری کے نزدیک صحیح تندرست اور کمزور ضعیف کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے۔ اگر کریں گے تو سورج نکلنے کے بعد اعادہ کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر اعادہ نہیں کریں گے تو جُرمانہ میں ایک قربانی واجب ہوجائے گی۔ (اعلاء السنن بیروتی ۱۶۳/۱۰، مستفاد ایضاح الطحاوی ۵۲۴/۲) [3]

جمرۂ عقبہ کی رمی جانبِ فوق سے کرنا

جمرۂ عقبہ کی رمی سے متعلق وضاحت یوں ہے کہ دورِ نبوت اور دورِ صحابہ میں جمرۂ عقبہ پہاڑ کے دامن میں نکڑ پر واقع تھا، اور دونوں طرف کے پہاڑ جمرۂ عقبہ کے بالکل قریب تھے، جب آپ مکہ مکرمہ کی طرف اپنا منہ کریں گے تو آپ کی دائیں طرف کا جو پہاڑ ہے اس پہاڑ کا آخری کونہ جمرۂ عقبہ سے ملا ہوا تھا اور جمرہ سے مل کر آپ کی بائیں طرف کا حصہ وادی نما نشیب میں تھا، اسی وجہ سے اس جمرہ کو جمرۂ عقبہ کہا جاتا ہے۔ اسلئے کہ دونوں

---

[1] حضرت امام شافعی، عطاء، شعبی، طاؤس، سعید بن جبیر رحمہم اللہ وغیرہ کے نزدیک ضعفاء کے لئے بلا کراہت جائز ہے۔ (اعلاء السنن کراچی ۱۴۱/۱۰، بیروتی ۱۶۳/۱۰، بدایۃ المجتہد ۱/۳۵۶، عمدۃ القاری قدیم ۱۸/۱۰، جدید زکریا دیوبند ۲۴۸/۷)

[2] ویکرہ من الغروب الی الفجر وکذا قبل طلوع الشمس وھذا عند عدم العذر فلا اساءۃ برمی الضعفۃ قبل الشمس الخ غنیۃ جدید ۱۸۲ قدیم ۹۱)

[3] حضرت امام شافعیؒ، عطاء، شعبیؒ، طاؤس بن کیسانؒ، مجاہد بن جبیرؒ، سعید بن جبیرؒ وغیرہ کے نزدیک معذورین کے لئے طلوعِ فجر سے قبل رات میں رمی کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ (اعلاء السنن بیروتی ۱۶۳/۱۰، کراچی ۱۴۱/۱۰)

پہاڑ کے عقب میں یہ جمرہ واقع تھا، اور اس وقت رمی کرنے کے لئے نشیب کے حصہ میں کھڑا ہونا پڑتا تھا جس کو بطنِ وادی کہا جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے دور میں نشیب میں کھڑے ہوکر رمی کی جاتی تھی، یعنی جب آپ جمرہ کی طرف چہرہ کریں گے تو آپ کا داہنا مونڈھا منیٰ کی طرف ہوگا اور بایاں مونڈھا حرم کی طرف ہوگا۔ اس طریقہ سے رمی کرنا مسنون اور افضل تھا، مگر آج دونوں طرف کے پہاڑوں کو کاٹ کر بہت دُور دُور تک ہموار میدان بنا لیا گیا ہے۔ اور آج کے لوگوں کو موجودہ نقشہ دیکھنے کے بعد پُرانے نقشہ کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جمرۂ عقبہ کی رمی وادی کے اُوپر کی جانب سے اس طرح کھڑے ہوکر کی جائے کہ جب آپ جمرہ کی طرف منہ کریں گے تو آپ کا دایاں مونڈھا حرم شریف کی طرف اور بایاں مونڈھا منیٰ کی طرف ہو، اور اوپر کی جانب سے رمی کی بات پُرانے نقشہ کے اعتبار سے کہی جاتی ہے۔ اسلئے کہ موجودہ نقشہ میں اوپر نیچے کی کوئی شکل موجود نہیں ہے۔ اور جس زمانہ میں اُوپر نیچے کا تصوّر تھا اس زمانہ میں بھی اوپر کی جانب سے رمی کرنا جائز تھا، لہٰذا آج کے زمانہ میں بطریق اولیٰ جائز اور درست ہوگا۔ چنانچہ پچھلے سال ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۵ء میں سعودی حکومت نے جمرات کا نقشہ ہی بالکل بدل دیا ہے کہ اس سال سے پہلے تک جمرات کا نقشہ بوسیدہ ستون کی شکل میں تھا، اور اس سال سے ان ستونوں کو دیواروں کے بیچ میں اس شاندار انداز میں شامل کرکے تیار کر دیا ہے کہ تقریباً پندرہ بیس میٹر لمبی دیوار جیسا بنا دیا ہے۔ اور دیوار کے دونوں طرف سے کھڑے ہوکر ایک جم غفیر ایک ساتھ رمی کر سکتے ہیں۔ اور دیوار کی دائیں جانب سے کرنے والوں کو اونچائی اور اوپر کی جانب سے رمی کرنے والے شمار کیے جائیں گے۔ اور دیوار سے بائیں جانب کرنے والوں کو نیچائی کی طرف سے رمی کرنے والے شمار کیے جائیں گے اور دونوں جانب سے رمی کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ ہاں البتہ دیوار کے بائیں جانب سے یعنی جب آپ مکہ مکرمہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوں گے تو آپ کی دائیں طرف سے دیوار پر رمی کرنا افضل اور اولیٰ ہوگا۔ اور شامی میں بطن وادی سے کرنے کی افضلیت کی ایک دوسری علّت بھی بیان کی گئی ہے کہ اس زمانہ میں اُوپر سے رمی کرنے

سے نیچے اور بطن وادی کی طرف کے لوگوں کو کنکری لگنے سے تکلیف پہنچنے کا خطرہ تھا، اسلئے بطن وادی سے کرنے کی ترغیب دی گئی تھی [۱] اور اب ایسی کوئی علت باقی نہیں ہے۔ جزئیہ حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے [۲]

جمرۂ عقبہ کی رمی میں تاخیر

دسویں ذی الحجہ کو زوال سے قبل ہی جمرۂ عقبہ کی رمی افضل اور مستحب ہے۔ اور زوال کے بعد غروب سے پہلے پہلے تک تاخیر کی جائے تب بھی بلا کراہت جائز ہے۔ البتہ بلا عذر زوال تک تاخیر خلاف سنت ہے۔ (غنیہ ۹۱) اور غروب ہو جانے کے بعد تاخیر کرنا تمام ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ مگر جرمانہ میں دم کب واجب ہوگا، اس میں علماء کے تین مذاہب ہیں۔

۱ حضرت امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ وغیرہ کے نزدیک اگر غروب تک تاخیر کی ہے اور غروب کے بعد رمی کی ہے، تو تاخیر کی وجہ سے کراہت کے ساتھ ساتھ جرمانہ میں ایک قربانی بھی واجب ہو جائے گی۔

۲ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک سورج غروب ہو جانے کے بعد رمی کرنا مکروہ تو ہے، لیکن اگر گیارہویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے پہلے پہلے رمی کر لیتا ہے تو دم واجب نہیں ہے۔ اور اگر صبح صادق ہو جانے کے بعد رمی کرتا ہے تو کراہت کے ساتھ ساتھ ایک دم بھی واجب ہو جائیگا۔ اور یہ سلسلہ یوم ثالث کے غروب تک رہیگا، اسکے بعد رمی جائز نہ ہوگی۔ بلکہ صرف دم دینا لازم ہوگا۔ (بدائع ۲/۱۳۹ بدائع بیروتی ۲/۹۴)

۳ حضرت امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسن شیبانیؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ،

---

[۱] ولو رماها من فوق العقبة اجزأه لان ما حولها موضع النسك والافضل ان يكون من بطن الوادى۔ (فتاوى تاتارخانيه ۲/۴۶۳)

[۲] ولذا ثبت رمى خلق كثير فى زمن الصحابة من اعلاها ولم يأمروهم بالاعادة وكان وجه اختياره عليه السلام لذلك هو وجه اختياره حصى الخذف فانه يتوقع الاذى اذا رموها من اعلاها لمن اسفلها فانه لا يخلو من مرور الناس بخلاف الرمى من اسفل مع المارين من فوقها ان كان الخ شامى زكريا ۳/۵۳۲)

امام اسحٰق بن راہویہؒ، امام طحاویؒ وغیرہ کے نزدیک گیارہویں کی صبح صادق کے بعد رمی کرنا مکروہ تو ہے مگر کوئی دم یا جرمانہ واجب نہیں۔ اور عدم وجوبِ دم کا سلسلہ تیرہویں ذی الحجہ کے غروب تک رہیگا۔ اور تیرہویں کے غروب کے بعد رمی کی قضا جائز نہ ہوگی، اسلئے کہ محلِ رمی اب بالکل ختم ہوگیا ہے۔ اور فوتِ رمی یعنی فوتِ واجب کی وجہ سے صرف ایک قربانی جرمانہ میں واجب ہوجائے گی [۱] اور حنفی مسلک کا فتوٰی اور عمل حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق ہے۔ کہ گیارہویں ذی الحجہ کی صبح صادق ہوجانے تک تاخیر سے قضا اور دم دونوں لازم ہوجائیں گے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۱)[۲]

گیارہویں اور بارہویں کی رمی کا وقت

گیارہویں اور بارہویں میں تینوں جمرات کی رمی واجب ہے۔ اور ان دونوں دنوں کی رمی کا وقت زوال سے شروع ہوکر دوسرے دن صبح صادق تک رہتا ہے۔ مگر زوال سے غروب تک وقت مسنون ہے۔ اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے۔ اور صبح صادق کے بعد وقتِ قضا شروع ہوجاتا ہے۔ (تاتارخانیہ ص۴۶۶ ج۲)

لہٰذا گیارہویں کی رمی اگر بارہویں کی صبح صادق ہوجانے کے بعد تک مؤخر کردی ہے تو قضا اور دم دونوں لازم ہوجائیں گے۔ اسی طرح بارہویں کی رمی کو اتنا مؤخر کردیا ہے کہ تیرہویں کی صبح صادق ہوگئی تو قضا اور کفارہ دونوں الگ الگ واجب ہوجائیں گے۔[۳] اور رمی کی قضا کا وقت تیرہویں کے غروب تک رہتا ہے، اسکے بعد رمی کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ اور مؤخر کرنے کی صورت میں قضا رجائز نہ ہوگی، صرف دم دینا لازم ہوگا۔[۴]

---

[۱] مستفاد ایضاح الطحاوی ص۵۳۵ ج۲، بدایۃ المجتہد ص۲۰۶ ج۱، حاشیہ بذل المجہود مصری ص۱۹۰ ج۹، نخب الافکار قلمی ص۱۱ ج۷، عمدۃ القاری ص۸۲ ج۱۰، اوجز المسالک ص۵۸۶ ج۳، بدائع الصنائع ص۱۳۹ ج۲)

[۲] فلہ فی ہذا الیوم اربعۃ اوقات فوقت الجواز اداءً من طلوع الفجر فلایصح قبلہ الی طلوع الفجر من غدہ فاذا طلع فات وقت الاداء ولزمہ الدم والقضاء الخ (غنیۃ ص۱۰۰)

[۳] مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۱، [۴] اذا طلع الفجر فقد فات وقت الاداء (الی قولہ) فلو اخرہ عن وقت ادائہ فعلیہ القضاء والجزاء ویفوت وقت القضاء بغروب الشمس من الیوم الرابع واما وقت الجواز فی الیوم الرابع فمن الفجر الی الغروب الخ (غنیۃ الناسک ص۱۰۰)

اور تیرہویں کو اگر رک جائے تو اس دن کی رمی بھی واجب ہوجاتی ہے۔ اور زوال کے بعد سے غروب کے درمیان کرنا واجب ہے۔ اسکی مفصل بحث کئی عنوانات کے ساتھ تیرہویں کی رمی کے مسائل کے ذیل میں دیکھی جا سکتی ہے۔

۱۱ اور ۱۲ میں زوال کے بعد رمی

گیارہویں اور بارہویں کو اگر زوال سے قبل رمی کریگا تو قول راجح کے مطابق وہ رمی صحیح نہیں ہوگی، اسکا اعادہ واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر تیرہویں کو رک گیا تو اس کی رمی بھی زوال سے قبل جائز نہ ہوگی۔ اگر زوال سے قبل کریگا تو اعادہ لازم ہوگا۔ (مستفاد تاتارخانیہ ۲/۴۶۲)[1]

اس کی مفصل بحث کافی دلائل اور اختلاف ائمہ کے ساتھ قول راجح کو ثابت کرنے کے لئے کئی صفحات پر مشتمل عنوان بنام "گیارہویں و بارہویں کی رمی زوال سے قبل کرنے میں دم کا حکم" کے تحت دیکھی جا سکتی ہے۔

دن طلوع ہونے سے پہلے رات میں رمی کرنا

یہ بات بھی بہت دیکھنے میں آتی ہے کہ بہت سے لوگ گیارہویں کی رمی گیارہویں کے دن آنے سے پہلے رات میں کرتے ہیں۔ اسی طرح بارہویں کی رمی بھی دن طلوع ہونے سے پہلے رات میں کر لیتے ہیں ان کی رمی باقی رہ جاتی ہے، اور دن طلوع ہوجانے کے بعد دوبارہ رمی کرنا ان پر واجب ہوگا۔ ورنہ ترکِ رمی اور ترکِ واجب کا دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اسلئے کہ مسائلِ حج اور احکامِ حج میں رات اپنے بعد والے دن کے تابع نہیں ہوا کریگی، بلکہ پہلے والے دن کے تابع ہوتی ہے۔ لہٰذا دسویں کی رات دسویں کا دن گذرنے کے بعد شروع ہوگی۔ اور گیارہویں کی رات گیارہویں کا دن گذرنے کے بعد شروع ہوگی، اور بارہویں کی رات بارہویں کا دن گذرنے کے بعد شروع ہوگی۔ اور تیرہویں کے غروب کے بعد محلِ رمی ہی ختم ہوجاتا ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۳)[2]

---

[1] واما فی الیوم الثانی والثالث وقت الرمی مابعد الزوال ولو رمی قبل الزوال لایجزیہ الخ (تاتارخانیہ ۲/۴۶۱)

[2] لان اللیالی فی الحج فی حکم الایام الماضیۃ (غنیۃ الناسک جدید ص۱۸۱)

۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ چاروں دِنوں کی رمی کا وقتِ جواز

رمیِ جمرات حجاجِ کرام کی ذمّہ داریوں میں سے نہایت صبر آزما ذمّہ داری ہے۔ جس کی ادائیگی میں بعض دفعہ سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑجاتا ہے۔ اسلئے ایامِ رمی کے اوقات کی حُدود اور دائرہ کو واضح کردینا مناسب معلوم ہوا، جو ذیل میں ترتیب سے درج کیا جارہا ہے۔

دسٌویں کا وقتِ جواز

دسوٌیں تاریخ کی رمی چوبیٌس گھنٹے جائز ہے۔ اور اس دن کی رمی یوم النحر یعنی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے لیکر پورا دن پھر غروب کے بعد پوری رات گیارہویں کی صبح صادق سے قبل تک کرنا جائز ہے۔ (غنیہ جدید ۱۸۱) اس چوبیٌس گھنٹے کے درمیان ہرطرح کے لوگ اپنی اپنی سہولت کے پیشِ نظر نہایت آرام سے رمی کرسکتے ہیں۔ اور کمزور اورضعیف لوگوں کو بھیڑ میں جاکر اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اور ہرسال کا مشاہدہ ہے کہ دسویں کو غروب تک جمرۂ عقبہ پر کوئی بھیڑ نہیں رہتی اور عشاء کے بعد تک تو تقریبًا خالی ہوجاتا ہے۔ اسکے باوجود اس دن کی رمی کے وقت میں مزید وسعت کی بات کرنا نہایت غیر مناسب بات ہوگی۔

گیارہویں کا وقتِ جواز

گیارہویں کا وقتِ جواز اس دن زوالِ شمس سے لیکر بارہویں کی صبح صادق تک تقریبًا سترہ ۱۷، اٹھارہ ۱۸ گھنٹے کے درمیان کسی بھی وقت رمی کرنا جائز ہے۔ (غنیہ جدید ۱۸۱) اور رات میں ضعیف وکمزوروں کے لئے کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ جب پوری رات رمی کرنا جائز ہے تو زوال سے قبل رمی کی کیا ضرورت ہے۔ یہ محض شریعت پر عمل کو چھوڑکر اپنی مرضی پر چلنے کے مُرادف ہے۔

بارہویں کا وقتِ جواز

بارہویں کی رمی کا وقتِ جواز اُس دن زوال کے بعد سے تیرہویں کی صبح صادق تک تقریباً سترہ اٹھارہ گھنٹے ہیں۔ اگر غروب سے قبل رمی نہیں کرسکے تو غروب کے بعد پوری رات رمی کرسکتے ہیں۔ (غنیہ جدید ص۱۸۱) جب پوری رات رمی کرنا جائز ہے تو رات کی رمی کو چھوڑ کر زوال سے قبل جس میں رمی جائز نہیں ہے اس میں رمی کی گنجائش کی بات کرنا کہاں تک مناسب ہے۔ کہنے والے خود اسکا فیصلہ کریں۔

نیز بارہویں کو غروب کے بعد منیٰ سے روانہ ہونا اس وقت مکروہ ہوتا ہے کہ جب غروب سے قبل آرام وسہولت سے رمی کرکے منیٰ سے نکلنے کی سہولیات کے باوجود غروب سے قبل رمی کرکے کوچ نہ کیا ہو، پھر اپنی غفلت سے تاخیر کرکے غروب کے بعد منیٰ سے کوچ کیا جائے۔ اور اگر بھیڑ اور ازدحام کی وجہ سے غروب کے بعد تک تاخیر کرکے رمی کی جائے اور پھر غروب کے بعد رات میں منیٰ سے کوچ کیا جائے تو بلاشبہ جائز ہے۔ لہٰذا بارہویں کو بھیڑ کی وجہ سے دن میں رمی نہیں کی اور پھر رات میں رمی کرکے منیٰ سے نکل جائے تو بلا کراہت جائز ہوگا۔ اور جہاں کراہت کی بات کہی گئی وہاں پر بھیڑ نہ ہونے کی صورت مراد ہے۔ یہی علت ہے کہ بھیڑ کی وجہ سے عورتوں اور کمزوروں کے لئے رات کی رمی کو فقہاء نے افضل لکھا ہے [۱]

تیرہویں کی رمی کا وقت

تیرہویں کی رمی کا وقت حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صبح صادق سے غروب تک ہے۔

---

[۱] والرجل والمرأة فی الرمی سواء الّا ان رمیها فی اللیل افضل فلاتجوز النیابة عن المرأة بغیر عذر وقد تبیّن ممّا قدمنا انهم جعلوا خوف الزحام عذرا للمرأة ومن به علة او ضعف فی تقدیم الرمی قبل طلوع الشمس او تاخیره الی اللیل الخ (غنیة جدید ص۱۸۸) ولو نفر من اللیل قبل طلوعه لاشیٔ علیه فی الظاهر عن الامام۔ الخ غنیة جدید ص۱۸۲)

ہاں البتہ زوال سے قبل مکروہ تنزیہی ہے یہی امام عکرمہؒ، طاؤس بن کیسانؒ، اسحاق بن راہویہؒ وغیرہ کا قول ہے۔

اور حضرات صاحبینؒ اور جمہور کے نزدیک تیرہویں کی رمی کا وقت صرف زوال کے بعد سے غروب تک ہے۔ لہٰذا زوال کے بعد میں سب کا اتفاق ہے۔ اور زوال سے قبل میں اختلاف ہے۔ کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کراہتِ تنزیہی کے ساتھ جائز ہے، اور صاحبین کے نزدیک جائز ہی نہیں۔ [1]

اور تیرہویں کو بہت ہی کم لوگ منیٰ میں ہوتے ہیں، اس دن بھیڑ کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اسلئے کوئی پریشانی اور دشواری کی بات نہیں۔

نیز اس دن حضرت امام صاحبؒ کے قول پر کوئی عمل کرتا ہے تو اس کی بھی گنجائش ہوگی۔ کیونکہ یہ قول ظاہر الروایہ کے خلاف نہیں بلکہ مطابق ہے۔

---

[1] فان لم ینفر حتی طلع الفجر من الیوم الرابع وجب علیه الرمی فی یومه ذٰلك فیرمی الجمار الثلاث بعد الزوال کما مر فان رمی قبل الزوال فی هٰذا الیوم صح عند ابی حنیفة مع الکراهة التنزیهیة وهو قول عکرمة وطاؤس و اسحاق بن راهویه وهو استحسان غایة لانه لما ظهر اثر التخفیف فیه بالترك فلان یظهر اثر التخفیف فیه بالتقدیم اولٰی وقالا لایصح اعتبارا بسائر الایام وعلیه الجمهور الخ غنیة جدید ص۱۸۴)

تینوں دِنوں کی رمی کا ترک کردینا

یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی گیارہویں کی صبح صادق ہوجانے کے بعد تک

مؤخر کرنے سے قضاء ودَم دونوں لازم، اور گیارہویں کی رمی بارہویں کی صبح صادق ہوجانے کے بعد تک مؤخر کرنے سے قضاء ودَم دونوں لازم۔ اور بارہویں کی رمی کو تیرہویں کی صبح صادق ہوجانے تک مؤخر کرنے سے قضا ودَم دونوں واجب۔ اور تیرہویں کو اگر منیٰ میں قیام کیا ہے تو اس کی رمی کو اسی دِن غروب تک مؤخر کر دینے سے صرف دم واجب ہوجاتا ہے قضاء نہیں۔

کنکریوں کی طرح دوسری کون کونسی اشیاء سے رمی کی جاسکتی ہے؟

ایک مسئلہ یہ بھی اہمیت کا حامل ہے کہ جس طرح کنکریوں سے رمی کرنا جائز ہے اسی طرح دوسری اور کون کون سی اشیاء سے رمی کیجاسکتی ہے؟

اس بارے میں حکمِ شرعی یہ ہے کہ زمین سے متعلق کسی بھی چیز سے رمی جائز ہے۔ ہاں البتہ ناپاک اور نجس اشیاء سے جائز نہیں۔ لہٰذا کنکری، مٹی کی ڈلی، گارے کی گولی، گیرو چونہ، ہڑتال، سُرمہ، پہاڑی نمک، گندھک، ریت وغیرہ سے رمی جائز ہے۔ لیکن ریت کی مٹھی ایک کنکر کے قائم مقام شمار ہوگی۔ (زبدۃ المناسک ۱۸۴، معلم الحجاج ۱۸۶)

اور مذکورہ تمام اشیاء سے رمی جائز ہے، مگر کنکری سے کرنا افضل اور بہتر ہے۔ اور سونا، چاندی، لوہا، پیتل، تانبا، اسٹیل، یاقوت، موتی، جواہرات، لکڑی، مینگنی سے رمی جائز نہیں [1] (زبدۃ الناسک ۱۸۵، معلم الحجاج ۱۸۶)

---

[1] ان یکون الحصیٰ من جنس الارض حجرًا کان او غیرہٗ فیجوز بالمدر وخلق الآجر والطین والنورۃ والمغرۃ والملح الجبلی والکحل والکبریت والزرنیخ والمرداسنج وقبضۃ من تراب وبالاحجار افضل۔
ولایجوز بالذھب والفضۃ والحدید والعنبر واللؤلؤ والمرجان والجواھر وھی کبار اللؤلؤ والخشب والبعرۃ لانھا لیست من اجزاء الارض الخ
(غنیۃ الناسک جدید ۱۵۹ نسخۂ قدیم ۱۰۰)

جمرات کے پاس سے کنکریاں اٹھانا

جمرات کے چاروں طرف پڑی ہوئی مستعمل کنکریوں کا ڈھیر ہوتا ہے، اس میں سے کنکریاں اٹھاکر رمی کرنا مکروہ ہے۔ اسلئے وہاں سے کنکریاں نہ اٹھایا کریں۔ اور اگر کسی نے وہاں سے اٹھاکر رمی کر دی تو رمی کا وجوب اور ذمہ داری ادا ہوجائے گی۔ اِعادہ لازم نہ ہوگا۔ مگر وہاں سے اٹھانا مکروہ ہے[۱]

بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں حاصل کرنا

بعض لوگ بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں حاصل کرتے ہیں، ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اسلئے کہ رمی کرنے کے لئے معمولی درجہ کی کنکریاں لینا چاہئے۔ اور ان کی ضخامت چنے اور باقلاء کے دانہ کے برابر ہونا مستحب ہے۔ اور ایسی کنکریاں ہر جگہ ملتی ہیں۔ نیز بڑے پتھر کو توڑ کر جو کنکریاں حاصل کی جاتی ہیں ان میں نوک ہوتی ہے۔ عموماً ایسی کنکریاں بڑی بھی ہوتی ہیں، اگر کسی کو لگ جائے تو زخمی ہوجانے کا خطرہ ہوتا ہے، اسلئے بڑے پتھر کو توڑ کر حاصل نہ کیا کریں[۲]

کنکری جمرات تک پہنچنے میں شک ہوگیا تو کیا کریں؟

اگر دُور سے کنکر مار دی اور جمرہ یا اس کے قریب پہنچنے میں شک واقع ہوجائے تو کیا کریں؟ تو اس میں حکمِ شرعی یہی ہے کہ شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا کہ جمرات تک پہونچنے کا ظنِ غالب ہے اور نہ پہنچنے میں صرف شک ہے تو اس شک کا اعتبار

---

[۱] لانہ لایجوز اخذھا من ای موضع شاء الا من عند الجمرة والمسجد ومکان نجس فان فعل جاز وکرہ تنزیھًا، والحاصل انہ لیس لاخذ الحصی محل مسنون عندنا وانما کرہ اخذھا من عند الجمرة لانھا مردودة لحدیث رواہ الدار قطنی والحاکم وصححہ عن ابی سعید الخدریؓ (غنیة الناسک جدید ۱۸۲ نسخہ قدیم ۹۰ وھکذا فتح القدیر کوئٹہ ۲/۴۸۲)

[۲] والمختار قدر الباقلاة ویکرہ اکبر منھا (وقولہ) ویکرہ ان یاخذ حجرًا کبیرًا فیکسرہ صغارًا۔ الخ (غنیة جدید ۱۸۵ قدیم ۹۱)

نہ ہوگا۔ ہاں البتہ اگر نہ پہنچنے کا یقین ہوگیا ہے تو اسکا اعادہ لازم ہوگا۔ اور شک کے معاملہ میں علماء نے لکھا ہے کہ بہتر اور احتیاط اسی میں ہے کہ اسکا بھی اعادہ کرلیا جائے تاکہ شک و شبہ بھی باقی نہ رہے۔ [۱]

سات کنکریاں ایک ساتھ مارنا

اگر سات کنکریاں ایک ساتھ ماردیں یا چند کنکریاں یا چار پانچ ایک ساتھ ماردیں تو صرف ایک کنکری شمار ہوگی۔ اور پھر الگ الگ چھ کنکریاں مزید مارنا لازم ہوجائیگا۔ نیز اگر سات کنکریوں کو ایک ساتھ ماردیا، مگر جمرہ پر متفرق ہوکر الگ الگ گرجائیں تب بھی چاروں اماموں کے نزدیک ایک ہی کنکری شمار ہوگی۔ [۲]

ایک کنکری کو سات بار مارنا

ایک ہی کنکری کو سات بار ماردیا تو اس سے سات کنکریوں کی طرح رمی صحیح ہوجائیگی، مگر ایسا کرنا خلافِ سنت ہے۔ [۳] (معلم الحجاج ص۱۸۷)

کنکریوں کو پے در پے مارنا مسنون

رمی میں کنکریاں پے در پے مارنا مسنون ہے۔ اور ایک کنکری مارنے کے بعد دوسری کنکری مارنے میں تاخیر کرنا اور فاصلہ قائم کرکے کنکریاں مارنا خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ اور پے در پے مارنا صرف مسنون ہے واجب نہیں۔ [۴]

(معلم الحجاج ص۱۸۳)

---

[۱] وکذا لو رمی وشک فی وقوعها موقعها فالاحوط ان یعید الخ (غنیة جدید ص۱۳۱ نسخہ قدیم ص۱۰۱)

[۲] فلو رمی بسبع حصیات او اکثر جملةً واحدةً لا یجزیه الاعن واحدةٍ ولو وقعت متفرقة عند الاربعة الخ (غنیة جدید ص۱۸۶ غنیة قدیم ص۱۰۰)

[۳] ولو رمی بحصاة واحدة سبع مراتٍ اجزأه الخ (غنیة جدید ص۱۸۶ نسخہ قدیم ص۱۰۰)

[۴] ولا یشترط الموالاة بین الجمرات ولا بین رمیات جمرة واحدة بل یسن فیکره ترکها الخ (غنیة الناسک جدید ص۱۸۷ نسخہ قدیم ص۹۹)

رمی کرنے والے کے لئے کوئی خاص ہیئت لازم نہیں

رمی کرنے والے کے لئے بوقتِ رمی مخصوص ہیئت اور مخصوص حالت لازم نہیں۔ لہذا کھڑے کھڑے، بیٹھے بیٹھے، طہارت اور بغیر طہارت، اور استقبالِ قبلہ اور بغیر استقبالِ قبلہ ہر طرح سے جائز ہے۔ اسی طرح دور سے اور قریب سے اور جمرہ کی جس جانب سے بھی چاہے کرنا جائز ہے۔ ہاں البتہ اگر آسانی سے ہو سکے تو پانچ ہاتھ دوری سے رمی کرنا مسنون ہے[1]

کنکریاں کہاں سے لیں؟

کنکریاں لینے کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں۔ مزدلفہ سے اور مزدلفہ اور منیٰ کے راستے سے اور منیٰ اور اس کے آس پاس کہیں سے بھی لینا جائز ہے۔ ہاں البتہ یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کے لئے صرف سات کنکریاں مزدلفہ سے یا راستہ سے لینا مستحب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مزدلفہ سے چلتے وقت جمرۂ عقبہ کی رمی کی فکر سوار ہو جاتی ہے۔ گویا کہ مزدلفہ سے منیٰ کے لئے چلنا جمرۂ عقبہ کی رمی ہی کے لئے چلنا ہوتا ہے۔ اسلئے کنکریاں لیکر تیاری کیساتھ چلنا مستحب ہے۔ اور باقی ایام کی ۶۳ کنکریاں منیٰ سے لے لیں (زبدۃ المناسک ص۱۸۱) اور اگر مزدلفہ سے ستر کنکریاں لے لیں تب بھی جائز ہے[2]

چار یا اس سے زائد جمرات تک نہ پہونچیں تو؟

اگر دور سے کنکریاں ماردیں، اور صرف دو تین کنکریاں جمرات تک پہونچ پائیں، باقی دور جاکر گر گئیں یعنی چار یا اس سے زیادہ جمرات تک نہیں پہونچیں تو ایسی صورت میں

---

[1] ولا یشترط ان یکون الرامی علی حالۃ مخصوصۃ من قیام او استقبال او طہارۃ او قرب او بعد بل علی ای حال رمی ومن ای مکان رمی صح الا انہ یسن وقوفہ للرمی بنحو خمسۃ اذرع من الجمرۃ او اکثر الخ (غنیۃ جدید ص۱۸۱ قدیم ص۹۹)

[2] ویستحب ان یرفع من المزدلفۃ او من قارعۃ الطریق سبع حصیات کحصی الخذف (وقولہ) وان رفع من المزدلفۃ سبعین حصاۃ او من قارعۃ الطریق فھو جائز لانہ یجوز اخذھا من موضع شاء الخ (غنیۃ الناسک جدید ص۱۲۵ نسخہ قدیم ص۹۰)

دم دینا لازم ہوجائیگا۔ ہاں البتہ اگر اعادہ کرلیگا تو دم ساقط ہوجائیگا۔ لہ

(معلم الحجاج ص۱۸۶)

اکثر کنکریاں جمرات تک پہونچ گئیں، دو تین نہیں پہونچیں

اگر دُور سے رمی کی گئی، اور دو تین کنکری جمرات تک نہیں پہونچ پائیں یا دوسری طرف گرگئیں تو ایسی صورت میں ہر ایک کنکری کے عوض میں ایک صدقۂ فطر یا اسکی قیمت دینا لازم ہوگا۔ لہ

دُور سے کنکریاں مارنا

اگر دُور سے کنکریاں ماردیں اور جمرہ تک نہیں پہونچیں تو کیا حکم ہے ؟

تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر جمرہ سے قریب جاکر گری ہیں تو رمی صحیح ہوجائیگی۔ اور اگر دُور جاکر گریں تو رمی صحیح نہ ہوگی۔ اور قریب کا مطلب یہ ہے تین ہاتھ کے اندر اندر ہو۔ اور صاحب فتح القدیر نے کہا کہ جمرہ سے ایک ہاتھ کے اندر اندر کو قریب کہا جائیگا۔ اس سے زیادہ کو دُور کہا جائیگا۔ بہرحال تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ پر گرنے سے بالاتفاق رمی معتبر نہ ہوگی۔ اور اگر ایک ہاتھ کے اندر اندر گری ہیں تو بالاتفاق رمی معتبر ہوجائیگی۔ اور تین ہاتھ کے اندر ایک ہاتھ سے دُوری پر گرنے میں اختلاف ہے، لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ ایک ہاتھ کے اندر اندر ہی کنکری پڑجایا کرے۔ بہرحال جو لوگ کافی دُور سے کنکریاں مارتے ہیں ان کی طرف سے نہایت بے احتیاطی کی بات ہے اس سے احتراز کی

لہ اتیان اکثر عددہ فی کل یوم فلو ترکہ فکانہ لم یرم الخ غنیۃ جدید ص۱۸۸، قدیم ص۱۰۱)
لانہ اذا ترک اکثر السبع لزمہ دم کما لو لم یرم اصلاً الخ (شامی زکریا ۳/۵۳۲)
لہ واتمام ما زاد علی اکثر عددہ فلو ترک الاقل من سبعۃ یوم النحر او من احدی عشرین فی یوم اخر اجزأہ وعلیہ لکل حصاۃ صدقۃ الخ غنیۃ جدید ص۱۸۹، نسخہ قدیم ص۱۰۱، وان ترک اقل منہ کثلاث فما دونہا فعلیہ لکل حصاۃ صدقۃ
(شامی زکریا ۳/۵۳۲)

کوشش کریں اور قریب جاکر ہی کنکریاں مارنے کی کوشش کریں [1]

جو کنکری جمرہ کے ستون یا جمرہ کی دیوار پر لگ کر دُور جاگری اُسکا اعتبار نہیں

اگر دُور سے کنکری ماردی اور جمرہ کے ستون یا دیوار پر ٹکر کھاکر دُور جاگری تو اس کا اعتبار نہ ہوگا، اسلئے ستون یا دیوار پر نہ مارکر حوض میں مارنا چاہیئے۔ ہاں البتہ ستون یا دیوار پر اس طرح مارے کہ جس سے آسانی سے حوض میں گرجائے تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر دیوار یا ستون پر ٹکر کھاکر تین ہاتھ کے اندر اندر جاگری ہے تو اس کا اعتبار ہوگا۔ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ۱۴۲۵ھ سے جمرات کے نشانات بجائے کھمبے کی شکل کے دیوار کی شکل میں نظر آئیں گے۔ جو کنکری دیوار پر ٹکر کھاکر تین ہاتھ سے زیادہ دور جاگرتی ہو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ دوبارہ مارنا لازم ہوگا۔ نیز جو کنکری دیوار پر لٹکی رہ جائے اسکا بھی اعتبار نہیں۔ بلکہ صرف اس کنکری کا اعتبار ہوا کرتا ہے جو ٹکر کھاکر تین ہاتھ کے اندر اندر گرتی ہو۔

دوسرے قول کے مطابق ایک ہاتھ کے اندر اندر گرتی ہو یا ستون اور دیوار پر نہ لگے اسکے قریب حوض میں گری ہو اسی کا اعتبار ہوا کرتا ہے۔ [2] یہ اہم مسائل ہیں، ان کو دھیان میں رکھنا۔

گیارہویں و بارہویں کی رمی زوال سے قبل کرنے پر دم کا حکم

گیارہویں اور بارہویں کی رمی زوال سے پہلے کرنا جائز نہیں۔ بلکہ زوال کے بعد کرنا

---

[1] فلو وقع بعیداً منہا وان وقع فی الشاخص لایجزئہ ثلاثۃ اذرع بعید وما دونہ قریب هذا حکاه فی اللباب بقیل لکن جزم بہ فی البدر، وذکر فی الفتح القریب قدر ذراع ونحوه الخ (غنیۃ الناسک جدید ص۱۸۷ نسخہ قدیم ص۹۹)

[2] والجمرة موضع الشاخص لا الشاخص فانہ علامۃ للجمرة (قولہ) الحاصل انہ لو وقع علی حد جوانب الشاخص اجزاءہ للقریب ولو وقع علی قبۃ الشاخص ولم ینزل عنہا لایجزئہ للبعید (وقولہ) محل الرمی ھو الموضع الذی علیہا الشاخص وما حولہ لا الشاخص (وقولہ) ولو کان فی الشاخص طاق فاستقرت الحصاة فیہ لم یجزئہ الخ (غنیۃ الناسک جدید ص۱۸۶ قدیم ص۱۰۰) ینبغی ان تقع الحصاة عند الجمرة او قریبا منہا حتی لو وقعت بعیدا منہا لم یجزئہ الخ تاتارخانیہ ۲/۴۹۳)

واجب ہے، حضرت امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ابو یوسف، امام محمد رحمہم اللہ سب کے نزدیک متفقہ طور پر زوال سے پہلے جائز نہیں ہے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں۔ ایک قول ضعیف اور کمزور اور غیر راجح ہے، اسکے مطابق جائز ہے۔ اور اس قول پر آج تک کسی نے فتویٰ نہیں دیا۔ دوسرا قول مشہور اور ظاہر الروایہ ہے۔ اور وہی راجح اور مفتیٰ بہ قول ہے، جو جمہور کے موافق عدم جواز کا ہے، کہ گیارہویں اور بارہویں تاریخ میں زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ اور زوال کے بعد کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر زوال سے پہلے رمی کریگا تو وقت کے اندر اندر اس کا اِعادہ کرنا واجب ہے۔ اور اگر اس کا اِعادہ نہیں کیا ہے تو ترکِ واجب کی وجہ سے دم دینا لازم ہوجائیگا۔

حضرت مولانا شیر محمد صاحب سندھی مہاجر مدنی علیہ الرحمہ نے زبدۃ المناسک کے اضافہ ص۲۱۲ میں اس مسئلہ پر کافی لمبی بحث کرکے وجوبِ دم کا حکم لکھا ہے۔ پھر اس کے ذیل میں ہدایہ، قاضی خاں، بدائع، غنیہ وغیرہ کے وہ جزئیات نقل کئے ہیں جن میں لایجوز اور لایکفی اور لایصح وغیرہ کی عبارات ہیں۔ اور مناسکِ حج میں رکن واجب کی عدم ادائیگی اور عدم صحت پر لایجزی اور لایکفی اور لایصح وغیرہ کے الفاظ فقہاء کرام لکھتے ہیں۔ اور عدم اعادہ کی صورت میں ایسے افعال میں دم واجب ہوجاتا ہے۔ اور اہم ترین فقہاء متقدمین اور متأخرین کی کتابوں میں وجوبِ دم کی صریح عبارت اس خاکسار کو اپنی کوتاہی کی بنا پر سعی بلیغ کے باوجود دستیاب نہیں ہوسکی۔

ہاں البتہ وجوب دم کی صریح عبارت صاف الفاظ کے ساتھ ایسے دو عالم کی ملی ہیں جن میں سے ایک کا نام اہم ترین فقہاء کی فہرست میں شمار نہیں ہے۔ مگر دوسرا اپنے زمانہ کے بلند پایہ عالم و محدث ہونیکے ساتھ فقیہ بھی ہیں۔

۱ مناسک مُلا علی قاری کے حاشیہ میں "داملا اخون جان" کی ایک جذباتی عبارت ہے جو کافی لمبی ہے۔ اس کا مختصر ٹکڑا یہاں درج کردیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

فما یفعله کثیر من الناس من الرمی قبل الزوال فهو خطأ موجبٌ للدم ومحل للانکار والذم لکونه مخالفًا لصحیح الروایة ولظاهر الروایة۔

(حاشیہ مناسک ملا علی قاریؒ مطبع کراچی ص۲۳۰)

۲ مشہور محدث وفقیہ شارحِ بخاری علاّمہ بدرُالدین عینی کی عبارت ہے۔ اس میں یہ ہے کہ اگر زوال سے پہلے رمی کرلی ہے تو اس کا اعادہ لازم ہے۔ اور ایام تشریق گذرجانے کے بعد اعادہ کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ پھر وجوب دم کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

ان رمی فی الیوم الاول و الثانی قبل الزّوال اعاد و فی الثالث یجزیہ وقال عطاء وطاؤس یجوز فی الثلاثۃ قبل الزّوال، واتفق مالک وابوحنیفۃ و الثوری والشافعی وابوثور اذا مضت ایام التشریق وغابت الشمس من اٰخرھا فقد فات الرمی ویجبر ذٰلک بالدّم۔ (عمدۃ القاری بیروت ۱۰/۸۶ عمدۃ القاری زکریا ۷/۳۷۱)

اور زوال سے پہلے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بھی ان دونوں دِنوں میں رمی کرنا جائز نہیں ہے۔
اور مالکیہ کی طرف سے زوال سے پہلے رمی کی صورت میں وجوب دم کی مرتح عبارت مل گئی ہے۔ جو یہاں درج کردی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

وقت الرمی فی کل یوم منہا من زوال الشمس الی الغروب فلو قدم الرمی علی الزّوال لایکفی وعلیہ دم ان لم یعدہ بعد الزوال۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۱/۶۶۸)

اب یہاں اہم ترین فقہاء احناف کی عبارات نقل کی جارہی ہیں تاکہ عدمِ جواز اور وجوبِ دم کا حکم واضح ہوجائے۔ اور امام صاحب کے قولِ ضعیف کو اس مسئلہ میں ناقابلِ توجہ قرار دیا جائے۔

۱ غنیۃ الناسک میں بہت صاف الفاظ میں یہ عبارت ہے کہ قبل الزوال ان دونوں دنوں میں رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان ایام میں زوال کے بعد رمی فرمائی ہے۔ اس کا اتباع واجب ہے۔ اسلئے زوال سے پہلے ان دِنوں میں رمی صحیح نہیں ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

لایجوز فیہما قبل الزوال اتفاقاً لوجوب اتباع المنقول لعدم المعقولیۃ (وقولہٗ) والصّحیح انہٗ لایصح فی الیومین الّا بعد الزوال مطلقاً۔
(غنیۃ جدید ۱۸۱/ ۱۸۲) غنیۃ قدیم ۹۹)

۲۔ الموسوعۃ الفقہیہ میں ائمہ اربعہ اور جمہور کا مسلک یہی لکھا ہے کہ ان دونوں دنوں میں زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول مشہور ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ یبدأ وقت الرمی فی الیوم الاول والثانی من ایّام التشریق بعد الزوال ولا یجوز الرمی فیہما قبل الزّوال عند جمہور العلماء ومنہم الائمۃ الاربعۃ علی الروایۃ المشہورۃ الظاہرۃ عن ابی حنیفۃ۔ (الموسوعۃ ۲۳/۱۵۷)

۳۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں بھی صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ ان دونوں دنوں میں رمی کا وقت ہی زوال کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اسلئے زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

واما فی الیوم الثانی والثالث فھو ما بعد الزّوال ولو رمیٰ قبل الزوال لایجزیہ

(تاتارخانیہ ۲/۴۶۱)

۴۔ فتاویٰ ہندیہ میں اور واضح الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے کہ ان دونوں دنوں میں زوال کے بعد رمی کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اسلئے زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

واما وقت الرمی فی الیوم الثانی والثالث فھو ما بعد الزّوال الیٰ طلوع الفجر من الغد حتی لایجوز الرمی فیہما قبل الزوال الّا ان ما بعد الزّوال الیٰ غروب الشمس وقت مسنون وما بعد الغروب الیٰ طلوع الفجر وقت مکروہ۔

(عالمگیری کوئٹہ ۱/۲۳۳ زکریا دیوبند)

۵۔ صاحب بدائع نے بھی بہت واضح الفاظ میں نقل فرمایا کہ ایام تشریق گیارہویں تاریخ سے شروع ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایام تشریق میں سے یوم اول اور یوم ثانی کی رمی کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے، اور امام صاحب کے قول مشہور کے مطابق زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

وامّا وقت الرمی من الیوم الاول والثانی من ایّام التشریق وھو الیوم الثانی والثالث من ایام الرمی فبعد الزوال حتی لایجوز الرمی فیہما قبل الزّوال فی الروایۃ المشہورۃ

عن ابی حنیفة۔ (بدائع زکریا ۲/۳۲۲ بیروت ۳/۹۳، بدائع کراچی ۲/۱۳۷)

۶ صاحب ہدایہ نے ہدایہ کے متن میں واضح فرمایا کہ ان دونوں دِنوں میں زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

الیوم الاول والثانی حیث لایجوز الرمی فیهما الا بعد الزوال فی المشهور من الروایة لانہ لایجوز ترکہ فیهما فبقی علی الاصل المروی۔

(ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۳۲، زکریا ۱/۲۵۲)

۷ علّامہ شامی نے بھی اسی کو واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ قول مشہور کے مطابق ان دونوں دِنوں میں تینوں جمرات کی رمی کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے، لہٰذا زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

وقت رمی الجمار الثلاث فی الیوم الثانی والثالث من ایام النحر بعد الزوال فلا یجوز قبلہ فی المشهور۔ (شامی زکریا ۳/۵۴۲، شامی کراچی ۲/۵۲۱)

۸ فتاویٰ قاضیخاں میں بھی کافی واضح الفاظ کے ساتھ اسکو نقل فرمایا ہے کہ ان دونوں دِنوں میں رمی کرنے کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

ثم لایدخل وقت الرمی فی الیوم الاول والثانی من ایام التشریق حتی تزول الشمس فی المشهور من الروایة۔ (خانیہ مع الہندیہ ۱/۲۹۸)

۹ صاحب جوہرہ نے لکھا ہے کہ یوم ثانی میں زوال کے بعد ہی رمی کا وقت شروع ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر زوال سے پہلے رمی کریگا تو رمی جائز نہیں ہوگی۔ ملاحظہ فرمائیے:

فان زالت الشمس من الیوم الثانی من النحر رمی الجمار الثلاث ولو رماهن قبل الزوال لایجوز۔ (الجوہرة النیرة ۱/۱۹۷)

۱۰ مبسوط سرخسی میں ہے: گیارہویں اور بارہویں تاریخ میں اگر زوال سے پہلے رمی کریگا وہ رمی صحیح نہیں ہوتی ہے۔ اسلئے کہ ان دنوں میں رمی کا وقت زوال کے بعد ہی شروع ہوتا ہے، اسلئے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے زوال کے بعد ہی رمی فرمائی ہے، اسلئے زوال سے پہلے جائز نہیں ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

وان زماها فی الیوم الثانی من ایام النحر قبل الزوال لم یجزہ لان وقت الرمی فی ھذا الیوم بعد الزوال عرف بفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا یجزئہ قبلہ۔ (وقولہ) وھو الرمی بعد الزوال وفی ظاہر الروایۃ یقول ھذا الیوم نظیر الیوم الثانی فان النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم رمی فیہ بعد الزوال فلا یجزئہ الرمی فیہ قبل الزوال۔

(المبسوط للسرخسی ۴/۶۸)

حاصل یہ ہے کہ فقہاء کرام کی مذکورہ تمام کتابوں کی عبارات سے واضح ہوا کہ گیارہویں اور بارہویں کی رمی زوال سے قبل جائز نہیں ہے۔ اور بعض کتابوں میں ہے کہ رمی صحیح نہیں ہوتی ہے، اور رمی جمار واجب ہے۔ اور جائز نہ ہونے اور صحیح نہ ہونے سے ترک وجوب لازم آیا۔ اور ترکِ واجب سے سب کے نزدیک دم لازم ہوتا ہے، اسلئے ان ایام میں زوال سے قبل رمی کرنے سے زوال کے بعد اعادہ واجب ہوگا۔ اور اگر اعادہ نہیں کریگا تو دم دینا لازم ہوگا۔

یوم النحر میں طوافِ زیارت کیلئے منیٰ سے روانگی

افضل یہی ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رمی اور سر کا حلق یا قصر کے بعد طوافِ زیارت کے لئے روانہ ہوجائے۔ اور اگر قربانی واجب ہے تو حلق سے قبل قربانی بھی کرے، اسکے بعد ہی روانہ ہوجائے۔ اور طواف کے بعد اس دن منیٰ میں آکر رات گذاری جائے[۱] ہاں البتہ قربانی و حلق سے قبل بھی طوافِ زیارت بلا کراہت جائز ہے۔ مستفاد تاتارخانیہ ۲/۴۶۵)

بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ سے روانہ ہوجانا

بارہویں ذی الحجہ کو تینوں جمرات کی رمی کے بعد غروب سے پہلے منیٰ سے روانہ ہوجانا بلا کراہت

---

[۱] ووقتہ ایام النحر افضلہا اولہا ولیالیہا الخ (تاتارخانیہ ۲/۴۶۵)

جائز ہے۔ اور غروب کے بعد روانہ ہونا کراہت کیساتھ جائز ہے۔ اور اس کراہت کی وجہ سے کوئی جرمانہ لازم نہیں ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج ۱۸۱) اس زمانہ میں زیادہ بھیڑ ہونیکی وجہ سے ۱۲ کی رمی غروب کے بعد کرنا اور غروب کے بعد منیٰ سے روانہ ہوجانا بلاکراہت جائز ہوجانا چاہئے۔ (غنیہ جدید ۱۸۲) اور تیرہویں کو صبح صادق کے بعد اگر رک جائے تو زوال تک رُک کر تینوں جمرات کی رمی کرنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر جمرات کی رمی کیئے بغیر روانہ ہوجائے تو جرمانہ میں ایک قربانی واجب ہوجائے گی[1] (مستفاد معلم الحجاج ۱۸۲)

تیرہویں کی رمی

افضل اور اولیٰ یہی ہے کہ تیرہویں تاریخ کو بھی منیٰ میں قیام کرلیا جائے اور اس دن بھی زوال کے بعد رمی کرکے مکۃ المکرمہ کیلئے کوچ کریں[2]

بارہویں کو منیٰ سے نکلنے کا مسنون طریقہ

اگر بارہویں کو مکہ مکرمہ روانہ ہونیکا ارادہ ہو تو مسنون طریقہ یہ ہے کہ بارہویں کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے رمی کرکے حدودِ منیٰ سے نکل جائے، اور حدودِ منیٰ کی آخری حد مکہ مکرمہ کی طرف سے جمرۂ عقبہ ہے۔ اسلئے اس کو جمرۂ اُخریٰ بھی کہاجا تا ہے۔ لہٰذا اگر غروب کے بعد منیٰ سے روانہ ہوتے ہیں تو کراہت اور مکروہ کا ارتکاب ہوگا۔ اسلئے بہتر یہی ہے کہ بارہویں کے بعد کا وقت منیٰ میں ہوجائے تو تیرہویں کے لئے قیام کرلیا جائے۔[3] مگر اب بھیڑ کی وجہ سے کراہت نہیں ہوگی۔

تیرہویں کو غروب کے بعد طلوعِ فجر سے قبل کوچ کرنا

اگر بارہویں کو غروب کے بعد رات تک منیٰ میں رُک جائے، پھر رات ہی میں منیٰ سے روانہ ہوجائے تو بالاتفاق کراہت کا ارتکاب ہوگا، مگر دم واجب ہونے میں اختلاف ہے، کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے ایک قول کے مطابق صرف امرِ کراہت کا ارتکاب ہوگا، اور دم وغیرہ کوئی کفارہ واجب نہ ہوگا۔

اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول ثانی اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دم واجب ہوجائیگا۔

---

[1] وله ان ینفر مالم یطلع الفجر من الیوم الرابع فاذا طلع الفجر لم یکن له ان ینفر لدخول وقت الرمی الخ (تاتارخانیۃ ۲/۴۶۷) [2] الافضل ان یقیم ویرمی فی الیوم الرابع الخ غنیۃ الناسک جدید/۱۸۲)

[3] وان لم یقم نفر قبل غروب الشمس فان لم ینفر حتی غربت الشمس یکرہ ان ینفر حتی یرمی فی الرابع الخ (غنیہ جدید/۱۸۲ قدیم/۹۸)

اسلئے اگر بارہویں کو روانہ ہونا ہے تو غروب سے پہلے پہلے ہی منیٰ کی حدود سے نکلنے کی کوشش کیجائے۔ [۱] اصل حکم کراہت کا ہے۔ مگر بھیڑ کی وجہ سے کراہت نہ ہونی چاہئے۔

تیرہویں کو طلوعِ فجر کے بعد کوچ کرنا

اگر تیرہویں کو صبح صادق ہوجانے تک منیٰ میں رُک جائے پھر اسکے بعد اس دن کی رمی کئے بغیر روانہ ہوجائے تو باتفاقِ ائمہ اربعہ دم دینا واجب ہوگا۔ [۲]

تیرہویں تاریخ کی رمی زوال سے پہلے کرنا

تیرہویں تاریخ کی رمی بھی زوال کے بعد کرنا لازم ہے۔ لیکن اگر زوال سے پہلے اس روز کی رمی کرلی جائے تو کیا حکم ہے؟ تو اس بارے میں علماءِ سلف کا اختلاف ہے۔ کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت عکرمہؒ اور امام طاؤس بن کیسانؒ اور امام اسحٰق بن راہویہؒ کے نزدیک تیرہویں تاریخ کی رمی زوال سے قبل کراہت تنزیہی کے ساتھ صحیح اور جائز ہوجائے گی۔ اور کوئی کفارہ وغیرہ بھی لازم نہ ہوگا۔ یہ حضرات دلیل میں یہ وجہ بیان فرماتے ہیں کہ تیرہویں تاریخ کی رمی میں بنیادی طور پر تخفیف ہے۔ کیونکہ اس دن کی رمی اور قیام کو سرے سے چھوڑ کر بارہویں کو کوچ کرجانا بلاکراہت جائز ہے۔ لہٰذا زوال سے قبل کرنے کی تخفیف بطریقِ اولیٰ ثابت ہونی چاہئے۔

اور حضرت امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ اور جمہور کے نزدیک تیرہویں کی رمی بھی زوال کے بعد کرنا لازم اور واجب ہے۔ اور واجب ہونیکا مطلب یہ ہے کہ اگر زوال سے پہلے کرلی جائے تو دوبارہ زوال کے بعد اعادہ کرنا لازم ہوگا۔ اور اگر اعادہ نہیں کریگا تو دم دینا لازم ہوگا۔ اور اعادہ کا وقت تیرہویں کو غروب تک، اس کے بعد دم دینے کے علاوہ کوئی اور صورت نہیں۔

---

[۱] لو نفر من الليل قبيل طلوعه لاشئ عليه في الظاهر عن الامام وقد اساء وعنه انه ليس ان ينفر بعد الغروب فان نفر لزمه دم وعليه الائمة الثلاثة الخ غنيه جديد ص۱۸۲ قديم ص۹۵)
[۲] لو نفر بعد طلوع الفجر قبل الرمي يلزمه دم اتفاقاً الخ غنيه جديد ص۱۸۲ قديم ص۹۵)

اب دونوں قولوں کو پیشِ نظر رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عذر کی وجہ سے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اور غیر معذور کو حضرات صاحبین اور جمہور کے قول پر عمل کرنا لازم ہوگا۔ ؎١

دسویں، گیارہویں وبارہویں کی قضاء ودَم کب ؟

یوم النحر یعنی دسویں تاریخ کی رمی کا وقتِ جواز طلوعِ صبح صادق سے لیکر گیارہویں کی صبح صادق سے پہلے پہلے تک ہے۔ اور وقتِ مسنون طلوعِ شمس سے زوال تک ہے۔ اور زوال سے غروب تک وقتِ مباح ہے۔ اور طلوعِ صبح صادق سے طلوعِ شمس تک وقتِ جواز ہے۔ اور غروب سے گیارہویں کی صبح صادق تک وقتِ مکروہ ہے، اور اگر دسویں کی رمی گیارہویں کی صبح صادق ہوجانے تک نہیں کی گئی ہے تو دسویں کی رمی کی قضاء گیارہویں کی رمی کے ساتھ کرنا لازم ہوجائیگی۔ اور تاخیر کی وجہ سے ایک دَم دینا بھی لازم ہوجائیگا۔ ؎٢

اسی طرح اگر گیارہویں کی رمی بارہویں کی صبح صادق تک نہیں کی ہے تو بارہویں کی رمی کے ساتھ قضاء کرنا اور تاخیر کی وجہ سے ایک دم دینا بھی لازم ہوجائیگا۔ نیز اگر بارہویں کی رمی بھی تیرہویں کی صبح صادق ہوجانے تک نہیں کی ہے تو تیرہویں کی رمی کے ساتھ قضاء کرنا اور تاخیر کی وجہ سے ایک دم دینا بھی لازم ہوجائیگا۔ اور قضاء کا وقت تیرہویں کے غروب تک باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد قضاء کی گنجائش ختم ہوجاتی ہے، صرف

؎١ فان لم ینفر حتی طلع الفجر من الیوم الرابع وجب علیہ الرمی فی یومہ ذلک فیرمی الجمار الثلاث بعد الزوال کما مر فان رمی قبل الزوال فی ھذا الیوم صح عند ابی حنیفۃؒ مع الکراھۃ التنزیھیۃ وھو قول عکرمۃؒ وطاؤسؒ واسحاق بن راھویۃؒ لانہ لما ظھر اثر التخفیف فیہ بالترک فلان یظھر اثر التخفیف فیہ بالتقدیم اولٰی - وقالا لایصح اعتبارا بسائر الایام الخ
(غنیہ جدید ۱۸۲ قدیم ۹۵)

؎٢ حتی رمی جمرۃ العقبۃ سبع حصیات ولہ فی ھذا الیوم اربعۃ اوقات فوقت الجواز اداء من طلوع الفجر فلا یصح قبلہ الی طلوع الفجر من غدہ فاذا طلع فات وقت الاداء ولزمہ الدم والقضاء ویسن من طلوع الشمس الی الزوال ثم یباح الی الغروب ویکرہ من الغروب الی الفجر الخ غنیۃ جدید ۱۶۹ قدیم ۹۱ وفتح القدیر مطبوعہ کوئٹہ ۳۹۳/۲)

ایک دم دینا لازم ہوگا[1]۔ یہ مسئلہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق ہے۔ یعنی قضاء اور دمِ کفارہ دونوں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہیں۔ اور حضرات صاحبین کے نزدیک صرف ایک چیز واجب ہوتی ہے یعنی اگر دوسرے دن رمی کی تلافی رمی کے ذریعہ کر لی جائے تو دم لازم نہ ہوگا۔ اور ان کے نزدیک دوسرے دن کی قضاء بھی اداکے حکم میں ہوتی ہے۔ اور دوسرے دن رمی جو ان کے نزدیک ادا، اور امام صاحبؒ کے نزدیک قضاء ہے کی صورت میں دم لازم نہیں ہوتا۔

اور تیرہویں کے غروب کے بعد رمی کا وقتِ ادا، اور وقتِ قضاء دونوں ختم ہوجاتے ہیں — اسلئے سب کے نزدیک صرف دم دینا لازم ہوگا۔[2] اور ایضاح المناسک میں صاحبین کا قول نقل نہیں کیا گیا تھا اسلئے یہاں اس مسئلہ کو دوبارہ لکھا گیا۔

اگر رمی کے بعد ایک دو کنکری بچ جائیں تو کیا کریں

اگر کسی نے کنکریاں تعداد سے زیادہ لے رکھی ہیں، اور آخری دن رمی کے بعد چند کنکریاں بچ گئیں تو کسی دوسرے کو ضرورت ہو تو دیدے ورنہ کسی پاک جگہ پر پھینک دے۔ اور بعض لوگ ناواقفیت میں ایسی کنکریوں کو دفن کر دیتے ہیں جو لایعنی اور فضول عمل ہے۔ اور جمرات پر مارنا بھی مکروہ ہے بلکہ پاک جگہ پر پھینک دینا چاہیے۔[3]

ترکِ رمی کا کفارہ

اور ایک دن کی رمی ترک کر دی ہے تو ایک دم، اور دو دن کی ترک کر دی ہے تب بھی

---

[1] الوقت المسنون فی الیومین من الزوال الی غروب الشمس ومن الغروب الی طلوع الفجر وقت مکروہ واذا طلع الفجر فقد فات وقت الاداء عند الامام وبقی وقت القضاء الی آخر ایام التشریق فلو اخرہ من وقت ادائہ فعلیہ القضاء والجزاء (غنیۃ جدید ۱۸۲)

[2] ولو لم یرم فی اللیل رماہ فی النہار ولو قبل الزوال قضاءً عندہ وعلیہ الکفارۃ للتاخیر واداءً عندہما ولا شئ علیہ ولو اخر رمی الایام کلہا الی الرابع مثلاً رماہا کلہا فیہ قبل الزوال او بعدہ علی التالیف قضاءً عندہ وعلیہ دم واحد للتاخیر واداءً عندہما ولا شئ علیہ وان لم یقض حتی غربت الشمس منہ فات وقت القضاء والاداء وعلیہ دم واحد اتفاقاً الخ (غنیۃ جدید ۱۸۲/ قدیم ۹۷)

[3] واذا اراد ان ینفر ومعہ حصاۃ دفعہا الی غیرہ ان احتاج والا فیطرحہا فی موضع طاہر، ودفنہا لیس بشئ ورمیہا علی الجمرۃ مکروہ الخ (غنیہ جدید ۱۸۵)

ایک دم لازم ہوتا ہے۔ (ھدایہ رشیدیہ ۱/۲۵۵)

اور اگر تمام ایام منیٰ کی تمام رمیوں کو تیرہویں کے غروب کے بعد تک ترک کر دیا ہے تب بھی سب کے بدلہ میں صرف ایک قربانی واجب ہوگی [۱]

منیٰ میں رات گذارنا

تین راتیں منیٰ میں گذارنا سنت ہے۔ ۱۔ آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی شب۔ ۲۔ دسویں اور گیارہویں ذی الحجہ کی درمیانی شب ۳۔ گیارہویں اور بارہویں کی درمیانی شب۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق یہاں پر مسئلہ بیان کیا گیا ہے [۲] (اوجز المسالک ۲/۶۴۵)

اور اس سے بھی زیادہ افضل یہی ہے کہ بارہویں اور تیرہویں کی درمیانی شب بھی منیٰ میں گذار کر تیرہویں کو زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کر کے منیٰ سے کوچ کیا جائے۔[۳]

عذر کی وجہ سے منیٰ کی شب گذاری ترک کر دینا

اگر کسی عذر کی وجہ سے منیٰ میں رات نہ گذار سکے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مثلاً کوئی ضعیف آدمی یوم النحر میں طواف وسعی کے بعد رات تک منیٰ پہنچنے کی ہمت نہیں رکھتا تو ایسا شخص جہاں سہولت ہو وہاں رات گذار سکتا ہے۔ اسی طرح ازدحام اور بھیڑ میں کو نکل کر منیٰ پہنچتے پہنچتے صبح ہو جائے تو ایسے اعذار میں مبیتِ منیٰ چھوٹ جانے سے کوئی گناہ نہیں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کے لئے اجازت دیدی تھی کہ وہ لوگ جہاں چاہیں رات گذار سکتے ہیں۔[۴] (مستفاد اوجز المسالک ۲/۶۴۵)

اس کی مفصل بحث اور واضح مسئلہ انوارِ رحمت میں لکھا گیا، اسکو یہاں بھی آ گے

---

[۱] ولو اخر رمی الایام کلہا الی الرابع مثلاً رماہا کلہا فیہ قبل الزوال او بعدہ علی التالیف قضاءً عندہٗ وعلیہ دم واحد للتاخیر واداءً عندہما ولا شیٔ علیہ وان لم یقض حتی غربت الشمس منہ فات وقت القضاء والاداء وعلیہ دم واحد اتفاقاً الخ غنیۃ الناسک قدیم ص۹۹ ولو ترک رمی الجمار الثلاث فی یوم واحد او فی یومین او فی الایام کلہا فعلیہ دم واحد لاتحاد الجنس الخ غنیۃ الناسک قدیم ص۱۰۱ جدید ص۱۷۹)

[۲] لا یبیت بمکۃ ولا فی الطریق لان البیتوتۃ بمنیٰ لیالیہا سنۃ عندنا الخ اوجز المسالک ص ۶۴۵/۲

[۳] الافضل ان یقیم ویرمی فی الیوم الرابع الخ غنیۃ جدید ص۱۸۳)

[۴] من لم یبیت لیالی منیٰ بمنیٰ فقد اساء ولا شیٔ علیہ الا الرعاء واھل سقایۃ العباس فلا تکرہ المبیت لہم فی غیر منیٰ الخ (اوجز المسالک ۲/۶۴۵)

چند عنوانات کے بعد نقل کریں گے۔ ناظرین کو ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے فائدہ ہوگا۔

بلا عذر مبیتِ منیٰ ترک کر دینا

بلا کسی عذر کے منیٰ میں رات نہیں گذارتا ہے، مکۃ المکرمہ یا کسی دوست کے یہاں رات گذار دیتا ہے، تو ترکِ سنت کی وجہ سے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک امرِ مکروہ کا مرتکب اور گنہگار ہوگا، مگر اس امرِ مکروہ کے ارتکاب کی وجہ سے اس پر کوئی جرمانہ لازم نہ ہوگا۔
(مستفاد هدایہ رشیدیہ ص۲۳۲/۱، اوجز المسالک ۶۲۵/۳) [۱]

رات کا اکثر حصہ منیٰ میں نہ گذارنا

مبیتِ منیٰ کلی طور پر ترک نہیں کیا، بلکہ رات کا نصف یا اکثر حصہ دوسری جگہ بلا عذر گذار دیا ہے، مثلاً کسی دوست کے یہاں گذار دیا ہے تو یہ عمل مکروہ تنزیہی اور خلافِ سنت ہے۔ اور کوئی کفارہ لازم نہ ہوگا۔ (مستفاد اوجز المسالک ۶۲۵/۳) [۲]

حدودِ منیٰ تنگ ہو جائے تو حجاج کہاں قیام کریں؟

یہاں یہ مسئلہ بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ حدودِ منیٰ کے اندر حجاجِ کرام کی کثرت کی وجہ سے قیامِ منیٰ اور مبیتِ منیٰ کے لئے کوئی جگہ باقی نہ رہے تو کیا ایسی صورت میں حدودِ منیٰ سے متصل منیٰ سے باہر مزدلفہ کی طرف سے مزدلفہ کی حدود میں، اسی طرح جمرۂ عقبہ کے بعد حرم شریف کی طرف حدودِ منیٰ سے باہر کے حصہ میں رات گذارنے سے مبیتِ منیٰ اور قیامِ منیٰ کی سنت ادا ہو جائے گی یا نہیں۔ کہ جس طرح حدودِ مسجد میں جگہ نہ ہونے کی صورت میں مسجد سے متصل باہر کھڑے ہو کر امام کی اقتداء کرنے سے اقتداء اور شرکتِ جماعت دونوں صحیح ہو جاتی ہیں، تو کیا اسی طرح قیامِ منیٰ بھی صحیح ہو سکتا ہے؟

تو اس کی وضاحت یہ ہے کہ حدودِ منیٰ منصوص ہے کہ حضرت سید الکونین علیہ السلام نے خود اس کی حدود متعین فرمادی ہیں۔ اور اس کی متعین شدہ حدود میں کمی کو ترمیم کرنیکا

---

[۱] ویکرہ ان لا یبیت بمنی لیالی الرمی ولو بات فی غیرها متعمداً لا یلزمہ شیء عندنا خلافاً للشافعیؒ (هدایہ ۲۳۲/۱، هکذا اوجز المسالک ۶۲۵/۳)
البتہ حضرت امام مالکؒ کے نزدیک بلا عذر ترک کر دینے سے دم واجب ہو جائیگا۔ اور امام شافعی اور امام احمد کی ایک روایت میں بھی وجوبِ دم کا حکم ہے۔ (اوجز المسالک ۶۴۴/۳)

[۲] ولو بات اکثر لیلها فی غیر منی کرہ تنزیهاً ولا یلزمہ شیء عندنا الخ (اوجز المسالک ۶۲۵/۳)

حق نہیں ہے۔ اور رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے منیٰ کی حدود اس طرح متعین فرمادی ہیں کہ مزدلفہ کی جانب سے بطن محسّر جہاں اصحابِ فیل تباہ ہوگئے تھے۔ اسکے بعد سے شروع ہوکر حرم کی جانب سے جمرۂ عقبہ تک دوطرفہ پہاڑوں کے درمیان کا میدان منیٰ کے دائرہ میں داخل ہے۔ لہٰذا دونوں طرف کے پہاڑوں کی چوٹی تک اور جانب مزدلفہ میں بطن محسّر اور جانب قبلہ میں جمرۂ عقبہ کی درمیانی حُدود کے اندر کا حصہ منیٰ کے حکم میں داخل ہے۔ اور اس حُدود کے دائرہ میں کہیں بھی قیام کریگا تو قیام منیٰ صحیح ہوجائیگا۔ اور اس حُدود سے باہر قیام کریگا تو قیام منیٰ صحیح نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر حُدود منیٰ میں کہیں بھی جگہ نہ ملے تو قیام منیٰ اور مبیت منیٰ ترک کردینا بلاکراہت جائز ہوگا۔ نہ اس پر کوئی گناہ ہوگا اور نہ ہی کوئی جرمانہ لازم ہوگا، بلکہ ایسی تنگی کے عذر کی وجہ سے کہیں بھی رات گذارنا بلاکراہت جائز ہوجائیگا۔

ومنی شعبٌ طولہٗ نحو میلَین وعرضہٗ یسیرٌ والجبالُ المحیطُ بھا ما اقبل منہا عالیۃ فہو من منیٰ وما ادبر منہا فلیس من منیٰ۔

اور منیٰ ایک وادی کا نام ہے جس کی لمبائی دو میل اور چوڑائی مختصر ہے۔ اور وہ پہاڑ جو وادیٔ منیٰ کو گھیرے ہوئے ہیں ان پہاڑوں کی چوٹیوں سے سامنے کی طرف کے پہاڑ بھی منیٰ میں شامل ہیں۔ اور چوٹیوں سے پیچھے کی طرف منیٰ میں شامل نہیں۔

قولہٗ۔ لقول عمرؓ بن الخطاب لایبیتنّ احدٌ من الحُجّاج لیالی منیٰ وراء العقبۃ الخ

(غنیۃ الناسک قدیم ص۱ نسخہ جدید ص۱۶۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم ہے کہ کوئی حاجی جمرۂ عقبہ سے باہر منیٰ کی راتیں نہ گذارے۔

لہٰذا حُدود منیٰ سے باہر مزدلفہ میں یا عزیزیہ میں یا مکۃ المکرمہ میں یا اپنی قیامگاہ میں یا حرم کے آس پاس میں غرضیکہ پورے مکۃ المکرمہ میں کہیں بھی رات گذارنا بلاکراہت جائز ہوجائیگا۔ اسلئے قیام منیٰ اور مبیت منیٰ کی نیت سے حُدود منیٰ سے متصل باہر رات گذارنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بئر زمزم سے پانی پلانے والوں سے بھی مبیت منیٰ ساقط فرمایا ہے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عن ابن عباس ان العبّاس بن عبد المطّلب استاذن رسول الله صلی الله علیه وسلّم ان یبیت بمکّة لیالی منیٰ من اجل سقایته فاذن له. الحدیث
(مسلم شریف ۱/۴۲۳)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی اجازت مانگی کہ ایامِ منیٰ کی راتیں مکۃ المکرمہ میں جاکر گذاریں، حاجیوں کو پانی پلانے کے لئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دیدی۔

اسی طرح عذر کی وجہ سے چرواہوں سے مبیتِ منیٰ ساقط فرمایا ہے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عن ابی البدّاح بن عدی عن ابیه ان النبی صلی الله علیه وسلّم رخص للرعاء ان یرموا یومًا ویدعوا یومًا.
(نسائی ۲/۴۰)

حضرت ابو البدّاح بن عدی اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو اس بات کی اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن رمی چھوڑیں۔

عن عدی ان النبی صلی الله علیه وسلم رخص للرّعاء فی البیتوتة یرمون یوم النحر والیومین الّذین بعده یجمعونهما فی احدهما. الحدیث
(نسائی شریف مکتبہ اشرفیہ دیوبند ۲/۴۰)

حضرت عدیؓ سے مروی ہے کہ بیشک رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو رات گذارنے کے بارے میں رخصت دی ہے کہ یوم النحر میں رمی کریں، اور اسکے بعد کے دونوں دنوں کی رمی انہیں سے ایک میں کریں۔

اور قیامِ منیٰ اور مبیتِ منیٰ کو حدودِ مسجد سے متصل باہر کھڑے ہوکر امام کی اقتدا پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، اور نہ ہی اس قیاس کی ضرورت ہے، اسلئے کہ جگہ کی تنگی اور عذر کی وجہ سے نفسِ نماز اور فریضۂ نماز ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ اسکے برخلاف عذر کی وجہ سے مبیتِ منیٰ ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے، لہٰذا دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

اسلئے اس قیاس کی ضرورت نہیں۔ اور فی الحال سعودی حکومت نے مزدلفہ کا بڑا حصہ کبری ملک فیصل تک حاجیوں کے لئے ایام منیٰ میں قیام کرنے کیلئے اسی طرح تسلسل کے ساتھ خیمے نصب کر دیئے ہیں جس طرح حدودِ منیٰ میں ہیں۔ اسی طرح حرم کی طرف جمرۂ عقبہ کے بعد بھی پہاڑ کے دامنوں پر خیمے قائم کر دیئے ہیں۔ ان خیموں میں قیام کرنیکی وجہ سے قیامِ منیٰ کی سنت ادا نہیں ہوگی، اور وہاں قیام کرنا ناجائز بھی نہ ہوگا۔ ناجائز اس لئے نہیں ہے کہ منیٰ میں جگہ نہ ملنے کی صورت میں کہیں بھی قیام کرنا جائز ہے۔ لہٰذا وہاں بھی قیام کرنا جائز ہو جائیگا۔ مگر بیتِ منیٰ کی سنت حاصل نہ ہوگی۔

عاجز، کمزور، مریض کی طرف سے رمی میں نیابت

ایسے مریض، کمزور اور بوڑھے اور اپاہج وغیرہ کی طرف سے رمیِ جمرات میں نیابت جائز ہے جو از خود جمرات تک پہنچکر رمی کرنے پر قادر نہ ہو۔ اور رمی کرنے والا نائب بوقتِ رمی ان کی طرف سے رمی کی نیت کرے، البتہ اپنی رمی پہلے کر لے، اسکے بعد دوسرے کی طرف سے کرے۔ (مستفاد غنیۃ ص۱۰، بدائع ج۲ ص۱۱۲)

اور اگر ان کی طرف سے رمی کے بعد عذر زائل ہو جائے تو دوبارہ وقت کے اندر از خود رمی کرنا ان پر لازم نہیں ہے، اور نہ ہی ان پر کوئی فدیہ لازم ہے۔ (مستفاد غنیہ ص۱۰)[1]

تندرست عورتوں کی طرف سے نیابت

اگر عورت تندرست ہے، جمرات تک پہنچکر رمی کر سکتی ہے تو ایسی عورت کی طرف سے نیابت جائز نہیں ہے۔ اگر ازدحام کی وجہ سے رمی کرنا دشوار ہو تو رات میں رمی کریگی۔ بلکہ عورتوں کے لئے رات ہی میں رمی کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (مستفاد غنیہ ص۱۰[2] جدید ص۱۸)

اور البحر الرائق کی عبارت جو حاشیہ میں درج کی جارہی ہے اسکا مطلب بھی یہی ہے۔[3]

---

[1] ولو رمی عنهم یجزیهم ذلك ولا یعاد ان زال العذر فی الوقت ولا فدیة علیهم الخ (غنیه ص۱۰)
[2] الرجل والمرأة فی الرمی سواء الا ان رمیها فی اللیل افضل فلا تجوز النیابة عن المرأة بغیر عذر الخ (غنیه ص۱۰ جدید ص۱۸) [3] ان المرأة لو ترکت الوقوف بمزدلفة لاجل الزحام لا یلزمها شیء، فینبغی انها لو ترکت الرمی لا یلزمها شیء الخ (بحر ۲/۳۴۹)

رمی میں معذور کب شمار ہوگا

رمی میں ایسے لوگوں کو معذور اور مریض اور کمزور شمار کیا جائیگا جو کھڑے ہوکر نماز پڑھنے پر قدرت نہ رکھتے ہوں (معلم الحجاج ص۱۸۵)، اور جمرات تک پیدل یا سوار ہوکر پہنچنے میں سخت تکلیف اور مرض و کمزوری بڑھ جانیکا اندیشہ ہو۔ اور اگر سوار ہوکر جمرات تک آسکتے ہیں اور مرض کی زیادتی کا اندیشہ نہ ہو تو اس کو خود رمی کرنی لازم ہے۔ دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں۔ اگر ایسے حالات میں دوسرے سے رمی کراتے تو رمی کا وجوب ذمہ میں باقی رہ جائیگا۔ اور ترکِ واجب کا دم دینا لازم ہوجائیگا۔ ہاں البتہ اگر سواری کا نظم نہ ہو، یا کوئی شخص اٹھا کر لیجانے والا بھی نہ ہو تو معذور ہے۔ دوسرے کو وکیل بنا کر رمی کرانے کی گنجائش ہے۔ (معلم الحجاج ص۱۸۵) [۱]

وکیل کیلئے نیابت میں رمی کا طریقہ

جب وکیل اپنی معذور کی طرف سے رمی کرے تو یوم النحر میں پہلے اپنی طرف سے سات کنکریاں مار دے۔ اسکے بعد معذور کی طرف سے الگ سے سات کنکریاں مار دے، اور گیارہویں اور بارہویں کو پہلے تینوں جمرات کی رمی اپنی طرف سے کر دے۔ اس کے بعد پھر سے جمرۂ اولیٰ پر پہنچ جائے اور اولیٰ، وسطیٰ، اخریٰ تینوں کی رمی معذور کی طرف سے بھی ترتیب کے ساتھ کر دے [۲] لیکن اگر ایسا نہیں کیا بلکہ اپنی اور معذور دونوں کی رمی ہر جمرہ میں ساتھ ساتھ کر دی تب بھی جائز ہے۔ مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ نیز ایسا کرنا بھی مکروہ ہے کہ ایک کنکری اپنی طرف سے دوسری معذور کی طرف سے، اور اسی طریقہ سے ساری کنکریاں ماری جائیں [۳] (غنیۃ جدید ص۱۹۸، مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۵)

---

[۱] وحد المریض ان یصیر بحیث یصلی جالساً لانہ لا یستطیع الرمی راکباً ولا محمولاً اما لانہ تعذر علیہ الرمی او یلحقہ بالرمی ضرر فان کان مریض لہ قدرۃ علی حضور المرمی محمولاً ویستطیع الرمی کذلک من غیر ان یلحقہ الم شدیداً ولا یخاف زیادۃ المرض وبطئہ البرء لا یجوز النیابۃ عنہ الا ان لا یجد من یحملہ الخ (غنیہ جدید ص۱۸۶، قدیم ص۱۰۱) [۲] فالاولیٰ ان یرمی السبعۃ اولاً عن نفسہ ثم عن غیرہ لکن الظاھر انہ فی یوم النحر واما فی الایام الثلثۃ فالاولیٰ ان یرمی الجمار الثلاث عن نفسہ اولاً ثم عن غیرہ لئلا تفوتہ الموالاۃ (غنیہ جدید ص۱۸۶ قدیم ص۱۰۱) [۳] ولو رمی بحصاتین احداھما عن نفسہ والاخریٰ عن غیرہ جاز ویکرہ الخ (غنیۃ جدید ص۱۸۵)

اور اگر معذور کی طرف سے رمی کرنے کے بعد عُذر زائل ہو جائے تو دوبارہ خود رمی کرنا لازم نہیں۔[1]

نیابت میں معذور کی اجازت کب لازم ؟

اگر معذور کا دل و دماغ اور ہوش و حواس صحیح اور درست ہے تو اس کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے رمی درست نہیں۔ بلکہ اس کا حکم شرط ہے۔ اور اگر دل و دماغ درست نہیں ہے مثلاً بے ہوش یا غشی کی حالت میں، یا نابالغ بچہ ہے یا مجنون یا معتوہ (کم عقل) ہے تو ایسوں کی طرف سے بغیر اجازت اور بغیر حکم کے بھی رمی کر دینا جائز ہے۔[2] (معلم الحجاج ص۱۸۵)

تینوں جمرات کی رمی میں ترتیب قائم رکھنا

گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کو تینوں جمرات کی رمی میں ترتیب قائم رکھنا مسنون ہے۔ کہ پہلے جمرۂ اولیٰ کی رمی کریں، پھر جمرۂ وسطیٰ کی، پھر جمرۂ اُخریٰ کی، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ ترتیب شرط ہے۔ اور بعض احناف نے بھی اس ترتیب کو شرط کہا ہے۔ (معلم الحجاج ص۱۸۶) اور حنفیہ کے قول راجح کے مطابق اور اکثر احناف کے نزدیک یہ ترتیب مسنون ہے۔ لہٰذا اگر الٹی ترتیب سے رمی کر لی ہے یعنی پہلے جمرۂ اولیٰ کے بجائے وسطیٰ یا اُخریٰ کی کی ہے تو دوبارہ ترتیب سے جمرۂ اولیٰ پھر وسطیٰ پھر اخریٰ کی رمی کریں تاکہ مسنون طریقہ کے مطابق رمی ہو جائے۔ نیز وجوب اور شرط والے قول کے مطابق ترتیب سے دوبارہ رمی کرنا واجب ہو جائیگا۔ بہرحال قول راجح کے مطابق دوبارہ ترتیب کے ساتھ اِعادہ نہ کرنے سے دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔[3]

---

[1] ولا یعاد ان زال العذر فی الوقت ولا فدیۃ علیہم الخ (غنیۃ جدید ص۱۸۶، قدیم ص۹۱)

[2] السادس ان یرمی بنفسہ فلا تجوز النیابۃ فیہ عند القدرۃ وتجوز عند العذر فلو رمی عن المریض بامرہ او مغمیٰ علیہ ولو بغیر امرہ او صبی او معتوہ او مجنون جاز الخ
(غنیۃ جدید ص۱۸۱ نسخۂ قدیم ص۹۱)

[3] وما ذکرنا من الترتیب فی الجمار الثلاث سنۃ عند الاکثر وھو المختار وقیل شرط کما قالہ الثلاثۃ فلو بدأ بجمرۃ العقبۃ ثم الوسطیٰ ثم الاولیٰ ثم تذکر ذلک فی یومہ فانہ یعید الوسطیٰ والعقبۃ سنۃ او حتما الخ
(غنیۃ الناسک جدید ص۱۸۵ نسخہ قدیم ص۹۹)

دن میں ازدحام کی وجہ سے رات میں رمی کرنا

اگر دن میں زبردست ازدحام اور بھیڑ کیوجہ سے جمرات تک پہنچنا دشوار ہوجائے تو رات میں رمی کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ اس میں عورت اور کمزور مرد دونوں داخل ہیں۔ اور دسویں وگیارہویں کی رمی بھیڑ کی وجہ سے رات میں کرنا جائز ہے۔ اسی طرح بارہویں کی رمی بھی بھیڑ کی وجہ سے غروب کے بعد کرکے کوچ کرنا بلا کراہت جائز ہو گا۔ ہاں البتہ اگر بھیڑ وغیرہ کی مشقت نہ ہو تو غروب کے بعد مکروہ ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج صـ۱۸۶، غنیہ جدید صـ۱۸۵) البتہ اگر کوئی طاقتور مرد ازدحام میں داخل ہونے میں شدید مشقت کا شکار نہیں ہوتا ہے تو ایسے طاقتور کیلئے رمی کو رات تک مؤخر کرنا مکروہ ہے۔ (مستفاد معلم الحجاج صـ۱۸۶)

اور اگر اس کو بھی سخت مشقت کا خطرہ ہو تو مؤخر کرنا اس کے لئے مکروہ نہ ہو گا۔

حلق اور قربانی کو یوم النحر سے مؤخر کرنا

جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد دو واجب یعنی قربانی اور اسکے بعد حلق یہ دونوں دسویں ذی الحجہ کو لازم نہیں، بلکہ بارہویں تک مؤخر کرنا بھی جائز ہے۔ لہٰذا اگر جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد قربانی کرنا ازدحام کی وجہ سے مشکل ہو، یا تھکاوٹ کی وجہ سے قربان گاہ تک پہنچنے کی ہمت نہ ہو تو بلا ضرورت اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالے۔ آج نہیں تو کل پرسوں تک قربانی ہو سکتی ہے۔ البتہ متمتع اور قارن جب تک قربانی نہ کرلے، حلق یا قصر کرنا جائز نہیں۔ اور حلق یا قصر کے بغیر احرام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ (مستفاد احکام حج صـ۷۷) لیکن اگر قربانی اور حلق کو بارہویں ذی الحجہ گذر جانے تک مؤخر کردیا ہے تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جرمانہ میں ایک دم واجب ہو گا۔ (ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۵۴) [1]

---

[1] ومن اخر الحلق حتی مضت ایام النحر فعلیہ دم عند ابی حنیفۃؒ (ہدایہ صـ۲۵۴ ج۱ ہکذا شامی کراچی صـ۵۱۹ ج۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۲۳) مسائل قربانی

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(سورۂ حج آیت ۳۷)

اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانی کا گوشت اور انکا خون نہیں پہونچتا، مگر اللہ کو تمہارے دلوں کا تقویٰ پہونچتا ہے۔ اسی طرح ان کو تمہارے بس میں اور گرفت میں کر دیا ہے تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بات پر کہ اس نے تمکو ہدایت عطا فرمائی۔ اور آپ نیکوکاروں کو بشارت سنا دیجئے۔

یعنی قربانی کا گوشت کھانے کھلانے یا اس کا خون گرانے سے تم اللہ کی رضا کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔ نہ یہ خون اور گوشت اٹھ کر اس کی بارگاہ تک پہنچتا ہے۔ اسکے یہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور خلوص پہنچتا ہے کہ کس خوش دلی سے اس کے حکم کی تعمیل میں قربانی کی ہے۔

قربانی کا وجوب

اگر کوئی حاجی حج تمتع یا حج قران کرتا ہے[1] تو ایک سفر میں حج اور عمرہ دونوں کرنیکا موقع ملا اسلئے شکرانہ میں ایک قربانی کرنا اس پر واجب ہوجاتا ہے۔ اور قربانی میں یہ اختیار ہے کہ چاہے ایک بکرا یا دُنبہ کرے، اور یا ایک پوری گائے یا اونٹ کرے، اور یا گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ کرے۔

(مستفاد غنیۃ الناسک ص۲۸۹، قاضیخان ۱/۳۰۲، ۳۰۵، ہندیہ ۱/۲۳۹)

---

[1] حج تمتع کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ پہنچ جائے۔ اور وہاں جاکر عمرہ کا فریضہ ادا کرکے احرام کھول دے۔ پھر آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ والوں کی طرح حدودِ حرم میں حج کا احرام باندھ لے آجکل اس طرح حج کرنیوالے زیادہ تعداد میں ہوتے ہیں۔ اور حج قران کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ لے، اور مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد ارکانِ عمرہ ادا کرکے احرام نہ کھولے بلکہ یوم النحر میں جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد دونوں کا احرام ایک ساتھ کھولدے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حج قران زیادہ افضل ہے۔

اور جو شخص میقات سے صرف حج کا احرام باندھتا ہے تو اس پر کوئی قربانی لازم نہیں ہے۔ البتہ نفلی قربانی کر سکتا ہے۔

قربانی کا وقت

حاجی کی قربانی دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے اندر اندر ہونا واجب ہے۔ لہٰذا اگر دسویں سے قبل کریگا تو قربانی ہی صحیح نہ ہوگی۔ اور بارہویں ذی الحجہ سے مؤخر کریگا تو ترکِ واجب کا جرمانہ لازم ہوگا۔

(ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۸۰، غنیہ ص۱۱۱، البحر الرائق ۲/۳۵۹) [۱]

اور اکثر فقہاء نے نفلی قربانی کو بھی ایام نحر کے اندر کرنا واجب کہا ہے۔ (زیلعی ۲/۹۰)

حدودِ حرم کی ہر گلی قربانی کی جگہ

حاجی کی قربانی حدودِ حرم سے باہر جائز نہیں۔ اور حدودِ حرم کے اندر کہیں بھی قربانی جائز ہے۔ حتیٰ کہ مکہ مکرمہ کی ہر گلی میں قربانی جائز ہے۔ لہٰذا اگر منیٰ میں قربانی نہ کر سکے تو حدودِ حرم حدودِ مکہ میں کہیں بھی قربانی کر سکتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مکۃ المکرمہ کی ہر گلی حاجیوں کے لئے قربانی کی جگہ ہے۔ [۲]

حاجی کی قربانی حدودِ حرم میں کرنا واجب

حاجیوں کی قربانی حدودِ حرم کے اندر ہونا واجب ہے۔ لہٰذا اگر حدودِ حرم سے باہر حل میں یا وطن واپس آکر کریں گے تو ترکِ واجب کی وجہ سے اس قربانی کے علاوہ ایک اور قربانی جرمانہ میں کرنا واجب ہو جائیگا۔ [۳]

(مستفاد غنیہ ص۱۱۱ تبیین الحقائق ۲/۹۰ ہندیہ ۱/۲۶۱)

متمتع اور قارن کی قربانی میں تاخیر کا جرمانہ

اگر متمتع یا قارن نے قربانی کو اتنا مؤخر کر دیا

---

[۱] وبالزمان وهو ايام النحر حتى لو ذبح قبلها لم يجزه بالاجماع ولو ذبح بعدها اجزأه بالاجماع ولكن كان تاركا للواجب عند الامام فيلزمه دم الخ غنية / ۱۱۱ هنديه ۱/۲۶۱)

[۲] عن ابي هريرة رفعه الى النبي صلى الله عليه وسلم قال فطركم يوم تفطرون واضحاكم يوم تضحون كل عرفة موقف وكل جمع موقف وكل منى منحر وكل فجاج مكة منحر۔ الحديث
(السنن الكبرى للبيهقي جديد ۷/۲۸۳ حديث ۹۹۲۶)

[۳] ولو ذبح شيئا من الدماء الواجبة في الحج والعمرة خارج الحرم لم يسقط عنه وعليه ذبح آخر الخ (غنيه جديد ص۲۷۹ قديم ص۱۱۱)

کہ بارہویں ذی الحجہ گذر گئی تو ایامِ نحر سے مؤخر کرنے کی وجہ سے جرمانہ میں ایک قربانی اور واجب ہوجائے گی۔ جس کو حدودِ حرم کے اندر کرنا لازم ہے۔ (ہندیہ ۲۶۱/۱، غنیہ ۱۲۹) [1]

قربانی سے قبل حلق کا جرمانہ

اگر قربانی سے پہلے متمتع یا قارن نے سر کے بال صاف کرلئے ہیں تو قربانی کو حلق سے مؤخر کرنے کی وجہ سے جرمانہ میں ایک قربانی اور کرنی لازم ہوجائے گی۔ [2] (مستفاد فتح القدیر ۶۵/۳)

قربانی اور حلق دونوں کو ایامِ نحر سے مؤخر کرنیکا جرمانہ

اگر قربانی اور حلق دونوں کو ایامِ نحر گذر جانے تک مؤخر کردیا ہے تو اس پر تین قربانیاں واجب ہوجائیں گی۔ ۱۔ قران یا تمتع کی ۲۔ حلق کو ایامِ نحر سے مؤخر کرنیکے جرمانہ کی۔ ۳۔ قربانی کو ایامِ نحر سے مؤخر کرنے کی۔ کل تین قربانیاں واجب ہوجائیں گی۔ (غنیہ جدید ۲۸۰) ان میں دمِ تمتع اور دمِ قران کا گوشت کھانا تو جائز ہے۔ (غنیہ ۱۵۰) لیکن دمِ جرمانہ کا گوشت کھانا مالدار اور خود کے لئے جائز نہیں۔ بلکہ فقراء کو صدقہ کردینا لازم ہے۔ (غنیہ ۱۵۱)

قربانی سے قبل حلق کرلیا اور قربانی ایامِ نحر کے بعد کی تو تین دم واجب

اگر متمتع یا قارن نے قربانی سے قبل حلق کرلیا ہے، اور پھر قربانی کو ایامِ نحر سے مؤخر کردیا ہے تو تین قربانیاں واجب ہوجائیں گی۔ ۱۔ دمِ تمتع یا دمِ قران ۲۔ حلق کو مقدم کرنیکی ۳۔ قربانی کو ایامِ نحر سے مؤخر کرنے کی۔ نیز اگر حلق کو جمرۂ عقبہ کی رمی پر مقدم کرلیا تھا تو ایک چوتھا دم بھی واجب ہوجائیگا۔ نیز اگر قربانی کو حدودِ حرم سے باہر لیجا کر کیا ہے تو ایک پانچواں دم بھی واجب ہوجائیگا۔ اور ان میں سے چار دم، دمِ جنایت ہوں گے، اور ایک دم

---

[1] حتی لو ذبح قبلہ لایجوز اجماعا وبعدہ کان تارکا للواجب عند الامام فیلزمہ دم۔ ہندیہ ۲۶۱/۱
ولو اخر القارن والمتمتع الذبح عن ایام النحر فعلیہ دم الخ غنیہ قدیم ۱۲۹ جدید ۲۶۰

[2] ولو حلق المفرد او غیرہ قبل الرمی او القارن او المتمتع قبل الذبح او ذبحا قبل الرمی فعلیہ دم عند ابی حنیفۃ بترک الترتیب۔
(وقولہ) لان الحلق لایحل الابعد الذبح الخ (غنیہ جدید ۲۸۰ قدیم ۱۲۹)

دم شکر ہوگا۔ یہ ساری قربانیاں حُدودِ حرم کے اندر کرنا واجب ہے۔[۱] (مستفاد غنیہ ص۱۵۱)

حُدودِ حرم سے باہر قربانی کے بعد دوبارہ حُدودِ حرم میں اعادہ

اگر قربانی حُدودِ حرم سے باہر کی ہے، اور ایامِ نحر کے اندر اندر حرم میں آکر اعادہ کرلیا ہے تو جُرمانہ لازم نہیں ہوگا، بلکہ صرف اعادہ کافی ہے۔ اور اگر ایامِ نحر گذر گئے ہیں، تو دو قربانی لازم ہوں گی۔ ۱۔ اعادہ کی ۲۔ ایامِ نحر سے مؤخر کرنے کی۔[۲]

(مستفاد شرح نقایہ ۱/۲۱۴، مرقات ۲/۳۶۳)

بینک یا معلّم کے توسّط سے قربانی کی خرابیاں

اس زمانہ میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ قربانی کے لئے بینک یا معلّم حاجی سے رقم لے لیتا ہے، اور یہ کہہ دیتا ہے کہ آپ کی قربانی مثلاً یوم النحر کے دس بجے ہوجائے گی، اور آپ دس بجے کے بعد سَر منڈالینا۔ تو ایسی صورت میں اگر دس بجے تک قربانی نہیں ہوئی اور حاجی نے وقتِ مقررہ پر سَر منڈالیا، اور بعد میں معلوم ہوا کہ قربانی وقتِ مقررہ پر نہیں ہوئی بلکہ سَر منڈانے کے بعد ہوئی ہے، تو ایسی صورت میں اگر حاجی کی قربانی تمتع یا قِران کی قربانی ہے، تو اس پر مزید ایک قربانی اور کرنی واجب ہوجائے گی۔ جس کو حدودِ حرم میں کرنا لازم ہے۔ اس لئے حجاج کرام کو اپنی قربانی خود کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(مستفاد شرح نقایہ ۱/۲۱۴، فتاوی رحیمیہ ۵/۵۳، ایضاح المسائل ص۱۲۷)

وکیل نے حاجی متمتع کی رمی سے قبل قربانی کردی

حاجی متمتع یا حاجی قارن اور اسکے وکیل کے درمیان یہ بات طے ہوگئی کہ وکیل یوم النحر میں

---

[۱] اذا حلق القارن قبل الذبح و اخّر اراقة الدّم عن ایام النحر ایضًا ینبغی ان یجب علیه ثلاثة دماء دم بحلقه قبل الذبح ودمٌ لتاخیر الذبح عن ایام النحر و دم القران والتمتع ولو حلق قبل الرمی والباقی بحالها وجب دم رابع بحلقه قبل الرمی ۔ ا ھ (غنیہ قدیم ص۱۵۱، جدید ص۲۸۹)

[۲] ولو ذبح شیئًا من الدماء الواجبة فی الحج او العمرة خارج الحرم لم یسقط عنه وعلیه ذبح آخر الخ (غنیہ جدید ص۲۷۹ قدیم ص۱۲۹)

دو بجے سے قبل قربانی کر دیگا، اور حاجی دو بجے کے بعد حلق کرکے احرام کھول دیگا۔ پھر واقعہ یہ پیش آیا کہ وکیل نے دو بجے سے قبل قربانی کر دی، مگر حاجی نے تین بجے کے بعد جمرۂ عقبہ کی رمی کی ہے پھر اس کے بعد حلق کیا ہے، یا اسی مسئلہ میں وکیل نے بارہ بجے قربانی کر دی ہے، مگر حاجی نے اس وقت تک جمرۂ عقبہ کی رمی نہیں کی ہے بلکہ اس کی قربانی ہو چکنے کے بعد ہی رمی کی ہے، تو ایسی صورت میں یوم النحر میں قربانی کو رمی پر مقدم کرنے کی وجہ سے حاجی پر جرمانہ میں ایک دم واجب ہو جائیگا حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک۔ چاہے ایسا واقعہ قصداً پیش آیا ہو یا غلطی سے یا بھول سے یا لاعلمی سے، چاہے خود حاجی سے ایسا واقعہ پیش آیا ہو یا اس کے وکیل سے، ہر حال میں دم واجب ہے۔[1]

(البحر الرائق ۳/۲۳، شرح الوقایہ و حاشیہ ۱/۲۷۵، بنایہ ۱/۱۵۲۲)

قربانی کا گوشت فروخت کرنا

قربانی کے جانور کے تمام اجزاء اور اعضاء کا حکم یکساں ہے، کھال، سینگ، ہڈی وغیرہ فروخت کرنیکا جو حکم ہے بالکل وہی حکم گوشت کا بھی ہے۔ اور جس طرح ضرورت میں کھال فروخت کرکے اسکے پیسے کو صدقہ کر دینا جائز ہے، بالکل اسی طرح اگر گوشت کھانے والے نہیں ہیں، ضائع ہونیکا خطرہ ہے، یا دفن کرنا پڑتا ہے تو ایسی صورت میں قربانی کے گوشت کو ...... تاجروں کے ہاتھ فروخت کرکے اسکا پیسہ، کھال اور چمڑے کے پیسے کی طرح مستحقین کو صدقہ کر دینا بلا کراہت اور بلا تردد جائز اور درست ہے۔[2]

---

[1] وان ذبح قبل الرمی لزمہ دم ان کان قارنا او متمتعا۔ (البحر الرائق ۳/۲۳) عمر القارن قبل الرمی او الحلق قبل الذبح فعلیہ دم او دعلی ماشہ۔ لا فرق بین ما اذا جنی عامداً او خاطئا، مبتدأ او عائداً ذاکراً او ناسیاً عالماً او جاھلاً طائعاً او مکرھاً نائماً او منتبھاً، سکران او صاحیاً مغمی علیہ او مفیقاً موسراً او معسراً بما شرتہ او بما شرۃ غیرہ بامرہ الخ (بحوالہ لباب حاشیہ شرح الوقایۃ ۱/۲۷۵ بنایۃ ۱/۱۵۲۲) مختصراً القارن او المتمتع قبل الذبح او ذبحا قبل الرمی فعلیہ دم عند ابی حنیفۃ سترک الترتیب الخ غنیہ جدید ۱۶۶ قدیم ۱۳۱)
البتہ حضرت امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک دم واجب نہ ہوگا، کیونکہ ان لوگوں کے نزدیک رمی اور قربانی میں ترتیب واجب نہیں ہے۔ (بنایہ شرح ہدایہ ۱/۱۵۲۲)

[2] واللحم بمنزلۃ الجلد فی الصحیح ولو باع الجلد او اللحم بالدراہم او بما لا ینتفع بہ الا بعد استہلاکہ تصدق بثمنہ لان القربۃ انتقلت الی بدلہ الخ ۳/۲۳۰) اللحم بمنزلۃ الجلد فی الصحیح حتی لا یبیعہ بما لا ینتفع بہ الا بعد استہلاکہ ولو باعہا بالدراہم لیتصدق بہا جاز لانہ قربۃ کالتصدق بالجلد واللحم الخ (زیلعی ۶/۸، بکذا بدائع نسخہ قدیم ۵/۸۱، غنیۃ الناسک جدید ۳۵۷ قدیم ۱۹۲)

لہٰذا اگر فروخت کرنے کے لئے کوئی راستہ نکل آئے تو ہرگز دفن نہ کریں۔ نیز بوچڑخانوں اور کوڑاخانوں میں پھینک کر برباد نہ کریں۔ (مستفاد ہدایہ ۴۴۲/۲، تبیین الحقائق ۸/۶، بدائع الصنائع ۸۱/۵، الجوہرۃ ۲۸۶/۲، غنیہ ۱۹۲/۱، قاضیخاں ۳۵۴/۳، شامی کراچی ۳۲۸/۲)

حج کے موقع پر لاکھوں کی تعداد میں قربانی کے جانوروں کا گوشت ضائع ہوجاتا ہے۔ اور آج کے دور میں جانوروں کے ہر جز کو کسی نہ کسی نوعیت سے کام میں لاسکتے ہیں ہڈی، بال چمڑے سب کی فیکٹریاں مختلف ملکوں میں موجود ہیں۔ بڑی بڑی فیکٹریوں کی کمپنی سے ان اشیاء کے ٹھیکہ کی بات ہوجائے تو کروڑوں ریال کا سامان برباد ہونے کے بجائے کام آجائیگا۔ اور اس کا پیسہ غرباء اور مساکین میں تقسیم کردیا جائے تو ہزاروں غرباء کی ضروریات پوری ہوجائیں گی۔ اور اسی طرح کوئی گوشت ضائع ہونے نہ دیا جائے۔ کسی بڑی کمپنی سے ٹھیکہ کی بات کرلی جائے، اسکا پیسہ بھی غرباء اور مساکین میں تقسیم کردیا جائے، تو ہزاروں کی ضرورت پوری ہوجائے گی۔

حاجی پر عید کی قربانی

بقرعید کی قربانی مسافر پر واجب نہیں ہوتی۔ بلکہ مقیم پر ہی واجب ہوتی ہے۔
یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ ہم نے ایضاح المناسک وغیرہ میں حاجی کے مسافر ہونے اور مقیم ہونے کا مدار یہ لکھا تھا کہ آٹھویں ذی الحجہ سے پندرہ دن قبل مکہ مکرمہ نہ پہونچ سکا ہو تو حاجی مسافر ہوگا۔ اور اگر آٹھویں ذی الحجہ سے پندرہ دن قبل مکہ مکرمہ پہونچگیا ہو تو وہ حاجی مقیم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایضاح المناسک جس زمانہ میں لکھی گئی تھی اس زمانہ میں منیٰ اور مزدلفہ دونوں مکہ معظمہ سے متصل ہوکر ایک نہیں ہوئے تھے، اور اب منیٰ اور مزدلفہ دونوں مکۃ المکرمہ کی آبادی سے متصل ہوکر ایک ہوگئے ہیں۔ اس کی تحقیق انوارِ رحمت، اور اسی کتاب میں بعنوان "مزدلفہ، مکہ معظمہ میں کب داخل ہوا" کے تحت موجود ہے۔
لہٰذا اب مسئلہ کا حکم یہ ہے کہ جس حاجی کا قیام مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے بعد پھر وہاں سے روانگی کے درمیان پندرہ دن سے کم ہو تو وہ حاجی مسافر ہے۔ اس پر بقرعید کی قربانی

واجب نہیں، ہاں البتہ قارن یا متمتع ہو تو اس پر دمِ قران یا دمِ تمتع واجب ہوگا۔ اور مفرد بائج پر کسی قسم کی قربانی واجب نہیں۔ اور جس حاجی کا قیام مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے بعد سے واپسی تک پندرہ دن سے زائد ہے، اور اس درمیان جدّہ وغیرہ جاکر رات نہیں گذاری تو وہ حاجی مسافر نہیں بلکہ مقیم ہے۔ ایسا حاجی سرمایہ دار اور صاحب ثروت ہو تو اس پر مکہ والوں کی طرح بقرعید کی قربانی بھی واجب ہو جائے گی۔ اور بقرعید کی قربانی حدودِ حرم میں کرنا لازم نہیں۔ بلکہ دنیا کی کسی بھی جگہ ایامِ نحر میں کرنا جائز اور درست ہے۔ لہٰذا اپنے وطن میں کرنے کا انتظام کر دے تو بھی جائز ہے[1] (انوار رحمت ص۹۵)

ہدی و قربانی کا جانور کیسا ہو

دمِ قران اور دمِ تمتع اور دمِ جنایات کے جانور اسی طرح ہونا لازم ہے جیسے بقرعید کی قربانی کے ہوتے ہیں۔ لہٰذا بڑا جانور ذبح کیا جائے تو اونٹ پانچ سال کا اور گائے اور بھینس دو سال کا مکمل ہونا لازم ہے، اور چھوٹا جانور ذبح کیا جائے تو بکرا بکری ایک سال کا ہونا لازم ہے۔ ہاں البتہ دنبہ اور بھیڑ چھ ماہ یا اس سے زائد کا ایسا موٹا تازہ ہو کہ دیکھنے والے کو سال بھر کا معلوم ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں[2] (مستفاد معلم الحجاج ص۲۲۳)

بڑے جانور میں شرکت

بھیڑ بکری دنبہ وغیرہ چھوٹے جانوروں میں صرف ایک شخص کی قربانی ہو سکتی ہے۔ اسمیں شرکت جائز نہیں۔ اور بڑے جانور اونٹ گائے، بھینس میں سات افراد کی شرکت جائز ہے۔

---

[1] فلا تجب علی حاج مسافر فاما اهل مكة فتلزمهم وان حجوا الخ (درمختار مع الشامی کراچی ۲/۳۱۵)
واما الاضحية فان كان مسافرا فلا تجب عليه والا كالمكي فتجب (الغنیہ جدید ص۱۴۲ قدیم ص۹۷)
[2] والهدايا كالضحايا فان الاضحية لا تجب التصدق بشئ (الغنیہ جدید ص۲۵۰)
والثنى فصاعدا من الجميع وهو ابن خمس من الابل وحولين من البقر والجاموس وحول من الشاة والمعز (وقوله) الجذع من الضان شاة تمت لها ستة اشهر عند الفقهاء اذا كانت عظيمة الخ
(مجمع الانهر بیروت ۴/۱۷۱ بالفاظ دیگر، ہندیہ کوئٹہ ۵/۲۹۷)

مگر شرط یہ ہے کہ سب کے سب قربت اور عبادت کی ادائیگی کی نیت سے کرتے ہوں۔ لہٰذا اگر کسی ایک نے بھی عبادت اور قربت میں شرکت کی نیت نہ کی ہو، محض گوشت خوری کے لئے شرکت کی ہو تو کسی کی طرف سے بھی قربانی صحیح نہ ہوگی۔ نیز کسی کا حصّہ ساتویں سے کم نہ ہو، ورنہ کسی کی بھی درست نہ ہوگی[1] (معلم الحجاج ص۲۳۲)

مختلف افراد کا مختلف جہات کی قربت کی نیت سے شرکت

ساتوں حصّہ داروں کا ایک ہی قسم کی قربت کی نیت کرنا لازم نہیں۔ بلکہ مختلف قسم کی قربت وعبادت کی نیت سے بھی جائز ہے۔ مثلاً کوئی دمِ قران یا تمتع کا حصّہ لے، کوئی دمِ نذر کا، کوئی قربانی کا، کوئی دمِ جنایت کا، کوئی نفل قربانی کا تو جائز ہے[2]

(مستفاد معلم الحجاج ص۲۱۱)

نیز یہ بھی جائز ہے کہ اونٹ، گائے، بھینس میں بلا شرکت ایک شخص ایک قربانی کر دے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ دو یا تین افراد شریک ہو کر پورے جانور میں صرف دو یا تین حصّے کا اعتبار کر کے قربانی کر دیں۔[3]

اندھا یا کانا جانور کی قربانی

جانور اندھا یا کانا ہو تو اگر اس کی آنکھوں سے بالکل نظر نہ آئے تو قربانی جائز نہیں یا تہائی روشنی یا اس سے زیادہ ختم ہو گئی ہو تب بھی جائز نہیں ہاں اگر تہائی یا اس سے

---

[1] او سُبع بدنة بان اشترک مع ستة فی بقرة او بعیر وکل یرید القربة وھو من اھلھا و لم ینقص نصیب احدھم عن سبع فلو اراد احدھم بنصیبه اللحم او کان کافرا او نصیبه اقل من سبع لا یجوز عن واحد منھم (ملتقی الابحر بیروت ۴/۱۶۸)

[3] ویجوز اشتراک اقل من سبعة ولو اثنین وتحته فی الدر المنتقی ولو اثنین نصفین فی الاصح لان نصف السبع تابع لثلاثة الاسباع الخ (ملتقی الابحر بیروت ۴/۱۶۸)

[2] ولو ارادوا القربة الاضحیة او غیرھا من القرب اجزأھم سواء کانت القربة واجبة او تطوعًا او وجبت علی البعض دون البعض سواء اتفقت جہات القربة او اختلفت بان اراد بعضھم الاضحیة وبعضھم جزاء الصید وبعضھم ھدی الاحصار وبعضھم کفارة شیٔ اصابه فی احرامه وبعضھم ھدی التطوع وبعضھم دم المتعة والقران الخ بدائع کراچی ۵/۷۱، بدائع بیروت جدید ۴/۲۰۶)

زیادہ روشنی دونوں آنکھوں یا ایک آنکھ میں باقی ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔

(مستفاد معلم الحجاج ۲۵۳)

کان کٹا جانور

اگر ایک تہائی سے زیادہ کان کٹا ہوا ہے تو اس کی قربانی جائز نہیں، اور اگر ایک تہائی سے کم کٹا ہوا ہے اس کی قربانی جائز ہے۔[۱] (بدائع بیروتی جدید ۳۱۴/۶، قدیم ۷۵/۵)

بہت سے جانور کان کٹے ہوئے ملتے ہیں، ان میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کان کتنا کٹا ہوا ہے۔ اور جس جانور کا کان کٹا ہوا نہ ہو مگر کان میں سوراخ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ لیکن خلاف اولیٰ اور کراہت تنزیہی ہے۔ اور حدیث شریف مندوبیت پر محمول ہے۔[۲]

لنگڑے جانور کی قربانی

اگر جانور لنگڑا ہے، اور جس پیر میں لنگ ہے وہ زمین پر ٹیکتا ہوا چلتا ہے، تو اسکی قربانی جائز ہے۔ اور اگر وہ ٹانگ اٹھائے رکھتا ہے اور تین ٹانگوں پر چلتا ہے تو اسکی قربانی جائز نہیں۔[۳] (مستفاد معلم الحجاج ۲۵۲)

کمزور جانور کی قربانی

اگر ایسا کمزور اور لاغر جانور ہے کہ خود اپنے پیروں پر چلکر قربان گاہ تک نہیں جا سکتا

---

[۱] لا تجزئ من الضحایا اربع العوراء البین عورها والعرجاء البین عرجها والمریضة البین مرضها والعجفاء التی لا تنقی. الحدیث (مسند احمد بن حنبل ۳۰۰/۴) حدیث ۱۸۸۷۰ وهکذا فی الترمذی ۲۷۵/۱) وفی البدائع لو ذهب بعض هذه الاعضاء دون بعض من الاذن والالیة والذنب والعین فان کان الذاهب کثیرا یمنع جواز التضحیة وان کان یسیرا لا یمنع الی قوله ان کان ذهب الثلث او اقل جاز وان کان اکثر من الثلث لا یجوز الخ غنیة جدید ۳۲۷ بدائع بیروتی جدید ۳۱۳/۶ و ۳۱۴/۲، قدیم کراچی ۷۵/۵

[۲] فالنهی فی الشرقاء والمقابلة والمدابرة محمول علی الندب وفی الخرقاء علی الکثیر الخ بدائع بیروتی جدید ۳۱۶/۶ بحر کوئٹہ ۱۷۷/۸ ۲۹۵

[۳] العرجاء التی تمشی بثلاثة قوائم وتجافی الرابع عن الارض لا تجوز الاضحیة بها وان کانت تضع الرابع علی الارض وتستعین به الا انها تمایل مع ذلک تضعه وضعا خفیفا یجوز وان کانت ترفعه رفعا او تحمل المنکسر لا یجوز الخ البحر الرائق جدید زکریا دیوبند ۳۲۳/۹ نسخہ قدیم ۱۷۷/۸ عنایہ علی الہدایہ جدید زکریا ۵۱۹/۹ شامی کراچی ۳۲۳/۵)

تو اس کی قربانی جائز نہیں، اور اگر قربان گاہ تک جا سکتا ہے تو اسکی قربانی جائز ہے۔
یا ایسا کمزور ہو کہ اس کی ہڈیوں سے گودا بالکل ختم ہو چکا ہے تو اس کی بھی جائز نہیں۔[1]

دانت ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی

اگر جانور کے دانت اس طرح ٹوٹ چکے ہیں کہ اس کی وجہ سے از خود چر کر کھانے پر قادر نہیں ہے تو اسکی قربانی جائز نہیں۔ اور خود چر کر کھانے پر قادر ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ یا سرے سے دانت ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے چرنے پر قادر نہیں ہے تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر بغیر دانت کے چرنے پر قادر ہے تو جائز ہے۔[2]

دُم کٹے جانور کی قربانی

اگر جانور کی دُم کٹی ہوئی ہے تو اگر اس کا اکثر حصہ نصف سے زائد باقی ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ اور اکثر اور نصف سے زائد کٹ گئی ہے تو اس کی قربانی جائز نہیں۔[3]

سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی

اگر پیدائشی بے سینگ کا جانور ہے۔ اسکے سینگ نکلے ہی نہیں تو اسکی عمر پوری ہونے پر قربانی جائز ہے۔ لیکن اگر سینگ نکلنے کے بعد ٹوٹ گیا ہے، تو اگر اُوپر کا خول نکل گیا، اندر کا گودا مکمل باقی ہے تو قربانی جائز ہے، اور اگر اندر کی ہڈی ٹوٹ گئی تو جائز نہیں۔[4]

۱۷۱/۴ –
[1] والعجفاء ای المهزولة التی لا تنقی ای لا یبلغ عجفها الی حد لا یکون فی عظمها الخ (مجمع الانہر علی الملتقی جدید غنیہ جدید ۳۶۲) [2] واما الهتماء وهی التی لا اسنان لها فان کانت ترعی وتعلف جازت والا فلا الخ (ہندیہ ۲۹۸/۵) [3] وذاهبة اکثر العین او الاذن او اکثر الذنب او الالیة ونحته فی مجمع الانہر وانما قید الذهاب بالاکثر لانه ان بقی الاکثر من العین والاذن والذنب ونحوها جاز لان للاکثر حکم الکل بقاء وذهابا الخ ملتقی الابحر مع مجمع الانہر جدید ۱۷۲/۴)
[4] ویضحی بالجماء وهی التی لا قرن لها خلقة وکذا العضباء التی ذهب بعض قرنها بالکسر او غیره فان بلغ الکسر الی المخ لم یجز وان بلغ الکسر المشاش لا یجزیٔ والمشاش رؤس العظام مثل الرکبتین والمرفقین الخ شامی کراچی ۳۲۳/۶ وفی الغنیة بان ذهب غلاف قرنها فان بلغ الکسر الی المخ لم یجز الخ (غنیہ جدید ۳۶۱)

تھن کٹے جانور کی قربانی

اونٹنی، گائے اور بھینس کے چار تھن ہوتے ہیں۔ اور بکری کے دو تھن ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر بکری کے دونوں تھنوں میں سے ایک کی نوک یا گھنڈی کٹی ہوئی ہو، یا شروع سے نہ ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ اور گائے بھینس کے چاروں تھنوں میں سے اگر ایک کی نوک نہ ہو تو قربانی جائز ہے، اور اگر دو کی نہ ہوں تو قربانی جائز نہیں ہے۔[1]

کس قسم کی قربانی کا گوشت کھانا جائز ہے؟

حاجیوں کی قربانی میں سے صرف تین قسم کی قربانی کا گوشت خود ان حاجیوں کے لئے اور غنی اور سرمایہ دار کے لئے کھانا جائز ہے۔ یعنی دمِ قران، دمِ تمتع اور دمِ تطوع کا گوشت کھانا جائز ہے۔ ان تینوں کے علاوہ دیگر قربانی کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ تمام دمِ جنایات اور دمِ نذر اور دمِ احصار کی قربانی کا گوشت کھانا خود اُن محتاج کے لئے جائز نہیں ہے۔ اگرچہ دم دینے والے محتاج خود فقیر کیوں نہ ہوں۔ کہ فقیر محتاج کے لئے دوسروں کے دمِ کفارہ کا گوشت کھانا جائز ہے مگر اپنا کھانا جائز نہیں۔[2]

ذبح کیلئے خریداری کے وقت کی نیت کافی ہے یا ذبح کے وقت نیت لازم؟

اگر جانور کی خریداری کے وقت قربانی کی نیت کرلی ہے تو قربانی صحیح ہونے کے لئے وہی نیت کافی ہوجائے گی۔ لہٰذا اگر ذبح کے وقت بلا نیت بسم اللہ پڑھکر حلال کردیا ہے

---

[1] ولامقطوع رؤس ضروعها وهى المصرمة او الكثير منها ففى الشاة والمعز اذا لم يكن لها احد حلمتيها خلقة او ذهبت بآفة وبقيت واحدة لم يجز وفى الابل والبقر ان ذهبت واحدة يجوز او اثنتان لا۔ الوغنية جديد ۲۳۳

[2] هدى شكر وهو هدى المتعة والقران والتطوع وهدى جبر وهو سائر الدماء الواجبة ماعدا هذه الثلاثة ويأكل من هدى المتعة والقران مطلقاً (وقوله) ومن هدى التطوع اذا بلغ الحرم (وقوله) واما ماعدا هذه الثلاثة كدماء الكفارات كلها والنذور وهدى الاحصار وهدى التطوع اذا لم يبلغ الحرم فلا يجوز له الاكل منه ولو فقيرا ولا لمن بينهما ولاداً او زوجية ولا لغنى الخ غنية جديد ۲۵۶)

تو قربانی صحیح ہوجائے گی۔ اگر دمِ قران یا دمِ تمتع کی نیت سے خریدا ہے تو دمِ قران ودمِ تمتع کی قربانی ہوجائے گی۔ اور اگر بقرعید کی قربانی کی نیت سے خریدا ہے تو اسکی ہوجائیگی، اگر دمِ کفارہ کی نیت سے خریدا ہے تو اس کی طرف سے ہوجائیگا۔ اور اگر دمِ نذر کی نیت سے خریدا ہے تو اس کی طرف سے ہوجائیگا۔ [1]

قربانی کی نیت سے خریدنے کے بعد اسکی جگہ دوسرے کی قربانی

اگر کسی نے قربانی کی نیت سے جانور خریدلیا پھر بدل دیا اور اسکو فروخت کر کے اس کی جگہ دوسرے کی قربانی کردی، یا اس کو اپنے پاس رکھ لیا اور اس کے بدلہ میں دوسرے کی قربانی کردی تو کیا حکم ہے؟ تو اس بارے میں حکم یہ ہے، اگر خریدار فقیر ہے تو بدلنا جائز نہیں۔ بلکہ جس کو قربانی کی نیت سے خریدا ہے اسی کی قربانی واجب ہے۔ اور اگر خریدار مالدار ہے تو اس کے لئے بدل کر اُسے اپنے کام میں لینا اور اس کی جگہ دوسرے جانور کی قربانی کردینا جائز اور درست ہے۔ [2] مگر دوسرا اول سے کمزور نہ ہو بلکہ اس کے برابر یا اس سے فربہ ہو۔ (البحرالرائق جدید ۹/۳۲۸)

بلا اجازت ایک نے دوسرے کا جانور قربانی میں ذبح کردیا

اگر غلطی سے ایک نے دوسرے کے جانور کو بلا اجازت قربانی میں ذبح کردیا، اور مالک نے تاوان نہیں لیا اور ذبح شدہ جانور لے لیا، یا دوسروں کو استعمال کی اجازت قولاً یا فعلاً دیدی ہے، یا کسی نے مالک کی اجازت کے بغیر مالک کی طرف سے ذبح کردیا تو دونوں صورتوں میں قربانی مالک کی طرف سے صحیح ہوجائے گی۔ اسلئے کہ خریداری کے

---

[1] وتكفي النية عند الشراء وان لم يحضره عند الذبح ففي البزازية لو ذبح المشتراة لها بلا نية الاضحية جازت اكتفاء بالنية عند الشراء الخ غنية جديد ص۲۵۹ قديم ص۱۹۳ اما الضحايا فلابد فيها من النية لكن عند الشراء لا عند الذبح الخ الاشباه والنظائر ص۶۷

[2] وتتعين الاضحية بالنية قالوا ان كان فقيرا وقد اشتراها بنيتها تعينت فليس له بيعها وان كان غنيا لم تتعين والصحيح انها تتعين مطلقا فتصدق بها الغني بعد ايامها حية ولكن له ان يقيم غيرها مقامها الخ الاشباه ص۶۷ لو المشتري غنيا لا تجب باتفاق الروايات فله بيعها الخ حموي على الاشباه ص۶۷

کے وقت مالک کی طرف سے قربانی کی نیت سے خریدا گیا ہے، پھر بعد میں ذبح کے وقت نیت کی ضرورت نہیں۔ [1]

متعدد افراد کا اکٹھے جانوروں کو بغیر تعین کئے قربانی کر دینا

اگر متعدد افراد نے ملکر اپنی تعداد کے حساب سے اکٹھے جانوروں کو ایک ساتھ خرید کر ہر ایک کی طرف سے جانوروں کو نام زد اور تعین کئے بغیر سب کی طرف سے ذبح کر دیئے جائیں تو سب کی قربانی صحیح ہو جائیں گی۔ مثلاً دس افراد نے لاعلی التعیین دس بکرے ایک ساتھ خرید کر سب کی طرف سے قربانی کر دی تو سب کی قربانی صحیح ہو جائیں گی۔ اسی طرح اگر دس افراد نے ایک شخص کو قربانی کے جانور خرید کر قربانی کی اجازت دیدی، اور اس نے ان سب کی طرف سے دس جانور خرید کر سب کی طرف سے ذبح کر دیا ہے، اور کونسا بکرا کس کا ہے کوئی تعیین یا نام زد نہیں کیا تو بھی سب کی قربانی صحیح اور درست ہو جائے گی۔ [2]

لیکن بہتر یہی ہے کہ ہر ایک فرد کے لئے ایک نمبر متعین کر لیا جائے، اور جانوروں پر وہی نمبر لگا دیا جائے تا کہ ہر ایک کی قربانی متعین ہو جائے، اور کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے۔

---

[1] لو اشتراها بنية الاضحية فذبحها غيره بلا اذن فان اخذها مذبوحة ولم يضمنه اجزأته وان ضمنه لا تجزيه وهذا اذا ذبحها عن نفسه واما اذا ذبحها عن مالكها فلا ضمان عليه الخ (الاشباه ص) ولو غلطا وذبح كل اضحية صاحبه صح ولا يضمنان (كنز على البحر جديد ۳۲۸/۹ قديم ۱۷۹/۸)

[2] ولو اشترى عشرة عشرا غنام بينهم فضحى كل واحد واحدة جاز - (وقوله) اشترى سبعة نفر سبع شياه بينهم ولم يسم لكل واحد منهم شاة بعينها فضحوا بها كذلك فالقياس ان لا يجوز وفي الاستحسان يجوز الخ (عالمگیری کوئٹہ قدیم ۳۰۶/۵)

دمِ قران ودمِ تمتع کے بدلہ میں روزہ کب رکھا جا سکتا ہے؟

اگر کسی قارن یا متمتع کے پاس قربانی کی گنجائش نہیں ہے تو شریعت کی طرف سے اس کی اجازت ہے کہ قربانی کے عوض میں روزہ رکھ لے، اور قربانی نہ کرے۔ مگر اس کی اجازت شریعت نے ہر شخص کے لئے نہیں دی، بلکہ صرف اس قارن یا متمتع کیلئے جائز ہے جس کے پاس قربانی کا پیسہ نہ ہو۔ اگر وطن واپس آنے تک کے پورے اخراجات کے بعد اتنا پیسہ زائد ہو جس سے قربانی کا خرچ پورا ہو سکتا ہو اس کے لئے دمِ شکر کے عوض میں روزہ رکھنا جائز نہیں، بلکہ قربانی لازم ہو جائیگی۔ [1] یہ کل دس ۱۰ روزے ہیں، تین روزے یوم النحر سے پہلے پہلے اور سات روزے بعد میں رکھنا ہے۔

ایامِ حج میں تین روزوں کا آخری دن کونسا ہو؟

قارن اور متمتع جو دمِ شکر کے عوض میں روزہ رکھیگا اس پر یہ بات واجب ہے کہ دسویں ذی الحجہ سے پہلے پہلے تین روزے رکھ لے، یعنی آخری دن یوم عرفہ بھی ہو سکتا ہے، مگر عرفات میں دعاء اور یکسوئی میں ضعف اور کمزوری کی وجہ سے اس دن روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اسلئے عرفات سے پہلے پہلے رکھنا بہتر اور افضل ہے۔ لہٰذا ان روزوں کا آخری دن آٹھویں ذی الحجہ زیادہ افضل ہوگا۔ [2]

---

[1] ولا وجوب الا على القادر فان لم يقدر، فصيام ثلاثة ايام فى الحج وسبعة اذا رجع الى اهله فمن لم يجد (الهدى) فصيام ثلاثة ايام فى الحج وسبعة اذا رجعتم الخ
(بدائع بيروتى جديد ۳/۱۸، نسخة قديم ۲/۱۷۳)

[2] وآخرها يوم عرفة ندبا رجاء القدرة على الاصل وتحته فى الشامية بان يصوم السابع والثامن والتاسع لكن ان كان يضعفه ذلك عن الخروج الى عرفات والوقوف والدعوات فالمستحب تقديمه على هذه الايام حتى قيل يكره الصوم فيها ان اضعفه عن القيام بحقها الخ
(شامى كراچى ۲/۵۲۲ زكريا ديوبند جديد ۳/۵۵۸)

اور بعض فقہاء نے آخری دن یوم عرفہ ہونا جو افضل کہا ہے وہ اُس وقت ہے کہ جب ضعف اور کمزوری کی وجہ سے یکسوئی میں خلل نہو۔ حالانکہ کمزوری ہوتی ہے۔

بارہویں ذی الحجہ سے پہلے پہلے تک دم پر قدرت ہو تو روزہ ممنوع

اگر ایام نحر یعنی بارہویں ذی الحجہ سے پہلے پہلے تک قارن یا متمتع کے پاس قربانی کے پیسوں کا نظم ہوجائے، چاہے کسی بھی طریقہ سے اس کے پاس پیسہ آگیا ہو تو پھر روزہ بدل نہیں بن سکیگا۔ بلکہ دم دینا واجب ہوگا۔ اور اگر نویں ذی الحجہ سے پہلے پہلے تین روزے رکھ لئے ہیں۔ پھر بارہویں ذی الحجہ سے پہلے پہلے پیسہ آگیا ہے تو روزوں کا اعتبار نہ ہوگا۔ قربانی واجب ہوجائے گی، بشرطیکہ حلق یا قصر سے پہلے نظم ہوا ہو۔ اور حلق یا قصر کے بعد کے نظم کا اعتبار نہیں، ورنہ روزہ معتبر ہوجائیگا۔ [1]

تین روزے عمرہ کے احرام سے قبل جائز نہیں

روزہ رکھنے والے پر یہ بھی لازم ہے کہ ایام حج میں جو تین روزے رکھنا ہے اُن کو عمرہ کا احرام باندھنے سے قبل رکھنا بالاتفاق جائز نہیں۔ یہ حکم قارن اور متمتع دونوں کے لئے یکساں ہے۔ اور قارن پر احرام کی حالت ہی میں تینوں روزے رکھنا واجب ہے۔ کیونکہ ایام تشریق سے قبل عمرہ کا احرام نہیں کھول سکتا۔ ہاں البتہ متمتع کے لئے عمرہ کے احرام کے بعد دونوں طرح اختیار ہے کہ چاہے عمرہ کا احرام کھولنے سے پہلے یہ تینوں روزے رکھے، یا ارکانِ عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول کر حلال ہوجائے۔

---

[1] ولو وجد الهدى قبل ان يشرع فى صوم ثلاثة ايّام او فى خلال الصوم او بعد ما صام فوجده فى ايام النحر قبل ان يحلق او يقصر يلزمه الهدى ويسقط حكم الصوم عندنا۔ (بدائع قديم ۲/۱۷۴ جديد ۳/۱۸۲، هكذا شامى كراچى ۲/۵۲۴ فتح القدير كوئٹه ۲/۴۱۸)

اور اسی حالت میں حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے بغیر حالت احرام کے رکھ لے۔ اور متمتع کے لئے حلال ہونے کی حالت میں روزہ کی اجازت حنفیہ کے قولِ راجح کے مطابق ہے۔ دیگر ائمہ کے نزدیک حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے جائز نہیں۔ لہٰذا حنفیہ کے یہاں متمتع کے لئے آسانی ہے۔ [1]

بعد کے سات روزے کب رکھے؟

قارن اور متمتع کے لئے دمِ شکر کے عوض میں ماقبل کے شرائط کے مطابق دس روزے رکھنے کی اجازت ہے۔ ان میں سے تین روزے یوم النحر سے پہلے پہلے رکھنا واجب ہے۔ اور بقیہ سات روزے وطن واپس ہوکر رکھنا افضل ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ان سات روزوں کو وطن واپس آنے سے پہلے حج کے ارکان سے فراغت کے بعد مکہ معظمہ کے قیام کے زمانہ میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟
تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قیامِ مکہ کے زمانہ میں رکھنا بھی جائز ہے۔ اور دیگر ائمہ کے نزدیک جائز نہیں۔ [2]

ان روزوں کی نیت کب کی جائے؟

ان روزوں کی نیت رات میں کرنا لازم ہے، لہٰذا دن طلوع ہونے کے بعد ان روزوں کی نیت درست نہیں۔ نیز ان روزوں کو پے در پے رکھنا اور متفرق رکھنا

---

[1] ولا یجوز له ان یصوم ثلاثة ایام فی اشهر الحج قبل ان یحرم بالعمرة بلاخلاف وهل یجوز له بعد ما احرم بالعمرة فی اشهر الحج قبل ان یحرم بالحج قال اصحابنا یجوز سواء طاف لعمرته اولم یطف بعد ان احرم بالعمرة الخ (بدائع بیروتی جدید ۳/۱۸۰، نسخہ قدیم ۲/۱۷۳، مبسوط سرخسی ۴/۱۸۱)

[2] وهل یجوز بعد الفراغ من افعال الحج بمکة قبل الرجوع الی الاهل؟ قال اصحابنا یجوز وقال الشافعی لایجوز الا بعد الرجوع الی الاهل الخ بدائع بیروتی جدید ۳/۱۸۲، بنایة قدیم ۲/۱۲۹۳)
جاز فی ای مکان کان۔ (بنایہ قدیم ۲/۱۲۹۳)

دونوں جائز ہے۔ [۱]

نویں ذی الحجہ گذر جانے تک تین روزے نہ رکھنے پر دم کی تعیین

اگر تین روزے نویں ذی الحجہ گذر جانے تک نہ رکھ سکے، تو اب روزے رکھنے کی کوئی شکل باقی نہیں، اب قربانی ہی واجب ہے۔ لہٰذا اگر قربانی میسر ہو تو کردے، اور اگر میسر نہ ہو تو حلال ہوجائے، مگر حلق کو دم پر مقدم کرنے کی وجہ سے ایک دوسرا دم بھی لازم ہوگا۔ اور اگر بارہویں کے گذر جانے تک قربانی نہیں کی تو تین قربانی لازم ہوجائیں گی۔ ۱ دمِ شکر۔

۲ حلق کو دمِ شکر پر مقدم کرنے کی وجہ سے۔

۳ دمِ شکر کو ایامِ نحر گذر جانے تک مؤخر کرنے کی وجہ سے۔ [۲]

یہ کل تین دم لازم ہوجائیں گے۔

---

[۱] ولایجوز صومها الا بنیة من اللیل کسائر الکفارات وهو مخیر فی الصوم ان شاء تابعه وان شاء فرقه الخ (هندیة ۲۳۹/۱، هکذا غنیة جدید ۲۶۷)

[۲] فان فاتت الثلاثة تعین الدم فلو لم یقدر تحلل وعلیه دمان وتحته فی الشامیة دم التمتع ودم التحلل قبل اوانه الخ درمختار مع الشامیة زکریا ۵۵۹/۳، بنایه قدیم ۱۹۶/۲ قلنا انه یجب علیه دم ثالث لتاخیر دم القران عن ایام النحر الخ (غنیة جدید ۲۱۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۲۴)

حلق یا قصر اور احرام سے حلال ہونیکے مسائل

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ (سورۂ حج ۲۹)

پھر چاہئے کہ (حجاج کرام) اپنے ناخن اور میل کچیل ختم کر کے پاک وصاف ہو جائیں اور چاہئے کہ اپنی منتیں پوری کرلیں۔ اور چاہئے کہ قابلِ احترام قدیم ترین آزاد گھر کا طواف کریں۔

وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۝ (سورۂ بقرہ ۱۹۶)

تم اس وقت تک اپنے سروں کا حلق مت کیا کرو جب تک قربانی کا جانور اپنی قربان گاہ تک نہ پہونچ جائے۔

لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ۝ (سورۂ فتح ۲۷)

یقیناً اگر اللہ نے چاہا تو تم مسجدِ حرام میں اطمینان وآرام سے داخل ہو جاؤ گے۔ اور بلا خوف و ہراس کے (عمرہ سے حلال ہونے کے لئے) اپنے سروں کو مونڈتے ہوئے اور کترتے ہوئے ہوگے۔

جب حجاج کرام جمرۂ عقبہ کی رمی اور قربانی سے فارغ ہو جائیں یا ارکانِ عمرہ کی ادائیگی سے فارغ ہو جائیں تو سر منڈا کر یا سر کے بالوں کو کترواکر احرام کھول کر حلال ہو جائیں گے۔ اور یہاں حلال ہونے اور سر کے حلق و قصر کے کچھ مسائل پیش کئے جاتے ہیں، جو اگلی سرخیوں سے شروع ہو رہے ہیں۔

حلق وقصر کے ذریعہ احرام کیسے کھولیں؟

احرام سے حلال ہونے کے لئے سَر کا حلق یا قصر واجب ہے۔ (زبدۃ المناسک ص۱۹۶) اور اس کے تحت کئی مسائل ہیں، جو آئندہ سُرخیوں میں آرہے ہیں۔

احرام کھولنے کا طریقہ

احرام کھولنے کا طریقہ یہ ہے کہ حج یا عمرہ کے تمام مناسک سے فارغ ہونے کے بعد احرام کھولنے کی نیت سے سَر منڈوا دیا جائے۔ اور اگر بال لمبے ہیں تو کتروانا بھی جائز ہے ـــ اور عورتیں اپنے بالوں کے آخر سے انگلیوں کے پورے یعنی انگلی کے جوڑ کے برابر کٹوادیں اور پورے سے کچھ زیادہ کٹوانا بہتر اور افضل ہے۔ اور مَردوں کے لئے قصر کے مقابلہ میں حلق زیادہ افضل اور بہتر ہے۔ اور عورتوں کے لئے قصر واجب ہے ـــ اور حلق حـــرام ہے۔ [۱]

حلال ہونے کے لئے جگہ اور زمانہ کی تعین

حج کے احـــرام سے حلال ہونے کے لئے حلق کرنا ہے تو دو باتیں لازم ہیں۔

۱۔ حُدودِ حَرم کے اندر سَر منڈوانا اور حلال ہونا واجب ہے۔ لہٰذا اگر حُدودِ حرم سے باہر جاکر حلق کریگا تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔

۲۔ دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے درمیانی زمانہ میں حلق کرنا واجب ہے۔

---

[۱] فاذا فرغ من الذبح حلق رأسہٗ او قصر والحلق افضل للرجال ومکروہ للنساء کراھۃ تحریم الا للضرورۃ والتقصیر مباح لہم ومسنون بل واجب لھن الخ
(غنیہ جدید ص۱۷۳)

لہٰذا اگر بارہویں ذی الحجہ کے غروب تک حلق یا قصر کر کے احرام نہیں کھولیگا تو ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اور عمرہ کے احرام سے حلال ہونے کے لئے کوئی زمانہ متعین نہیں، جتنے دن چاہے تاخیر کر سکتا ہے۔ مگر حدودِ حرم کے اندر عمرہ کا احرام کھولنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر حدودِ حرم سے باہر جا کر عمرہ کا احرام کھولیگا تو ایک دم دینا واجب ہوجائیگا۔ [۱]

حاجی احرام کب کھولیگا؟

اور اگر حاجی مفرد بالحج ہے تو یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد حلق کرکے احرام کھول سکتا ہے۔ اور اگر قارن یا متمتع ہے تو رمی کے بعد قربانی بھی لازم ہے۔ اور قربانی کے بعد ہی ان کے احرام کھولنے کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اگر قربانی سے قبل قارن یا متمتع حلق کرکے احرام کھولیگا تو دم دینا لازم ہوگا۔ اور مفرد بالحج کیلئے رمی سے قبل جائز نہیں۔ اگر رمی سے قبل کریگا تو دم دینا لازم ہوجائیگا۔ [۲]

(مستفاد زبدۃ المناسک ۱۹۹)

چھوٹے بالوں کا قصر جائز نہیں

اگر کوئی حلق کے بجائے قصر کرنا چاہے تو قصر کے لئے کم از کم اتنے لمبے بال ہونا لازم ہے کہ انگلی کے ایک پوروے کے برابر یا اس سے زائد کٹ جاتے ہوں اگر اس سے کم ہیں تو قصر صحیح نہ ہوگا۔ حلق واجب ہوجائیگا، اور اتنے چھوٹے بالوں کے حلق کے بجائے قصر کرنے سے دم دینا لازم ہوجائیگا۔ ہاں البتہ

---

[۱] ویختص حلق الحاج بالزمان والمکان عند ابی حنیفۃؒ وحلق المعتمر بالمکان فالزمان ایام النحر الثلاثۃ۔ والمکان الحرم (وقولہ) فلو حلق او اقتصر فی غیر ما توقت بہ لزمہ الدم الخ (غنیۃ جدید ۱۷۵)

[۲] واذا فرغ من ھذا الرمی (قولہ) فان کان مفرداً بالحج یحلق او یقصر والحلق افضل۔ (قولہ) وان کان قارناً او متمتعاً یجب علیہ ان یذبح ویحلق ویقدم الذبح علی الحلق الخ (بدائع بیروت جدید ۳/۱۴۴)

ممنوعاتِ احرام کے ارتکاب سے قبل دوبارہ حلق کریگا تو دم ساقط ہوجائیگا ، تومعلوم ہوا کہ چھوٹے بالوں کا قصر جائز نہیں، حلق واجب ہے۔ [۱]

پورے سَر کا حلق یا قصر

احرام کھولنے میں مسنون یہی ہے کہ اگر حلق کرے تو پورے سَر کا حلق کرے اور اگر قصر کرنا چاہتا ہے، اور سَر کے بال بھی اتنے لمبے ہیں کہ انگلی کے پوروے سے زائد کتروایا جا سکتا ہے تو پورے سَر کا قصر کرے۔ اور چوتھائی سَر کا حلق یا قصر جائز ہے، یعنی چوتھائی مقدار واجب ہے، اس سے کم جائز نہیں۔ لہٰذا اگر ربع سَر کا حلق یا قصر کریگا تو کراہت کے ساتھ جائز ہوگا۔ [۲]

حلق سے کہاں تک حَلال ہوتا ہے

اگر طوافِ زیارت سے قبل حلق کرلیا ہے تو بیوی سے ہمبستری کے علاوہ دیگر امور مثلاً سِلا ہوا کپڑا اور عطر وغیرہ کا استعمال حلال اور جائز ہوجاتا ہے۔ اور طوافِ زیارت کے بعد ہر کام جائز ہوجاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حلق کے ذریعہ سے حاجی کلی طور پر حلال نہیں ہوتا، اور طوافِ زیارت کے بعد ہی کلی طور پر حلال ہوجاتا ہے۔ اور سعی بین الصفا والمروۃ کلی طور پر حلال ہونے سے مانع نہیں، یعنی جب طواف اور حلق دونوں کرلئے اور اس کے بعد سعی کرتا ہے تو سعی سے قبل بیوی سے ہمبستری جائز ہے۔ [۳]

---

[۱] فاقل الواجب فی التقصیر قدر الانملة من جمیع شعر ربع الرأس لکن اصحابنا قالوا یجب ان یزید فی تقصیر الربع علیٰ قدر الانملة لان اطراف الشعر غیر متساویة عادةً فلو قصر قدر الانملة من الربع لم یستوف قدر الانملة من جمیع شعر الرأس بل من بعضه فوجب ان یزید علیٰ قدر الانملة الخ
(غنیه جدید ص۱۷۲ بدائع قدیم ۲/۱۴۱)

[۲] وان حلق ربع الرأس اجزأه ویکره (وقوله) فلان المسنون هو حلق جمیع الرأس وترک المسنون مکروه الخ
(بدائع قدیم ۲/۱۴۱ بدائع بیروتی ۳/۱۰۱)

والسنة حلق جمیع الرأس او تقصیر جمیعه وان اقتصر علی الربع جاز مع الکراهة وهو اقل الواجب فیهما الخ
(غنیه جدید ص۱۷۳)

[۳] واما حکم الحلق فحکمه حصول التحلل وهو صیرورته حلالاً یباح له جمیع ما حظر علیه الاحرام الا النساء الخ بدائع قدیم ۲/۱۴۲)

حلق کا مسنون طریقہ

حلق کے لئے مسنون طریقہ یہ ہے کہ ۱ محلوق یعنی جس کے سر کا حلق کیا جائے اس کی دائیں جانب سے ابتدار کی جائے۔
۲ قبلہ رُو ہوکر بیٹھنا ۔۔۔۔
۳ حلق کے وقت یہ دُعار پڑھنا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ وَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةً وَامْحُ بِهَا عَنِّيْ سَيِّئَةً وَارْفَعْ لِيْ بِهَا دَرَجَةً اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَالْمُحَلِّقِيْنَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اٰمِيْن۔ (غنیہ جدید/۱۷۳)
۴ حلق سے فراغت کے بعد یہ دعار پڑھنا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ قَضٰى عَنَّا نُسُكَنَا اَللّٰهُمَّ زِدْنَا اِيْمَانًا وَّيَقِيْنًا۔ (غنیہ جدید/۱۷۳)
۵۔ والدین اور تمام مسلمانوں کے لئے دعار کرنا۔
۶ بالوں کو پاک جگہ دفن کر دینا یا پاک جگہ محفوظ کر دینا۔ ناپاک جگہ ڈالنا مکروہ ہے۔ [۱]

گنجا آدمی کا حلق

اگر کوئی شخص قدرتی طور پر گنجا ہے، یا ابھی جلدی عمرہ کرکے سر کا حلق کرالیا ہے، جس کے سر پر بال نہیں ہیں۔ اب دوبارہ حج یا عمرہ سے حلال ہونے کے لئے حلق کرنا لازم ہے یا نہیں، تو اسکا حکم یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے سروں پر اسی حالت میں اُسترہ پھیر دینا واجب ہے۔ اگر اُسترہ نہیں پھیریں گے اور یوں ہی حلال ہوجائیں گے تو دم دینا

---

[۱] غنیۃ الناسک ص۱۷۳)

لازم ہوجائیگا۔ [۱]

حلق وقصر دونوں دشوار ہوں تو کیا کریں؟

اگر سَر کے بال اتنے چھوٹے ہیں کہ اس پر قصر نہیں ہوسکتا، نیز پورے سَر پر زخم بھی ہے کہ اُسترہ پھیرنا بھی ممکن نہو تو ایسی صورت میں کیا کریں؟۔
تو ایسے سخت عذر کی وجہ سے حلق کا حکم معاف ہوجاتا ہے۔ مگر حج میں بارہویں ذی الحجہ تک عذر کے زائل ہونیکے انتظار میں تاخیر کرنا چاہئے۔ اور عمرہ میں حتی الامکان تاخیر کی جائے، اسکے بعد ناخن وغیرہ کاٹ کر حلال ہوجائیگا تو اس پر کوئی کفارہ وغیرہ لازم نہیں۔ اور اگر تاخیر کئے بغیر حلال ہوجائے تب بھی کوئی کفارہ لازم نہیں۔ [۲]

اپنا سَر منڈانے سے قبل دُوسریکا سَر مونڈنا

اگر تمام مناسک سے فارغ ہوکر احرام کھولنے کا ارادہ ہوگیا ہے، اور اَب احرام کھولنے کے لئے حلق کرنا ہے، تو حاجیوں کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ اپنا سَر حلق کرنے سے قبل دوسرے کا حلق کردیں، لہٰذا اگر مفرد بالحج ہے تو یوم النحر میں رمی کے بعد اپنا سَر منڈانے سے قبل دوسرے حاجی کا سَر مونڈنا بلا کراہت جائز ہے۔ اور اگر حاجی قارن یا متمتع ہے تو قربانی کے بعد اپنا سَر منڈانے سے پہلے دوسرے حاجی کا سَر مونڈنا بلا کراہت درست ہے۔ [۳]

(مستفاد احسن الفتاویٰ ۴/۵۲۲، رحیمیہ ۴/۱۱۴)

---

[۱] ویجب اجراء موسیٰ علی الاقرع وذی قروح ان امکنہ ھو المختار الخ غنیہ جدید ۱۷۲ قدیم ۹۲
[۲] وان تعذرا جمیعًا بان یکون شعرہ قصیرًا وبرأسہ قروح لا یمکنہ الحلق سقط عنہ وحل بلا شئ والاحسن ان یؤخر الاحلال الی آخر ایام النحر وان لم یؤخرہ فلا شئ علیہ الخ
(غنیہ جدید ۱۷۲ قدیم ۹۲)
[۳] ولو حلق رأسہ ورأس غیرہ من حلال او محرم جاز لہ الحلق لم یلزمھما شئ الخ
(غنیہ جدید ۱۷۲ قدیم ۹۳)

بال صفا صابون یا کریم وغیرہ سے بال صاف کرنا

اگر بال صفا صابون یا بال صفا کریم وغیرہ سے سر کے بال صاف کر دیئے جائیں تب بھی حلق کا فریضہ ادا ہو جائیگا۔ اور شرعًا کہا جائیگا کہ سر کا حلق ہو گیا ہے یا کسی اور طریقہ سے اختیاری یا غیر اختیاری طور پر بال اُتر جائیں تو بھی حلق ہی کا حکم ثابت ہو جائیگا۔ [1] (مستفاد معلم الحجاج ۱۶۳)

اُسترہ یا قینچی میسر نہ ہو تو کیا کریں؟

اگر حلق کے لیئے اُسترہ اور بلیڈ میسر نہ ہو، یا قصر کے لیئے قینچی میسر نہ ہو تو کیا کریں، تو شرعًا یہ عذر حلق اور قصر کی معافی کے لیئے معتبر نہیں۔ لہٰذا جبتک حلق یا قصر نہیں کریگا اُس وقت تک حلال نہ ہوگا۔ [2] (معلم الحجاج ۱۶۳)

رات میں حلق اور حجامت

جس طرح دن میں حلق اور حجامت بنانا جائز ہے اسی طرح رات میں بھی بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ (معلم الحجاج ۱۶۲)

---

[1] ولو ازال الشعرة بالنورة او الحرق او النتف بيده او اسنانه بفعله او بفعل غيره اجزأ عن الحلق وكذا لو قاتل غيره فنتفه اجزأه عن الحلق قصد ام لا - الخ
(غنية جديد ۱۷۴ قديم ۹۳)

[2] ولو لم يكن به قروح لكنه خرج الى البادية فلم يجد آلة او من يحلقه لا يجزئه الا الحلق او التقصير الخ غنية جديد ۱۷۵ قديم ۹۴)

اپنے خیال و گمان میں اپنے آپ کو حلال سمجھنے والے کا حکم

اگر کسی محرم نے حالتِ احرام چھوڑ دینے کا ارادہ کرلیا، اور وہ اپنے آپ کو حلال سمجھنے لگا، اور اسکے بعد ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب بلا تکلف کرنا شروع کردیا۔ مثلاً حج یا عمرہ کے ارکان ادا کرنے کے بعد یا سب ارکان ادا کرنے سے پہلے درمیان میں سر منڈائے بغیر اپنے آپ کو حلال سمجھنے لگا، اور حلال کی طرح سِلے ہوئے کپڑے پہن لیے اور خوشبو بھی لگالی، اور قتلِ صید، اور بیوی کے ساتھ ہمبستری اور دوسرے کا حلق وغیرہ بہت سارے ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کرلیا، تو ایسی صورت میں اسکے اُوپر صرف ایک دم دینا لازم ہوگا۔ اور تعددِ جنایات کی وجہ سے تعددِ کفارات لازم نہ ہوں گے۔ اور اسکے بارے میں یوں سمجھا جائیگا کہ وہ ابھی احرام ہی میں ہے۔ اور اس پر لازم ہوگا کہ لوٹ کر آئے اور بقیہ ارکان ادا کرکے حلال ہوجائے۔[1]

احرام کھولتے وقت حلق وقصر میں لاپرواہی

احرام کھولنے کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ پورا سر منڈوا دیا جائے، یا یکساں طور پر برابر کرکے کٹوا دیئے جائیں۔ اور بعض لوگ برابر کرکے پورے سر کے بال کٹواتے یا حلق کرنے سے بہت گریز کرتے ہیں۔ بس بالوں کا کچھ حصہ کٹوا کر احرام کھولدیتے ہیں

---

[1] فان المحرم اذا نوی رفض الاحرام فجعل یصنع مایصنعه الحلال من لبس الثیاب والتطیب والحلق والجماع وقتل الصید فعلیه دمٌ واحدٌ یجمع ما ارتکب ولو فعل کل المحظورات ولایخرج بذلك القصد من الاحرام وعلیه ان یعود کما کان سَوَاءٌ نوی الرفض قبل الوقوف او بعده الا ان احرامه یفسد بالجماع قبله الخ (غنیه جدید ص۲۲۱)

یاد رہے کہ اگر سَر کے پورے بال برابر کر کے نہ کٹوائے جائیں تو اس کی چار شکلیں ہیں۔

۱۔ پورے سَر کے چار حصّے کر کے ایک حصّہ کے برابر یا اس سے زائد کٹوا دیئے جائیں تو ایسی صورت میں احرام تو کھُل جائیگا مگر مکروہ تحریمی کا ارتکاب ہو گا۔ [1] اور اس میں اس بات کا لحاظ رکھنا بھی لازم ہے، کہ چوتھائی سَر یا اس سے زائد کترَوایا جائے تو لمبائی میں انگلیوں کے پوروے کے برابر یا اس سے زائد کترَوانا واجب ہے۔ [2]

۲۔ سَر کے چوتھائی حصّہ سے کم کٹوایا جائے تو ایسی صورت میں وہ شخص حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک احرام سے نِکل کر حلال نہیں ہو گا، اسکو احرام ہی کے اندر سمجھا جائیگا۔ اب احرام کے خلاف کام کرنے سے اس پر جُرمانہ بھی واجب ہو جائیگا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ۲/۵۰۴، احسن الفتاویٰ ۴/۵۴۶)

۳۔ سَر کے بال انگلیوں کے پوروے کے برابر کٹوائے نہیں جا سکتے، تو اگر اتنے چھوٹے بال ہیں تو ان کا حلق کروانا واجب ہے۔ قصر جائز نہیں۔ اور کٹوانے سے احرام نہیں کھلے گا۔ (احسن الفتاوی ۴/۵۴۶) [3]

۴۔ سَر کے بال اُگے ہی نہیں، بلکہ گنجا ہے۔ یا ابھی ابھی چند گھنٹے قبل عمرہ کر کے بال منڈوائے تھے، اور اب دوبارہ عمرہ کیا جا رہا ہے تو ایسی صورت میں پورے سَر پر اُسترا پھیر دینا واجب ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۳۵، طحطاوی، الدر ۱/۵۰۷، فتح القدیر ۲/۳۸۶) [4]

---

[1] السُّنّۃ حلق جمیع الرأس او تقصیر جمیعہ وان اقتصر علی الربع جاز مع الکراھۃ وھو اقل الواجب فیھما الخ غنیۃ قدیم ۹۲/ غنیۃ جدید/ ۱۷۴)

[2] یجب ان یزید فی تقصیر الربع علی قدر الانملۃ الخ غنیۃ جدید/ ۱۷۴) [3] فاقل الواجب فی التقصیر قدر الانملۃ من جمیع شعر ربع الرأس الخ غنیۃ جدید/ ۱۷۴)

[4] وجب اجراء موسیٰ علی الاقرع وذی قروح ان امکنہ وھو المختار الخ غنیۃ جدید/ ۱۷۴)

محرم شخص کا ارکان ادا کرنے سے قبل نائی نے اصرار کرکے سر مونڈ دیا

ایک شخص عمرہ کا احرام باندھ کر ابھی ابھی حرم شریف کے پاس پہونچا تھا، اور ابھی تک عمرہ کا کوئی رکن ادا نہیں کیا تھا، اور مروہ کے پاس جہاں حلاق کی دو کانیں ہیں وہاں پہنچا اور نائی نے یہ سمجھا کہ یہ شخص سعی سے فارغ ہوکر حلق کرانے آرہا ہے، لہٰذا نائی نے اصرار سے اپنی دوکان پر بُلا کر حلق کر دیا، اور ادھر اس شخص کو مسئلہ معلوم نہیں تھا کہ طواف وسعی سے فارغ ہونے سے قبل حلق ناجائز اور موجب دم ہے۔ اور بعد میں لوگوں سے معلوم ہوا کہ عمرہ میں طواف وسعی سے قبل حلق موجب دم ہے۔ تو کیا اس کی ناواقفیت کی وجہ سے کفارہ معاف ہوجائیگا، یا بدستور حالتِ احرام میں سر مونڈوانے کا پورا جرمانہ ادا کرنا پڑیگا۔؟ نیز کیا نائی کے اُوپر بھی کوئی کفارہ لازم ہوگا یا نہیں؟ نیز کیا عمرہ کا طواف شروع کرنے سے قبل اس طرح ناواقفیت یا جان بوجھکر سر منڈانے سے احرام ختم ہوجاتا ہے یا باقی رہتا ہے۔؟

تو اسکا جواب یہ ہے کہ نائی چونکہ محرم نہیں ہے اسلئے اس کے اُوپر کوئی کفارہ نہیں، اور محلوق چونکہ محرم ہے اسلئے اس پر ایک دم واجب ہے۔ چاہے اس پر اصرار یا زبردستی کی گئی ہو۔ اور ایسی صورت میں نائی سے کوئی تاوان بھی لینے کا مجاز نہ ہوگا۔ اور حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد ارکان کی ادائیگی شروع کرنے سے قبل سر منڈوانے سے احرام فاسد نہیں ہوتا، چاہے ناواقفیت کی وجہ سے ہو، یا زبردستی سے ہو، یا جان بوجھ کر، ہر حال میں احرام فاسد نہیں ہوتا، بلکہ بدستور باقی رہتا ہے، اسلئے وہ شخص بدستور ارکانِ عمرہ یا ارکانِ حج ادا کرکے دوبارہ حلق کرکے حلال ہوگا، اور ایک دم دینا اس پر لازم ہوجائیگا۔ [۱]

---

[۱] سواء کان المحلوق حلالًا او حرامًا لما قلنا غیر انہ ان کان حلالًا لا شیئ علیہ
(باقی حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

جس نے محرم کا سر مونڈدیا اس پر کیا جرمانہ؟

اگر کسی نے محرم آدمی کا سر اس حالت میں مونڈدیا ہے کہ محرم شخص کو پتہ نہیں چلا، مثلاً وہ غفلت میں تھا، یا سونے کی حالت میں کسی نے آکر سر مونڈدیا ہے، یا زبردستی کرکے مونڈدیا۔ ان تمام صورتوں میں اگر سر مونڈنے والا حالق محرم نہیں ہے بلکہ حلال ہے تو اس پر کوئی کفّارہ لازم نہیں، اور نہ ہی محرم شخص کے لئے اس پر کوئی تاوان لازم ہوگا۔ اور محرم شخص کے اُوپر ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ [۱]

اور اگر حالق شخص محرم ہے اور محلوق بھی محرم ہے، اور حالق محرم نے دوسرے محرم کو نیند کی غفلت میں پاکر اس کے سر کا حلق کردیا، یا کترادیا، یا زبردستی ایسا کیا ہے تو حالق محرم پر ایک صدقہ دینا لازم ہوگا، اور محلوق محرم پر دم دینا لازم ہوگا [۲]

ایک نے دوسرے کی مونچھ کاٹ دی

حالتِ احرام میں محرم نے دوسرے کی مونچھ کاٹ دی، تو ایک مٹھی گیہوں صدقہ کردے

(باقی حاشیہ سابقہ صفحہ کا) وان کان حرامًا فعلیہ الدم لحصول الارتفاق الکامل لہ سواءً کان الحلق بامر المحلوق او بغیر امرہٖ طائعًا او مکرهًا عندنا الخ بدائع قدیم ۲/۱۹۳) واذا کان المحلوق رأسہٗ مکرهًا وجب الدم علیہ ولا رجوع لہ علی الحالق عندنا (البحر الرائق قدیم ۲/۱۰) واذا کان الحالق حلالًا والمحلوق محرمًا انہ لا شئ علی الحالق اتفاقًا الخ شامی کراچی ۲/۵۵۷)

[۱] واما الحلال اذا حلق رأس المحرم فلیس علی الحالق شئ وعلی المحلوق المحرم دمٌ سواءً کان الحلق بامرہٖ او بغیر امرہٖ طائعًا کان او مکرهًا ... ولا یرجع المحرم المحلوق علی الحالق الحلال بشئ الخ المسالک فی المناسک ۲/۵۵۷)

[۲] المحرم اذا حلق رأس غیرہٖ حلالًا کان محرمًا قاصدًا کان او ناسیًا او قلم اظافیرہٖ فعلی المحرم الحالق الصدقۃ وعلی المحرم المحلوق دمٌ بالاجماع الخ المسالک فی المناسک ۲/۵۵۷ وان حلق محرم رأس محرم قبل اوان التحلل بامرہٖ او بغیر امرہٖ فعلیہ صدقۃ وعلی المحلوق دمٌ ولا یتخیّر فیہ وان کان مکرهًا او نائمًا لانہ عذرٌ من جهۃ العباد الخ
(غنیۃ جدید /۲۵۸)

یا روٹی کا ٹکڑا صدقہ کردے تو کافی ہے۔ [۱] اور جس محرم کی مونچھ کاٹ دی گئی اسپر ایک صدقۂ فطر لازم ہوجائیگا۔ (غنیہ جدید/۲۵۷)

حالتِ احرام میں پورا سر یا چوتھائی سر منڈوانا یا کتروانا

اگر حالتِ احرام میں پورا سر یا چوتھائی یا اس سے زائد منڈوایا یا کتروایا ہے تو کفّارہ میں ایک دم دینا واجب ہوجائیگا۔ اور اگر چوتھائی سے کم منڈوایا یا کتروایا ہے تو ایک صدقۂ فطر کفارہ میں دینا واجب ہوگا۔ [۲]

چوتھائی سر سے کم حلق کرایا تو؟

اگر چوتھائی سر سے کم حلق یا قصر کرایا ہے۔ اور تین بالوں سے زیادہ ہے، تو ایسی صورت میں کفارہ میں ایک صدقہ دینا لازم ہوگا۔ اور تین سے کم بال کٹوائے یا اکھاڑ دیئے ہیں تو ہر ایک بال کے عوض میں ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت یا ایک ریال صدقہ کردینا کافی ہوگا۔ [۳]

حالتِ احرام میں وضو کرتے ہوئے بال ٹوٹ جائے تو کیا کریں؟

اگر وضو کرتے وقت بلا اختیار بال ٹوٹ جائے تو چاہے سر کا بال ہو یا ڈاڑھی کا

---

[۱] وان اخذ المحرم شارب محرم او حلال فعليه صدقة فلا يصح (دقوله) فاذا حلق شارب غيره اطعم ما شاء كسرة خبز او كفا من طعام لقصور الجناية اهـ (غنيه جديد/۲۵۹)

[۲] فان حلق رأسه فان حلقه من غير عذر فعليه دم لا يجزيه غيره اهـ (بدائع قديم ۲/۱۹۲) و اذا حلق ربع رأسه او ربع لحيته فصاعدا فعليه دم فان كان اقل من الربع فعليه صدقة (فتح القدير بيروتی ۳/۲۸)

[۳] فتبين ان نصف الصاع انما هو فی الزائد على الشعرات الثلاث واما اذا لم يزد تصدق لكل شعرة بكف من طعام اهـ (غنيه جديد/۲۵۶)

تو کیا کریں، تو اگر دیکھنے میں زیادہ محسوس ہو تو ایک صدقۂ فطر دے، اور اگر کم ہے اور تین یا اس سے بھی کم ہیں تو صرف ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت دینا کافی ہوگا۔ یا ہر ایک بال کے عوض میں ایک کھجور دینا کافی ہوگا۔ [۱]

متفرق جگہ سے کٹے ہوئے بالوں کو جمع کر کے دیکھنا

اگر سر کی مختلف جگہوں سے تھوڑے تھوڑے بال حلق یا کتروائے جائیں تو تمام جگہوں کو جمع کر کے دیکھا جائیگا۔ اگر سب ملا کر چوتھائی سر کے برابر یا اس سے زائد ہوتے ہیں تو دم واجب ہو جائیگا۔ اور اگر چوتھائی سے کم ہوتا ہے تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ [۲]

حالتِ احرام میں پچھنے لگوانا

اگر حالتِ احرام میں پچھنہ لگوایا جائے اور اس سے بال نہ کٹے تو جائز ہے۔ ہاں البتہ اگر پچھنہ لگوانے کی جگہ کو حلق کر کے صاف کر دیا ہے تو دم واجب ہو جائیگا۔ [۳]

حالت احرام میں گردن کے بال صاف کرنا

حالتِ احرام میں گردن کے بال صاف کر دیئے جائیں تو دم دینا لازم ہو جائیگا۔ اسلئے کہ گردن بھی حلق کے حق میں ایک مقصود اور مستقل عضو ہے۔ [۴]

---

[۱] فلو سقط من رأسه اولحيته ثلاث شعرات عند الوضوء او غيره فعليه كفٌ من طعام او كسرة او تمرة لكل شعرة الخ غنيه جديد /۲۵۴) [۲] ويجمع المتفرق فى الحلق كما فى الطيب فلو حلق ربع رأسه من مواضع متفرقة فعليه دمٌ الخ غنيه جديد/۲۵۷) [۳] ولا بأس ان يحتجم يعنى من غير حلق الخ غنيه (د قوله) ولو حلق موضع المحاجم واحتجم فعليه دمٌ عند ابى حنيفةؒ وموضع المحاجم فى حق الحجامة عضو كامل الخ غنيه جديد/۲۵۷)

[۴] وان حلق الرقبة كلها فعليه دمٌ لانه عضو مقصود بالحلق الخ فتح القدير بيروتى ۳/۲۹)

حالتِ احرام میں داڑھی منڈوانا

اگر حالتِ احرام میں داڑھی مکمل یا چوتھائی یا اس سے زائد منڈوادی — یا کتروادی ہے تو دم واجب ہوجائیگا۔ اور اگر چوتھائی سے کم ہے تو ایک صدقۂ فطر واجب ہوجائیگا۔ [۱]

چوتھائی داڑھی سے مُراد داڑھی کی لمبائی نہیں ہے، بلکہ ڈاڑھی کی جڑ سے ملی ہوئی کھال کی چوتھائی مُراد ہے جہاں سے بال اُگتے ہیں۔

حالتِ احرام میں مونچھ کٹوانا

حالتِ احرام میں مونچھ کٹوانے سے صرف صدقہ واجب ہوتا ہے۔ چاہے مونچھ پوری کاٹ لی ہو یا کچھ حصہ، ہر حال میں راجح قول کے مطابق ایک صدقۂ فطر واجب ہوجائیگا۔ [۲]

حالتِ احرام میں بغل کے بال صاف کرنا

حالتِ احرام میں بغل کے بال صاف کرنا موجبِ دم ہے۔ چاہے دونوں بغل صاف کرلئے ہوں یا ایک کے بال صاف کئے ہوں۔ دونوں صورت میں ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ [۳]

---

[۱] اذا حلق ربع رأسه اوربع لحيته فصاعدًا فعليه دم فان اقل من الربع فعليه صدقة الخ (فتح القدير بيروتی زكريا ۳/۲۸ هندية ۱/۲۴۳)

[۲] ولو حلق شاربه كله او بعضه او قصه فعليه صدقة وهو المذهب الصحيح لانه بعض اللحية ولا يبلغ ربع المجموع الخ (غنية جديد/۲۵۷)

[۳] وان حلق الابطين او احدهما فعليه دم لان كل واحد منهما مقصود بالحلق لدفع الاذى ونيل الراحة فاشبه العانة الخ (فتح القدير بيروتی ۳/۲۹)

اور اگر ایک بغل کا اکثر حصہ صاف کرلیا تو بھی ایک صدقہ فطر لازم ہوگا اور اگر اقل حصہ صاف کیا تب بھی ایک صدقہ، اور یہ سلسلہ تین سے زائد بالوں تک جاری رہیگا اور تین سے کم ہو تو ہر ایک بال کے عوض میں ایک مٹھی گیہوں لازم ہوگا ۔[1]

حالتِ احرام میں زیرِ ناف صاف کرنا

حالتِ احرام میں زیرِ ناف صاف کرلی ہے تو ایک دم دینا واجب ہوجائیگا۔ اُسترہ سے صاف کیا جائے یا بال صفا صابن یا کریم سے ہر ایک کا حکم یکساں ہے اسی طرح بالوں کو اُکھاڑنے کا بھی حکم ہے ۔[2]

ایک وقت میں سر، داڑھی، بغل، زیرِ ناف یا پورا بدن صاف کرلیا

اگر حالتِ احرام میں ایک وقت میں سر کا حلق اور مونچھ، بغل، زیرِ ناف صاف کرلیے ہیں تو سب کے عوض میں ایک ہی دم دینا کافی ہوجائیگا۔ اسی طرح اگر پورے بدن کے تمام اعضاء کے بال صاف کرلئے ہوں تب بھی ایک ہی دم دینا کافی ہوجائیگا اسلئے کہ یہاں محل اور مقصود دونوں متحد ہیں ۔[3]

سر، داڑھی، بغل، زیرِ ناف میں سے تین سے زائد یا کم بال اکھاڑنا

سر، داڑھی، بغل، زیرِ ناف میں سے کسی جگہ سے تین سے زائد اور چوتھائی سے کم بال

---

[1] وان حلق من احدى الابطين اكثرها يجب عليه الصدقة الخ هنديه ۱/۲۴۳ ولو اقل من من ابط ولو اكثرة صدقة ولا يعتبر الربع من هذه الاعضاء بالكل الخ غنيه جديد ۲۵۶
[2] وان حلق عانته او ابطيه او نتفهما او احدهما فعليه دم الخ هنديه ۱/۲۴۳، غنية جديد/۲۵۷)
[3] ولو حلق رأسه ولحيته وابطيه وكل بدنه في مجلس واحد فعليه دم واحد لاتحاد المحل معنى باتحاد المقصود وهو الارتفاق الا اذا كفر للاول الخ غنية جديد/۲۵۶)

اُکھاڑنے سے ایک صدقہ یا اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوجائیگا اور اگر تین سے کم بال اکھاڑے ہیں تو ہر ایک بال کے عوض میں ایک مٹھی گیہوں یا اسکی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوجائے گا [۱]

مختلف مجلسوں اور مختلف اوقات میں بال صاف کرنا

اگر ایک وقت میں سر کا حلق کرلیا اور دوسرے وقت میں داڑھی صاف کرلی۔ اور تیسرے وقت میں زیر ناف صاف کی اور چوتھے وقت میں زیر بغل صاف کرلی ہے تو ہر ایک کیلئے ایک ایک دم دینا لازم ہوجائیگا۔ اور اگر سر کے بالوں کو ایکدن میں مختلف مجلسوں میں صاف کرلیا ہے مثلاً چار مجلسوں میں چار ربع الگ الگ صاف کیا ہے تو ایک ہی دم دینا کافی ہوجائیگا اور اگر چار دن روزانہ ایک ایک ربع صاف کیا تو چار دم دینا لازم ہوجائے گا۔ [۲]

ایک مجلس میں مختلف جنایات کا حکم

اگر ایک وقت میں سر کا حلق کرلیا اور اسی مجلس میں خوشبو بھی لگالی اور اسی مجلس میں سر بھی ڈھانک لیا تو تین دم دینا لازم ہوجائیگا اسلئے کہ یہاں پر جنایت اور

---

[۱] وان نتف من رأسه او انفه او لحیته ثلاث شعرات ففی کل شعر کف من طعام ...... ان نصف الصاع انما هو فی الزائد من الشعرات الثلاث الخ غنیه/۲۵۶)
[۲] وان اختلفت المجالس فلکل مجلس موجب جنایة عندهما لاختلاف المحل حقیقة وعند محمد دم واحد ما لم یکفر للاول فلو حلق رأسه فی اربعة مجالس فی کل مجلس ربعا فعلیه دم واحد اتفاقا لاتحاد المحل حقیقة ومعنی الا اذا کفر للاول او کانت المجالس فی ایام متفرقة فعلیه اربعة دماء الخ
(غنیة جدید ۲۵۶)

محلِ جنایت دونوں بالکل الگ الگ ہیں اسلئے ہر جنایت کا حکم بھی الگ الگ ہوگا [1]

سَر، داڑھی، زیرِناف، بغل کے علاوہ دیگر اعضاء کے بال صاف کرنا

اگر سَر اور داڑھی اور زیرِناف اور بغل کے علاوہ پورے بدن کے دیگر اعضاء میں سے کسی بھی پورے عضو یا بعض عضو کے بال صاف کر لئے جائیں تو راجح قول کے مطابق صرف ایک صدقۂ فطر ادا کرنا لازم ہوگا۔ [2]

سَر کے بال اور داڑھی، مونچھ پکڑنے کی عادت

بہت سے لوگوں کو اس کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے سَر کے بال یا داڑھی یا مونچھ پکڑتے رہتے ہیں اور اسکی عادت ہونے کی وجہ سے بسا اوقات بے خبری اور غفلت میں وہاں ہاتھ پہونچ جاتا ہے جس کے نتیجہ میں بال جھڑجاتا ہے اور کبھی کبھی جھڑتے ہوئے ہاتھ میں بھی آجاتا ہے تو ایسی صورت میں تین سے کم ہوں تو ہر ایک کے عوض میں ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہوگا اگر تین سے زائد ہیں تو ایک صدقۂ فطر یا اس کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ [3]

---

[1] اما لو حلق رأسه وطيبه وغطاه ولو في مجلس فعليه ثلاثة دماء لاختلاف المحل معنى باختلاف الجناية. الخ غنية جديد/ ۲۵۶)

[2] فان حلق الصدر او الساق او الركبة او الفخذ او العضد او الساعد فعليه صدقة لانه ليس بمقصود بالحلق الخ غنية جديد/ ۲۵۷)

[3] واذا اخذ المحرم من شاربه او من رأسه شيئا او مس من لحيته فانتثر منها شعر فعليه في ذلك كله صدقة لوجود الجناية الخ
المبسوط ۴/ ۷۳ بدائع ۲/ ۱۹۳ المسالک فی المناسک ۲/ ۷۵۵)

کن کن چیزوں سے بال صاف کرنے کا اعتبار ہوگا؟

استرہ اور قینچی سے بال صاف کرنیکا جو حکم ہے وہی حکم بال صفا صابن یا کریم یا پاؤڈر وغیرہ سے کرنیکا ہے۔ اور اسی طرح اکھیڑنے اور توڑنے کا بھی ہے۔ چاہے ہاتھ سے اکھاڑے یا دانت سے کاٹے ہر ایک کا حکم استرہ سے حلق کرنیکی طرح ہے اسی طرح ہاتھ سے پکڑنے کیوجہ سے گرجاتے کا بھی حکم ہے۔ [1]

غیر اختیاری اعذار سے بال جھڑنے یا صاف ہونے کا حکم

اگر غیر اختیاری اعذار اور بیماری سے بال جھڑ جائے مثلاً قدرتی امراض کیوجہ سے بال خود بخود جھڑنے لگے یا غیر اختیاری طور پر بالوں میں آگ لگ جاتے مثلاً رہائش گاہ میں آگ لگ گئی جس سے بے خبری میں محرم کے بال جل جائیں، یا سونے کی حالت میں جل جائیں تو ایسی صورت میں کوئی کفارہ لازم نہیں ۔ اور اگر تنور میں روٹی پکاتے ہوئے بال جل جائیں تو صدقہ لازم ہو جائیگا۔ [2]

حالتِ احرام میں ناخن تراشنا

اگر حالتِ احرام میں دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کی تمام انگلیوں کے ناخن کاٹ لئے تو سب کے عوض میں صرف ایک دم واجب ہوگا۔ اگر دونوں ہاتھوں کی تمام

---

[1] والنتف والقص والاطلاء بالنورة والقلع بالأسنان والسقوط بالمس ونحو ذلك كالحلق الخ غنية جديد / ۲۵۷)

[2] واذا اختبز فاحترق بعض شعره تصدق بخلاف ما لو اذا اتناثر شعره بالمرض او النار فلا شيء عليه (قوله) او النار محمول على عدم المباشرة منه بان كان نائماً او نحوه الخ غنية جديد/ ۲۵۸)

انگلیوں کے ناخن کاٹ لئے تب بھی ایک دم واجب ہوگا۔ اور اسی طرح دونوں پیروں کی تمام انگلیوں کے ناخن کاٹ لئے تو بھی ایک ہی دم واجب ہوگا اور اگر صرف ایک ہاتھ یا صرف ایک پیر کی پانچوں انگلیوں کے ناخن کاٹ لئے تب بھی ایک دم دینا لازم ہوگا۔ اگر ایک ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کے ناخن نہیں کاٹے بلکہ چار یا اس سے کم انگلیوں کے ناخن کاٹ لئے تو ہر ایک ناخن کے عوض میں ایک صدقۂ فطر دینا واجب ہوگا۔ [1]

ہاتھ و پیر کی متفرق انگلیوں کے ناخن کا حکم

اگر ہاتھ اور پیر کی متفرق انگلیوں کے ناخن کاٹ لئے مگر سب کے نہیں کاٹے بلکہ ہر ایک ہاتھ اور ہر ایک پیر کی چار یا اس سے کم انگلیوں کے ناخن کاٹ لئے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہر ایک انگلی کے عوض میں ایک صدقۂ فطر واجب ہوتا جائیگا اور یہ تعداد ۱۶ سولہ تک بھی پہونچ سکتی ہے کہ مختلف انگلیوں کے ناخن کم سے کم تعداد سے لیکر ۱۶ سولہ تک میں ہر ایک کے عوض میں ایک ایک صدقۂ فطر لازم ہوتا جائیگا اور ۱۶ سولہ کی تعداد کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ و پیر میں سے کسی ایک کی پانچوں انگلیوں کے ناخن نہ کاٹے جائیں بلکہ چار ہی کی تعداد تک محدود رہے، کیونکہ جب کسی بھی عضو کے پانچوں ناخن کاٹ لیں گے تو دم واجب ہو جائیگا۔ [2]

---

[1] لیس للمحرم ان یقص اظافیرہ قبل الحلق اذا قلم المحرم جمیع اظافیرہ فعلیہ دمٌ واحدٌ وان قلم اظفار کفٍ فعلیہ دمٌ وان قلم اقل کفٍ فعلیہ صدقۃ لکل ظفرٍ نصف صاع الخ تاتارخانیہ ۲/۵۰۲)

[2] فان قلم خمسۃ اظافیر من الاعضاء الاربعۃ متفرقۃ الیدین والرجلین فعلیہ صدقۃ لکل ظفرٍ نصف صاع فی قول ابی حنیفۃؒ وابی یوسفؒ وقال محمد علیہ دمٌ وکذلک لو قلم من کل عضو من الاعضاء الاربعۃ اربعۃ اظافیر فعلیہ صدقۃ عندھما وان کان یبلغ جملتھا ستۃ عشر ظفرًا ویجب فی کل ظفرٍ نصف صاع الخ بدائع قدیم ۲/۱۹۴)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۲۵)

مسَائِلِ حجّ بَدل

حج بَدل کس قسم کے عُذر سے جَائز

حجِ بَدل ہر شخص کی جانب سے جائز نہیں ہے۔ بلکہ ایسے آدمی کی طرف سے حج بدل کرانا جائز ہے کہ جس پر حج فرض ہوچکا ہے، مگر ایسی بیماری اور کمزوری میں مبتلا ہے کہ جس سے شِفا یاب ہو کر حج کرنے کے قابل ہونے کی امید نہیں ہے، یا جس پر حج فرض ہوچکا تھا وہ حج کرنے سے پہلے انتقال کرچکا ہے۔ ان اعذار کے بغیر حج بدل جائز نہیں۔ (غنیہ / ۱۷۲، الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱/ ۷۰۷[1]، شامی کراچی ۲/ ۵۹۸)

عُذر زائل ہونیکی امید نہیں تھی مگر حج بدل کے بعد زائل ہوگیا

اگر ایسے معذور کی طرف سے حج بَدل کیا گیا تھا جس کا عذر زائل ہونے کی کوئی امید نہیں تھی، مگر حج بدل کے بعد اتفاق سے اُسکا عذر بالکل دُور ہوگیا اور ایسا تندرست ہوگیا کہ از خود حج کرسکتا ہے تو ایسی صورت میں حج بدل جو کیا گیا ہے اس سے اسکا فرض ادا ہوگیا، دوبارہ از خود کرنا لازم نہیں۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۱/ ۷۰۷[2]، درمختار کراچی ۲/ ۵۹۹)

---

[1] فمن عجز عن الحج بنفسه وجب علیه ان یستنیب غیره لیحج عنه ویصح الحج عنه الخ (الفقه علی المذاهب الاربعة ۱/ ۷۰۷)

[2] منها ان یکون عجزه مستمرا الی الموت عادة کالمریض الذی لایرجی برؤه وکالاعمی والزمن ومتی کان عاجزا بحیث لایرجو القدرة علی الحج الی الموت ثم انابه من یحج عنه وحج عنه النائب فقد سقط الفرض عنه ولو زال عذره وقدر علی الحج بعد الخ (الفقه علی المذاهب الاربعة ۱/ ۷۰۷)

عُذر زائل ہونیکی امید ہے پھر بھی حج بدل کرالیا

ایک شخص ایسا معذور ہے کہ اس کو عذر زائل ہونے کی امید ہے، مگر پھر بھی اس نے اپنی طرف سے فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے دوسرے کو بھیجدیا۔ اور اسکی طرف سے حج بدل ادا ہوجانے کے بعد اسکا عُذر زائل ہوجاتا ہے، پھر اس قابل ہوجاتا ہے کہ ازخود سفر کرکے حج کرسکتا ہے تو اس پر دوبارہ ازخود اپنا فریضہ ادا کرنا لازم ہے۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱/۷۰۷، فتاوی محمودیہ ۱۳/۱۷۲) [۱]

زندہ شخص کے عُذر کی تفصیل

مذکورہ مسائل کے لئے اصُولی حکم یہ ہے کہ جو سرمایہ دار حج کرنے سے پہلے وفات پاجائے اس کی طرف سے حج بدل کے جائز ہونے میں کوئی شبہ اور تردّد نہیں۔

غور طلب مسئلہ اس شخص کے بارے میں ہے جو زندہ ہو اور اس پر حج فرض ہوچکا ہو مگر عذر کی وجہ سے ازخود حج کرنے کو جانے پر قادر نہیں، تو اس طرح زندہ آدمی کا عُذر دُو قِسم پر ہے۔

۱۔ وہ عذر ہے کہ عام طور سے اس کے زائل ہوجانے کی امید ہوتی ہے مثلاً گرفتار ہوکر قیدخانہ میں بند ہے، یا سخت مرض میں مبتلا ہے، تو ایسے معذور کی طرف سے حج بدل نہیں کرانا چاہیئے، بلکہ عذر زائل ہونیکا انتظار کرنا چاہیئے۔ لیکن حج بدل کرادیا گیا پھر اسکے بعد عُذر زائل ہوجاتا ہے۔ مثلاً قیدخانہ سے رہائی ہوجائے یا مرض سے بالکل شفایابی ہوجائے، تو اس شخص پر دوبارہ حج کا فریضہ ادا کرنا

---

[۱] واما المریض الذی یرجی برؤہ والمحبوس فانہ اذا اناب عنہ الغیر فحج عنہ ثم زال عذرہ بعد ذلك لا یسقط فرض الحج الخ (کتاب الفقہ ۱/۷۰۷)

لازم ہوگا۔ اور جو حج بدل کیا گیا وہ نفل ہو جائیگا، اور اگر عذر زائل نہ ہو مثلاً قید خانہ ہی میں موت واقع ہو جائے یا اسی مرض میں موت واقع ہو جائے تو جو حج بدل کیا گیا وہ اس کی طرف سے صحیح ہو جائیگا۔

۲ وہ عذر جس کے زائل ہونے کی عام طور سے امید نہیں ہوتی ہے، مثلاً نابینا یا لنگڑا ہے تو ایسے معذور کا موت تک انتظار لازم نہیں، بلکہ اس کی طرف سے حج بدل بلا تردد جائز ہے۔ اور اگر اتفاق سے حج بدل کے بعد عذر بالکل زائل ہو جائے اور از خود حج کرنے پر قادر ہو جائے تب بھی دوبارہ حج کرنا اس پر لازم نہیں[۱]

حج بَدل کی نیت و احرام

حج بَدل میں احرام کے وقت یا اس سے قبل حج کرانے والے کی طرف سے نیت کرنا لازم ہے۔ اور احرام کے وقت اس طرح زبان سے کہنا زیادہ بہتر اور افضل ہے کہ میں فلاں کی طرف سے احرام باندھتا ہوں۔ یا یوں کہے کہ میں فلاں کے حج کے لئے احرام باندھتا ہوں۔ اور نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے، تو احرام کی تکمیل ہو جائے گی۔[۲] (غنیۃ ص۱۷۳)

اصل دل کی نیت کا اعتبار

احرام کی نیت کرنے میں اصل دل کی نیت کرنیکا اعتبار ہے، کہ دل ہی دل میں

---

[۱] الثالث دوام العجز الی الموت ان کان بعذر یرجیٰ زوالہ عادۃً کالحبس والمرض (الی قولہ) فلو احج عنہ فرضًا وھو فی السجن فاذا مات فیہ اجزأہ وان خلص منہ لا (وقولہ) وان کان لعذر لا یرجیٰ زوالہ عادۃً کالزمانۃ والعمی لا یشترط دوامہ الی الموت الخ (غنیہ جدید ۳۲۱، قدیم /۱۷۲)

[۲] نیۃ الحج عن المحجوج عنہ عند الاحرام او تعیینہ قبل الشروع فی الاعمال فلو قال بلسانہ احرمت عن فلان او لبیک بحجۃ عن فلان فھو افضل الخ (غنیۃ الناسک ص۱۷۳)

نیت یوں کرلیں کہ میں نے فلاں کی طرف سے حج کے احرام کی نیت کی ہے، یا عمرہ کی نیت کی ہے، اس طرح دل سے نیت کر کے تلبیہ پڑھے۔ اور اگر دل کی نیت کیساتھ زبان سے بھی یوں کہہ لے کہ میں فلاں کی طرف سے حج کا احرام باندھتا ہوں تو زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ اور اگر جس کی طرف سے حج کر رہا ہے اُسکا نام بھول جائے تو اس طرح نیت کر لینا کافی ہے کہ میں اس کی طرف سے حج کی نیت سے احرام باندھتا ہوں جس نے حج کے لئے حکم کیا ہے، یا جس کی طرف سے حج کیلئے کہا گیا ہے۔[1]

بغیر تعیین مطلق حج کی نیت کرلی تو کیا حکم؟

اگر احرام باندھتے وقت آمر کی طرف سے حج بدل کی نیت نہیں کی، بلکہ صرف مطلق حج یا عمرہ کی نیت کی ہے تو جب تک مکۃ المکرمہ پہنچکر حج یا عمرہ کے افعال شروع نہ کر دے اُس وقت تک آمر کی طرف سے حج بدل کی نیت کرنیکی گنجائش باقی رہتی ہے۔ اور اگر افعال شروع کر دے، مثلاً عمرہ کے لئے طواف شروع کر دے یا حج کے لئے وقوف عرفہ کر لے، تو ایسی صورت میں اب حج بدل نہیں ہوگا، اور یہ حج خود حج کرنے والے ہی کا اپنا حج ہو جائیگا۔ اس سفر کا خرچ اسی کے ذمہ ہوگا۔ اور آمر کے پیسوں کا ضمان لازم ہو جائیگا۔ اور جو پیسہ لیا وہ واپس کرنا ہوگا۔[2]

آمر کے حکم کی مخالفت جائز نہیں

آمر کے حکم کی مخالفت جائز نہیں۔ لہٰذا اگر آمر نے حج افراد کا حکم کیا ہے تو افراد کرنا لازم ہے۔ اور اگر آمر نے تمتع یا قران کا حکم کیا ہے، تو تمتع یا قران لازم

---

[1] فلو قال بلسانہ احرمت عن فلان اولبیک بحجۃ عن فلان فھو افضل والا تکفی نیۃ القلب فلو نسی اسمہ فنوی عن الآمر صح (غنیہ جدید / ۳۲۵ قدیم / ۱۷۴) المبسوط ۴ / ۱۵۹ المسالک ۲ / ۸۹۵)

[2] ولو اطلق النیۃ عن ذکر المحجوج عنہ فلہ ان یعینہ قبل الشروع فی الاعمال وان لم یعینہ حتی شرع فی الاعمال تعذر التعیین وتحققت المخالفۃ فیقع الحج عنہ وعلیہ الضمان الخ (غنیہ جدید / ۳۲۵)

اور اگر عمرہ کا حکم کیا ہے تو عمرہ کرنا لازم ہے۔ اور آمر نے جس کا حکم کیا ہے اسکی تعیین سے احرام باندھنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر حج کا حکم کیا ہے اور مامور نے عمرہ کا احرام باندھ لیا، یا اگر حجِ افراد کا حکم کیا، اور مامور نے حج تمتع کا احرام باندھ لیا، یا عمرہ یا قران کا احرام باندھ لیا تو مخالفت کی وجہ سے یہ نسک مامور کی طرف سے واقع ہو جائیں گے، اور مامور پر خرچ کا پیسہ واپس کرنا لازم ہو جائیگا۔ اسی طرح اگر آمر کی طرف سے احرام کی نیت کی مگر حج یا عمرہ کی تعیین نہیں کی تو عمرہ میں طواف اور حج میں وقوف میں لگ جانے سے پہلے پہلے تعیین کی گنجائش ہے۔ ورنہ مخالفت کی وجہ سے عبادت مامور کی طرف سے واقع ہو جائے گی۔ اور خرچہ کا پیسہ واپس کرنا لازم ہو جائیگا۔[۱]

عورت کا حجِ بدل کون کرے؟

حج بدل چاہے عورت کی طرف سے ہو یا مَرد کی طرف سے، دونوں صورتوں میں عورت حج بدل کر سکتی ہے۔ لیکن حج کرنے والے کا مَرد ہونا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ اس کی مزید وضاحت آگے بعنوان "کس قسم کے لوگوں سے حج کرانا مکروہ ہے" کے تحت آرہی ہے۔ (مستفاد فتاوی دارالعلوم ۶/۵۵۷، فتاوی رحیمیہ ۳/۱۱۸)

زندہ کا حج بدل کہاں سے کیا جائے؟

اگر معذور کی طرف سے حج بدل کیا جائے تو اسکے وطن سے کرانا لازم ہے۔ اور اگر زندہ معذور شخص کے دو جگہ وطن ہیں، تو دونوں میں سے جہاں سے چاہے

---

[۱] وکذا لو عیّن المحجوج عنہ او اطلق عن ذکر ما احرم بہ من حج او عمرۃ صح تعیینہ قبل الشروع فی الاعمال فان تعین حتی طاف تعین للعمرۃ او وقف بعرفۃ قبل الطواف تعین للحجۃ الخ (غنیہ جدید/۳۲۵) فلو امرہ بالحج فتمتع او عن الامر فھو مخالف ضامن اجماعًا الخ غنیہ جدید/۳۲۳)

حج بدل کرانا جائز ہے، مگر بہتر اور افضل یہی ہے کہ جہاں سے مکۃ المکرمہ قریب ہے وہاں سے کرایا جائے۔[1] (شامی کراچی ۲/۶۰۵، قاضیخان علی ہامش الہندیہ ۱/۳۰۷، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۱/۷۰۷)

میّت کا حجِ بدل کہاں سے کیا جائے؟

میّت کے اُوپر حج فرض ہو چکا تھا اور حج فرض کرنے سے قبل موت ہو گئی ہے، اور اس نے موت سے قبل حج بدل کی وصیت بھی کر دی تھی، نیز اسکے ترکہ کے ایک ثلث مال میں اتنی گنجائش بھی ہے کہ اسکے وطن سے حج کرایا جائے، تو ایسی صورت میں میّت کے وطن سے حج بدل کرانا لازم ہے۔ کسی اور جگہ سے جائز نہ ہوگا۔ بہت سے لوگ مکہ مکرمہ حج بدل کے لئے پیسہ بھجوا دیتے ہیں ان کو ان شرائط کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیے۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۱/۷۰۹، شامی کراچی ۲/۶۰۵)

وطن سے خرچ پورا نہ ہو تو کیا کریں؟

آدمی مریض اور معذور ہے تو اس پر اس وقت حج فرض ہوتا ہے کہ جب وطن سے مکہ مکرمہ تک مکمل خرچ کا نظم ہو، ورنہ اس پر حج واجب ہی نہیں۔ اب مسئلہ صرف میّت کے بارے میں ہے کہ اگر میت نے حج بدل کی وصیت کی ہے، اور ترکہ کے ثلث اور تہائی میں وطن سے حج بدل کرانے کی گنجائش ہے تو وطن سے ہی کرانا واجب ہے۔

---

[1] وان کان له وطنان فی موضعین یحج عنه من اقربهما الی مکة الخ قاضیخان علی الهندیه ۱/۳۰۷) فلو کان له اوطان فمن اقربها الی مکة الخ شامی کراچی ۲/۶۰۵) فمن عجز عن الحج بنفسه وجب علیه ان یستنیب غیره لیحج عنه ویصح الحج عنه بشروط (الی قوله) وان لم یعین وجب ان یحج عنه من بلده ان کان ثلث ماله یکفی الخ
(الفقه علی المذاهب الاربعة ۱/۷۰۷، ۷۰۹)

اور اگر ثلث مال اتنا نہیں ہے جس کے ذریعہ سے وطن سے حج بدل کرایا جا سکے تو اس طرح پیسہ کم پڑنے کی صورت میں جہاں سے خرچ پورا ہو سکتا ہے وہاں سے کرانا لازم ہے۔ لہٰذا ثلث مال سے اگر مدینہ اور طائف وغیرہ سے کرانے کی گنجائش ہے تو مکہ مکرمہ سے کرانا جائز نہ ہوگا۔ بلکہ مدینہ اور طائف وغیرہ ہی سے کرانا لازم ہوگا۔[1]

آمر نے جہاں سے حج بدل کی وصیت کی ہے وہاں سے کرنا

اگر میت نے خود اپنے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ سے حج بدل کرنے کی وصیت کی ہے تو اسی جگہ سے حج بدل کرانا لازم ہے جہاں سے کرانے کی وصیت کی ہے۔[2]

(مستفاد جواہر الفقہ ۱/۵۰۸، غنیہ جدید/۳۲۹)

ثلث مال سے کئی بار حج کرانا

اگر موت سے قبل میت نے یہ وصیت کی ہے کہ ترکہ کی ایک تہائی مکمل حج کرانے میں خرچ کیا جائے تو وارثین پر لازم ہے کہ مکمل ثلث مال کو حج میں خرچ کریں۔ لہٰذا اگر ایک تہائی کی مقدار اتنی زیادہ ہے کہ اس سے کئی مرتبہ حج کرایا جا سکتا ہے تو جتنی مرتبہ حج ہو سکتا ہے اتنی مرتبہ کرانا لازم ہے۔ مثلاً اگر دس مرتبہ کرایا جا سکتا ہے

---

[1] فان لم یکف وجب ان یحج عنه من المکان الذی یکفی عنه المال الخ کتاب الفقه ۱/۷۰۹) فان لم یکف فمن حیث یبلغ استحساناً الخ (الدر المختار کراچی ۲/۶۰۵ هذا ان کان ثلث المال یبلغ ان یحج عنه من بلده یحج عنه فان کان لا یبلغ یحج من حیث یبلغ استحساناً الخ (بدائع قدیم ۲/۲۲۲)

[2] ولو عین مکاناً غیر بلده فکما اوصی قرب من مکة او بعد الخ غنیه جدید/۳۲۹) وان اوصی ان یحج عنه من موضع کذا من غیر بلده یحج عنه من ثلث ماله من ذلك الموضع الذی بین قرب من مکة او بعد عنها لان الاحجاج لا یجوز الا بامره فیتقدر بقدر امره الخ بدائع قدیم ۲/۲۲۳ جدید بیروتی ۳/۲۹۲)

تو ایک سال میں دس افراد کو بھیجنا بھی جائز ہے، اور دس سال تک ہر سال ایک شخص کو بھیجنا بھی جائز ہے۔ اور حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ یہی شکل زیادہ بہتر اور افضل ہے، کہ ایک ہی سال میں دس افراد کو حج کے لئے بھیجدیا جائے، اسلئے کہ تنفیذِ وصیت میں تعجیل اور جلدی کرنا افضل ہے۔ لے (بدائع قدیم ۲/۲۲۳، ہندیہ ۱/۲۵۹)

حج بدل کیلئے کسی خاص آدمی کو معیّن کرنا

اگر آمر نے حج بدل کی وصیت میں اس بات کی بھی وصیت کردی ہے کہ فلاں مخصوص آدمی حج کریگا تو ایسی صورت میں اگر اس شخص خاص کی حج کو جانے سے قبل موت واقع ہوجائے تو دوسرے شخص کے ذریعہ سے حج کرانا جائز ہے۔ اور اگر یوں وصیت کی ہے کہ فلاں شخص سے ہی حج کرانا ہے، اسکے علاوہ کسی اور سے نہیں کرانا، تو اس شخص کی موت کے بعد حج بدل کی وصیت ہی باطل ہوجائے گی۔ اور کسی دوسرے سے حج کرانا اس کے ثلث مال سے جائز نہ ہوگا۔ ٢ے

غیر مأمور کا حج بدل کرنا

میت نے حج بدل کے لئے کوئی وصیت نہیں کی تو ثلث مال سے حج بدل کرانا اس وقت تک درست نہیں کہ جب تک تمام وارثین بالغ ہوکر بلا اختلاف متفقہ طور پر

لے الوصی بالخیار ان شاء احج عنه الحُجَج فی سنةٍ واحدةٍ وان شاء احج عنه فی کل سنةٍ واحدةً والافضل ان یکون فی سنةٍ واحدةٍ لان فیه تعجیل تنفیذ الوصیة والتعجیل فی هذا افضل من التاخیر الخ بدائع قدیم ۲/۲۲۳ جدید بیروتی ۳/۲۹۴، غنیہ جدید ۲۲۷، ہندیہ/۲۵۹)

٢ے المامور المعیّن ان عیّنه الآمر بان قال یحج عنی فلان لا غیرہٗ فمات فلان لم یجز حج غیرہ عنه ولو لم یصرح بالمنع بان لم یقل لا غیرہٗ فمات فلان احجّوا عنه غیرہٗ الخ (غنیہ جدید/۳۲۸ قدیم/۱۶۲)

ثلث مال سے حج بدل کی اجازت نہ دیں۔ لہٰذا جب سب کی طرف سے اجازت ہوجائے تو سب کی طرف سے ایک تبرع ہوجائیگا۔ اسی طرح اگر کسی ایک وارث نے اپنی طرف سے میت کا حج بدل کیا یا کسی سے کرادیا، یا کسی اجنبی شخص نے اپنی طرف سے خرچہ دیکر حج بدل کرادیا ہے تو ان تمام صورتوں میں میت کے اوپر سے حج کا فریضہ ادا ہوجائیگا۔

اسی طرح اگر میت کے اوپر حج فرض نہیں تھا مگر کسی وارث یا کسی اجنبی شخص نے اپنی طرف سے بطور تبرع حج کرادیا ہے تو اس طرح حج نفل بھی صحیح ہوجاتا ہے۔

اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک حج کرنیوالے کی طرف سے حج ہوجائیگا۔ اور میت کو اس کا پورا ثواب مل جائیگا۔ چاہے میت کی طرف سے احرام باندھا ہو یا حج کے بعد اسکا ثواب دیدیا ہو، دونوں صورتوں میں میت کو ثواب پہنچ جائیگا۔ اور حج کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک حج بدل میں حج فرض اور حج نفل دونوں میت کی طرف سے واقع ہوجائیں گے۔ اور حج کرنے والے کو بھی مکمل ثواب مل جائیگا۔ اور یہی مضمون حدیث شریف میں موجود ہے — جو حاشیہ میں دیکھا جاسکتا ہے، اور متاخرین فقہاء نے اسی قول کو زیادہ صحیح اور راجح قرار دیا ہے۔ [۱]

---

[۱] تبرع الولد بالاحجاج او الحج بنفسه عن ابویه اذا مات وعلیه حج الفرض ولم یوص به مندوب الیه جداً۔ الحدیث ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج عن والدیہ او قضی عنہما مغرماً بعثہ اللہ یوم القیامۃ مع الابرار۔ الحدیث (المعجم الاوسط ۲/۸ حدیث ۸۰۰، غنیۃ الناسک جدید/۳۲۸)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج عن میت فللذی حج عنہ مثل اجرہ ومن فطر صائماً فلہ مثل اجرہ ومن دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ۔ الحدیث (المعجم الاوسط ۴/۲۳۱ حدیث ۵۸۱۸، عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حج عن ابیہ او عن امہ اجزأ ذلک عنہ وعنہما۔ الحدیث (المعجم الکبیر ۵/۲۰۰ حدیث ۵۰۸۳ الصحیح من المذہب فیمن حج عن غیرہ ان اصل الحج یقع عن المحجوج عنہ فرضاً کان او نفلاً وعن محمد ان الحج یقع عن الحاج وللمحجوج عنہ ثواب النفقۃ والاول اصح الخ غنیہ جدید ۳۳۴ قدیم ۱۸۱)

حجِ بدل میں تمتع

حجِ بدل میں مامور کو حج اِفراد ہی کرنا چاہیئے تاکہ حج بدل حجِ آفاقی اور حج میقاتی ہوجائے. کیونکہ تمتع کرنے میں عمرہ تو عمرہ آفاقی ہوجاتا ہے، مگر حج، حج آفاقی نہیں ہوتا۔ بلکہ حج مکی ہوجاتا ہے. لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ حج بدل میں مامور کلی طور پر آمر کی نیابت کرتا ہے، اور آمر کو حج کی تینوں قسموں میں سے کسی بھی ایک کو اختیار کرنے کا حق حاصل تھا، تو آمر جو فاعلِ مختار رہے وہ اگر اپنے مامور کو تینوں قسموں میں سے کسی ایک کا اختیار دیدے تو کیا اشکال ہے۔؟

اسلئے آمر کی اجازت سے حجِ بدل میں تمتع بھی بلا تردد جائز ہونا چاہیئے۔ البتہ دمِ تمتع آمر کے مال میں سے لازم نہ ہوگا بلکہ مامور پر لازم ہوگا۔ لیکن اگر آمر بخوشی ادا کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ ہاں البتہ حجِ بدل میں حجِ افراد کرنا زیادہ افضل ہوگا۔[1] اور اس زمانہ میں آفاقی کا حج تمتع ہی کرنا زیادہ معروف ہے، اسلئے عرفاً آمر کی طرف سے حجِ تمتع کی اجازت ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا صراحت کیساتھ اجازت کی ضرورت بھی نہیں۔[2]

---

[1] مستفاد جواہر الفقہ ۱/۵۱۳ - ۱/۵۱۴ ایضاح المناسک ۱/۱۷۲، احسن الفتاوٰی ۴/۵۲۳۔

[2] مستفاد احسن الفتاوٰی ۴/۵۲۳ - اب دمِ تمتع کا مسئلہ غور طلب ہے۔ کہ جب آمر نے تمتع کی اجازت دیدی تو قربانی بھی اسی کے مال میں سے ہوگی۔ کیوں کہ تمتع میں قربانی خود بخود مفہوم ہوتی ہے۔

نیز میت کی طرف سے حج بدل ہو تب بھی یہی حکم ہے جب کہ ورثا رسب مل کر بخوشی اس کی اجازت دیتے ہوں۔

امام فخر الدین قاضی خاں نے امام ابو بکر محمد بن فضل کا قول ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

قال الشیخ ابوبکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ تعالیٰ اِذا اَمَرَ غیرَہٗ بان یحجّ عنه ینبغی ان یفوض الاَمْرَ اِلَی الماْمُوْرِ فیقول حج عنّی بھٰذا المالِ کیف شئتَ اِنْ شئتَ حجّۃً واِن شئتَ حجّۃً وعُمرۃً واِن شئتَ قِراناً والباقی من المالِ مِنّی لك وصیّۃ کَیْلَا یضیق الاَمْرُ عَلَی الحَاجّ ولا یجبُ علیہ رَدّ مَا فَضَلَ اِلَی الْوَرَثَۃِ [1]

شیخ ابوبکر محمد بن فضلؒ نے فرمایا کہ جب آمر اپنے غیر کو اس کی طرف سے حج کا حکم کرے تو مناسب یہی ہے کہ آمر مامور کو پوری طرح اختیار دے کر یہ کہے کہ میری طرف سے اس مال سے جس طرح چاہے جو نسا چاہے حج کرے۔

اگر چاہے حج وعمرہ دونوں کرے، چاہے تو قران کرے۔ جو کچھ بھی مال بچ جائیگا وہ میری طرف سے تم کو ہدیہ ہے۔ تاکہ آمر کی طرف سے مامور پر کوئی تنگی نہ ہو۔ اور مامور کے اُوپر بچا ہوا مال واپس کرنا لازم بھی نہ ہوگا۔

امام علاء الدین حصکفیؒ نے آمر پہ دم شکر لازم نہ ہونے کو ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

ودَمُ القِرانِ والتمتّعِ والجنایۃ عَلَی الحَاجّ اِنْ اَذِنَ لہُ الاٰمِرُ

دم قران اور دم تمتع اور دم جنایت مامور پر لازم ہوتا ہے جب اس کو قران یا تمتع کرنے کی

---

[1] قاضی خاں ۱/۳۰۷ —

بالقِرانِ وَالتمتع الخ [1] | اجازت دی گئی ہو۔

ملاعلی قاری ارشاد السّاری میں آمر کی اجازت سے حج بدل میں تمتع کے بالاتفاق جائز ہونے کو ان الفاظ سے نقل فرماتے ہیں۔

لانّ المیت لو اَمرہٗ بالتمتّع فتمتّع المامور صحّ ولا یکون مخالفاً بلاخلاف بَین الائمّۃ الاَسلافِ [2]	اسلئے کہ اگر میت حج تمتع کا حکم کرے تو مامور کا حج تمتع کرنا صحیح ہوتا ہے۔ اور علماء اسلاف کے درمیان ایسی صورت میں کوئی اختلاف نہ ہوگا۔

حج بَدل کرنیوالا کیسا ہو؟

حج بدل میں افضل اور بہتر یہی ہے کہ جس شخص کو حج بَدل کیلئے بھیجا جائے اس نے پہلے اپنا حج کرلیا ہو۔ اور حج کے ارکان اور مناسک سے واقف کار، دیندار آزاد عالم ہو، تاکہ صحیح طریقہ سے حج کا فریضہ ادا کرسکے۔ اس لئے کہ حج میں نئے لوگوں سے غلطیاں بہت ہوتی ہیں۔ اور حج کی غلطیوں میں اکثر وبیشتر جرمانہ میں بکرا دینا لازم ہوجاتا ہے۔ اور ناواقف لوگوں سے بڑی بڑی غلطیاں ہوجاتی ہیں۔ اوران کو احساس بھی نہیں ہوتا، بعد میں پتہ چلنے پر افسوس کر بیٹھتے ہیں، اور دم دینا پڑجاتا ہے۔ اس کو حضرات فقہاء نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

والافضل احجاج الحرّ العالِم	افضل اور بہتر یہی ہے کہ جس کو حج بدل کیلئے بھیجا جائے

---

[1] درمختار کراچی ۲/۶۱۱، زکریا ۴/۳۲

[2] ارشاد الساری لملاعلی قاری /۳۰۷ بحوالہ جواہر الفقہ ۱/۵۱۲ ۔

بِالمناسِكِ الذِی حج عن نفسہٖ [1]

وہ ایسا آزاد آدمی ہو جو ارکانِ حج اور مناسک کا عالم ہو اور اس نے پہلے اپنا حج کر لیا ہو۔

اس کو صاحب بدائع نے اس سے بھی واضح الفاظ میں نقل فرمایا ہے۔

الافضلُ ان یکون قد حجّ عن نفسہٖ لانہٗ بالحجّ عن غیرہٖ یصیر تارکًا اسقاط الحجّ عن نفسہٖ فیتمکّن فی ھٰذا الاِحجَاج ضرب کراھۃٍ ولانہٗ اذا کان حج مرّۃً کان اعرف بالمناسك وکذٰا ھو ابعد عن محل الخلاف فکان افضل الخ [2]

افضل اور بہتر یہی ہے کہ حج بدل کرنے والے نے پہلے اپنا حج کر لیا ہو، اسلئے کہ اگر اپنا حج نہیں کیا ہے تو دوسرے کی طرف سے حج کر کے اپنا فریضہ جو اپنے اوپر سے ساقط کرنا لازم تھا اسکو چھوڑ دیا، اسلئے اس حج بدل میں ایک قسم کی کراہت اور گناہ لازم آیا۔ اور اس وجہ سے بھی حج بدل میں پرانے آدمی کو بھیجنا افضل ہے کہ وہ ایک مرتبہ جب حج کر لیگا تو ارکانِ حج سے واقف ہو گا۔ اور اختلاف اور غلطیوں سے دور رہیگا۔ لہٰذا وہی افضل ہو گا۔

عورت وغلام اور جس نے اپنا حج نہیں کیا اُس سے حج بدل کرانا مکروہ؟

حضرات فقہاء نے نقل فرمایا ہے کہ عورت اور غلام اور ایسے لوگوں کو حجِ بدل کے لئے بھیجنا مکروہ ہے جس نے اب تک اپنا حج نہیں کیا ہو۔ عورت کے ذریعہ سے کرانا اس لئے مکروہ ہے کہ عورت طواف، رمل نہیں کر سکتی، اور سعی بین الصفا والمروہ میں دوڑ نہیں سکتی، اور مردوں کی طرح سر منڈا نہیں سکتی [3]

---

[1] البحر الرائق نسخہ قدیم ۲/۲۹، نسخہ جدید مکتبہ زکریا دیوبند ۲/۱۲۳) [2] بدائع الصنائع نسخہ جدید بیروتی ۳/۲۷۴)

[3] والاولیٰ ان یحجج الوصی بالرجلا فان حجج امرأۃ جاز مع الکراھۃ لان حج المرأۃ انقص لانہ لیس فیہ رملٌ ولا سعی فی بطن الوادی ورفع الصوت بالتلبیۃ ولا الحلق فکان احجاج الرجل عنہ اکمل من احجاج المرأۃ الخ المبسوط ۴/۱۵۵، المسالک ۲/۸۹۳، بدائع ۲/۲۱۳)

اور غلام کے ذریعہ سے اسلئے مکروہ ہے کہ وہ اپنے مالک کا پابند ہوتا ہے۔ اور ایسے لوگوں سے کرانا جنہوں نے اپنا حج نہیں کیا ہے اس لئے مکروہ ہے کہ ان پر خود اپنا فرض ادا کرنا لازم ہے۔ اور جس نے اپنا حج نہیں کیا ہے وہ اگر غریب ہے کہ اس پر خود اپنا حج فرض نہیں ہے اس کو حج بدل کے لئے بھیجنا مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ ہے۔ اسی طرح عورت اور غلام کو بھیجنا بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ مگر ایسا آدمی جس پر خود اپنا حج فرض ہوچکا ہے، اور اس نے ابھی تک اپنا حج نہیں کیا، تو اس کا دوسرے کی طرف سے حج بدل کے لئے جانا مکروہ تحریمی ہے، وہ خود گنہگار ہوگا۔ اور حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں اس کے لئے حج بدل کرنا جائز ہی نہیں، بلکہ اس پر اپنا حج کرنا لازم ہے، اور جو حج کریگا وہ خود اس کی طرف سے ادا ہوجائیگا اور حج بدل کا پیسہ واپس کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ لیکن جو بھیجنے والا ہے اس کے لئے مکروہ تحریمی نہیں ہے بلکہ اس کیلئے تنزیہی ہے۔ اس کو حضرات فقہاء نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

الافضلُ ان یکونَ قد حج عن نفسہٖ وقال الشافعی لایجوز حج الصرورۃ عن غیرہٖ ویقع حجّہٗ عن نفسہٖ ویضمن النفقۃ [1]	اور افضل وبہتر یہی ہے کہ حج بدل کو جانے والے نے پہلے اپنا حج کرلیا ہو۔ اور حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا کہ جس نے اپنا حج نہیں کیا ہے اسکا غیر کی طرف سے حج بدل کو جانا جائز نہیں ہے، اور حج خود اسی کا ہوجائیگا اور حج بدل کا پیسہ واپس کرنیکا ذمہ دار بنے گا۔

اور اس مسئلہ کو صاحب البحر الرائق نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

یکرہُ اِحجاج المرأۃ والعبد والصرورۃ (قولہٗ) والحق انّھا	جس نے اپنا حج نہیں کیا اس کو اور غلام اور عورت کو حج بدل کے لئے بھیجنا مکروہ ہے۔ اور حق اور صحیح بات

[1] بدائع الصنائع نسخہ قدیم ۲/۲۱۳ نسخہ جدید دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/۲۷۳

تنزیهیۃ علی الأمر تحریمیۃ علی الصرورۃ المأمور الذی اجتمعت فیہ شروط الحج ولم یحج عن نفسہ لانہ اٰثم بالتاخیر لہ

یہی ہے کہ حج بدل کیلئے بھیجنے والے پر مکروہ تنزیہی ہے۔ اور حج بدل کو جانے والے ایسے شخص پر مکروہ تحریمی ہے کہ جس پر اپنا حج لازم ہوچکا ہو جس میں حج کی شرائط جمع ہوچکی ہوں، اور اس نے اب تک اپنا حج نہیں کیا لہٰذا وہ اپنے فرض میں تاخیر کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔

اورعورت کے حج بدل کے بارے میں صاحب بدائع نے بہت وضاحت کے ساتھ کراہت کی علت بیان فرمائی ہے ملاحظہ ہو۔

انہ یکرہ احجاج المرأۃ لکنہ یجوز اما الجواز فلحدیث الخثعمیۃ واما الکراہۃ فلانہ یدخل فی حجہا ضرب نقصان لان المرأۃ لا تستوفی سنن الحج فانہا لا ترمل فی الطواف وفی السعی بین الصفا والمروۃ ولا تحلق الخ [2]

یقیناً عورت کو حج بدل کو بھیجنا مکروہ ہے، لیکن کراہت کے ساتھ حج صحیح ہوجائیگا۔ بہرحال جائز اسلئے ہے کہ خثعمیہ عورت کو حضورؐ نے اجازت دی تھی — اور بہرحال کراہت اسلئے ہے کہ عورت کے حج میں مرد کے مقابلہ میں کچھ کمی ہے، اسلئے کہ عورت تمام سنتوں کو کما حقہٗ پورا نہیں کرسکتی۔ کیونکہ وہ طواف میں رمل نہیں کرسکتی، اور سعی بین الصفا والمروہ میں دوڑ نہیں سکتی۔ اور احرام کھولتے وقت سر کا حلق یعنی سر منڈوا نہیں سکتی۔

---

[1] البحر الرائق نسخہ قدیم ۳/۷۰، نسخہ جدید مکتبہ زکریا دیوبند ۳/۱۲۳، منحۃ الخالق علی ہامش البحر ۳/۶۹

[2] بدائع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/۲۷۴ نسخہ قدیم ۲/۲۱۳ —

کیا بیتُ اللّٰہ کو دیکھنے کے بعد حج واجب ہوجاتا ہے؟

یہاں یہ مسئلہ بھی قابلِ غور ہے کہ اگر ایسا شخص کسی کی طرف سے حج بدل کو جائے جس پر اپنا حج فرض نہیں، کیا مکۃ المکرمہ پہنچکر بیتُ اللّٰہ شریف کو موسمِ حج میں دیکھنے کی وجہ سے اس پر اپنا حج فرض ہوجائیگا یا نہیں۔؟ تو اس بارے میں علامہ ابن عابدین شامیؒ نے البحر الرائق کے حاشیہ منحۃ الخالق میں مجمع الانہر کے حوالہ سے نقل فرمایا کہ ایسے شخص پر بیت اللّٰہ کو دیکھنے کے بعد اپنا حج فرض ہوجاتا ہے۔ اور شامی میں بھی اس کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے مفتی ابو السعود اور سید احمد بادشاہ کا فتویٰ نقل فرمایا ہے۔[1] پھر اسکے بعد شیخ عبدالغنی نابلسیؒ کا فتویٰ اسکے خلاف نقل فرمایا کہ ایسے شخص پر بیت اللّٰہ کو دیکھنے کے بعد اپنا حج فرض نہیں ہوگا۔ اسلئے کہ اس میں حرجِ عظیم اور تکلیف مالا یطاق لازم آجاتا ہے۔ اور شریعت کسی کو تکلیف مالا یطاق کا مکلف نہیں بناتی۔ کیونکہ اسکا آئندہ سال حج کے موسم تک مکہ مکرمہ میں ٹھہر جانا یا گھر واپس آکر دوبارہ حج کے لئے لوٹ کر جانا تکلیف مالا یطاق ہے۔ اسلئے شیخ عبدالغنی نابلسیؒ کا فتویٰ یہی ہے کہ اس پر بیت اللّٰہ کو دیکھنے کے بعد اپنا حج فرض نہیں ہوگا۔ اور علامہ شامیؒ نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے، اسلئے ہمارے اکابر کا فتویٰ بھی اسی پر ہے، کہ اس پر اپنا حج فرض نہ ہوگا۔ ہاں البتہ یہ بات الگ ہے کہ احتیاط اور افضل یہی ہے کہ ایسے لوگوں کو حج بدل کے لئے نہ بھیجا جائے، بلکہ ایسے لوگوں کو بھیجا جائے جو اپنا حج کئے ہوئے ہوں۔[2] اور ہم نے انوارِ رحمت میں جو لکھا ہے اس کا حاصل بھی یہی ہے۔

---

[1] ویجوز احجاج الضرورۃ ولکن یجب علیہ عند رؤیۃ الکعبۃ الحج بنفسہ وعلیہ ان یتوقف الی عام قابل ویحج لنفسہ اوان یحج بعد عودہ اھلہ بمالہ وان فقیرًا فلتحفظ والناس عنہا غافلون الخ منحۃ الخالق قدیم ۲/۶۹) نسخۂ جدید زکریا دیوبند ۳/۱۲۳)

[2] قلت وقد افتی بالوجوب مفتی دار السلطنۃ العلامۃ ابو السعود وتبعہ فی سکب الانہر وکذا افتی بہ السید احمد بادشاہ والف فیہ رسالۃ وافتی سیدی عبدالغنی النابلسی بخلافہ والف فیہ رسالۃ لانہ فی ھذا العام لا یمکنہ الحج عن نفسہ لان سفرہ بمال الآمر فیحرم عن الآمر ویحج عنہ وفی تکلیفہ بالاقامۃ بمکۃ الی قابل لیحج عن نفسہ ویترک عیالہ ببلدہ حرج عظیم وکذا فی تکلیفہ بالعود وھو فقیر حرج عظیم ایضًا الخ شامی کراچی ۲/۶۰۴، شامی زکریا ۴/۳۲)

راستہ یا مکہ مکرمہ میں رقم چوری ہوجائے یا ضائع ہوجائے تو کیا کریں؟

مأمور کے پاس حج بدل کے خرچ کی جو رقم تھی وہ چوری ہوجائے یا کسی دوسرے طریقے سے ضائع ہوجائے تو کیا کیا جائے؟! تو ایسی صورت میں مأمور کو یہ حق ہے کہ کسی سے قرض لیکر یا اپنی جیب سے خرچ کرکے حج بدل کرلے، اسکے بعد آمر سے خرچ کئے ہوئے پیسوں کا حساب کرکے وصول کرلے۔ [1]

حج بدل میں اختیار کلّی دینا، اور بچے ہوئے پیسہ کا حکم

حج بدل میں اگر مأمور کو کوئی خاص اختیار نہیں دیا ہے تو حج بدل کے بعد بچا ہوا پیسہ مالک کو واپس کردینا لازم ہے۔ اور اگر رقم دیکر مالک نے صراحۃً یا دلالۃً یہ کہدیا ہے کہ سفر حج میں اس پیسہ کو آپ جس طرح چاہیں خرچ کرسکتے ہیں، آپ کو اختیار ہے۔ اور اگر کچھ بچ جائے تو وہ بھی میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے۔ تو ایسی صورت میں پوری رقم مأمور اپنے اختیار سے جس طرح چاہے خرچ کرسکتا ہے۔ اور اگر کچھ فاضل بچ جائے تو اُسے واپس کردینا لازم نہیں۔ بلکہ اپنے استعمال میں لانا جائز ہے [2] اور ایسی صورت میں مأمور بخل وتنگی سے زیادہ بچانے کی کوشش

---

[1] ولو ضاع مال النفقة بمكة او بقرب منها اوفنى ولم يبق فانفق المامور من مال نفسه كان له ان يرجع فى مال الميت وان فعل ذلك بغير قضاء لانه لما امره بالحج فقد أمره بان ينفق عنه الخ (غنية جديد/ ۳۲۵ قديم/ ۱۴۴)

[2] اذا أمر غيره ان يحج عنه ينبغى ان يفوض الأمر الى المامور فيقول حج عنى بهذا المال كيف شئت ان شئت حجة وان شئت حجة وعمرة وان شئت قراناً والباقى من المال منى لك وصيةً كى لا يضيق الأمر على الحاج ولا يجب عليه ردّ ما فضل الى الورثة الخ

غنية جديد/ ۳۴۳ قديم/ ۱۸۴)

کریگا تو وہ رقم اسی کی ہوجائے گی، مگر ایسا کرنا نہایت ناپسندیدہ حرکت ہے۔ اسلئے کہ سفرِ حج میں خرچ کرنے کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔ بعض روایات میں ایک روپیہ کے بدلہ میں سات سو روپیہ اور بعض میں ایک روپیہ کے عوض میں ایک لاکھ روپیہ صدقہ کرنے کے برابر ثواب کی بشارت آئی ہے۔ شروع میں چہل حدیث میں اس طرح کی روایات ملاحظہ فرمائیں۔ نیز آمر نے اس طرح کلی اختیار اسلئے دیا ہے تاکہ مامور تنگی کا شکار نہو۔

حج بدل میں مدینۃ المنورہ کی زیارت

چونکہ عرف اور عادت یہی ہے کہ ہر حج کرنیوالا مدینۃ المنورہ کی حاضری ضرور دیتا ہے۔ اور حج کو جانے کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ طیبہ بھی جانا ہے۔ لہٰذا جب حج بدل کریگا تو آمر کی طرف سے عرفاً و عادتاً دربارِ اقدس کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ کی بھی اجازت ہوجاتی ہے۔ اسلئے حج بدل میں آمر کے پیسے سے مدینہ منورہ کی حاضری جائز ہے ـــــ

حج بدل میں احرام کی طوالت سے بچنے کیلئے پہلے مدینہ طیبہ جانا

اگر آمر کی طرف سے پہلے مدینہ منورہ جانے کی اجازت ہے، تو پہلے مدینہ طیبہ جانا بلا کراہت جائز ہے۔ پھر مدینۃ المنورہ سے حج افراد کا احرام باندھکر مکۃ المکرمہ پہونچکر حج بدل کی تکمیل کی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(مستفاد فتاوی محمودیہ ۱۳/ ۱۷۱)

آجکل کے زمانہ میں حاجی کو سفر حج میں اپنا نظام بنانے کا کوئی اختیار نہیں۔ پہلے مکۃ المکرمہ یا مدینۃ المنورہ جانے کا سارا اختیار سرکاری عملہ یا معلم کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ حاجی ہزار کوشش کرے کہ کوئی نظام بنائے تو نہیں بنا سکتا، اسلئے حج بدل کرنے والا یا اسکا آمر کچھ نہیں کرسکتا۔ لہٰذا سرکاری نظام جو بھی ہو اسکے مطابق عمل کرنا بلا کراہت جائز ہوگا۔

جس عورت کے پاس محرم نہ ہو اسکا حج بدل کی وصیت کرنا

جس عورت کے پاس صرف اپنا خرچ ہے مگر محرم کا خرچ نہیں ہے تو اس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں۔ اور اگر دو آدمیوں کا خرچ موجود ہے مگر محرم یا شوہر نہیں ہے، تو ایسی صورت میں مال کو محفوظ رکھنا اور مرنے سے قبل حج بدل کی وصیت کرنا اس پر واجب ہے۔[1]

(مستفاد امداد الفتاویٰ ۲/۱۵۶، شامی کراچی ۲/۴۶۵، اوجز ۳/۲۳۹، ہندیہ ۱/۲۱۹)

نفلی حج بدل

کسی نے اگر اپنا فریضہ حج از خود ادا کرلیا تھا، اور اسکے بعد وہ اپنی طرف سے یا اپنے اعزا ر و احباب، کی طرف سے یا اپنے مرحومین کی طرف سے نفلی حج بدل کرانا چاہے، تو حج بدل کرانا جائز اور درست ہے۔ اور حج بھی راجح قول کے مطابق اسی کی طرف سے ادا ہوجائیگا جس کی طرف سے حج کیا گیا ہے، اور حج کرنے والے کو عمل کا ثواب ملیگا۔ (جواہر الفقہ ۱/۵۰۶)

اور نفلی حج بدل میں آمر کا معذور ہونا شرط نہیں ہے۔[2] (مستفاد شامی کراچی ۲/۶۰۳ ہدایہ ۱/۲۷۷)

---

[1] ان وجود الزوج او المحرم شرط وجوب الاداء فیجب الایصاء الخ (اوجز ۳/۲۳۹، شامی کراچی ۲/۴۶۵) و مثلہ یرجیٰ زوالہ ای زوال العجز - عدم وجود المحرم للمرأۃ فتقعد الیٰ ان تبلغ وقتا تعجز عن الحج فیہ لکبر او زمانۃ او عمیٍ فحینئذٍ تبعث من یحج عنہا۔ اما قبل ذلک فلا یجوز لتوہم وجود المحرم فان بعثت رجلاً ان دام عدم وجود المحرم الیٰ ان ماتت فذلک جائز الخ
(غنیۃ جدید /۳۲۱ قدیم /۱۴۲)

[2] الحج التطوع عن الصحیح جائز ویکون الحج عن الحج الخ (شامی کراچی ۲/۶۰۳)

نفلی حج یا عمرہ کا ثواب پہنچانا

اگر کوئی شخص اپنے خرچ سے نفلی حج یا عمرہ کرکے اسکا ثواب کسی کو پہنچا دے، تو یہ حج یا عمرہ خود کرنے والے کا ہوگا، اور ثواب جس شخص کو پہنچایا ہے اسکو ملیگا۔

(مستفاد جواہر الفقہ ۱/۵۰۶)

نفلی حج سے حج بدل افضل

جس شخص نے اپنا حج فرض ادا کرلیا ہے اسکے لئے اپنے نفلی حج کرنے سے دوسرے کی طرف سے فرض کا حج بدل کرنا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/۵۰۶)

حج بدل کرنیوالے کو ساتؔ اور دسؔ حجوں کا ثواب

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کی طرف سے حج بدل کرتا ہے اسکو سات حجوں کا ثواب ملتا ہے، اور حج اُسکا ہوگا جس کی طرف سے کیا گیا ہے۔ اور جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج بدل کرتا ہے اس کو دس حجوں کا ثواب ملتا ہے[1]

(غنیہ/۱۸۱، جواہر الفقہ ۱/۵۰۷)

دورانِ سفر راستہ میں یا مکہ پہنچکر حج بدل کرنیوالا بیمار ہوجائے تو کیا کرے؟

اگر حج بدل کرنے والا حاجی راستہ میں یا مکۃ المکرمہ پہنچنے کے بعد ارکانِ حج ادا کرنے

---

[1] عن ابن عباس مرفوعاً من حج عن میت کتب للمیت حجۃ وللحاج سبع حجات (سنن دارقطنی ۲/۲۲۹، حدیث ۲۵۸۷ مجمع الزوائد ۳/۲۸۲) وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من حج عن ابیہ او امہ فقد قضی عنہ حجتہ وکان لہ فضل عشر حجج۔ الحدیث (غنیۃ/۱۸۱)

سے قبل ایسا سخت بیمار ہوجائے کہ از خود مناسکِ حج ادا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ تو ایسی صورت میں اگر آمر نے اس طرح اجازت دے رکھی تھی کہ میری طرف سے جس طرح چاہے حج کرے، چاہے خود کرے یا دوسرے سے کروالے۔ تو وہ مریض کسی دوسرے کو اسی مقام سے حج بدل کا وکیل بنا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر مکۃ المکرمہ میں بیمار ہوگیا ہے تو مکہ کے رہنے والے کسی آدمی کو حج بدل کے مناسک ادا کرنے کے لئے اپنا وکیل بنا سکتا ہے۔ اور اگر اس طرح عام اجازت نہیں دی گئی تھی تو آمر کو فون یا فیکس وغیرہ کے ذریعہ سے اپنی معذوری کی اطلاع دے، اور وکیل بنانے کی اجازت حاصل کرکے دوسرے کو اسی جگہ سے نائب بنا سکتا ہے جہاں پر بیمار ہوگیا ہے۔ (مستفاد درمختار کراچی ۲/۶۰۲) [1]

---

[1] واذا مرض المأمور بالحج فی الطریق لیس لہ دفع المال الی غیرہ لیحج ذلک الغیر عن المیت الا اذا اذن لہ بذلک بان قیل لہ وقت الدفع اصنع ما شئت فیجوز لہ ذلک مرض او لا لانہ صار وکیلا الخ
(الدر المختار کراچی ۲/۶۰۲، غنیۃ الناسک جدید/۳۲۹)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۲۶)

سفرِ حج میں غلطیوں کی اِصلاح

حج ایک ایسی عشقیہ عبادت ہے کہ اسمیں غلطیوں اور بے اصُولیوں پر پکڑ بھی بہت زیادہ ہے۔ اور حجاج کرام کی کثیر تعداد ناواقفیت کیوجہ سے بے اصولی کرتی ہے۔ اور ان کو خبر بھی نہیں ہوتی، اور بعد میں شرمندگی اور کفّارہ اور فدیہ کی بات آجاتی ہے، اسلئے چند اصلاحی مسائل لکھے گئے جن کو ندائے شاہی حج نمبر میں بھی شامل کردیا تھا، اور مناسب معلوم ہوا کہ یہاں بھی ان مسائل کو درج کردیا جائے۔ شاید اللہ کی عشقیہ عبادت ادا کرنے والے حاجی بھائیوں اور بہنوں کو فائدہ پہنچ جائے۔ یہ مسائل احقر کی جانب سے ایک مستقل کتابچہ کی شکل میں بھی شائع ہوچکے ہیں۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ۔ الآیہ
(سورۃ الحج آیت ۳۰)

جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی محترم چیزوں کی حُرمت کی عظمت اور بڑائی اپنے دِل میں رکھیگا تو وہ اس کیلئے اپنے پروردگار کے یہاں خیر اور بہتر ہی ہوگا۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ الآیہ
(سورۃ الحج آیت ۳۲)

اور جو شخص اللہ کے شعائر اور نشانیوں کی عظمت اور بڑائی اپنے اندر رکھیگا تو بیشک وہی اسکے دِل کا تقویٰ ہوگا۔

؎ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ✧ عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مالِ حرام سے حج یا عُمرہ

حج یا عمرہ کیلئے حلال اور پاکیزہ مال فراہم کرنا لازم اور ضروری ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ پاک مال ہی کی عبادت قبول کرتا ہے۔ حرام اور مشتبہ مال سے حج یا عمرہ کرنا جائز نہیں۔ اس سے حج یا عمرہ قبول نہیں ہوگا۔ (ایضاح المناسک ۵۰ فتاویٰ رحیمیہ ۲/۱۱۶)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب حاجی حلال مال سے حج کیلئے روانہ ہوکر...... لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہتا ہے تو آسمانوں سے یہ ندا آتی ہے لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ تیرا مال حلال تیرا توشہ حلال تیری سواری حلال اور تیرا حج مقبول و مبرور ہے جسمیں کوئی گناہ اور برائی نہیں ہے۔ اور جب مالِ حرام سے حج کیلئے روانہ ہوکر لبیک کہتا ہے تو آسمانوں سے ایک ندا آتی ہے لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ تیرا توشہ حرام تیرا نفقہ اور سفر خرچ حرام اور تیرا حج گناہ اور معصیت میں ملوث ہے۔ اسلئے تیرا حج اللہ کے یہاں مقبول نہیں ہوسکتا۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

وروی عن ابی هُرَیرَةؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ الحَاجُّ حَاجًّا بِنَفَقَةٍ طَيِّبَةٍ وَوَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ فَنَادٰى لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ نَادَاهُ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، زَادُكَ حَلَالٌ وَرَاحِلَتُكَ حَلَالٌ وَحَجُّكَ مَبْرُوْرٌ غَيْرُ مَأْزُوْرٍ وَإِذَا خَرَجَ بِالنَّفَقَةِ الْخَبِيْثَةِ

حضرت ابو ہریرہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب حاجی پاک مال کے ساتھ حج کو روانہ ہوتا ہے اور اپنی سواری کی زین پر اپنا پیر رکھکر لبیک اللّٰہم لبیک کے الفاظ سے پکارتا ہے تو آسمانوں سے ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے لبیک و سعدیک تیرے لئے حاضری اور سعادت ہے تیرا توشہ حلال اور تیری سواری حلال اور تیرا حج مقبول و مبرور ہے جسمیں کوئی گناہ اور معصیت نہیں ہے۔ اور جب حرام مال سے حج کیلئے نکلتا ہے

فَوَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ فَنَادَى لَبَّيْكَ نَادَاهُ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ زَادُكَ حَرَامٌ وَنَفَقَتُكَ حَرَامٌ وَحَجُّكَ مَأْزُورٌ غَيْرُ مَبْرُورٍ ،

(الترغیب الترھیب ۲/۱۱۳-۱۱۴)

پھر سواری کی زین پر پیر رکھکر لبیک کہتا ہے تو آسمانوں سے ایک ندا دینے والا پکار کر کہتا ہے لا لبیک ولا سعدیک تیرے لئے نہ حاضری ہے نہ سعادت ہے۔ تیرا توشہ حرام تیرا نفقہ اور مال حرام اور تیرا حج گناہ و معصیت میں ملوث جو کبھی قبول نہیں ہو سکتا۔

سیر و تفریح کی نیت سے حج

حج ایک عشقیہ عبادت ہے جس کیلئے اللہ کی عبادت کا عاشق دنیا کی ہر چیز کو خیر باد کہکر مستانہ وار نکل کھڑا ہوتا ہے اور تکالیف و مصائب کی پرواہ نہیں کرتا اسلئے محض اللہ کی خوشنودی اور ادائے فریضہ اور تعمیل ارشاد کی نیت سے حج کریں۔ نام و نمود یا سیر و تفریح، تبدیل آب و ہوا اور حاجی کا لقب حاصل کرنے کیلئے ہرگز سفر حج نہ کیا جائے۔ اس سے اگرچہ حج کا فریضہ ادا ہو جائے گا مگر ثواب سے محرومی ہوگی۔ (مستفاد معلم الحجاج ۲۹، ایضاح المناسک ۵۰) بعض لوگ حرمِ مکّی اور حرمِ مدنی میں نماز کے بعد بازار پہونچ جاتے ہیں اور خریداری اور سیر و تفریح میں پورا وقت ختم کر دیتے ہیں یہ نہایت محرومی کی بات ہے۔ بلکہ یہ وقت ذکرِ الٰہی اور دعا و درود میں گذارنے کا ہے صرف ایک دن ضروریات کی چیزیں خریدنے کیلئے متعین کر لیا جائے اسکے علاوہ پورا سفر عبادت میں گذارنا چاہیئے۔

حج میں تاخیر کا گناہ

حج کو جانے کیلئے تمام اخراجات اور اسباب سفر زاد راہ اور سواری وغیرہ فراہم ہو جانیکے بعد اگر اس سال حج نہیں کیا ہے اور دوسرے سال حج کرنے سے پہلے مرجائے۔ یا تاخیر کے نتیجہ میں پیسہ ختم ہو جائے تو سخت ترین عذاب الٰہی کا مستحق ہو کر مرے گا۔

ترمذی شریف میں حضرت علیؓ سے ایک روایت مروی ہے کہ سفرِ حج کے تمام اسباب فراہم ہونیکے باوجود حج میں تاخیر کرلی ہے اور آئندہ سال آنے سے پہلے مرجاتا ہے تو یہودیت کی موت مریگا یا نصرانیت کی موت مریگا۔ (ترمذی ۱/۱٦۷) اسلئے ایسے تمام بھائیوں سے گذارش ہے کہ جن پر حج فرض ہوچکا ہے تاخیر نہ کریں، عذابِ الٰہی سے اپنی حفاظت کریں۔ البتہ اگر کسی کو دوسرے سال موقع مل جائے اور حج کرلیتا ہے تو انشاء اللہ پچھلے گناہ بھی معاف ہوجائیں گے۔ (ایضاح المناسک ۴۹، فتاویٰ رحیمیہ ۲/۴۷) مگر ایسے مواقع کا کیا یقین ہے موت تو ہر وقت پیچھے لگی ہوئی ہے۔

حاجی صاحب سے دُعا کی گذارش

جب حاجی حج کیلئے جانے لگے تو اس سے دُعا کیلئے درخواست کرنا جائز اور حدیث سے ثابت ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے جب حضرت ابو درداءؓ کے داماد حضرت صفوان بن عبداللہؓ حج کو جانے لگے تو حضرت امّ درداءؓ نے اُن سے دُعاؤں کیلئے درخواست فرمائی ہے۔ (ابن ماجہ ۲۰۸)

اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کو جانیکی اجازت مانگی تو آپؐ نے اجازت کے ساتھ یہ فرمایا کہ اے میرے بھائی اپنی دُعاؤں میں ہم کو بھی شریک کرنا اور ہم کو فراموش نہ کرنا۔ (ابن ماجہ ۲۰۸) ابو داؤد شریف ۱/۲۱۰)

اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں اس بات کا ذکر ہے کہ حج اور عمرہ کو جانیوالے اللہ کے قافلہ ہیں جب اللہ سے دُعا مانگتے ہیں تو اللہ اُن کی دُعائیں قبول کرتا ہے۔ اور جب استغفار کرتے ہیں تو اللہ اُن کی مغفرت فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ ۲۰۸)

ان تمام روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حج یا عمرہ کو جانیوالے سے دُعا کی گذارش کرنا دورِ نبوت اور دورِ صحابہؓ سے ثابت ہے۔ اسلئے حاجی صاحب کی روانگی کے وقت اپنے لئے مقامی لوگوں کا حاجی صاحب سے دُعا کی درخواست کرنا جائز اور

درست ہے لیکن حاجی صاحب کا اس موقع پر لوگوں کی دعوت کرنا یا تحفہ تحائف کا سلسلہ جاری کرنا اپنے مقام سے بسوں اور گاڑیوں کے ذریعہ سے بارات کی شکل میں حاجی کو ایر پورٹ تک پہونچانا اور نعرہ لگانا وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں کسی طرح جواز کے دائرہ میں نہیں آتیں۔ یہ صرف بیجا اسراف اور ریا کاری ہے جو حج جیسی عبادت کے لئے نہایت نقصان دہ ہے۔ ہاں البتہ ضرورتاً ڈو ایک آدمی حاجی صاحب کو ایر پورٹ تک پہونچادیں تو کوئی حرج نہیں۔

حاجی کے گلے میں ہار ڈالنا

سفر حج کو جاتے وقت حاجی کے گلے میں ہار اور سہرا ڈالنا ممنوع اور ناجائز ہے اس سے احتراز لازم ہے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ ۳/۲۰۲ ایضاح المناسک ۶)

ٹرین یا جہاز کی ٹنکی کا پانی

بعض لوگ ٹرین یا جہاز میں سفر کرتے وقت اسلئے نماز نہیں پڑھتے ہیں کہ وہاں پاک پانی میسر نہیں۔ یا نماز پڑھتے ہیں تو تیمم کرکے پڑھتے ہیں یہ صرف ناواقفیت کا سبب ہے۔ حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ ریل گاڑی اور ہوائی جہاز کے بیت الخلاء کی ٹنکی کا پانی پاک ہوتا ہے اس سے وضو کرنا اور اسکا پینا جائز اور درست ہے۔ (ایضاح المسائل ۷، فتاویٰ محمودیہ ۲/۲۵، معلم الحجاج ۳۳۵) لہٰذا ٹرین اور جہاز میں پانی خرچ کرنے میں احتیاط کا خیال رکھکر باوضو نماز پڑھنا لازم ہے۔

ذکر سے غافل ہوکر فضول باتوں میں وقت گذارنا

حج کا سفر بھی ایک عبادت ہے اسمیں ہر وقت اللہ کے ذکر میں رہنا ضروری ہے۔ اور احرام باندھنے کے بعد کثرت کے ساتھ تلبیہ پڑھتے رہنے کا حکم ہے۔ اور بعض لوگ اس مبارک عبادت کے سفر میں اللہ کے ذکر سے غافل ہوکر فضول باتوں میں اور گفتگو میں محو رہتے ہیں۔ یا بیہودہ باتوں میں مشغول

رہتے ہیں یہ نہایت نقصان دہ ہے۔ اس سے احتراز لازم ہے (مستفاد معلم الحجاج ۲۲۶-۲۲۷)

اپنے ملک کے ایرپورٹ میں احرام باندھنا

ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ازبکستان، افغانستان وغیرہ سے جب ہوائی جہاز جدہ پہنچتا ہے تو قرن المنازل اور ذاتِ عرق کے اُوپر سے یا اس کے حذات سے ہوکر گذرتا ہے۔ اور میقات کے اندر داخل ہونیکے بعد جدہ پہنچتا ہے۔ اسلئے ہوائی جہاز میں مذکورہ ممالک سے آنیوالوں پر ضروری ہے کہ اپنے یہاں کے ایرپورٹ سے ہی احرام باندھ لیں یا اتنی دیر پہلے ہوائی جہاز میں احرام باندھ لیں جتنے میں جہاز میقات تک نہ پہنچ جائے۔ لہٰذا اگر بلا احرام یہاں سے گذر گئے تو جرمانہ میں دم واجب ہوجائیگا اور سخت گنہ گار ہوں گے۔

(مستفاد جواہر الفقہ ۱/۵۰۴، اوجز المسالک ۳/۳۳۲، فتاویٰ خلیلیہ ۱/۹۲، امداد الفتاویٰ ۲/۱۶۲)

برِصغیر سے سیدھا مدینہ منورہ کو جہاز

پہلے حاجیوں کا جہاز صرف جدہ جایا کرتا تھا اور مدینہ منورہ کا ایرپورٹ چھوٹا سا تھا اور اب مدینۃ المنورہ کا ایرپورٹ کافی بڑا اور انٹرنیشنل ایرپورٹ ہوگیا۔ ہندوستان، پاکستان وغیرہ برِصغیر سے جانیوالے دو طرح کے ہوگئے۔

۱ وہ جہاز جو حاجیوں کو لیکر جدہ پہونچتے ہیں، ان کو میقات اور میقات کے محاذات سے ہوکر گذرنا پڑجاتا ہے۔ اس لئے ایسے حجاج جو سیدھا جدہ پہونچتے ہیں ان کو اپنے یہاں کے ایرپورٹ یا جہاز میں میقات آنے سے پہلے پہلے احرام باندھنا لازم ہے۔

۲ وہ جہاز جو حاجیوں کو لیکر سیدھا مدینہ طیبہ جاتے ہیں تو ایسے حجاج جو سیدھا مدینہ طیبہ جاتے ہیں ان کے اُوپر پہلے سے احرام باندھنا لازم نہیں بلکہ جب مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ کیلئے سفر شروع کریں گے تو ذوالحلیفہ سے احرام باندھنا اُن پر لازم ہوجائیگا۔ اور امسال ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۰۰۵ء کو دہلی سے پرواز کرنیوالے تمام جہاز

سیدھا مدینہ طیبہ جارہے ہیں۔

بلا احرام مکۃ المکرمہ پہنچ گئے اب کیا کریں؟

حج یا عمرہ کے سفر میں بلا احرام میقات سے گذر کر مکۃ المکرمہ پہونچ گیا ہے تو ایسی صورت میں اسکے اُوپر جُرمانہ میں ایک دم یعنی ایک بکرے کی قربانی واجب ہوجائے گی لیکن اگر دوبارہ کسی میقات میں پہونچکر احرام باندھ کر لوٹ آتا ہے تو جرمانہ کی قربانی معاف ہوجائے گی۔ (فتح القدیر ۲/۲۲٦، ایضاح المناسک ۹۲)

اور جدّہ بھی صحیح اور راجح قول کے مطابق بحکمِ میقات ہے۔ اسلئے جدّہ پہونچکر ساحلِ جدّہ میں جاکر یہ شخص احرام باندھ کر ارکانِ عمرہ اور ارکانِ حج ادا کرسکتا ہے۔ فقیہ العصر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری مُہاجر مدنیؒ اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان اور حضرت مولانا ظفر احمد تھانویؒ علامہ ابن حجر مکیؒ، علامہ ابن زیاد یمنیؒ اور صاحبِ غنیۃ الناسک وغیرہ نے جدّہ کو یلملم اور رابغ کے محاذیا باہر ہونے کی وجہ سے میقات کے حکم میں تسلیم فرمایا ہے۔

(مستفاد امداد الفتاوٰی ۲/۱٦۲، ۲/۱٦۹، جواہر الفقہ ۱/۸/۴، فتاوٰی خلیلیہ ۱/۹۲، ایضاح المناسک ۸۴)

لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑے اور سخت گفتگو

سفر حج میں لڑائی جھگڑے سے بہت دُور رہنے کا حکم ہے۔ قرآنِ مقدس میں اللہ نے ارشاد فرمایا ہے فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ۔ (سُورۂ بقرہ آیت ۱۹۷) حج کے سفر میں یا حج کا احرام باندھ لینے کے بعد عورتوں سے بے حجاب ہونا اور فسق وفجور کی باتیں کرنا اور لوگوں سے لڑائی جھگڑا اور سخت کلامی کرنا جائز نہیں سفرِ حج میں دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض لوگ لڑنے پر تُلے ہوئے ہوتے ہیں خاص طور پر جہاز پر سوار ہوتے وقت جگہ لینے کیلئے بہت ہی لڑائیاں ہوتی ہیں حدود سے تجاوز کرکے گالم گلوچ اور مار پیٹ تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح جدہ

ایرپورٹ پر پہونچنے کے بعد مکۃ المکرمہ جانے کیلئے بسوں پر سواری کے وقت نہایت شرمناک انداز اختیار کرلیتے ہیں۔ اور معلم کے لوگوں کے ساتھ بھی لڑنے لگتے ہیں۔ اسی طرح مکہ مکرمہ سے مدینۃ المنورہ جانے کیلئے بسوں پر سوار ہوتے وقت بھی عجیب منظر ہوتا ہے۔ یہ تمام مواقع بڑی آزمائش کے ہیں۔ ایسے ہی مکہ مکرمہ سے منیٰ پہنچنے کے لئے پھر منیٰ سے عرفات جانے کیلئے بسوں پر سوار ہونے میں بہت زیادہ دھکا مکی ہوتی ہے ایسے مواقع میں اپنے لئے یہ طے کرلیا جائے کہ ہمیں ہر تکلیف برداشت کرنی ہے دوسروں کی دھکا مکی اور سخت کلامی کا جواب نہیں دینا ہے اور یہ کوشش کرنی ہے کہ ہم سے کسی کو تکلیف نہ پہونچنی چاہیئے۔ دوسروں کی طرف سے ہم کو کتنی ہی تکلیف پہونچ جائے۔ صبر کے ستون کو مضبوطی سے پکڑ لیا جائے۔ اور ان تمام جھگڑوں سے اپنے کو دور رکھکر پورے سفر میں کثرت کیساتھ اللہ کا ذکر تلبیہ اور تسبیح تہلیل میں اپنے آپ کو مشغول رکھیں۔

مکۃ المکرمہ میں سب سے پہلا کام

حج کمیٹی یا انٹرنیشنل پاسپورٹ سے حج کو جانیوالے سب کو معلم کی گاڑی سے مکہ مکرمہ پہونچنا ہوتا ہے۔ جب مکہ مکرمہ پہونچیں گے معلم کے لوگوں سے ملاقات ہوگی بسوں سے اُترنے میں عجلت نہ کریں۔ بلکہ معلم کے لوگوں کے اُتارنے کا انتظار کریں۔ حج کمیٹی والوں کو معلم کی طرف سے قیام کی جگہ ملیگی۔ وہ جہاں لیجائے وہاں پہنچ جائے۔ اور انٹرنیشنل حاجیوں کو اپنے قیام کا انتظام خود کرنا ہے یا گروپ کا نمائندہ خود انتظام کرلیگا ان تمام صورتوں میں ہر حاجی اپنی اپنی قیامگاہ میں پہونچکر ساز وسامان روپیہ پیسہ سب چیزوں کا قابلِ اعتماد انتظام کرنے سے پہلے حرم شریف نہ پہونچے۔ نیز اگر سفر کی تھکاوٹ زیادہ ہے تو آرام کرلیں۔ اور جب تھکن اُتر جائے تو اطمینان وسکون اور تازگی کے ساتھ حرم شریف پہونچکر سب سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں اور اگر جماعت کا وقت ہوا ہے تو جماعت کی نماز میں شریک ہوجائیں۔ یا جماعت کا ٹائم اتنا قریب ہے کہ اتنے

میں طواف پورا نہیں ہوسکتا تو پہلے نماز سے فراغت حاصل کرلیں اسکے بعد اطمینان اور سکون کے ساتھ طواف کا عمل شروع کریں۔ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ پہونچنے کے بعد نہ سازوسامان پہلے ٹھیک سے رکھتے ہیں اور نہ ہی پہلے تھکاوٹ دور کرتے ہیں، شوق میں فوراً حرم شریف پہونچکر ارکان ادا کرنے لگتے ہیں اسی دوران کبھی سازوسامان کا فکر سوار ہوتا ہے اور تھکاوٹ کیوجہ سے سکون سے طواف بھی نہیں کرپاتے ہیں اسلئے ان سب باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ جب آقائے نامدار علیہ السلام کے پاس قبیلہ عبدالقیس کا وفد آیا تو اس وفد کے سب لوگ شوقِ ملاقات میں فوراً خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوگئے۔ مگر اسکا سردار حضرت اشج عبدالقیس اطمینان کے ساتھ غسل کرکے کپڑے بدل کر سکون سے ملاقات کو حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری یہ عادت اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے (ترمذی شریف ۲/۱) ہم سب مسلمانوں کو ہر کام میں اطمینان وسکون کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔

روپیہ پیسہ ساتھ لیکر طواف نہ کریں

اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ کبھی آپ اپنے ساتھ بڑی رقم لیکر حرم شریف میں نہ داخل ہوں۔ اسلئے کہ دورانِ طواف بڑی بڑی رقمیں لوگوں کی کاٹ لی جاتی ہیں۔ آپ حسنِ ظن میں رقم ساتھ لیکر مطاف میں ہرگز نہ جائیں بہت سے لوگ حج کرنے نہیں جاتے ہیں بلکہ چوری کرنے اور لوگوں کی جیب کاٹنے جاتے ہیں جو درحقیقت حاجی نہیں بلکہ بشکل حاجی چور اور ڈکیت ہوتے ہیں کسی کے چہرے پر لکھا ہوا نہیں ہوتا۔ کون حاجی ہے اور کون چور۔ بہت سے لوگوں کو ایسا ہی دیکھنے میں آیا ہے کہ حسنِ ظن میں پیسہ لیکر حرم شریف میں پہونچ گئے۔ پھر وہاں سے روتے ہوئے اپنی پریشانیاں ظاہر کرنے لگے۔ اور بہت سے لوگ تو گرہ کٹ جانیکے بعد وہیں حرم میں لوگوں سے مانگنے لگتے ہیں جیب کترے اکثروبیشتر حجرِ اسود کے پاس اپنے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔

اسلئے آپ بڑی رقم لیکر کبھی حرم شریف نہ جائیں بیش پچاس ریال ضرورت کے مطابق ساتھ میں رکھیں جس کے ضائع ہونے سے زیادہ نقصان اور رنج نہ ہو۔ مدرسہ صولتیہ میں خاص طور پر حج کے موقع پر امانت رکھنے کا انتظام ہوتا ہے اسلئے بہتر ہے کہ وہاں اپنی امانت جمع کردیں۔ اور روپیہ پیسہ کے بارمیں ہر شخص پر اعتماد کرنا بھی بہتر نہیں ہے لہٰذا ان سب باتوں کا خاص دھیان رکھا جائے۔

دورانِ طواف کعبۃ اللہ کی طرف دیکھنے سے احتراز

دورانِ طواف کعبۃ اللہ کی طرف سینہ یا پشت کرنا جائز نہیں۔ کہ جسطرح نماز کے اندر کعبۃ اللہ سے سینہ پھر جانا جائز نہیں، اسی طرح دورانِ طواف اپنی ہیئت سے سینہ یا پشت پھر جانا بھی جائز نہیں۔ اور طواف کے اس حصہ کا اعادہ لازم ہو جاتا ہے۔

(مستفاد ایضاح الطحاوی ۳/۱۴۴، درمختار مع الشامی کراچی ۲/۱۴۴، ایضاح المناسک ۱۱۷)

لیکن حجرِ اسود کے استلام کے وقت سینہ اور چہرے کو حجرِ اسود کیطرف کرنا ممنوع نہیں ہے بلکہ یہ مسنون ہے۔ اس کیوجہ یہ ہے کہ طواف کا ایک چکّر پورا ہونیکے بعد جب حجرِ اسود کے مقابل پہونچ جائے تو ایک چکّر کا عمل طواف ختم ہوا اب دوسرے چکّر کیلئے نیا طواف شروع ہوگا تو ہر نئے طواف کی ابتداء میں کعبۃ اللہ اور حجرِ اسود کا استقبال مستحب ہے چکّر کے درمیان جائز نہیں ہے۔ (بدائع الصنائع ۲/۱۴۷، ایضاح المناسک ۱۱۹)

نیز کعبۃ اللہ کی طرف دورانِ طواف منہ کرنے کو بھی فقہاء نے مکروہ اور خلافِ ادب لکھا ہے۔ کہ جس طرح نماز کے اندر اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح طواف کے اندر بھی اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ اور خلافِ ادب ہے۔ اور آداب میں سے یہ ہے کہ بوقتِ طواف اپنے سامنے کی طرف دیکھتا رہے۔

(معلم الحجاج ۱۳۰/ ۴۰، ۳ غنیۃ الناسک ۶۵ ایضاح المناسک ۱۱۸)

حجرِ اَسْود پر عورتوں و مَردوں کا ہجوم

اگر قدرت ہو تو حجرِ اَسْود پر دونوں ہاتھوں کو رکھکر بوسہ دینا مسنون ہے اور اگر قریب نہ جاسکیں تو دُور سے اشارہ کرکے ہاتھ کو چوم لیا جائے تو اسکو استلام کہا جاتا ہے۔ ہر طواف کی ابتداء، وانتہاء میں حجرِ اَسْود کا استلام مسنون ہے لیکن شرط یہ ہے کہ حجرِ اَسْود کو بوسہ دینے میں اور استلام کرنے میں کسی کو ایذاء نہ پہونچے۔

(مستفاد شامی زکریا ۳/ ۵۰۵، هدایه ۱/ ۲۲۱)

اسلئے کہ حجرِ اَسْود کا بوسہ مسنون ہے اور کسی مسلمان کو ایذاء پہونچانا حرام ہے۔ لہٰذا دھکا مکّی کے ساتھ وہاں پہونچنے کی کوشش نہ کیجائے۔ نیز حجرِ اسود کا بوسہ دینا اگر آسانی سے ہوسکے تو مسنون ہے۔ اور عورتوں کا مَردوں کی بھیڑ میں گھُس جانا، اور پھر چیخ وپکار کی کیفیت پیدا کرنا سَراسر حَرام ہے۔ اسلئے بھیڑ میں مَردوں کے ہجوم میں عورتوں کا حجرِ اَسود کا بوسہ دینے کیلئے گھُس جانا ناجائز اور حرام ہے۔ بجائے عبادت کے معصیت بن جائے گی لہٰذا اسکا بہت خیال رکھا جائے۔

دورانِ طواف سَلام وکلام

دورانِ طواف اگر کسی دوست سے ملاقات ہوجائے تو اس سے سَلام ومصافحہ کرنے میں اور بقدرِ ضرورت بات کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں نیز مسئلہ مسَائل اور دینی گفتگو بھی بلاکراہت جائز ہے۔ اور اس مُلاقات اور گفتگو میں سَامنے کیطرف نِگاہ رکھنی ضروری ہے۔ اِدھر اُدھر موڑنے کی اجازت نہیں۔ اور زائد اور بے ضرورت فضول گفتگو کرنا مکروہ ہے۔ (غنیۃ الناسک ۶۷، فتح القدیر ۲/ ۴۹۵، ایضاح المناسک ۱۲۰)

دورانِ طواف نماز کی جماعت کھڑی ہوجائے

طواف کیا جارہا تھا ابھی سَاتوں چکر مکمّل نہیں ہوپائے تھے کہ نماز کیلئے جماعت کھڑی

ہوگئی تو طواف کو اسی جگہ موقوف کردے جماعت میں شریک ہوجائے فرض نماز سے فراغت کے بعد سُنن ونوافل موقوف کرکے اس جگہ سے طواف کا بقیہ حِصّہ شروع کردے جہاں سے طواف کو منقطع کردیا تھا۔ اور سُنن ونوافل صلوٰۃ طواف کے بعد ادا کئے جائیں اور اس طواف میں بہتر یہ ہے کہ تھوڑا سا پیچھے کو ہٹ کر شروع کیا جائے۔

(فتاویٰ عالمگیری ۱/۲۲۷، فتح القدیر ۲/۴۹۴، ایضاح المناسک ۱۲۱)

دورانِ طواف تلبیہ

بعض لوگ طواف کے دوران تلبیہ پڑھتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ بلکہ عمرہ کے احرام میں طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ ختم کردینا ضروری ہے۔ اور حج کے احرام میں دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبیٰ کی رمی کے وقت پہلی کنکری کے وقت تلبیہ ختم کردینا ضروری ہے ہاں البتہ اگر کسی نے حج افراد یا حج قِران کا احرام باندھا ہے۔ اسکے لئے طواف کے دوران تو تلبیہ نہیں بلکہ طواف کے بعد صفا ومروہ کے درمیان سعی کے دوران تلبیہ پڑھنا جائز ہے اسی طرح اگر کسی نے آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ لیا ہے۔ اور منیٰ کو جانے سے پہلے سعی کرنا چاہتا ہے تو اس کیلئے سعی سے پہلے ایک نفلی طواف کرنا ضروری ہے پھر اس طواف کے بعد سعی کے دوران تلبیہ پڑھنا جائز ہے۔

(فتح القدیر ۲/۴۹۵، غنیۃ الناسک ۷۵، ایضاح المناسک ۱۲۱)

بے وضو طواف

کسی قسم کا طواف بے وضو کرنا جائز نہیں۔ طواف کی کُل سات قسمیں ہیں۔

(۱) طواف زیارت: جو حج کا ایک رکن ہے۔ اگر یہ طواف مکمل بے وضو کریگا یا اکثر حِصّہ بے وضو کریگا تو جرمانہ میں ایک دم دینا واجب ہوگا۔ ہاں البتہ اگر طواف کا اعادہ کرلیگا تو دم ساقط ہوجائیگا۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۵، ایضاح المناسک ۱۰۳)

(۲) طواف عمرہ: بے وضو کیا جائے چاہے مکمل طواف یا صرف طواف کا ایک چکر بے وضو

کرے تو اسکے اُوپر ایک دم واجب ہوجائیگا۔ البتہ اگر طواف کا اعادہ کریگا تو دم ساقط ہوجائیگا۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۷، ایضاح المناسک ۱۱۱)

(۳) طوافِ نذر: طواف نذر اگر بے وضوء کیا جائے چونکہ یہ طواف بھی فرض ہے۔ اس لئے اسمیں بھی دم واجب ہوجائیگا۔ (ایضاح المناسک ۹۷)

(۴) طوافِ وِداع: یعنی آفاقی پر وطن روانہ ہوتے وقت ایک طواف کرنا واجب ہوتا ہے، اسکو طوافِ وداع کہا جاتا ہے۔ اگر یہ طواف بے وضوء کیا جائے تو ہر چکّر کے عوض میں ایک صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہوگا یعنی سات چکّروں میں سات صدقۂ فطر ادا کرنا لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۷)

(۵) طوافِ قدوم: طوافِ قدوم بے وضوء کیا جائے تو ہر چکّر کے عوض میں ایک صدقۂ فطر اور سات چکّروں کے عوض میں سات صدقۂ فطر جرمانہ میں واجب ہوں گے۔

(غنیۃ الناسک ۱۴۷، ایضاح المناسک ۱۱۱)

(۶) طوافِ نفل: یہ طواف بھی اگر بے وضوء کیا جائے تو اسمیں بھی ہر چکّر کے عوض میں ایک صدقۂ فطر لازم ہے اور اس طواف کا حکم بھی طوافِ قدوم کی طرح ہے۔

(زبدۃ المناسک ۳۷۴، غنیۃ الناسک ۱۴۷)

(۷) طوافِ تحیۃ: طوافِ تحیۃ کا مطلب یہ ہے کہ حرم شریف میں داخل ہوتے ہی فوراً ایک طواف کیا جائے اسکو طوافِ تحیۃ کہا جاتا ہے۔ اگر یہ طواف بے وضوء کیا جائیگا تو اسمیں ہر چکّر کے عوض میں ایک صدقۂ فطر دینا لازم ہوگا۔ اگر ان تمام طوافوں کا اعادہ کرلیا جائیگا تو جرمانہ ساقط ہوجائیگا۔ ان سب کی تفصیل طواف کے اقسام کے ذیل میں دیکھی جائے

حالتِ جنابت یا حیض ونفاس میں طواف

حالتِ جنابت یا حالت حیض ونفاس میں اگر طواف کیا جائیگا تو اسمیں بھی اُوپر ذکر کردہ

طواف کی سات قسمیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔
(۱) طوافِ زیارت کیا جائے تو جنبی اور حائضہ ونفساء پر جُرمانہ میں ایک گائے یا اُونٹ کی قربانی واجب ہوگی۔ جو حدودِ حرم میں لازم ہوگی اور اگر تین یا اس سے کم چکر کیا تو دم لازم ہوگا۔ اور اگر پاکی کے بعد طواف کا اعادہ کرلیا جائیگا تو جُرمانہ ساقط ہوجائے گا۔

(غنیۃ الناسک ۱۴۵، ایضاح المناسک ۱۰۴)

(۲) طوافِ عمرہ: اگر حالتِ حیض یا نفاس یا جنابت میں طوافِ عمرہ کریں گے تو جُرمانہ میں ایک دم یعنی بکری کی قربانی لازم ہوگی۔ اور اگر پاک ہونے کے بعد اعادہ کریں گے تو جُرمانہ ساقط ہوجائیگا۔ (غنیۃ الناسک ص۱۴۷، ایضاح المناسک ص۱۰۸)
(۳) طوافِ وداع: حائضہ اور نفساء سے معاف ہے۔ ان پر یہ طواف واجب نہیں ہے۔ اور حالتِ جنابت میں اگر طوافِ وداع کیا جائیگا تو جُرمانہ میں ایک قربانی لازم ہوگی۔ اور پاک ہوکر اِعادہ کرنیسے جُرمانہ معاف ہوجائیگا۔

(غنیۃ الناسک ص۱۴۷، ایضاح المناسک ص۱۰۹)

(۴) طوافِ نذر: نذر کا طواف واجب ہے۔ لہٰذا اگر حالتِ جنابت یا حالتِ حیض ونفاس میں طوافِ نذر کیا جائیگا تو جُرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا، اور پاک ہوکر اعادہ کرنیسے جُرمانہ ساقط ہوجائیگا۔
(۵) طوافِ قدوم: حالتِ جنابت وحیض ونفاس میں طوافِ قدوم کرنے سے جُرمانہ میں دم دینا واجب ہوگا، اور طہارت کے بعد اعادہ کرنے سے جُرمانہ ساقط ہوجائیگا۔ (غنیۃ الناسک ص۱۴۷، ایضاح المناسک ص۱۱۱)
(۶) طوافِ نفل: و (۷) طوافِ تحیہ: ان دونوں کو حالتِ جنابت یا حالتِ حیض ونفاس میں کیا جائیگا تو ان میں دم دینا واجب ہوجائیگا، اور پاک ہوکر اعادہ کی صورت میں دم ساقط ہوجائیگا۔ تو معلوم ہوا کہ حالتِ جنابت اور حیض ونفاس

میں طواف کا کم سے کم جرمانہ ایک دم ہے۔ کیونکہ طوافِ نفل بھی طوافِ قدوم کی طرح ہے۔ ان کی تفصیلی وضاحت الگ الگ عنوانات کے ساتھ مسائلِ طواف کے ذیل میں دیکھی جاسکتی ہے۔ (زبدۃ المناسک ص۲۷۴)

دورانِ طواف وضو ٹوٹ گیا یا عورت کو حیض آگیا

اگر طواف کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو اسی جگہ طواف کا سلسلہ روک دینا لازم ہے۔ اور وضو کر کے وہاں سے طواف کی تکمیل کی جاسکتی ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ازسرِ نو طواف کا اعادہ کیا جائے۔ (مستفاد اوجز المناسک ۲/۵۰۳)

اور اگر دورانِ طواف عورت کو حیض آجائے تو طواف کو وہیں سے روک دے، اور جب حیض سے پاک ہوجائے تو ازسرِ نو طواف کا اعادہ کرے۔ (ایضاح المناسک ص۱۲۱)

بلا عذرِ شدید سواری پر طواف وسعی

اگر کوئی شخص صحیح معنی میں معذور ہے، خود چلنے پر قادر نہیں ہے تو اس کے لئے سواری پر طواف کرنا جائز ہے۔ چاہے انسان اٹھا کر طواف کرائے یا گاڑی پر سوار ہو کر طواف کرے، ہر طرح جائز ہے۔ اسی طرح عذر کی وجہ سے سواری پر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا بھی جائز ہے۔ (شامی کراچی ۲/۵۱۷، ایضاح المناسک ص۱۱۳)

لیکن بعض آرام طلب لوگوں کو دیکھنے میں آیا ہے کہ اچھے خاصے ہوتے ہیں یا معمولی عذر ہے سواری پر طواف وسعی کرتے ہیں یہ ہرگز جائز نہیں۔ ایسے لوگوں پر جرمانہ میں ایک دم دینا واجب ہوگا۔

(مستفاد بدائع الصنائع ۲/۱۳۴، البحر الرائق ۲/۲۳۲، ایضاح المناسک/۱۳۳)

طواف کے بعد سعی میں تاخیر اور سعی کے چکروں میں فاصلہ

طوافِ زیارت، حلق، رمی، قربانی، حج کے یہ سارے اعمال ایامِ نحر کے اندر اندر کرنا واجب ہے۔ لیکن صفا و مَروہ کے درمیان سعی کا ایامِ نحر کے اندر کرنا لازم نہیں بلکہ بعد میں کرنا بھی جائز ہے۔ لہٰذا اگر کسی کو عذر یا تھکاوٹ دُور کرنے کے لئے آرام کرنا ہے تو آرام کر سکتا ہے، آج نہیں تو کل یا دس پندرہ دن کے بعد بھی سعی کرنا جائز ہے۔ اسی طرح سعی کے ساتوں چکروں کو پے در پے کرنا سُنت ہے۔ واجب نہیں لہٰذا اگر چند چکروں کے بعد تھکاوٹ کی وجہ سے بقیہ چکروں کو موقوف کر دیا، بعد میں کسی اور موقع پر ان چکروں کی تکمیل کی جائے تو سعی مکمل اور صحیح ہو جائیگی۔ اور اس پر کوئی جُرمانہ بھی واجب نہیں ہوگا۔ نیز ایک دِن ایک چکر اور سات دن میں سات چکر کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن ایسا کرنا عذر کی وجہ سے بلا کراہت جائز ہے اور بلا عذر کے خلافِ سنت ہے۔ (غنیۃ المناسک ص۱۳۵، ایضاح المناسک ۱۴۳-۱۴۴)

حَالتِ حیض میں سعی

اگر سعی سے قبل طواف سے فارغ ہو جانے کے بعد عورت کو حیض کا عذر پیش آجائے تو حالتِ حیض ہی میں صفا و مَروہ کے درمیان سعی کرنا جائز اور درست ہے۔ اسی طرح دورانِ سعی اگر حیض آجائے تو سعی کی تکمیل کرنا جائز اور درست ہے۔ کیونکہ حالتِ حیض میں طواف اسلئے جائز نہیں ہے کہ مطاف مسجد کے اندر ہے۔ اور سعی اسلئے جائز ہے کہ صفا و مَروہ کے درمیان سعی کی جگہ مسجد نہیں ہے۔ (غنیۃ المناسک ص۱۳۲ ایضاح المناسک ص۱۳۵) کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ آجکل کے زمانہ میں سعی کی جگہ بھی مسجد میں داخل ہو گئی ہے، تو یہ بات بلا تحقیق ہے۔ اسلئے کہ مکّہ مکرمہ کے معتبر اور با اثر

لوگوں کے ذریعہ سے امام الحرمین سے معلوم کیا گیا تو انہوں نے بتلایا کہ سعی کی جگہ پہلی ہی حالت میں رکھی گئی ہے۔ اس کو مسجد کی حدود میں داخل نہیں کیا گیا۔

طواف وسعی میں نیابت

طواف میں اس طرح نیابت جائز نہیں ہے کہ جس کے اُوپر طواف لازم ہے اسکی طرف سے کوئی دوسرا آدمی طواف کر دے۔ ایسی صورت میں جس کی طرف سے طواف کیا جارہا ہے اس کے اُوپر سے طواف کی ذمہ داری ساقط نہ ہوگی۔ اسلئے کہ اگر شدید عذر ہے یا بیمار ہے تو سواری اور چارپائی پر بھی طواف کرانا جائز ہے۔ اور اسی طرح صفا و مروہ کے درمیان سعی میں بھی نیابت جائز نہیں ہے۔ اگر عذر ہے تو سعی سواری پر کی جاسکتی ہے۔

(غنیۃ الناسک ۱۱۲، شامی کراچی ۲/۵۱۷، منحۃ الخالق ۲/۳۴۴، ایضاح المناسک ۱۳۴)

مسائلِ سعی کے تحت پوری تفصیل دیکھی جائے۔

رُکنِ یمانی کا استلام

طواف کے دوران جب رُکنِ یمانی پر پہنچے تو اس کو دونوں ہاتھ یا صرف دائیں ہاتھ سے چھودینا سنت ہے۔ مگر اسکو بوسہ دینا خلافِ سنت ہے۔ اور اسمیں خیال رکھیں کہ سینہ بیت اللہ کی طرف مڑنے نہ پائے، ہاں البتہ حجرِ اسود کے استلام کے وقت سینہ مڑجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور رُکنِ یمانی پر ہاتھ لگانے کا موقع نہ ملے تو بغیر ہاتھ لگائے گذر جائے، وہاں بھیڑ لگانا ممنوع ہے۔

(حج وعمرہ کا آسان طریقہ ۲۱)

بوقتِ نماز اضطباع کا ترک

اضطباع کا مطلب یہ ہے کہ اِحرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے لاکر بائیں مونڈھے کے اُوپر ڈال دیا جائے اور دایاں مونڈھا کھلا رکھا جائے، اور اس طرح اضطباع کی حالت قائم کرنا ہر اُس طواف میں مسنون ہے جو احرام کی حالت میں کیا جاتا ہے، اور اس طواف کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی بھی کرنی ہو۔ اس کے علاوہ کسی اور طواف میں اضطباع مسنون نہیں ہے۔ اور طواف کے بعد جب نماز پڑھنا ہو تو اس حالت کو ختم کردینے کا حکم ہے۔ بعض لوگ ناواقفیت سے نماز کی حالت میں بھی اضطباع کو باقی رکھتے ہیں یہ مکروہ ہے۔

(معلم الحجاج ۱/۳۳، زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک ۱۴۱)

حرمین کی نماز میں عورتوں کا مردوں کے برابر کھڑا ہونا

مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی میں عورتیں بھی جماعت میں شرکت کرتی ہیں۔ حرمِ مکی میں مسجدِ حرام کے چاروں طرف عورتوں کی نماز کے لئے الگ جگہ متعین کردی گئی ہے۔ اور بیرِ زمزم کی طرف مطاف میں بھی عورتوں کے لئے ایک حصّہ گھیراؤ کرکے رکھا گیا ہے۔ مگر اس حصّہ کو حج کے زمانہ میں زیادہ ہجوم ہونے کی وجہ سے ختم کردیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ پورے سال باقی رکھا جاتا ہے۔ اور حج کے زمانہ میں چاروں طرف جو جگہیں عورتوں کے لئے گھیر کر رکھی گئی ہیں وہ اپنی جگہ باقی رہتی ہیں، اسلئے عورتوں کو اپنی جگہ جاکر اپنی نماز پڑھنی چاہیئے۔ مردوں کی بھیڑ میں داخل نہیں ہونا چاہیئے۔ اور حرمِ مکی کے اندر یہ ایک بڑی مصیبت رہتی ہے کہ عورتیں مردوں کی بھیڑ میں داخل ہوجاتی ہیں، اور مردوں کی صفوں میں گھس کر نماز کی کوشش کرتی ہیں، خاص طور

پر مصر، ترکی اور انڈونیشیا اور ملیشیا اور پاکستان کی عورتیں زیادہ لاپرواہی کرتی ہیں۔ نہ ان سے کچھ کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نیک مشورہ دیا جا سکتا ہے۔ تو ایسی بدعنوانی کی صورت میں ایک عورت کی وجہ سے تین مردوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔
(۱) عورت کی دائیں جانب کا آدمی (۲) عورت کی بائیں جانب کا آدمی ۔
(۳) عورت کے پیچھے کا آدمی۔ یہ کل تین آدمی ہیں جن کی نماز فاسد ہوتی ہے۔ اسلئے عورتوں کے محاذ سے بچنے کا اہتمام رکھنا بہت ضروری ہے۔

البتہ مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں چونکہ انتظام اچھا ہے اسلئے بدعنوانی نہیں ہوتی۔ نیز پورے سعودی عرب میں ہر مسجد میں عورتوں کے لئے الگ حصہ بنا یا گیا ہے جہاں سے عورتیں امام کی اقتدا کرتی ہیں۔

(حاشیہ چلپی علی التبیین ۱/ ۱۳۹، ایضاح المناسک ۱۲۸۔ ۱۲۹، شامی زکریا ۲/ ۳۱۹)

نیز یہ بات بھی یاد رہے کہ جن مردوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے ان میں اجنبی یا عورتوں کا محرم یا عورتوں کا شوہر سب داخل ہیں، ان سب کی نمازیں فاسد ہو جاتی ہیں۔

(ہدایہ ۱/ ۱۰۵، البحر الرائق ۱/ ۳۵۵، فتح القدیر ۱/ ۳۱۶)

اس مسئلہ سے متعلق تفصیلی بحث کئی عنوانات کے ساتھ مسائل طواف کے ذیل میں لکھدی ہے وہاں سے دیکھ لی جائے۔

مقامِ ابراہیم پر اور حطیم میں عورتوں کا نماز کیلئے ہجوم

یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض عورتیں مقامِ ابراہیم یا حطیم کعبہ میں نفل پڑھنے کے لئے مردوں سے مزاحمت کرنے لگتی ہیں، اور شوق کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ ہوش باقی نہیں رہتا۔ دھکا مکی کی نوبت آتی ہے۔ طواف میں بھیڑ کے موقع پر مقامِ ابراہیم کے سامنے نماز کی نیت باندھ لیتی ہیں، اور حکومت کا عملہ جو وہاں متعین ہوتا ہے وہ منع

کرتا رہتا ہے لیکن عورتیں مانتی نہیں، یہ بہت بڑی غلطی اور سخت ترین محرومی کی بات ہے بھیڑ کے موقع پر مقام ابراہیم کے سامنے بہت دور جا کر نماز پڑھنے کا حکم ہے جہاں کسی قسم کی مزاحمت نہ ہوتی ہو۔ (مستفاد معلم الحجاج ۱۴۱)

دوا کے ذریعہ حیض روک کر طواف کرنا

عورتوں کو اگر یہ خطرہ ہے کہ طوافِ زیارت یا طوافِ عُمرہ کے زمانہ میں حیض آجائے گا اور ایامِ حیض تک انتظار کرنا بھی بہت مشکل ہے تو ایسی صورت میں پہلے سے مانعِ حیض دوا، استعمال کر کے حیض روک لیتی ہے۔ اور اسی حالت میں طوافِ زیارت یا طوافِ عمرہ کر لیتی ہے تو صحیح اور درست ہو جائے گا۔ اس پر کوئی جُرمانہ بھی نہ ہوگا مگر شدید ضرورت کے بغیر اس طرح کی دوا، استعمال نہ کرے۔ اسلئے کہ اس سے عورت کی صحت پر نقصان دہ اثر پڑتا ہے۔ (مستفاد فتاویٰ رحیمیہ ۴/۲۰۴، الیضاح المناسک ص۱) مسائلِ طواف کے تحت اسکی مزید تفصیل موجود ہے۔

عورتوں کے لئے مخصوص ہدایات

گیارہ مسائل میں عورتوں کا حکم مَردوں سے بالکل الگ ہے۔

(۱) عورتوں کا احرام صرف اتنا ہے کہ وہ اپنا سر ڈھانک لیں اور چہرہ کھولے رکھیں۔ اور پردہ کیلئے بہتر ہے کہ کوئی ہیٹ وغیرہ سر پر رکھ لیں پھر اسکے اوپر سے نقاب ڈال لیں خیال رکھیں کہ نقاب کا کپڑا چہرے سے نہ لگنے پائے۔

(۲) سلے ہوئے کپڑے عورتوں کے لئے منع نہیں۔

(۳) عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں۔

(۴) ناپاکی کی حالت میں دُعا، اور تلبیہ پڑھ کر احرام باندھ لیں نماز نہ پڑھیں۔

(۵) سر کے بالوں کو ایک کپڑے سے باندھ لیں تاکہ کوئی بال ٹوٹ کر نہ گر جائے۔ اور یہ

کپڑا صرف احتیاط کیلئے ہے لازم نہیں ہے بعض لوگ اسکو عورت کا احرام سمجھتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔

(۶) صفا و مروہ کی سعی کے دوران دونوں ہرے کھمبوں کے درمیان دوڑنا عورتوں کیلئے مسنون نہیں ہے۔

(۷) احرام کھولتے وقت بالوں کے آخر سے صرف اُنگلی بھر کاٹ لینا کافی ہے۔

(۸) ناپاکی کی حالت میں طواف کے علاوہ حج کے تمام ارکان ادا کرسکتی ہیں۔

(۹) ایام نحر یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ تاریخ میں پاکی کی حالت نہ ہو تو طوافِ زیارت کو پاک ہونے تک مؤخر کردیں۔ اس پر کوئی جرمانہ نہ ہوگا۔

(۱۰) جدّہ یا مکہ پہونچنے کے بعد شوہر یا محرم کا انتقال ہوجائے یا طلاق بائن ہوجائے تو اسی حالت میں حج کے ارکان ادا کرسکتی ہے۔

(۱۱) اگر واپسی کے وقت ماہواری کے ایام کی حالت میں مبتلا ہوجائے تو اُن کے اُوپر سے طوافِ وداع معاف ہوجاتا ہے۔ (حج وعمرہ کا آسان طریقہ ۲۱-۲۲)

اِحرام کی بیس۲۰ پابندیاں

(۱) حالتِ احرام میں جوں مارنا ممنوع ہے تین سے کم ماریگا تو اپنی مرضی سے جو چاہے صدقہ کریگا اور اگر تین سے زیادہ ہیں اور زیادہ کی تعداد چاہے کتنی ہی ہو پھر بھی صرف ایک ہی صدقہ فطر دینا کافی ہوگا۔ اور اصول یہ ہے کہ جو کیڑے بدن سے پیدا ہوں ان کو مارنا ممنوع ہے، اور جو بدن سے پیدا نہ ہوں اور موذی ہوں انکو مارنا جائز ہے۔

(مستفاد غنیۃ الناسک ۱۵۵، فتح القدیر ۳/۲۶، ایضاح المناسک ۷۵)

(۲) حالتِ احرام میں ہر ایسے موذی جانور اور کیڑوں کو مارنا جائز ہے، جو بدن سے پیدا نہ ہوتے ہوں۔ لہٰذا کھٹمل، مچھر، مکھی، تتییے، کو مارنے میں کوئی جُرمانہ لازم نہ ہوگا۔
(مستفاد احکام حج ۹۷، غنیۃ الناسک ۱۵۵، ایضاح المناسک ۷۵)

(۳) حرم شریف میں ٹڈی بہت ہیں۔ اُن سے احتراز کرنا ضروری ہے، اگر کوئی ٹڈی ماریگا تو ایک صدقۂ فطر یا جو کچھ بھی ہو جرمانہ میں ادا کرے۔ (مستفاد فتح القدیر ۲/۴۶، ایضاح المناسک ۷۵)

(۴) اگر حالتِ احرام میں مرد اپنی بیوی کے ساتھ بوس وکنار ہوتا ہے تو ایسی صورت میں انزال ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں جرمانہ میں ایک دُنبہ یا بکرے کی قربانی واجب ہو جائے گی۔ (تاتارخانیہ ۲/۴۹۹) نیز اگر بیوی کو شہوت ہو جائے تو اس پر بھی الگ سے ایک قربانی واجب ہو جائے گی۔ (تاتارخانیہ ۲/۴۹۹)

(۵) اگر پورے سر یا چوتھائی یا اس سے زائد سر کے بال منڈوائے یا کتروائے تو جرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا۔ اور اگر چوتھائی سے کم ہے تو صدقہ (نصف صاع) جرمانہ میں دینا واجب ہوگا۔ (مستفاد فتح القدیر ۲/۳۱، ایضاح المناسک ۷۶)

(۶) اگر احرام کھولنے کا وقت آنے سے قبل داڑھی مکمل یا چوتھائی یا اس سے زیادہ منڈوائے یا کتروائے تو ایک دم دینا لازم ہوگا اور اگر چوتھائی سے کم ہے تو ایک صدقہ (نصف صاع) جرمانہ میں ادا کرنا واجب ہوگا (فتح القدیر ۲/۳۱) چوتھائی سے مراد داڑھی کی لمبائی نہیں بلکہ داڑھی نکلنے کی جگہ کی چوتھائی مراد ہے۔

(۷) حالتِ احرام میں دونوں بغل صاف کی یا ایک دونوں صورتوں میں جرمانہ میں دم واجب ہوگا۔ (مستفاد فتح القدیر ۲/۳۲، بدائع الصنائع ۲/۱۹۳، ہندیہ ۲۴۴)

(۸) حالتِ احرام میں زیرِ ناف صاف کرلی ہے تو جرمانہ میں دم واجب ہو جائیگا (غنیہ ۱۲۷)

(۹) ایک ہی وقت میں سر یا داڑھی، بغل، زیرِ ناف، وغیرہ سب کے بال صاف کرلئے تو سب کے عوض میں ایک دم واجب ہوگا۔ اور اگر مختلف اوقات میں صاف کیئے ہیں تو ہر ایک وقت کیلئے الگ الگ دم واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج ۲۳۸)

(۱۰) سر یا داڑھی یا بغل یا زیرِ ناف میں سے کسی جگہ سے دو تین بال اُکھاڑنے سے ایک مٹھی گیہوں یا اسکی قیمت صدقہ کرنا کافی ہوگا۔ اور اگر تین سے زائد اور چوتھائی عضو سے کم ہے

تو ایک صدقۂ فطر یا اسکی قیمت لازم ہوگی۔ (مستفاد غنیۃ الناسک ۱۳۷) (۱۱) حالتِ احرام میں مونچھ کاٹ لی ہے چاہے پوری کاٹی ہو یا بعض حصہ بہر صورت ایک صدقۂ فطر جرمانہ میں دینا لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۱۳۸، ایضاح المناسک ۷۸) (۱۲) سر، داڑھی، بغل، زیر ناف کے علاوہ پورے بدن میں سے کسی بھی پورے عضو یا بعض یا تمام اعضاء کے بال صاف کرلئے ہیں تو صرف ایک صدقۂ فطر جرمانہ میں لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۱۳۷، معلم الحجاج ۲۴۰) (۱۳) ایک ہاتھ یا ایک پیر یا ہاتھ پاؤں چاروں اعضاء کے ناخن ایک وقت میں ایک جگہ کاٹ لئے ہیں تو سب کے عوض میں ایک ہی دم واجب ہوگا اور اگر چاروں اعضاء کے ناخن چار وقت میں چار جگہ کاٹے ہیں تو چار دم لازم ہوں گے۔ اسیطرح ایک وقت میں ایک عضو کے کاٹ لئے ہیں اور دوسرے عضو کے دوسرے وقت میں کاٹ لئے ہیں تو دو دم لازم ہوں گے۔ اور کسی بھی عضو کے سب ناخن نہیں کاٹے ہیں بلکہ ہر ایک عضو سے پانچ ناخن سے کم کم کاٹے ہیں چاہے چار چار کرکے سولہ ناخن کاٹ لئے ہیں تو دم لازم نہ ہوگا بلکہ ہر ایک ناخن کے عوض میں ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ (مستفاد بدائع الصنائع ۲/۴۹۴، تاتارخانیہ ۲/۳،۵، ہندیہ ۱/۲۴۴، ایضاح المناسک)

(۱۴) حالتِ احرام میں مرد کیلئے سلا ہوا کپڑا پہننا ممنوع اور ناجائز ہے، جو بدن کی ہیئت اور جسم کی بناوٹ کے مطابق سلا گیا ہو یا بنا لیا گیا ہو۔ جیسے کرتا، قمیص، پائجامہ، بنیان، ٹوپی، نیکر، اچکن، جرسی، صدری وغیرہ ہیں۔ اور جو کپڑا بدن کی ہیئت اور بناوٹ پر نہیں سلا گیا ہے تو اس کا پہننا بلا کراہت جائز ہے۔ لہٰذا سلی ہوئی لنگی پہننا جائز ہے (مستفاد معلم الحجاج ۲۲۳) ہاں افضل یہ ہے کہ کپڑا سلا ہوا نہ ہو۔ (۱۵) اگر ایک دن یا ایک رات کامل مردنے سلا ہوا کپڑا پہن لیا ہے یا کئی روز مسلسل پہن لیا ہے تو دونوں صورتوں میں ایک دم لازم ہوگا۔ اور رات کو اس نیت سے اتارتا ہے کہ کل کو پھر پہننا ہے تب بھی سب دنوں کے عوض میں ایک دم لازم ہوگا۔ اور اگر اس نیت سے اتارتا ہے کہ اب نہیں پہنوں گا۔ مگر دوسرے دن پھر پہن لئے تو دو دم لازم ہوں گے۔ (معلم الحجاج ۲۲۳) اور اگر ایک رات یا ایک دن سے کم اور ایک گھنٹہ سے زیادہ پہنا ہے تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ اور اگر ایک گھنٹہ سے کم پہنا ہے تو ایک دو مٹھی گیہوں یا اسکی قیمت صدقہ کرنا کافی ہوگا۔
(مستفاد غنیۃ الناسک ۲۴۴، معلم الحجاج ۲۲۳)

(۱۶) حالتِ احرام میں خوشبو لگانے میں مرد و عورت دونوں کا یکساں حکم ہے بالقصد یا بلاقصد یا کسی کی زبردستی سے خوشبو لگائی ہو، ہر صورت میں جرمانہ لازم ہوتا ہے نیز بدن اور کپڑے دونوں پر لگانا ممنوع ہے۔ لہٰذا اگر کسی بڑے عضو پر یعنی سر، چہرے، پنڈلی، ران، بازو، ہاتھ، ہتھیلی میں سے کسی پر خوشبو لگائی ہے۔ یا ایک سے زیادہ اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تو جرمانہ میں دم واجب ہوگا چاہے پورے دن لگائے رکھی ہو یا تھوڑی دیر کیلئے ہر صورت میں دم لازم ہوگا جبکہ خوشبو نمایاں ہو۔

اور اگر چھوٹے اعضاء پر مثلاً کان، ناک، آنکھ، انگلی، وغیرہ میں لگائی ہے تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ (معلم الحجاج ۲۲۸، ایضاح المناسک ۸۰)

(۱۷) اگر عورت نے حالتِ احرام میں ہتھیلی یا پیر میں مہندی لگائی ہے تو جرمانہ میں دم لازم ہوگا۔ (معلم الحجاج ۲۲۹)

(۱۸) اگر حالتِ احرام میں عطار کی دوکان پر بیٹھا ہے، اور اپنے بدن یا کپڑے پر عطر نہیں لگایا ہے تو کوئی جرمانہ لازم نہ ہوگا البتہ سونگھنے کی نیت سے بیٹھنا مکروہ ہے مگر جرمانہ نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ۲۲۹)۔

(۱۹) حالتِ احرام میں سر کا چھپانا عورت کیلئے بلا کراہت جائز ہے بلکہ لازم ہے اور مرد کے لئے سر کا چھپانا جائز نہیں۔ اسی طرح چہرے کا چھپانا بھی جائز نہیں ہے۔ لہٰذا ایک دن یا ایک رات کامل سر یا چہرہ کو چھپائیگا تو دم دینا لازم ہوگا۔ ایک دن یا ایک رات سے کم میں صدقۂ فطر لازم ہے چاہے تھوڑی دیر کے لئے کیوں نہ ہو۔ چاہے جان کر چھپایا ہو یا بھولکر ہر صورت میں جرمانہ لازم ہے۔ اور ایسے ہی کسی نے زبردستی چھپا دیا ہے تب بھی جرمانہ لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۱۳۶، ایضاح المناسک ۸۰، ۸۱) (۲۰) جو حجاجِ کرام حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر ہوائی جہاز میں سفر کرتے ہیں انکو اس بات کا بہت خیال رکھنا ہے کہ جہاز کیطرف سے ایک پیکٹ پیش کیا جاتا ہے جسکے اندر نہایت تیز خوشبودار ایک کلم پیپر ہوتا ہے وہ صرف اس کام کیلئے پیش کیا جاتا ہے کہ آپ اسکے ذریعہ سے ہاتھ اور منھ صاف کرلیں محرم اور غیر محرم ہر ایک کو پیش کیا جاتا ہے۔ آپ اس سے ہرگز ہاتھ منہ صاف نہ کریں اگر پورے چہرے پر ملیں گے تو دم واجب ہوجائیگا۔ (مستفاد ایضاح المناسک ۸۰)

احرام کھولتے وقت حلق یا قصر میں لاپرواہی

احرام کھولنے کا طریقہ یہ ہے کہ سر کے بالوں کو منڈوا دیا جائے یا کٹوا دیا جائے۔ اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پورے سر کے بال منڈوا دیئے جائیں، یا پورے سر کے بال یکساں طور پر برابر کرکے کٹوا دیئے جائیں۔ اور کٹوانے کے مقابلہ میں منڈوانے کا ثواب زیادہ ہے۔

بعض لوگ سر منڈوانے سے بہت گریز کرتے ہیں اور کٹوانے میں بھی بہت زیادہ کوتاہی کرتے ہیں۔ بال کا کچھ حصہ کٹوا کر احرام کھول دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ اگر سر کے پورے بال برابر کرکے نہ کٹوائے جائیں تو اس کی چار شکلیں ہیں۔

(۱) پورے سر کو چار حصہ کرکے ایک حصہ کے برابر یا اس سے زیادہ کٹوایا جائے تو ایسی صورت میں احرام تو کھل جائیگا مگر مکروہ تحریمی کا مرتکب ہوگا۔ (مستفاد معلم الحجاج ۱۷۴۔ غنیۃ الناسک ۹۳) گویا کہ ایسا ہوا کہ احرام سے نکلنا گناہ کے ارتکاب کیساتھ ساتھ ہوا اور اسمیں اس بات کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ اگر چوتھائی سر یا اس سے زیادہ کاٹا جارہا ہے اور بال لمبے ہیں تو کم از کم لمبائی میں انگلی کے پوروے کے برابر کٹانا واجب ہے۔

(مستفاد فتاوی رحیمیہ ۶/۴۰۵)

(۲) سر کے چوتھائی حصہ سے کم کٹوایا جائے تو ایسی صورت میں وہ شخص امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک احرام سے باہر نہیں ہوگا۔ اسکو احرام ہی کے اندر سمجھا جائیگا اب احرام کے خلاف کام کرنے سے اس پر جرمانہ واجب ہوتا رہیگا۔ (مستفاد فتاوی رحیمیہ ۲/۴۰۵، احسن الفتاوی ۴/۵۴۶)

(۳) سر کے بال انگلی کے پوروے کے برابر کاٹے نہیں جاسکتے تو اگر اتنا چھوٹا بال ہے تو اسکا منڈانا واجب ہے کٹوانے سے احرام نہیں کھلے گا۔ (مستفاد احسن الفتاوی ۴/۵۴۶)

(۴) سر کے بال اُگے ہی نہیں ہیں بلکہ گنجا ہے یا پانچ سات گھنٹہ پہلے عمرہ کرکے منڈوا دیا گیا تھا اور اب پھر دوبارہ عمرہ کیا جارہا ہے تو ایسی صورت میں پورے سر پر استرا پھیر دینا واجب ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۳۵ طحطاوی علی الدر ۱/۵۰۷، فتح القدیر ۲/۳۸۶)

عورتوں اور مردوں کا اختلاط

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور فضل ابن عباسؓ سے ایک مضمون کی ایک حدیث مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج کے موقع میں خاص کر کے عرفات میں اپنی زبان اور اپنے کان کی حفاظت کریگا تو اللہ تعالیٰ اس حج کے یوم عرفات سے اگلے حج کے یوم عرفات تک کے تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اسکا حج قبول ہوجاتا ہے۔ اور درمیان سال اگر کوئی گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ کی توفیق ہوجاتی ہے۔ اور جو لوگ اپنی زبان اپنے کان اور آنکھونکی حفاظت نہیں کرتے انکی مشقت سرگرداں پھرنے کی اللہ کو ضرورت نہیں۔ اور دیکھنے میں آتا ہے کہ معلمین کیطرف سے نہایت بدعنوانی ہوتی ہے کہ اجنبی مرد اور عورتوں کو ایک ہی کمرے میں اختلاط کے ساتھ رہائش دیتے ہیں۔ خاص طور سے مکۃ المکرمہ میں لمبا قیام رہتا ہے اسمیں عورتوں اور مردوں کا عجیب اختلاط رہتا ہے۔ ایسے ہی منیٰ میں قیام کا انتظام بھی عجیب اختلاط کے ساتھ ہوتا ہے۔ بلکہ بعض خیموں میں تو ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ عورتیں جانب قبلہ میں جگہ لے لیتی ہیں۔ اور مرد اُن کے پیچھے اور نہ نمازمیں انتظام ہے نہ ہی رہائش میں انتظام، بالکل گھلے ملے رہتے ہیں یہ چیزیں عبادت کی روح کو ختم کردیتی ہیں۔ جب معلم کیطرف سے اسکا کوئی انتظام نہیں ہے تو خود حجاج کی ذمہ داری یہ ہے کہ ایک کمرے میں رہنے والی عورتوں کو ایک طرف کردیں اور مردوں کو دوسری طرف کردیں اور اہتمام کے ساتھ پردہ ڈالکر رکھا جائے۔ اس طرح منیٰ کے خیمہ میں عورتوں کو پیچھے کی طرف رکھا جائے، اور مردوں کو آگے کی طرف اور درمیان میں ایسا پردہ ڈالدیا جائے جس سے اختلاط

بالکل باقی نہ رہے۔ اسی طرح عرفات میں بھی اپنے اپنے خیمہ میں تمام عورتوں کو پیچھے رکھا جائے اور مرد سب اہتمام کیساتھ آگے رہیں تاکہ عبادت میں یکسوئی رہے۔ اور اختلاط کے نتیجہ میں عبادت اور توجہ الی اللہ کی رُوح ختم نہ ہوجائے۔ ماشاءاللہ بعض حجاج ایسا عمل کرلیتے ہیں، گذارش ہے کہ سبھی ایسا عمل کریں۔

میدانِ عرفات میں امام کے ساتھ نماز

عرفات میں امام حج مسجد نمرہ میں کھڑے ہوکر امامت کرتا ہے اس امام کے پیچھے لاکھوں کا مجمع اقتدار کرتا ہے، اور وہ امام ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں ایک ساتھ پڑھاتا ہے نیز وہ امام اس زمانہ میں نجد سے آتا ہے اور مُسافر رہتا ہے، دونوں نمازوں کو دُو دُو رکعت کرکے قصر کرتا ہے، اب اگر آپ مُسافر ہیں تو دونوں نمازوں میں امام کے ساتھ ساتھ مُسافر کی طرح دو دو رکعت پر سلام پھیر دیں، اور اگر آپ مقیم ہیں تو آپ پر مقیم کی طرح ہر نماز کو چار چار رکعت پڑھنا لازم ہے۔ جب امام ظہر کی دُو رکعت پڑھکر سلام پھیر دیگا تو آپ جلدی سے کھڑے ہوکر بغیر قرارت کے رکوع، سجدہ کے ساتھ دُو رکعت پڑھکر سلام پھیر دیں۔ اسکے بعد امام کے ساتھ عصر کی نماز میں شریک ہوجائیں، اور جب امام دُو رکعت پر سلام پھیر دیگا تو آپ بقیہ دُو رکعت بغیر قرارت کئے رکوع اور سجدہ کے ساتھ مکمل کرلیں۔ بعض لوگ ناواقفیت کی وجہ سے مقیم ہونے کے باوجود امام کے ساتھ سلام پھیر دیتے ہیں ایسی صورت میں ان کی نماز نہ ہوگی، ان کو اپنی نمازوں کا اعادہ کرنا لازم ہے۔

اہلِ خیمہ کی نماز

اگر آپ عرفات میں امام کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکیں بلکہ آپ اپنے خیمہ میں تنہا یا

جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دونوں نمازوں کو ایک ساتھ جمع کرنا جائز نہ ہوگا۔ بلکہ دونوں کو اپنے اپنے وقت میں الگ الگ پڑھنا لازم ہے۔ (زبدۃ المناسک ص۱۵۹) حضرات صاحبینؒ کے نزدیک اہلِ خیمہ کیلئے بھی جمع بین الصّلاتین اسی طرح جائز ہے جس طرح امیرِ حج کے ساتھ مسجدِ نمرہ کی نماز میں جائز ہے۔ اس کی وضاحت دلائل کے ساتھ مسائلِ عرفات کے ذیل میں موجود ہے۔

عرفات میں وقوف اور خروج

عرفات میں امام کے ساتھ نماز سے فراغت کے بعد آخر تک کوئی نفل نماز جائز نہیں ہے۔ صرف دُعاؤں میں مشغول ہوجاتا ہے، اسی طرح اہلِ خیمہ کی عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز جائز نہیں ہے۔ خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنے اللہ سے لگاؤ رکھکر گریہ وزاری کے ساتھ دُعاؤں میں مشغول ہونا ہے۔ بہت سے لوگوں کو دیکھنے میں آتا ہے کہ اِدھر اُدھر چلنے پھرنے میں کبھی جبلِ رحمت پر کبھی دوستوں کی تلاش میں وقت گذار دیتے ہیں۔ یہ بڑی محرومی کی بات ہے، حالانکہ یہی وہ مقبول ترین وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے جو جتنا چاہے حاصل کرسکتا ہے۔ اسی طرح سُورج غروب ہونے سے کافی پہلے مزدلفہ کو روانہ ہونے کے لئے عرفات کے گیٹوں پر بھیڑ لگا لیتے ہیں، جبکہ سُورج غروب ہونے کے بعد جب تک توپ کی آواز نہ آجائے اس وقت تک حکومت کا عملہ گیٹ بند رکھتا ہے اور کسی کو باہر نہیں نکلنے دیتا، جبکہ یہی دُعاء کی قبولیت کا وقت ہے۔ اسلئے اطمینان اور سُکون کے ساتھ اپنی جگہ بیٹھکر دُعاؤں میں مشغول رہنا چاہیئے۔ نیز جو لوگ بسوں سے مزدلفہ جانے والے ہیں اُن میں سے بہت سے لوگ غروب ہونے سے ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے بسوں میں جاکر بھیڑ لگائے رہتے ہیں، حالانکہ یہی اطمینان کے ساتھ دُعاؤں میں مشغول رہنے کا وقت

ہوتا ہے۔ اسلئے اس طرح بھیڑ اور ہجوم میں جا کر اپنے آپ کو قبولیت سے محروم نہ کریں۔ نیز سورج غروب ہونے سے پہلے حدود عرفات سے نکلنا جائز نہیں ہے۔ امیر الحج سے پہلے یا سورج غروب ہونے سے پہلے حدودِ عرفات سے باہر نکلے گا تو ایک دم واجب ہو جائیگا۔ (شامی کراچی ۲/۵۱۲، ایضاح المناسک ۱۴۲-۱۴۳)

مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز

عرفات کے دن حجاج کی مغرب وعشاء کی نماز کا وقت مزدلفہ پہنچنے کے بعد ہوتا ہے، اسلئے مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ مغرب کا وقت نکلا جارہا ہو۔ اور اگر کوئی یہ سمجھ کر مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھ لیتا ہے کہ وقت نکلا جارہا ہے تو اس پر مزدلفہ آکر مغرب کی نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مزدلفہ کے راستہ میں عشاء کی نماز پڑھ لیتا ہے تو اس پر بھی مزدلفہ پہنچکر عشاء کا اعادہ واجب ہے۔ (مستفاد درمختار کراچی ۲/۵۰۹)

ہاں البتہ اگر عرفات سے مزدلفہ پہنچنے میں اس قدر تاخیر ہو جائے کہ طلوعِ صبح صادق سے قبل مزدلفہ پہنچنے کا امکان باقی نہیں رہا۔ تو ایسی صورت میں مزدلفہ کے راستہ میں طلوعِ صبح صادق سے اتنی دیر قبل مغرب وعشاء پڑھ لی جائے جتنے میں صبح صادق سے قبل اطمینان سے دونوں نمازیں پڑھ کر فارغ ہو سکتے ہیں۔ (مستفاد تنویر الابصار مع الدر المختار ۲/۵۰۹، ایضاح المناسک ۱۴۳)

وقوفِ مزدلفہ میں لاپرواہی

مزدلفہ میں وقوف کا وقت دسویں ذی الحجہ کو طلوعِ صبح صادق کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے تک ہے۔ اور وقوفِ مزدلفہ حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ چاروں اماموں کے نزدیک واجب ہے

اس کو بلا عذر ترک کر دینے سے ان سب کے نزدیک دَم واجب ہوجاتا ہے۔

(مستفاد ایضاح الطحاوی ۲/۵۰۵، تاتارخانیہ ۲/۵۹، ایضاح المناسک ص۱۴۶)

نیز جرمانہ واجب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑی ساعتِ اجابت سے محرومیت کی بات ہے۔ کہ ایک حدیث شریف میں حضرت عباس بن مرداسؓ سے مروی ہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ عرفات کے اندر عرفات کی شام کو اپنی امت کی مغفرت کی دعاء فرمائی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ جواب آیا کہ میں نے آپکی امت میں سے ظالموں کو چھوڑ کر باقی سب کی مغفرت کر دی ہے، تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ دُعا مانگی کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مظلوموں کو جنت عطاء کرنے کے ساتھ ساتھ ظالموں کی مغفرت بھی کر سکتا ہے، مگر میدانِ عرفات میں یہ دُعا قبول نہیں ہوئی، اور جب مزدلفہ تشریف لائے اور پھر صبح کو طلوعِ صبح صادق کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے وہی دُعا دوبارہ مانگی تو اللہ نے مزدلفہ میں اس دُعاء کو بھی قبول فرمالیا کہ آپ کی دُعا سے میدانِ مزدلفہ میں ظالموں کی بھی مغفرت ہوگئی، اس لئے اس سے بڑھکر محرومی کی بات اور کیا ہوسکتی ہے۔

(ابن ماجہ شریف ص۲۱۶، الترغیب والترھیب ۲/۱۳۰)

کہ ایسا سُنہرا موقع اسلئے چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ رات ہی میں جاکر آسانی سے بیت اللہ شریف کا طواف کیا جائے۔ حالانکہ طوافِ زیارت اس رات میں طلوعِ صبح صادق سے قبل صحیح نہیں ہوتا اسکا اعادہ کرنا لازم ہوجاتا ہے۔ (غنیہ ۲۲، بدائع قدیم ۲/۱۳۲، شامی کراچی ۲/۵۱۸)

رمیِ جمرات کی نیابت میں لاپرواہی

ایسے مریض اور کمزور اور بوڑھے اور اپاہج وغیرہ کی طرف سے رمیِ جمرات میں نیابت جائز ہے جو از خود جمرات پر پہنچکر رمی کرنے پر قدرت نہیں رکھتے، اور رمی کرنیوالا

نائب بوقتِ رمی ان کی طرف سے رمی کی نیت کریگا۔ (غنیۃ الناسک ۱۰۰)
اور اگر ان کی طرف سے رمی کے بعد عذر زائل ہوجائے تو دوبارہ وقت کے اندر اندر از خود رمی کرنا ان پر لازم نہیں۔ اور نہ ہی ان پر کوئی فدیہ لازم ہے۔ (مستفاد غنیہ ۱۰۰)
لیکن اگر عورت تندرست ہے، جمرات تک پہنچکر رمی کرسکتی ہے تو ایسی عورت کی طرف سے نیابت جائز نہیں۔ اگر اِزدحام کی وجہ سے رمی کرنا دشوار ہو، تو رات میں رمی کرے گی، بلکہ عورتوں کے لئے رات ہی میں رمی کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (مستفاد غنیۃ الناسک ۱۱۰، ایضاح المناسک ۱۵۸، ۱۵۹) اور ایسی عورتوں پر رمی جمرات کے چھوڑنے کی وجہ سے دم واجب ہوجائیگا۔

رمی، قربانی، حلق میں ترتیب

اگر حاجی متمتع یا قارن ہے تو اس پر وقوفِ مزدلفہ کے بعد سب سے پہلے رمی، اسکے بعد قربانی، اس کے بعد حلق کرنا واجب ہے۔ اور ان تینوں کے درمیان اسی طرح سے ترتیب باقی رکھنا واجب ہے۔ اگر ترتیب بدل جائیگی تو دم واجب ہوجائیگا۔ لیکن اگر کوئی شخص بہت زیادہ کمزور ہے خود قربان گاہ نہیں جا سکتا تو کسی معتبر شخص کو پیسہ دیکر وکیل بنادے اور جو وقت حلق کرنے کے لئے مقرر کردیا گیا اس وقت حلق کرلے، پھر معلوم ہوجائے کہ قربانی وقت پر نہیں ہوئی بلکہ حلق کے بعد ہوئی تو ایسی صورت میں اس کمزور شخص پر صاحبینؒ کے قول پر عمل کرتے ہوئے جرمانہ میں دم لازم نہ ہوگا۔ یاد رہے کہ یہ حکم صرف کمزور اور معذور شخص کے لئے ہے۔ فقہی اجتماع بتاریخ ۱۶ - ۱۸ ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ (دیوبند) میں اسیر علماء کا اتفاق ہوچکا ہے۔
اور اگر حاجی مفرد بالحج ہے تو اس پر قربانی نہیں ہے۔ اسلئے صرف رمی اور حلق کے درمیان

ترتیب باقی رکھنا واجب ہے۔ اگر رمی سے پہلے حلق کریگا تو جرمانہ میں دم واجب ہوجائیگا۔ (مستفاد فتح القدیر ۳/۶۵، غنیۃ الناسک ۱۴۹، ہندیہ ۱/۲۶۱) ان امور کے درمیان ترتیب باقی رکھنے کا اہتمام حنفی مسلک کے لوگوں پر لازم ہے۔

بینک میں قربانی کا پیسہ جمع کرنا

سعودی حکومت کی طرف سے بینک میں روپیہ جمع کرا کر قربانی کا اعلان کیا جاتا ہے، حنفی مسلک کے لوگ اس معاملہ میں ضرور احتیاط رکھیں، چونکہ مسلک حنبلی میں ترتیب واجب نہیں ہے اسلئے بینک یا معلم کے توسط سے اگر قربانی کی جاتی ہے، اور رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب بدل جاتی ہے تو ان کے یہاں دم واجب نہیں ہوتا، مگر حنفی مسلک میں ترتیب بدلنے سے دم لازم ہوجاتا ہے۔ اور بینک یا معلم حاجی سے یہ کہہ کر روپیہ لے لیتا ہے کہ آپ کی قربانی مثلاً یوم النحر کے دن دس بجے ہوجائیگی۔ اور دس بجے کے بعد سر منڈالینا، تو ایسی صورت میں اگر دس بجے تک قربانی نہیں ہوئی اور حاجی نے وقت مقررہ پر سر منڈالیا، اور بعد میں معلوم ہوا کہ قربانی وقتِ مقررہ پر نہیں ہوئی بلکہ سر منڈانے کے بعد ہوئی ہے تو ایسی صورت میں اس حاجی پر مزید ایک قربانی اور کرنی واجب ہوجائیگی۔ جس کو حدودِ حرم میں کرنا لازم ہے۔ اس لئے حجاج کرام کو اپنی قربانی خود کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ معتبر حنفی شخص یا حنفی ادارہ کو مجبوری کی صورت میں وکیل بنائے۔ (مستفاد شرح نقایہ ۱/۲۱۴، فتاویٰ رحیمیہ ۲/۳۵، ایضاح المسائل ۱۲۷، ایضاح المناسک ۱۲۵)

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں

مدینۃ المنورہ کے قیام کے دوران افضل ترین عمل یہ ہے کہ سرکار دوعالم

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر وقت درود شریف کا نذرانہ پیش کیا جاتا رہے۔ ایک معمول بنا لیا جائے کہ ہمیں روزانہ اتنی تعداد میں دُرود شریف پڑھنا ہے۔ اور تمام نمازیں حرمِ مدنی کے اندر ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مسجدِ نبوی کی ایک نماز ابن ماجہ کی روایت کے مطابق پچاس ہزار نمازوں کے برابر ثواب رکھتی ہے۔ اور مسند امام احمد بن حنبل میں صحیح سند کے ساتھ ایک روایت آئی ہے اس میں واضح طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں لگاتار پڑھیگا کہ ان میں سے ایک نماز بھی فوت نہ ہوئی ہو اُس کے لئے اللہ کی طرف سے تین قسم کی برارت کا اعلان ہے۔ یعنی تین قسم کی مصیبتوں سے حفاظت کا اعلان ہے۔

۱۔ جہنم سے حفاظت ۲۔ عذابِ الٰہی سے حفاظت ۳۔ نفاق سے حفاظت

حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلّٰى فِي مَسْجِدِيْ اَرْبَعِيْنَ صَلٰوةً لَا تَفُوْتُهُ صَلٰوةٌ كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَنَجَاةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرِيْءٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔

(مسند امام احمد بن حنبل ۳/۱۵۵، مسند امام احمد بن حنبل رقم ۱۲۶۱۱ الترغیب والترہیب ۲/۱۳۹)

حضرت انسؓ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری مسجد میں لگاتار چالیس نمازیں پڑھیگا جن میں سے ایک نماز بھی فوت نہ ہو تو اس کیلئے جہنم سے برارت اور عذابِ الٰہی سے نجات اور نفاق سے بَری ہونا لکھدیا جاتا ہے۔

بہت سے لوگ مدینۃ المنورہ کے قیام کے دوران مسجد نبوی میں نماز کا اہتمام نہیں کرتے، اور اِدھر اُدھر جا کر وقت گذار دیتے ہیں۔ مسجد نبوی کی جماعت کی نماز سے اپنے آپ کو محروم رکھتے ہیں، اسلئے اسکا بہت خیال رکھا جائے کہ مدینۃ المنورہ

میں قیام کے دوران مسجد نبوی کی کوئی نماز چھوٹنے نہ پائے۔ اور یہ چالیس نمازیں پڑھنا واجب نہیں ہیں۔ بلکہ جو پڑھیگا اس کو فضیلت حاصل ہوگی۔ جو نہیں پڑھیگا وہ اس فضیلت سے محروم ہوجائیگا۔ نیز مدینۃ المنورہ میں آٹھ دن قیام کرنا بھی واجب نہیں ہے بلکہ باعثِ فضیلت ہے۔ لہٰذا جس شخص کو وقت میں گنجائش نہ ہو اس کے لئے صرف ایک دو روز قیام کرنا بھی جائز ہے۔ بلکہ اسکی بھی اجازت ہے کہ مدینۃ المنورہ پہنچکر چند گھنٹے میں مسجد نبوی میں ایک آدھ نماز پڑھ لی جائے اور آقاءِ نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبرِ اطہر پر جاکر زیارت کرلی جائے۔ اس کے بعد واپس ہوجائے۔ اور جس کو گنجائش ہو وہ ضرور چالیس نمازیں پڑھکر اپنے آپ کو اس عظیم ترین فضیلت کا مستحق بنائے۔

واپسی میں حاجی کی بارات

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب حاجی صاحب حج کرکے واپس آنے لگے تو گھریلو مصروفیات میں مشغول ہونے سے پہلے پہلے اس کو جاکر سلام کرو، اور اس سے مصافحہ کرو، اور اس سے دعا کی درخواست کرو، اسلئے کہ حاجی صاحب کے اپنے گھریلو مشاغل میں مصروف ہونے سے پہلے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ۔

(مسند امام احمد بن حنبل ۲/۶۹۔ ۲/۱۲۸، مسند رقم ۵۳۷۱ — ۶۱۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حضورؐ کا ارشاد مروی ہے کہ جب تم حاجی سے ملاقات کرو تو اسکو سلام کرو، اور اس سے مصافحہ کرو، اور حاجی صاحب کے اپنے گھریلو مصروفیت میں مشغول ہونے سے پہلے دعا اور استغفار کو کہو، اسلئے کہ حاجی صاحب کی دعا قبول ہوتی ہے۔

ابن ماجہ شریف کی روایت میں گھریلو مصروفیت کی قید نہیں ہے، بلکہ بغیر قید کے اس بات کا ذکر ہے کہ حاجی صاحب کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ ۲۰۸)

اسلئے جب حاجی صاحب حج کرکے اپنے گاؤں میں داخل ہوجائیں تو مقامی لوگوں کا حاجی صاحب سے جاکر مُلاقات کرنا اور دعاؤں کی گذارش کرنا اور حاجی صاحب سے دُعائیں کروانا ایک خوش قسمتی کی بات ہے۔ لیکن آجکل کے زمانہ میں ایک بیجا اسراف اور نئی چیز کا دروازہ کھل گیا ہے کہ عورتوں اور مَردوں کا بسوں اور گاڑیوں کے ذریعہ سے ایک حاجی کو لینے کے لئے کافی تعداد میں بارات کی شکل میں ایئرپورٹ پہنچتے ہیں، اور جب حاجی صاحب ہوائی اڈہ سے باہر آتے ہیں تو حاجی صاحب کے گلے میں سہرہ ڈالا جاتا ہے۔ اور جو عورتیں پہنچتی ہیں ان کو شرم وحیا کا پاس ولحاظ بھی نہیں ہوتا۔ اجنبی مَردوں کے ہجوم میں اپنی شرم وحیاء کو بالائے طاق رکھ دیتی ہیں۔ نیز اگر جہاز لیٹ ہوجاتے تو ائرپورٹ پر اتنی تعداد میں لوگ پڑے رہتے ہیں کہ چلنا پھرنا دشوار ہوجاتا ہے۔ اسی طرح ریلوے اسٹیشنوں کا بھی حال ہے۔ اس کے بعد حاجی صاحب کو دولہا بناکر لایا جاتا ہے۔ اور پھر حاجی صاحب اپنے گھر آکر اپنے حج کی دعوت ولیمہ کرتا ہے۔ یہ سب کا سب بیجا اسراف ہے۔ اتنے پیسوں میں دوسرا حج کیا جاسکتا ہے۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق کوئی شخص حاجی صاحب سے دُعا کی گذارش بھی نہیں کرتا، اور نہ اس سے دُعا کرانا مقصد ہوتا ہے۔ اور حج ایک مشقت عبادت ہے جس کو نمائش کی شکل میں تبدیل کردیا جاتا ہے۔ اسلئے تمام حاجی بھائیوں سے گذارش ہے کہ اپنے حج کو نمائش اور ریاکاری اور بیجا اسراف سے محفوظ رکھیں، اور اللہ نے حج کی جو نعمت عطا فرمائی ہے اسکا شکر ادا کریں، اور اسکی قبولیت کی دُعائیں کرتے رہا کریں، اور اسے ضائع ہونے نہ دیں۔ یہ بندہ بھی دعا کی گذارش کرتا ہے۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا ۞ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۵

(۲۷) حُجّاجِ کرام کی بَدعُنوانیاں

جو شخص اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی محترم چیزوں کی عظمت وبڑائی رکھیگا تو وہ اس کے لئے اس کے پروردگار کے یہاں بہتر ہوگا۔	وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ۔ الآیۃ (سورۂ حج آیت ۳۰)

ہ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمۡ دَآئِمًا اَبَدًا ٭ عَلٰی حَبِیۡبِکَ خَیۡرِ الۡخَلۡقِ کُلِّھِمِ

معلم الحجاج کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر عنوان قائم فرما کر حجاج کرام کی بے اصولی اور بدعنوانی پر احساس دلا کر ان کو ان اُمور سے محفوظ ہو کر حج کا فریضہ ادا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور ایک خلاصہ ندائے شاہی حج نمبر میں مرتب رسالہ ندائے شاہی نے عمدہ طریقہ سے ترتیب دیکر شائع فرمایا تھا، اور یہاں پر اصل اور نقل دونوں کو پیش نظر رکھکر معلم الحجاج کے مذکورہ مسائل کے کچھ اقتباسات لکھدیتے ہیں اور ساتھ میں کچھ نیا اضافہ بھی کیا جارہا ہے، ربِّ کریم سے امید ہے کہ ان اقتباسات اور نئے اضافہ سے حجاج کرام کو انشاء اللہ تعالیٰ اچھی رہنمائی حاصل ہوگی۔

سفر سے کئی روز پہلے کی غلطیاں

(۱) جب حاجی صاحب کے حج کی منظوری آتی ہے تو اسی وقت سے اسکا چرچا اور تبصرہ ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ اور حاجی صاحب خود بھی اپنے حج کو جانے کا چرچا عام کرنے

لگتا ہے، حالانکہ حج ایک عشقیہ عبادت ہے، اور لوگوں میں جتنا خود چرچا کریگا اتنا رب کریم سے عشق ومحبت میں کمی آتی رہیگی۔ اسلئے اس میں حتی الامکان احتیاط کی ضرورت ہے۔

(۲) جوں جوں سفرِ حج کا وقت قریب آتا جاتا ہے اعزاء واقرباء کی آمد ورفت کا سلسلہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور بہت سے لوگ حاجی صاحب کے لئے اس بناء پر تحفہ و تحائف لاتے ہیں کہ حاجی صاحب بھی واپسی میں ہمارے لئے حرمین شریفین سے تحفہ لائیں گے۔ بلکہ بعض حاجی تو ایسا کرتے ہیں کہ محلہ میں گشت لگاتے ہیں تاکہ لوگ حاجی صاحب کو تحفہ پیش کیا کریں۔

(۳) جب سفر بالکل قریب آجاتا ہے تو حاجی صاحب کے یہاں ایسی دعوت ہوتی ہے جیسے کوئی دولت مند آدمی اپنی لڑکی کی شادی میں دعوت کرتا ہے۔ اور اس موقع پر بھی تحفہ اور لفافہ پیش ہونے لگتا ہے۔

(۴) اب جب حاجی صاحب سفرِ حج شروع کرتے ہیں تو ائرپورٹ تک گاڑیوں اور بسوں سے ایک حاجی کو پہنچانے کے لئے ایک بڑا مجمع پہنچ جاتا ہے۔ دیکھنے والوں کو شبہ ہوجاتا ہے کہ شاید کوئی بڑی بارات دولہا کو لیکر جارہی ہے، یا دولہن کو لیکر آرہی ہے۔ حالانکہ صرف ایک دو آدمی ائرپورٹ پر پہنچا کر آسکتے ہیں۔ اور بلا وجہ اتنی بڑی فضول خرچی کا شکار ہوجاتے ہیں۔

(۵) ائرپورٹ پر میلہ اور افراتفری کا عالم

جب ایک ایک حاجی کو پہنچانے کے لئے بسیں بھر بھر کر ہر طرف سے انسانوں کے ریلے کے ریلے پہنچ جاتے ہیں تو ائرپورٹ پر بلاوجہ سخت ترین ہجوم اور ہنگامہ کی شکل پیدا ہوجاتی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ عورتیں اپنے دودھ پیتے اور شیر خوار معصوم

بچّوں پر بھی رحم نہیں کرتیں، ان کو بھی لیکر ائر پورٹ پہ پہنچ جاتی ہیں۔ اسکے نتیجہ میں ائر پورٹ پر جام لگ جاتا ہے۔ اور راستہ میں بہت سے حادثات اور ایکسیڈنٹ کا شکار بھی ہوجاتے ہیں۔ اور بہت سے لوگوں کو الٹی متلی اور دیگر امراض کا شکار بھی ہونا پڑجاتا ہے۔ اور چھوٹے بچے بسوں میں الٹیاں کرنے لگتے ہیں۔ بالآخر اللہ اللہ کرکے حاجی اہلِ وطن کے ہجوم اور ہنگامہ سے نجات پاجاتا ہے۔ مگر آج ہی سے حاجی صاحب پر فکر اور [illegible] سوار ہوجاتا ہے کہ تحفہ دینے والوں کا بدلہ کیسے چکایا جائیگا۔ چنانچہ جب مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کی مقدس سرزمین پر پہنچ جاتا ہے تو بجائے یکسوئی کے ساتھ عبادت اور رجوع الی اللہ میں مصروف ہوجانے کے آج ہی سے یکسوئی کھو بیٹھتا ہے، اور بازاروں کا چکر لگانے کا سلسلہ شروع کردیتا ہے۔ اور خریداری شروع ہوجاتی ہے کہ کس کے لئے کیا تحفہ لینا ہے۔ بیچارے حاجی صاحب کو ہر وقت اپنے اعزاء و اقرباء کی ہمدردی اور تحفہ کا بدلہ چکانے کی فکر سوار رہتی ہے۔ حالانکہ وہاں سے لانے کے لئے آبِ زمزم اور مدینۃ المنورہ کی کھجوروں سے بڑھکر کوئی تحفہ نہیں ہے۔ اور اعزاء و اقرباء کے لئے اس سے بڑھکر کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ کہ حرمین شریفین کی مقدس سرزمین میں اپنی خصوصی دعاؤں میں ان کو فراموش نہ کیا جائے۔

(۶) حج یا عمرہ کو جانیوالے سے دُعاء کی فرمائش مسنون

مسنون طریقہ یہی ہے کہ جب حاجی صاحب سفر کے لئے روانہ ہونے لگیں تو مقامی لوگ حاجی صاحب سے دعاؤں کے لئے گذارش کریں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت سید الکونین علیہ السلام سے عمرہ کو جانے کے لئے اجازت مانگی تو آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ اے میرے بھائی تم وہاں کی دعاؤں میں ہم کو بھی شریک رکھنا اور ہم کو اپنی دعاؤں میں

فراموش نہ کرنا۔ (ابن ماجۃ شریف ص۲۰۸) اللہ کے رسولؐ نے حاجیوں سے دُعا کی فرمائش کی ہے۔ اسلئے کہ حاجی کی دُعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اور حاجی صاحب کی طرف سے بھی ہمدردی یہی ہے کہ سب کے لئے دُعا کیا کریں۔

(۷) دورانِ سفر مزید غلطیاں

بہت سے احباب دورانِ سفر نمازوں کا اہتمام نہیں کرتے۔ بعض تو نماز ہی نہیں پڑھتے۔ اور بعض پڑھتے بھی ہیں تو مسائل کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ مثلاً بہت سے حجاج ٹرینوں اور ہوائی جہازوں کی سیٹوں پر بیٹھکر نماز پڑھتے ہیں، حالانکہ ٹرین پر کھڑے ہوکر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اور جہاں کھڑے ہوکر نماز پڑھنا ممکن ہو وہاں پر بیٹھکر پڑھنا جائز نہیں۔ اور ہوائی جہاز میں آگے یا پیچھے کی طرف ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں پر بآسانی کھڑے ہوکر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ بعض لوگ قبلہ معلوم کئے بغیر جدھر چاہے ادھر پڑھ لیتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ بلا وجہ تاخیر کرکے مکروہ وقت میں پڑھتے ہیں۔ اور بعض یوں ہی تیمم کرکے پڑھ لیتے ہیں۔ ان تمام امور سے بچکر مسنون طریقہ سے قبلہ کی طرف ہوکر نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسلئے کہ یہ سفر ہی عبادت کا ہے۔ اور باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(۸) ٹرین اور اسٹیشن اور ہوائی جہاز کی ٹنکی کا پانی پاک ہوتا ہے، اس سے احتیاط کا خیال رکھ کر وضو کرکے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن بعض لوگ اس سے وضو نہ کرکے تیمم کرنے لگتے ہیں، حالانکہ ایسے حالات میں تیمم کرکے نماز جائز نہیں ہوتی۔

(۹) بہت سی پردہ نشین برقع اوڑھنے والی عورتیں دوسرے ممالک کی بے پردہ عورتوں کو دیکھکر بے پردہ ہوجاتی ہیں۔ اور سفرِ حج جیسے مقدس سفر میں بے پردگی کے گناہ میں مبتلا ہوجاتی ہیں۔ حالانکہ اس مقدس سفر میں بے پردگی کے گناہ سے حفاظت کا

زیادہ اہتمام کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱۰) بعض عورتیں بلا محرم اور بغیر شوہر سفر حج کرتی ہیں۔ حالانکہ عورتوں کے لئے بلا محرم یا بلا شوہر حج کو جانا ناجائز اور معصیت و گناہ ہے۔ (معلم الحجاج ص۳۴۵)

(۱۱) بعض لوگ سفر حج میں بہت زیادہ لڑتے ہیں۔ بالخصوص گاڑیوں میں سوار ہوتے وقت جگہ لینے پر بہت ہی لڑائیاں ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ گالی گلوچ اور مار پیٹ تک پہنچ جاتے ہیں۔ حالانکہ اس مبارک سفر میں جنگ و جدال اور گالی گلوچ بہت بڑا گناہ ہے۔ (معلم الحجاج ص۳۴۶)

(۱۲) احرام کی غلطیاں

بعض لوگ احرام کی حالت میں سلی ہوئی چادر یا رزائی کے استعمال کو سلا ہوا ہونے کی وجہ سے ناجائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ احرام کی حالت میں مرد کو سلا ہوا کپڑا پہننا جائز نہیں۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ مردوں کو احرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے۔ مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ سلی ہوئی چادر اور رزائی وغیرہ کا استعمال بھی ناجائز ہے۔ بلکہ احرام کی حالت میں ایسا سلا ہوا کپڑا پہننا مردوں کے لئے ممنوع ہے جو بدن کی ہیئت پر سلا ہوا ہو جیسے کرتہ، پاجامہ، اچکن، واسکٹ، بنیان ٹوپی وغیرہ۔ لہٰذا سلی ہوئی چادر اور سلی ہوئی لنگی وغیرہ مردوں کے لئے ممنوع نہیں ہے۔ ہاں البتہ افضل اور بہتر یہی ہے کہ یہ بھی سلی ہوئی نہ ہو۔

(۱۳) احرام کی نماز بعض لوگ سر کھول کر پڑھتے ہیں۔ حالانکہ احرام کی نماز کے وقت احرام میں نہیں ہوتا ہے اسلئے سر ڈھانک کر احرام کی نماز پڑھنی چاہئے۔ اور سلام پھیرنے کے بعد سر کھول کر نیت کرکے تلبیہ پڑھنا چاہئے۔

(۱۴) بعضے لوگ نماز کی حالت میں بھی اضطباع کرتے ہیں۔ حالانکہ اضطباع

صرف طواف کی حالت میں مسنون ہے۔ اور وہ بھی صرف ہر اس طواف میں مسنون ہوتا ہے کہ جس کے بعد سعی بین الصفا والمروۃ کرنا ہوتا ہے۔ ہاں البتہ طوافِ زیارت اگر احرام کھولکر کپڑے بدلکر کرنا ہے، اور اسکے بعد سعی کرنی ہو تو اس طوافِ زیارت میں اضطباع نہیں ہوتا۔

(۱۵) بعض عورتیں احرام کی حالت میں چہرہ کھُلا رکھتی ہیں، حالانکہ چہرہ کھُلا رکھنے کی وجہ سے بہت سے مَردوں کے لئے بدنگاہی کے گناہ میں مبتلا ہونے کا سبب ہے، اسلئے احرام کی حالت میں بھی چہرہ کا نقاب اس طرح ڈال لیا جائے کہ جس سے نقاب کا کپڑا چہرہ سے نہ لگنے پائے۔ (معلم الحجاج ص۲۴۳)

(۱۶) بہت سے مَرد احرام کی لنگی ناف کے نیچے باندھتے ہیں، حالانکہ مَرد کے ناف سے نیچے کا حصہ ستر عورت میں شامل ہے، اسکا ڈھانکنا واجب ہے۔ اسکا کھُلا رکھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ بہت سے بھائیوں کو اسکا اِحساس بھی نہیں ہوتا۔ کہ گناہِ کبیرہ اور حرام کا ارتکاب ہو رہا ہے۔ اسلئے اسکا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔

(۱۷) بہت سے مَرد احرام کی لنگی اس طرح پہنتے ہیں کہ چلتے ہوئے ران تک کھُل جاتی ہے۔ اسلئے احرام کی لنگی اگر بغیر سلی ہوئی ہو تو اس طرح پہننی چاہیئے کہ چلتے ہوئے ران نہ کھلنے پائے۔ اور اگر ران کھُل جانیکا اندیشہ ہو تو اسکو لنگی کی طرح سِلوائی جا سکتی ہے۔

طواف کی غلطیاں

(۱۸) بہت سے طواف کرنے والے طواف کی ابتداء حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کے

درمیان میں کھڑے ہوکر کرتے ہیں۔ اس طرح کھڑے ہوکر طواف کی نیت کرنا ممنوع ہے۔ بلکہ اس طرح کھڑے ہوکر طواف شروع کرنا چاہئے کہ طواف شروع کرنے والے کا رُخ حجرِ اسود کے مقابل میں ہو جس میں طواف کرنے والے کا داہنا کندھا حجرِ اسود کے بائیں کنارے کے مقابل میں ہو۔ (معلم الحجاج ص۳۴۸)

(۱۹) حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے لئے عورت و مَرد کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ عورتوں میں ہٹو بچو اور چیخ و پکار کا عجیب حیا سوز منظر پیش آجاتا ہے، حالانکہ اگر آسانی سے ہوسکے تو حجرِ اسود کا بوسہ لینا سنت ہے، اور عورتوں کا مَردوں کے ہجوم میں گھس جانا حرام ہے۔

(۲۰) ایک اہم منکر عمل ہمیشہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بہت سے قیمتی عطر حجرِ اسود پر خوب بہاکر لگاتے ہیں حالانکہ حالتِ احرام میں محرم کے لئے خوشبو کا سونگھنا بھی جائز نہیں۔ اور حجرِ اسود کا بوسہ مُحرِم اور غیر مُحرِم دونوں طرح کے لوگ دیتے ہیں تو عطر لگانیوالوں کا عمل محرم کے لئے کفّارہ اور جُرمانہ کا سبب بنجاتا ہے۔ اسلئے حجرِ اسود پر عطر نہ لگانا چاہئے۔

(۲۱) طواف کرتے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے۔ اکثر لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے، حالانکہ صرف حجرِ اسود کے استلام ہی کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا جائز ہوتا ہے۔ (معلم الحجاج ص۳۴۹)

(۲۲) بعض عورتیں اپنی قیام گاہوں سے بناؤ سنگھار کرکے طواف کرنے جاتی ہیں، اور بعض کے اعضا بھی کھلے ہوتے ہیں، حالانکہ مسجدِ حرام اور مطاف کی جگہ روئے زمین میں سب سے زیادہ مقدس ترین جگہ ہے اس میں تو بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔

(۲۳) بعض عورتیں ایسے اِزدحام اور ہجوم کے بیچ میں مقامِ ابراہیمؑ کے پاس نماز

پڑھنے کی کوشش کرتی ہیں، اور طواف کرنے والے بھیڑ کی وجہ سے ان کے اُوپر سے چڑھتے ہوئے دھکا مکی کر کے چلے جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں نہ ان کی نماز باقی رہتی ہے، اور نہ ہی ان کی نماز کی حالت باقی رہتی ہے۔ اور بعض دفعہ تو لوگ انہیں روندتے چلے جاتے ہیں۔

اسی طرح حطیم کے اندر نماز کا حال ہوتا ہے، اسلئے مقامِ ابراہیم کے پاس نماز نہ پڑھکر اسکے سامنے دور جاکر خالی جگہ پر نماز پڑھنی چاہیئے۔ اسی طرح سخت بھیڑ کے وقت حطیم میں داخل نہ ہونا چاہیئے۔

(۲۴) بعض لوگ طواف کے وقت رُکنِ یمانی کو بھی بوسہ دیتے ہیں، حالانکہ صحیح قول کے مطابق رکنِ یمانی کو بوسہ دینا مسنون نہیں ہے۔ بلکہ اگر آسانی سے ہوسکے تو صرف ہاتھ لگاتے ہوئے چلے جانا چاہیئے۔

(۲۵) بعض مُطوفین طواف کرانے والے قافلہ کے آگے آگے اُلٹا چلتے ہوئے طواف کراتے ہیں، دوسروں کے طواف کی خاطر اپنا طواف خراب کرتے ہیں، کیونکہ اُلٹا چلکر طواف کرنا جائز نہیں۔

سَعی کی غلطیاں

(۲۶) سعی کرنے کے لئے صفا پہاڑی پر زیادہ اونچائی پر چڑھنا نہیں چاہیئے۔ بس صرف اتنا اُوپر چڑھ جانا کافی ہے کہ کعبۃ اللہ وہاں سے نظر آجاتا ہو۔ بعض لوگ بہت اُوپر چڑھ جاتے ہیں۔ یہ بلا ضرورت ہے۔

(۲۷) بعض اُمراء اور سرمایہ دار بلا عذر بھی سَواری پر سَعی کرتے ہیں۔ اور بلا عُذر سَواری پر سعی جائز نہیں۔ اس پر دَم واجب ہوجاتا ہے۔

(۸) سعی کرتے وقت صفا اور مَروہ پر ہاتھ اُٹھاکر دُعاء کرنا مسنون ہے۔

اور ہاتھ صرف اتنے اٹھانے ہیں جتنے دعار کے وقت اٹھائے جاتے ہیں۔ اور بعض لوگ تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں جو خلافِ سنت ہے، اسلئے اسکا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

(۲۹) بعض لوگ سعی کرتے ہوئے بھی اضطباع کرتے ہیں۔ حالانکہ اضطباع یعنی احرام کی اُوپر والی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے لاکر بائیں کندھے کے اُوپر ڈال دینا صرف اس طواف میں مسنون ہوتا ہے جس کے بعد حالتِ احرام میں سعی کرنا ہو۔ اسکے علاوہ کسی اور سعی میں اضطباع مسنون نہیں ہے۔

وقوفِ عرفات کی غلطیاں

(۳۰) عرفات میں بعض لوگ جبلِ رحمت پر چڑھنا ثواب سمجھتے ہیں، شرعاً اسکی کوئی اصل نہیں۔ اسلئے اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(۳۱) عرفات میں ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھی جاتی ہیں، اسکے بعد یکسو ہوکر اللہ تعالیٰ کی طرف خاص توجہ کی سخت ضرورت ہے۔ ذکر اور تکبیر اور تہلیل اور تلاوت اور دُعار میں مشغول ہوجانا چاہیئے۔ بعض لوگ اِدھر اُدھر سڑکوں پر گھومنے پھرنے اور خیراتی گاڑیوں سے کھانے پینے کی اشیار کے حصول میں لگے رہتے ہیں۔ یہ سخت محرومی کی بات ہے۔

(۳۲) بعض لوگ سورج غروب ہونے سے بہت پہلے عرفات کے گیٹ پر آکر بھیڑ لگا لیتے ہیں۔ حالانکہ پہلے سے آکر بھیڑ لگانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ صرف مصیبت مول لینا ہوتا ہے، اسلئے سُورج غروب ہوجانے تک اپنی جگہ دُعاؤں میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اور غروب کے بعد ہی روانہ ہونا چاہیئے۔

(۴۳) بعض لوگ معلّم کے خیمہ میں قیام کو ضروری سمجھتے ہیں، حالانکہ معلّم کی البسوں اور اس کے خیمہ اور اسکے افراد کے تابع معذور اور ناواقف لوگوں کو ہونا پڑتا ہے جن کے لئے اسکے بغیر پریشانیاں ہوں۔ اور جو لوگ تندرست ہوں اور اچھی طرح چلنے پھرنے پر قادر ہوں ان کو امیر الحج کے ساتھ اس کی اقتدا میں ظہر و عصر کی نماز پڑھنی چاہیئے۔ پھر مناسب جگہ پر وقوف کرکے یکسوئی کی کوشش کرنی چاہیئے۔

وقوفِ مُزدلفہ کی غلطیاں

(۴۴) بعض لوگ مزدلفہ پہونچنے سے قبل عرفات کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنے لگتے ہیں، حالانکہ اس دن مغرب کی نماز کا وقت دو شرط کے ساتھ مشروط ہوتا ہے۔

(۱) مزدلفہ کی حُدود میں داخل ہوجانا۔

لہٰذا مزدلفہ میں داخل ہونے سے قبل مغرب کی نماز جائز نہیں۔ اگر راستہ میں پڑھ لی جائے تو مزدلفہ میں داخل ہونے کے بعد دوبارہ نماز پڑھنا لازم ہوگا۔

(۲) مزدلفہ میں عشاء کا وقت ہوجانے کے بعد مغرب کی نماز جائز ہوتی ہے۔

لہٰذا اگر عشاء کا وقت ہونے سے قبل مزدلفہ پہنچ جائے تو مغرب کی نماز کے لئے عشاء کے وقت کا انتظار لازم ہے۔ تفصیل مسائل مزدلفہ میں دیکھی جائے۔

(۴۵) بعض لوگ مزدلفہ سے صبح صادق سے پہلے ہی روانہ ہوجاتے ہیں۔ حالانکہ مزدلفہ میں وقوف کا وقت صبح صادق کے بعد شروع ہوتا ہے، اور سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے، اور اسی وقت وقوف کرنا واجب ہے۔ اگرچہ تھوڑی دیر کیلئے کیوں نہ ہو۔ اور عشاء کے بعد سے صبح صادق تک مزدلفہ میں رات گذارنا سنتِ

مؤکدہ ہے۔ اور سورج طلوع ہونے سے اتنی دیر پہلے روانہ ہوجانا مسنون ہے جتنی دیر میں دو رکعت نماز پڑھی جاسکتی ہو۔

حجِ بَدل کرنیوالوں کی غلطیاں

(۳۶) حج بَدل کرنے والوں میں سے بعض لوگ ٹھیکہ اور اجارہ پر حج بَدل کرتے ہیں، اور بعض لوگ مصارف کا ٹھیکہ کرلیتے ہیں، ایسا کرنا جائز نہیں۔

(معلم الحجاج ص۲۴۵)

(۳۷) حج بَدل کرنے والے کو حج بَدل کے روپیہ سے صدقہ کرنا، دوستوں کی دعوت اور مہمان نوازی کرنا جائز نہیں۔ ہاں البتہ اگر آمر نے حج بدل کا پیسہ یہ کہکر دیدیا ہے کہ یہ پیسہ آپ حج بَدل کرنے میں جس طرح چاہے خرچ کریں۔ اور اسمیں سے اگر کچھ بچ جائے تو اس سے مہمانداری اور صدقہ سب کچھ جائز ہوجائیگا۔

(۳۸) حج بَدل میں حج افراد ہی کرنا چاہئے۔ ہاں البتہ آمر نے حج تمتع یا قِران کی اجازت دیدی ہے تو تمتع اور قران کی اجازت ہے۔ اور دمِ شکر کی بھی اجازت دیدی ہے تو دمِ شکر بھی آمر کے پیسے سے جائز ہے، چاہے دلالۃً اور عرفاً ہی اجازت دی ہو تب بھی جائز ہے۔

اس مسئلہ کو معلم الحجاج میں اس انداز سے لکھا گیا ہے کہ حج افراد کے علاوہ جائز ہی نہیں ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ آمر کی اجازت سے تمتع وغیرہ کی بھی اجازت ہے۔

رمی جمرات کی غلطیاں

(۳۹) اکثر لوگ رمی کرنے میں اصل جمرہ ستون یا دیوار کو سمجھتے ہیں. حالانکہ حقیقت میں جمرہ وہ نہیں ہے بلکہ ستون اور دیوار کی جڑ سے لیکر اس کی ہر طرف سے تین تین ہاتھ کے دائرہ کے اندر اندر زمین ہی جمرہ ہے۔ لہٰذا اگر کنکری ستون یا دیوار سے ٹکرا کر تین ہاتھ سے دور جاکر گر گئی تو رمی درست نہ ہوگی۔ اور اگر ستون یا دیوار سے نہ لگے اور حوض میں گر جائے تو رمی درست ہوجائے گی۔

(۴۰) بعض لوگ شیطان کو مارنے کے لئے بڑی بڑی کنکریاں لیتے ہیں، یہ بھی غلط ہے۔ اور کنکریاں چنے کے دانہ کے برابر ہونی چاہئیں۔

(۴۱) بعض لوگ جوتے چپل بھی مارتے ہیں، حالانکہ یہ بھی جائز نہیں۔

قربانی کی غلطیاں

(۴۲) رمی جمرات کے بعد تمتع اور قران کرنے والوں پر پہلے قربانی اسکے بعد حلق کرنا واجب ہے۔ بہت سے لوگ اسمیں لاپرواہی کرکے غلطی کرلیتے ہیں۔

(۴۳) بینک کے واسطہ سے سعودی حکومت کی طرف سے قربانی کا نظم ہے۔ مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں مختلف جگہ ٹیپ و مائک لگاکر اسکا اعلان ہوتا رہتا ہے۔ حنبلی مسلک کے لوگوں کے لئے بینک کے واسطہ سے قربانی کرانے میں کوئی تردد و شبہ باقی نہیں رہتا۔ لیکن حنفی مسلک کے لوگوں کے لئے پریشانی ہے، اسلئے بینک کے ذریعہ سے قربانی کرانے میں قربانی اور حلق میں ترتیب قائم رکھنا بہت مشکل ہے۔ دنیا بھر کے لوگوں کے لئے بینک کی طرف سے حلق کرنے

کا ایک وقت دیا جاتا ہے۔ اور لاکھوں قربانیوں کا ایک وقت میں کرنا ممکن نہیں
(۴۴) بہت سے فراڈی لوگ حجاجِ کرام کی بلڈنگوں پر آکر سستی قربانی کا
لالچ دِلاکر بڑی تعداد میں روپیہ وصول کرلیتے ہیں، پھر فرار اختیار کرلیتے ہیں۔
اور حجاجِ کرام اپنی قربانی کے بارے میں پریشانی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اسلئے
حجاجِ کرام کو خبردار ہونے کی ضرورت ہے۔ اور کسی اجنبی شخص کو قربانی کی ذمّیداری
ہرگز نہ سونپیں، بلکہ خود قربانی کریں یا قابلِ اعتماد جانکار افراد یا معتبر
اداروں کے ذریعہ کرائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۲۸) طوافِ وداع کے مسائل

طوافِ وداع کو طوافِ صَدر بھی کہتے ہیں۔ یہ طواف آفاقی حاجی پر مکہ مکرمہ سے واپسی کے وقت کرنا واجب ہوتا ہے۔ اس سے متعلق چند اہم مسائل یہاں واضح کر دیتے ہیں، انشاء اللہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

طوافِ وداع کن لوگوں پر لازم

طوافِ وداع میقات کے باہر سے آنے والے حجاج کرام جب وطن واپس ہونے لگیں تو روانگی کے وقت اخیر میں ایک طواف کرنا ہر قسم کے آفاقی حاجی پر واجب ہے، چاہے وہ حاجی مفرد بالحج ہو یا قارن ہو یا متمتع، بشرطیکہ عاقل بالغ ہو معذور نہ ہو۔[۱]

طوافِ وداع کن لوگوں پر واجب نہیں؟

طوافِ وداع مکی، اہلِ حِل اور اہلِ میقات پر واجب نہیں، اور معذور آفاقی پر بھی واجب نہیں۔ مثلاً حائضہ اور نفساء اور مجنون اور نابالغ پر واجب نہیں۔ اسی طرح فائت الحج یعنی جس کا حج فوت ہوگیا ہو، اور محصر یعنی جس کو راستہ ہی میں روک لیا گیا ہو اس پر بھی واجب نہیں۔ اسی طرح آفاقی شخص جو صرف عمرہ کرنے کے لئے گیا ہو اس پر بھی عمرہ کرکے واپسی میں واجب نہیں۔[۲]

(معلم الحجاج ص۱۹۰)

طوافِ وداع مکی وحِلّی ومیقاتی کیلئے مستحب

طوافِ وداع اہلِ مکہ اور اہلِ حل اور اہلِ میقات

---

[۱] طواف الصدر وھو واجب علی کل حاج آفاقی مفرد او قارن او متمتع بشرط کونہ مدرکاً مکلفاً غیر معذور الخ (غنیۃ جدید ص۱۹۰، قدیم ص۱۰۱)

[۲] ولا یجب علی المعتمر ولو کان آفاقیاً ولا علی اھل مکۃ الخ مناسک قاری ص۲۵۲ ولا یجب علی معتمر ولا علی اھل مکۃ واھل الحرم والحل والمواقیت وفائت الحج والمحصر والمجنون والصبی والحائض والنفساء الخ (غنیۃ جدید ص۱۹۰، قدیم ص۱۰۱)

کے لئے مستحب ہے اور اس شخص کے لئے بھی مندوب ہے جو حج کرنے کے لئے جاکر مستقل طور پر وہاں قیام کرلے۔[۱]

عمرہ کرنیوالے پر طواف وداع نہیں

بہت سے افراد کو دیکھنے میں آیا کہ رمضان المبارک یا غیر رمضان میں عمرہ کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ واپسی میں یہ سمجھکر طوافِ وداع کرنے کا اہتمام کرتے ہیں کہ جس طرح آفاقی حاجیوں پر طوافِ وداع واجب ہے اسی طرح ان عمرہ کرنے والے آفاقی افراد پر بھی واجب ہے، اسلئے اس مسئلہ کو الگ سُرخی سے واضح کیا جارہا ہے۔ کہ آفاقی افراد جو صرف عمرہ کے لئے جاتے ہیں اُن پر واپسی میں طوافِ وداع لازم نہیں ہے۔[۲]

طوافِ وداع کیلئے نیت لازم نہیں

طوافِ وداع کے بارے میں یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کہ طوافِ وداع کے لئے مستقل طور پر اس طرح دل سے نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کہ میں مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے کے لئے الوداعی طواف کر رہا ہوں، بلکہ صرف نفس طواف کی نیت کافی ہے۔ نیز دوسرے نفل طواف کی نیت سے بھی طوافِ وداع صحیح ہوجاتا ہے۔ اسی طرح طوافِ زیارت کے بعد کوئی بھی نفلی طواف کریگا وہ طوافِ وداع کے قائم مقام ہوجائیگا۔ ہاں البتہ طوافِ وداع کی نیت کرنا صرف مستحب اور مندوب ہے۔[۳]

طوافِ وداع کے بعد فوراً سفر شروع کرنا

مستحب اور افضل یہی ہے کہ تمام کاموں سے فارغ ہوکر اخیر میں سفر کو روانہ ہوتے وقت طوافِ وداع کیا جائے، اسلئے یہی کوشش

---

[۱] وهو واجبٌ الّا على اهل مكة ومن في حكمهم فلا يجب بل يندب كمن مكث بعده۔
(الدر المختار مع الشامی کراچی ۲/۵۲۲ زکریا دیوبند ۳/۵۴۵)

[۲] ولا يجب على المعتمر ولو كان آفاقيًا الخ (مناسک ملا علی قاری ص۲۵۲)

[۳] ومن شرائط صحته نية الطواف والشرط اصل النية لا التعيين حتى لو طاف بعد طواف الزيارة لا يعين شيئًا او نوى تطوعًا كان للصدر لان الوقت تعين له فلو طاف بعد ارادة السفر ونوى التطوع اجزأه عن الصدر الخ
(غنیۃ جدید ص۱۹۰ قدیم ص۱۸۱)

ہونی چاہیے کہ بالکل اخیر میں یہ طواف کیا جائے، اور اسکے بعد متصلاً سفر شروع کردیا جائے۔
(معلم الحجاج صـ۱۹۱)

طوافِ وداع کے بعد چند دن قیام

اگر کسی نے سفر کا ارادہ کرلیا اسلئے طوافِ وداع کرلیا، اور اسکے بعد پھر مکۃ المکرمہ میں قیام ہوگیا، اور اسی طرح کئی روز گذر جائیں تو بھی طوافِ وداع ہوگیا۔ پھر سفر کے لئے روانگی کے وقت دوبارہ کرنا لازم اور واجب نہیں۔ ہاں البتہ افضل اور اولی یہی ہے کہ روانگی کے وقت دوبارہ کرلیا جائے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر طوافِ وداع کے بعد چند گھنٹے بھی قیام ہوجائے تو روانگی کے وقت دوبارہ کرنا افضل اور مستحب ہے۔ [۲]

مکہ مکرمہ سے نکلنے سے قبل حائضہ عورت پاک ہوگئی تو؟

حائضہ اور نفساء عورت پر طوافِ وداع لازم نہیں۔ اس قدرتی عذر کی وجہ سے معاف ہے۔ لیکن مکۃ المکرمہ سے نکلنے سے قبل پاک ہوجائے اور جلدی سے غسل کرکے طواف کرسکتی ہے تو لوٹ کر طوافِ وداع کرنا واجب ہے، لیکن اگر مکہ مکرمہ کی آبادی سے باہر نکلنے کے بعد پاک ہوئی ہے تو لوٹ کر طواف کرنا واجب نہیں۔ اگر مکہ مکرمہ کی آبادی سے باہر نکلنے سے قبل پاک ہوگئی ہے اور قافلہ اس کے طواف کے لئے انتظار نہیں کررہا ہے تو اسکا قدرتی عذر بحال سمجھا جائیگا۔ [۳]

---

[۱] واما وقت الاستحباب فان یوقعہ عند ارادۃ السفر ووقتہ بعد الفراغ من مناسک الحج فمحمول علی وقت استحبابہ الخ (غنیہ جدید صـ۱۹۰)

[۲] ولو اقام بعدہ ولو ایاماً او اکثر فلا بأس والافضل ان یعیدہ وعن ابی حنیفۃ اذا طاف للصدر ثم اقام الی العشاء فاحب الی ان یطوف طوافاً آخر لئلا یکون بین طوافہ وسفرہ حائل (غنیہ جدید صـ۱۹۱ نسخہ قدیم صـ۱۰۳)

[۳] واذا طہرت الحائض قبل ان تفارق بنیان مکۃ یلزمہا طواف الصدر وان جاوزت ثم طہرت لم یلزمہا الخ
(غنیہ جدید صـ۱۹۲ قدیم صـ۱۰۴)

اسی طرح معلم کی گاڑی ایئرپورٹ یا مدینۃ المنورہ کے لئے روانہ ہونے والی ہے۔ لوگوں کو بسوں پر بیٹھایا جارہا ہے ایسے حالات میں بے اختیار معذور ہے، اور بسا اوقات غیر اختیاری عذر کی وجہ سے سعی جیسی واجب چیز بھی معاف ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ آپ حج سے سعی معاف ہوجاتی ہے۔[1]

حج کے لئے جاکر مکہ میں قیام کرنے والے پر طوافِ وداع

اگر کوئی آفاقی شخص حج کے لئے جاکر مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کرلے تو اس پر سے طوافِ وداع ساقط ہوجائیگا یا باقی رہے گا؟ یہ مسئلہ بھی بہت اہم ہے۔ اسکا حکم یہ ہے کہ چاہے وہ شخص کئی سال تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے پھر اس کے بعد وطن واپس ہونے لگے تو اس پر طوافِ وداع واجب ہے۔ لہٰذا جو آفاقی حج کے لئے جاکر مکہ مکرمہ میں کاروبار اور تجارت یا ملازمت کے لئے رُک جائے وہ جب وطن واپس ہوگا تو طوافِ وداع کرنا واجب ہوجائیگا۔ ہاں البتہ اگر باقاعدہ ہجرت کرکے مکہ مکرمہ کو وطن بنالیگا، پھر اسکے بعد واپس ہونے لگے تو اس پر طوافِ وداع لازم نہ ہوگا۔ اسلئے کہ وہ اہلِ مکہ کے حکم میں ہوجاتا ہے۔ اور یہ اس وقت ہے کہ جب وطن بنانیکا ارادہ بارہویں ذی الحجہ سے پہلے پہلے کرلیا ہو۔[2] لہٰذا اگر بارہویں سے پہلے پہلے نیت نہیں کی تو یہ طواف ساقط نہ ہوگا۔

(معلم الحجاج ص۱۹۱)

مگر اس زمانہ میں ایسا بہت مشکل ہے۔ اسلئے کہ وطن بنانے کے لئے وطنی سرٹیفکٹ اور نیشنلٹی حاصل ہونا ضروری ہے۔ اور اس زمانہ میں وہاں نیشنلٹی نہیں ملتی۔

---

[1] ولو ترک السعی کلہ او اکثرہ فعلیہ دم وحجتہ تام عندنا ولو ترکہ بعذر کالزمن اذا لم یجد من یحملہ لا شئ علیہ الخ (غنیہ جدید ۲۷۷ قدیم ۱۲۸)

[2] ولا یسقط عنہ ھٰذا الطواف بنیۃ الاقامۃ ولو سنین و یسقط بنیۃ الاستیطان بمکۃ او بما حولہا قبل حل النفر الاول ...... ولو نوی الاستیطان قبل النفر ثم بدا لہ الخروج لم یجب حینئذ کالمکی اذا خرج لا یجب علیہ الخ (غنیہ جدید ۱۹۱)

بے وضو طوافِ وداع

اگر آفاقی وطن کو روانہ ہوتے وقت بے وضو طوافِ وداع کریگا تو ہر شوط (چکر) کے عوض میں ایک صدقۂ فطر ادا کریگا۔ لہٰذا سات چکروں کے عوض میں سات صدقۂ فطر جرمانہ میں ادا کرنا لازم ہوگا۔ (مستفاد غنیۃ الناسک ص۱۴۷) [1]

طوافِ وداع حائضہ ونفساء سے معاف

طوافِ وداع کو طوافِ صدر بھی کہتے ہیں۔ یہ طواف میقات سے باہر کے رہنے والے آفاقی پر واجب ہے۔ میقات کے اندر کے رہنے والے یعنی اہلِ مکہ، اہلِ حل اور اہلِ میقات پر واجب نہیں ہے۔ اور آفاقی پر مکۃ المکرمہ سے واپس روانہ ہوتے وقت واجب ہوتا ہے۔

(غنیۃ الناسک ص۱۹۱)

اب اگر روانگی کے وقت آفاقی عورت کو حیض یا نفاس کا عذر پیش آجائے تو ایسی صورت میں عورت سے یہ طواف معاف ہوجاتا ہے، اور اس پر کسی قسم کا فدیہ وغیرہ بھی لازم نہیں ہوتا ہے[2] (مستفاد تاتارخانیہ ۲/۵۲۲، البحرالرائق ۲/۳۷۰)

حالتِ جنابت میں طوافِ وداع

اگر حالتِ جنابت میں طوافِ وداع کریگا تو کفارہ میں ایک بکرے کی قربانی لازم ہوجائے گی، اور اگر اعادہ کریگا تو کفارہ معاف ہوجائیگا۔[3] اسی طرح اگر طوافِ وداع کا اکثر حصہ یعنی چار یا اس سے زائد اشواط حالتِ جنابت میں ادا کریگا تب بھی دم دینا لازم ہوگا۔

---

[1] ولو طاف للصدر جنباً فعلیہ شاۃ وان طاف محدثاً فعلیہ لکل شوطٍ صدقۃ لانہ واجبٌ فکان ادنیٰ من طواف الزیارۃ الخ (غنیہ جدید ص۲۷۵ قدیم ص۱۴۷)

[2] امر الناس ان یکون آخر عہدہم بالبیت الا انہ خفف عن المرأۃ الحائض۔ الحدیث (مسلم شریف ۱/۴۲۷)

وکذلک لیس علی الحائض والنفساء طواف الصدر ولا شیٔ علیہما بترکہ الخ تاتارخانیۃ ۲/۵۲۲)

فلا یجب علی معتمرٍ وعلی اہل مکۃ ... واہل الحرم والحل والمواقیت وفائت الحج والمحصر والمجنون والصبی والحائض والنفساء الخ (غنیۃ جدید ص۱۹۱ قدیم ص۱۰۱)

[3] لو طاف للصدر جنباً فعلیہ شاۃ الخ غنیہ جدید ص۲۷۵ قدیم ص۱۴۷)

طوافِ وداع کے بغیر واپسی

اگر آفاقی جس پر طوافِ وداع واجب ہے وہ طوافِ وداع کئے بغیر وطن روانہ ہوجائے تو میقات سے تجاوز کرنے سے پہلے پہلے مکہ معظمہ واپس آکر طواف کرنا واجب ہے۔ احرام باندھکر آنا لازم نہیں۔ اور اگر میقات سے تجاوز کرجائے تو اسکو اختیار ہے کہ یا کفارے کی قربانی بھیجدے جو حُدودِ حرم میں ذبح ہو، یا عمرہ کا احرام باندھکر از خود آکر اولاً ارکانِ عمرہ ادا کرے، اس کے بعد طوافِ وداع کرکے وطن واپس ہوجائے۔ اور اس طرح آکر طواف کرلینے سے اس پر کوئی کفارہ لازم نہ ہوگا۔ البتہ طوافِ وداع کے لئے مکہ معظمہ واپس آتے وقت عمرہ کا احرام باندھنا واجب ہے۔ بلا احرام آفاق سے واپس آکر طوافِ وداع کرنا جائز نہیں۔[1] (مستفاد معلم الحجاج ص۱۹۱)

مکۃ المکرمہ سے رخصتی کے آداب

حج سے فارغ ہوکر جب مکہ مکرمہ سے واپسی کیلئے سفر کا ارادہ ہو تو طوافِ وداع کرے، اور اس میں رمل نہ کرے، اور اسکے بعد سعی بھی نہ کرے۔ اور طوافِ وداع کے بعد دو رکعت صلوٰۃِ طواف پڑھکر قبلہ رُخ کھڑے ہوکر خوب پیٹ بھر کر کئی سانس آبِ زمزم پئے۔ اور ہر سانس میں بیت اللہ کی طرف دیکھے۔ اور آبِ زمزم، چہرہ، سر اور بدن پر ملے، اور اپنے اُوپر بھی ڈالے، پھر بیت اللہ کی دہلیز کو جو زمین سے اُبھری ہوئی ہے بوسہ دے، پھر ملتزم سے لپٹے، اور سینہ اور داہنا رُخسار ملتزم کو لگاکر داہنا ہاتھ اُوپر کو اٹھاکر بیت اللہ کا پردہ پکڑ کر گڑگڑاکر دُعا کرے اور آہ وزاری کرے اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی سی صورت بنالے، یہ سب باتیں اس شرط کے ساتھ ہیں کہ جب سہولت سے کسی کو ایذاء وتکلیف دیئے بغیر ممکن ہوں اور بیت اللہ کی جُدائی پر

---

[1] ولو ترکہٗ کلّہ او اکثرہ ولا یتحقق الترک الّا بالخروج من مکۃ لاما دام فیہا لمطالب بہ مالم یرد السفر فعلیہ شاۃ ان لم یرجع وعلیہ الرجوع حتمًا لیطوف مالم یجاوز المیقات وبعدہٗ یخیّر بین اراقۃ الدّم والرجوع باحرام جدید بعمرۃ ولا شیٔ علیہ لتاخیرہ وان ترک اقلہ فعلیہ لکل شوط صدقۃ الخ

(غنیۃ جدید ص۲۷۹ قدیم ص۱۶۱)

دل سے اظہارِ افسوس کرے۔ پھر نہایت حسرت کی نگاہ سے بیت اللہ کو دیکھتا اور روتا ہوا مسجدِ حرام سے باہر آئے، اور دروازہ پر کھڑے ہوکر نہایت عاجزی و انکساری سے دوبارہ حاضری کی دعا مانگے۔ اور حیض و نفاس والی عورت طوافِ وداع نہ کرے اور مسجدِ حرام میں داخل ہوتے بغیر باہر دروازہ پر کھڑے ہوکر دعا کرے۔[1] (مستفاد معلم الحجاج ص۱۸۹)

بغیر طوافِ وداع کے منیٰ سے وطن واپس ہونا

بہت سے داخلی یعنی سعودیہ میں رہنے والے حجاجِ کرام جو میقات کے باہر سے اپنی اپنی گاڑیوں سے سیدھے منیٰ و عرفات پہنچ جاتے ہیں، مثلاً مدینہ، طائف، ینبوع، القصیم ریاض، دمام، نجران، جیزان وغیرہ سے اپنی سواریوں سے سیدھے منیٰ یا عرفات پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح خلیجی ممالک سے بہت سے حجاج کرام اپنی سواریوں سے آتے ہیں۔ اور ان میں بہت سے حجاجِ کرام اپنی فیملی کے ساتھ بھی آتے ہیں۔ اور اپنے ساتھ کپڑے کی جھگیاں بھی لاتے ہیں۔ اور کہیں بھی جھگی ڈال کر قیام کر بیٹھتے ہیں۔ اور حج کے موقع پر ان داخلی حجاج کرام کا بہت بڑا طبقہ ہوتا ہے۔ اور ان میں سے کثیر تعداد کے لوگ منیٰ ہی سے واپس وطن روانہ ہوجاتے ہیں۔ اور طوافِ وداع کے لئے مکۃ المکرمہ نہیں آتے ہیں۔ اور طوافِ وداع چھوڑ کر منیٰ سے واپس چلے جاتے ہیں، تو ایسے حجاجِ کرام میں سے ہر ایک پر طوافِ وداع کے واجب کو ترک کردینے کی وجہ سے ایک دم واجب ہوجائیگا۔ ہاں البتہ اگر واپس آکر ماقبل میں ذکر کردہ طریقہ سے طواف کریگا تو دم ساقط ہوجائیگا۔[2]

---

[2] وهو واجبٌ فلو نفر ولم يطف وجب عليه الرجوع ليطوف ما لم يجاوز الميقات فيخير بين اراقة الدم والرجوع باحرام جديد بعمرة مبتدئا بطوافها ثم بالصدر۔ (وقوله) افاد وجوبه على كل حاج آفاقي مفرد او متمتع او قارن الخ
(شامی زکریا دیوبند ۳/۵۴۵)

[1] اذا اراد السفر من مكة دخل المسجد فبدأ بالحجر الأسود وطاف للصدر سبعا بلا رمل وسعي بعده ...... ثم يصلي ركعتيه خلف المقام او حيث تيسر من المسجد الحرام ثم يأتي زمزم فيشرب من مائها.....
ثم يستحب ان يأتي الباب ويقبل العتبة المرتفعة عن الارض ثم يلتزم الملتزم.....
ودعا واجتهد في اخراج الدمع من عينيه الخ (غنیہ جدید ص۱۹۲، قدیم ص۱۰۲)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

(۲۹) سفرِ حج کی مقبول اور منقول دُعائیں

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ الآیۃ
(سورۃ الاعراف ۵۵)

پکارو تم اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے، بیشک وہ بے اعتدالی کرکے حد سے تجاوز کر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ؂ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ہ

دُعاؤں کی قبولیت کی اہم ہدایات

(۱) اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُعاؤں سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں۔ اور دُعاء عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی شریف ۲/۱۷۵)

(۲) دُعاؤں کی ابتداء وانتہاء میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود بھیجنا مسنون ہے۔ (ترمذی شریف ۲/۱۹۷)
اور فضائلِ درُود شریف ۵۷ میں دُعاؤں کے درمیان میں بھی درُود شریف کو مسنون نقل فرمایا ہے۔

(۳) قبولیت کا یقین اور نہایت یکسوئی اور انتہائی توجہ کیساتھ دُعاء کرنی چاہئے۔

(۴) دعاء میں خاکساری اور انکساری اور مظلومیت کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

(۵) بے توجہی اور غفلت اور اُکتاہٹ کے ساتھ دُعاء قبول نہیں ہوتی، اسلئے دُعاء مختصر اور جامع ہونی چاہئے۔

(۶) حرمین شریفین اور وہاں کے مخصوص مقامات میں دُعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔

(۷) حجاجِ کرام اور عمرہ کرنیوالوں کی دُعائیں عنداللہ زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ حاجیوں کی مغفرت کی جاتی ہے، اور ان لوگوں کی بھی مغفرت کی جاتی ہے جن کیلئے حجاجِ کرام مغفرت کی دُعا کرتے ہیں۔ (مجمع الزوائد ۳/ ۲۱۱)

(۸) اگر عربی الفاظ کی منقول دُعائیں زبانی یاد نہ ہوں تو مخصوص مقامات میں کتاب دیکھ کر بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

(۹) اگر عربی الفاظ کی منقول دُعائیں زبانی یا دیکھ کر پڑھنا بھی دشوار ہو تو اپنی مادری زبان میں اپنی دلی مُرادیں مانگی جائیں۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ؂ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مکّہ اور مدینہ میں دُعائیں قبول ہونے کے تیس۳۰ مقامات

مکّہ معظمہ میں اکیس۲۱ مقامات ایسے ہیں جن میں دُعائیں قبول ہونا کتبِ فقہ اور سلف سے ثابت ہے۔ اور مدینۃ المنورہ میں بھی بہت سے مقامات ایسے ہیں جن میں دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ان میں سے ۹ مقامات احقر نے یہاں پر ذکر کردیئے ہیں۔ ان مقامات میں دُعاؤں کا بہت زیادہ اہتمام رکھا جائے۔ اور وہ مقامات حسبِ ذیل ہیں۔

① دورانِ طواف
② ملتزم پر
③ میزابِ رحمت کے نیچے
④ بیتُ اللہ کے اندر
⑤ ماءِ زمزم پیتے وقت
⑥ مقامِ ابراہیم کے پاس
⑦ صفا پہاڑی پر
⑧ مروہ پہاڑی پر
⑨ سعی کے دوران
⑩ میدانِ عرفات میں
⑪ میدانِ مزدلفہ میں
⑫ میدانِ منیٰ میں
⑬ رمی کے بعد جمرات کے پاس
⑭ بیتُ اللہ شریف کو دیکھتے وقت

(۱۵) حطیم کے اندر۔ (فتح القدیر ۲/۵۰۸)
(۱۶) رُکنِ یمانی کے پاس۔
(۱۷) غارِ ثور میں۔
(۱۸) غارِ حرا میں۔
(۱۹) جس جگہ پر دارِ ارقم تھا۔
(۲۰) جس جگہ پر حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا مکان تھا۔
(۲۱) مقامِ مدعیٰ میں۔ یہ مسجد حرام سے جنت المعلیٰ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں واقع ہے۔ (غنیۃ المناسک ص۶۵)
(۲۲) مدینہ منورہ میں ریاض الجنۃ میں۔
(۲۳) اسطوانۂ عائشہؓ کے پاس۔
(۲۴) اسطوانۂ ابولبابہ کے پاس۔
(۲۵) محرابِ نبویؐ میں۔
(۲۶) صُفّہ میں۔
(۲۷) مسجدِ فتح میں۔
(۲۸) مسجدِ قبا میں۔
(۲۹) مسجد القبلتین میں۔
(۳۰) مسجدِ اجابہ میں۔

ان مقامات میں اللہ تعالیٰ سے اہتمام کے ساتھ دُنیا و آخرت کی مُرادیں مانگنی چاہئیں۔ اور غفلت سے کام نہ لینا چاہیئے۔ اور ان میں سے اکثر مقامات کی مخصوص دُعائیں اس کتاب میں نقل کر دی گئی ہیں۔

سفر شروع کرنے کی دُعاء

جو شخص سفر کے لئے گھر سے روانہ ہوتے وقت یہ دُعاء پڑھیگا، شیطان اور دشمنوں سے محفوظ رہیگا۔ اور ہر مشکل آسان ہوجائے گی۔ (ترمذی ۲/۱۸۱)

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
(ترمذی ۲/۱۸۱)

اللہ کے نام سے سفر شروع کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرتا ہوں، معصیت سے حفاظت اور اطاعت پر قدرت اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہوسکتی۔

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَسِيْرُ
(حصن حصین مترجم ص۱۷۰)

اے اللہ آپ ہی کی مدد سے حوصلہ اور ہمت کرکے پہنچنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ آپ ہی کی مدد سے معصیت سے بچتا ہوں، آپ ہی کی مدد سے سفر میں چلتا ہوں۔

ہوائی جہاز یا دیگر سواری پر سوار ہونے کی دعاء

جب جہاز کی سیڑھیوں پر چڑھنے لگے، یا ہوائی جہاز یا گاڑی یا کسی اور سواری پر سوار ہونے لگے تو بسم اللہ پڑھکر یہ دُعاء پڑھے۔

سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ٥ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ٥
(مسلم شریف ۱/۴۳۴، ترمذی شریف ۲/۱۸۳)

اللہ کی ذات پاک ہے جس نے اس کو ہمارے اختیار میں دیا ہے۔ اور ہم اسکو اپنے قابو میں کرنے کے اہل نہیں تھے۔ اور ہم صرف اپنے رب کے پاس لوٹنے والے ہیں۔

کسی منزل پر اُترنے کی دُعاء

جب دورانِ سفر کسی جگہ ٹھہرنا چاہے تو یہ دُعاء پڑھکر ٹھہرجائے۔

رَبِّ اَنْزِلْنِىْ مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ٥
(الحزب الاعظم ص۹)

اے میرے رب مجھے برکت کے ساتھ یہاں اُتار۔ اور آپ بہترین اُتارنے والے ہیں۔

سمندر کے اوپر سے گذرتے ہوئے ہوائی جہاز میں پڑھنے کی دُعار

جب ہوائی جہاز پرواز کر جائے اور پرواز کے دوران جب سمندر کے اوپر سے گذرے تو یہ دُعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝

(حصن حصین ۱۷۱)

اللہ کے نام سے اسکا چلنا ہے، اور اللہ کے نام سے اس کا ٹھہرنا ہے، بیشک میرا رب غفور ورحیم ہے۔ وہ لوگ خدا کی عظمت وقدر کو کما حقہٗ نہیں پہچانتے۔ حالانکہ قیامت کے دن پوری روئے زمین اسی کی مٹھی میں ہوگی۔ اور تمام آسمان اسکے دستِ قدرت میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ اور اس کی ذات پاک و برتر ہے انکے شرک سے۔

دورانِ سفر پڑھتے رہنے کی دُعار

اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَہٗ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ۔

(مسلم شریف ۱/۴۳۴ حصن حصین ۱/۳۰ مشکوٰۃ شریف ۱/۲۱۳، ترمذی شریف ۲/۱۸۲)

اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان کر دیجیے۔ اور اس کی درازی کو ہم پر سمیٹ دیجیے۔ اے اللہ آپ ہی سفر میں ہمارے رفیق ہیں۔ اور آپ ہی ہمارے اہل وعیال کی دیکھ بھال کرنے والے ہیں۔ اے اللہ میں آپکے دربار میں سفر کی مشقت سے پناہ چاہتا ہوں اور پناہ چاہتا ہوں بُری حالت دیکھنے سے، اور واپس آکر گھر میں بچوں اور مال میں بُری حالت دیکھنے سے۔

صرف حج کا احرام باندھتے وقت پڑھنے کی دعاء

جب صرف حج کا احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو دُو رکعت نماز احرام کی پڑھیں، اور پہلی رکعت میں سورہ قُلْ یَآاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں سورہ قُلْ ھُوَ اللّٰہ شریف پڑھیں۔ نماز سے فراغت کے بعد اگر یاد ہو تو یہ دُعاء پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔

اے اللہ بیشک میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اسکو میرے لئے آسان فرما، اور میری طرف سے قبول فرما۔

(ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۱۶، زیلعی ۲/۹)

عُمرہ یا حج تمتع کے احرام کی دُعاء

جب عُمرہ کا احرام باندھنا ہے یا حج تمتع کرنے کا ارادہ ہے تو اس طرح دُعاء پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ۔

اے اللہ بیشک میں عمرہ کرنے کا ارادہ کرتا ہوں اسکو میرے لئے آسان فرما اور اس کو میری طرف سے قبول فرما۔

(مراقی الفلاح / ۴۰۲)

اور جب متمتع ۸ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ لیگا تو حج کی دُعاء پڑھے جو اوپر کی سُرخی میں ہے۔

حج قِران کے احرام کی دُعاء

جب حج قِران کرنیکا ارادہ ہو یعنی حج اور عمرہ دونوں ایک ساتھ کرنے کا ارادہ ہو تو ان الفاظ سے دُعاء پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ۔

اے اللہ بیشک میں حج و عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں دونوں کو میرے لئے آسان فرما۔ اور میری طرف سے قبول فرما۔

(ہدایہ رشیدیہ ۱/۲۳۷)

احرام کی نماز کے بعد متصلاً مذکورہ دُعا پڑھکر احرام کی نیت کرکے تلبیہ پڑھ لیں اور تلبیہ پڑھنے کے بعد احرام کی تکمیل ہوجاتی ہے۔ اور اسی وقت سے وہ تمام امور حرام ہوجاتے ہیں جن کا احرام کے بعد کرنا منع ہے۔

تلبیہ کے الفاظ

لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ، لَاشَرِيْكَ لَكَ۔

(مسلم شریف ۱/۳۷۵)

میں تیرے دربار میں حاضر ہوں، اے اللہ میں تیری بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا ہوں۔ تیرا کوئی ہمسر نہیں۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں۔ بیشک ہر تعریف اور ہر قسم کی نعمت اور بادشاہت تیرے ہی لئے ہے، تیرا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

حُدودِ حَرم میں داخل ہونے کی دُعاء

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَ حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ وَبَشَرِيْ عَلَى النَّارِ، اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔

(بالمعنی تبیین الحقائق ۲/۱۴، قاضیخان ۱/۳۱۵
غنیہ جدید /۹۶ قدیم /۵۰)

اے اللہ بیشک یہ تیرا اور تیرے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم ہے۔ بس تو میرا گوشت، خون، ہڈی، چمڑے کو جہنم پر حرام فرما۔ اے اللہ اُس دن کے عذاب سے میری حفاظت فرما جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔

مسجدِ حرام میں داخل ہونے کی دُعاء

جب مسجدِ حرام میں داخل ہونے لگے تو داہنا پاؤں آگے رکھے۔ اور

درود شریف پڑھ کر یہ دُعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ (ترمذی ۱/۷۱، قاضیخاں ۱/۳۱۵، حصن حصین/۱۱۳ غنیۃ جدید ۹۷ قدیم ۵۱)

میں اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں۔ درود وسلام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو۔ اے اللہ میرے گناہ معاف فرما اور میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر کی دُعاء

جب مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد کعبۃ اللہ پر پہلی مرتبہ نظر پڑے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ اَللّٰهُمَّ زِدْ بَیْتَكَ هٰذَا تَعْظِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّتَكْرِیْمًا وَّمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِیْفًا وَّتَكْرِیْمًا وَّتَعْظِیْمًا وَّبِرًّا۔ (ہکذا قاضیخاں ۱/۳۱۵، احکام حج ۳۲)

اے اللہ آپ سلام ہیں، اور آپ ہی کی طرف سے سلامتی ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔ اے اللہ اپنے اس گھر کی تعظیم وتکریم اور شرف وہیبت زیادہ کر دیجئے۔ اور جو شخص اس کا حج یا عمرہ کرے اس کی تعظیم وتکریم اور شرف اور ثواب زیادہ کر دیجئے۔

اگر یاد ہو تو یہ دُعا پڑھے، ورنہ اپنی مادری زبان میں اس کا مفہوم ادا کر کے مُرادیں مانگے۔

سب سے پہلا کام طواف باہر سے آنے والے کے لئے مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام طواف کرنا ہے۔

طواف شروع کرنیکی دُعاء

طواف شروع کرتے وقت یہ دُعاء پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاِتِّبَاعًا لِّسُنَّۃِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (بالمعنی قاضیخان ۱/۲۱۶)

اللہ کے نام سے میں طواف شروع کرتا ہوں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ ہی کے لئے ہر تعریف ہے۔ اور درود وسلام اللہ کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو۔ اے اللہ تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے عہد کے ایفاء اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع کیلئے حجرِ اسود کو چومتا اور چھوتا ہوں۔

اور اگر یہ دُعاء نہ پڑھ سکے تو صرف بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ، پڑھ لینا کافی ہے۔

طواف کے سَاتوں پھیروں کی الگ الگ دُعائیں

طواف شروع کرنے کے بعد ہر پھیرے کے لئے الگ الگ دُعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور ہم یہاں پر ہر پھیرے کی دُعاء الگ الگ سُرخی قائم کرکے پیش کرتے ہیں، تاکہ پڑھنے والوں کو سہولت ہو۔ مگر یہ بات یاد رہنی چاہئے کہ یہ سب دُعائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لاعلی التعیین ثابت تو ہیں لیکن اس ترتیب سے منقول نہیں ہیں۔ اسلئے انکے علاوہ دوسری دُعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں، البتہ رُکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان کی دُعاء اسی طریقے سے ثابت ہے جس طرح لکھی جارہی ہے۔

پہلے چکر کی دُعا۔

طواف کے پہلے چکّر میں یہ دُعا پڑھیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِلِمَاتِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (قاضیخان ۱/۳۱۶)

اللہ کی ذات تمام عیوب سے پاک ہے۔ اور ہر تعریف اللہ کے لئے ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اسکی مدد کے بغیر گناہوں سے بچا نہیں جاسکتا۔ اور اللہ ہی کی مدد سے اطاعت پر قدرت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت بڑا اور بڑی عظمت والا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام نازل ہو۔ اے اللہ ہم تجھ پر ایمان لانے کی حالت میں اور تیرے کلمات کی تصدیق کرنے اور تیرے عہد کے ایفاء کرنے اور تیرے نبی کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے ہم طواف کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ۔

(حصن حصین/۲۲۲) منتخب شدہ)

اے اللہ بیشک میں تجھ سے عفو اور سلامتی کا سوال کرتا ہوں۔ اور دین اور دنیا اور آخرت میں دائمی درگذر اور حصول جنت اور جہنم سے نجات کے ساتھ کامیابی کی التجاء کرتا ہوں۔

لہ جو شخص طواف میں یہ دُعا پڑھیگا اسکے دس گناہ معاف اور اسکے لئے دس نیکیاں اور دس درجات بلند کئے جائینگے۔ (ابن ماجہ/۲۱۲)

ہدایت | یہ دُعار رُکنِ یمانی پر پہنچنے سے پہلے پہلے ختم کردیں۔ اسلئے کہ رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان پڑھنے کے لئے الگ سے دُعار حدیث سے ثابت ہے جس کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ الۡعَفۡوَ وَ الۡعَافِیَۃَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ وَاَدۡخِلۡنَا الۡجَنَّۃَ مَعَ الۡاَبۡرَارِ یَا عَزِیۡزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝

اے اللہ میں آپ سے دُنیا اور آخرت کی بھلائی اور معافی چاہتا ہوں۔ اے ہمارے رب ہمکو دُنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما۔ اور جہنم کے عذاب سے ہمکو بچا لیجئے۔ اور جنت میں نیک لوگوں کے زمرے میں ہمکو داخل فرمائیے۔ تو بڑا غالب اور بڑا بخشش کرنے والا دونوں جہانوں کا پالنہار ہے۔

دوسرے چکر کی دُعار

بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ کہہ کر دوسرا چکر شروع کردیں۔ اور دوسرے چکر میں یہ دُعار پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الۡبَیۡتَ بَیۡتُكَ وَالۡحَرَمَ حَرَمُكَ وَالۡاَمۡنَ اَمۡنُكَ وَالۡعَبۡدَ عَبۡدُكَ وَاَنَا عَبۡدُكَ وَابۡنُ عَبۡدِكَ وَھٰذَا مَقَامُ الۡعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ

اے اللہ یہ تیرا ہی گھر ہے۔ یہ حرم تیرا ہی حرم محترم ہے۔ اور یہاں کا امن وامان تیرا ہی قائم کیا ہوا ہے۔ اور ہر بندہ تیرا ہی بندہ ہے۔ اور میں عاجز بھی تیرا ہی بندہ ہوں اور تیرا ہی بندہ زادہ ہوں۔ اور یہ مقام تیری مدد سے جہنم کی آگ سے پناہ اور حفاظت کا ہے۔

---

[1] ابن ماجہ شریف مکتبہ تھانوی/۲۱۲ تبیین الحقائق ۲/۱۸)

فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَی النَّارِ۔ [1] اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَکَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ۔ [2]
اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ۔ [3] اَللّٰھُمَّ اُرْزُقْنِی الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

پس ہمارے گوشت اور چمڑے کو جہنم پر حرام فرما دیجئے۔ اے اللہ ہمیں ایمان کی محبت عطا فرما، اور ہمارے دلوں کو ایمان کے نور سے منور کر دے۔ اور کفر و فسق اور معصیت سے ہمیں نفرت عطا فرما۔ اور ہمکو ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرما۔
اے اللہ مجھ کو قیامت کے دن کے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ فرمائیگا۔ اے اللہ ہمکو بغیر حساب وکتاب کے جنت عطا فرما۔

ہدایت | یہ دُعا رکنِ یمانی پر پہنچنے سے پہلے ختم کر دیں۔ اور رکنِ یمانی کے بعد ذیل کی دُعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ، رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ [4] وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

اے اللہ میں آپ سے دُنیا و آخرت کی بھلائی اور معافی چاہتا ہوں۔
اے اللہ ہمکو دُنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور جہنم کے عذاب سے ہماری حفاظت فرما۔ اور نیک لوگوں کے ساتھ ہمکو جنت میں داخل فرما۔ اے بڑے غالب رہنے والے اور بڑی بخشش کرنیوالے دونوں جہانوں کے پروردگار ہمکو جنت میں داخل فرما۔

---

[1] بالمعنی قاضیخان ۱/۳۱۵، زیلعی ۲/۱۷ [2] حصن حصین مترجم/۱۹۳ [3] حصن حصین مترجم/۸۴
[4] ابن ماجہ شریف/۲۱۸ مطبوعہ تھانوی/۲۱۲)

تیسرے چکر کی دُعاء

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہہ کر تیسرے چکر میں یہ دُعاء پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ۔[۱] اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِزْیِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔[۲]

(بالمعنی تبیین الحقائق ۲/۱۷)

اے اللہ میں تیرے دین اور احکام میں شک کرنے سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں پناہ مانگتا ہوں کسی کو تیرا ہمسر بنانے سے اور تیرے احکام کی مخالفت کرنے سے، اور نفاق سے، بُرے اخلاق سے، بُری چیز کے دیکھنے سے، اور پناہ مانگتا ہوں مال، اہل وعیال اور اولاد کی تبدیلی سے۔ اے اللہ میں قبر کے فتنہ سے تیرے دربار میں پناہ مانگتا ہوں۔ اور زندگی اور سکراتِ موت کی سختیوں سے پناہ مانگتا ہوں، اور دُنیا اور آخرت کی رُسوائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

ہدایت | یہ دُعاء رکنِ یمانی پر پہنچنے سے پہلے ختم کر دیں۔ اسکے بعد یہ دُعاء پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً

اے اللہ میں آپ سے دُنیا اور آخرت کی بھلائی اور معافی کا طالب ہوں۔
اے اللہ ہم کو دُنیا اور آخرت میں بھلائی

---

[۱] تبیین الحقائق ۲/۱۷ [۲] تبیین الحقائق ۲/۱۷

وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ[1] يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○	عطا فرما۔ اور ہماری جہنّم کے عذاب سے حفاظت فرما۔ اور ہمکو نیک لوگوں کیساتھ جنت میں داخل فرما۔ تو بڑا غالب رہنے والا اور مغفرت کرنے والا ہے۔ دونوں جہان کا پالنہار ہے۔

چوتھے چکّر کی دُعار

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہہ کر چوتھا چکر شروع کردیں اور یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَعَمَلًا صَالِحًا مَقْبُوْلًا وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ[2] يَا عَالِمَ مَا فِي الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِيْ يَا اَللّٰهُ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ[ط] اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَّ الْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ[3] وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ[4]	اے اللہ میرے اس حج کو حج مبرور اور حج مقبول بنادے، اور میری اس کوشش کو ٹھکانہ پر لگادے اور میرے گناہوں کی بخشش فرمادے، اور میرے اس عمل کو مقبول ترین عمل صالح بنادے، اور اس کو ایسی تجارت بنادے جسمیں کوئی گھاٹا نہ ہو اے دلوں کی باتوں کو جاننے والے، اے اللہ مجھکو تاریکی سے نکال کر اُجالے میں داخل فرما۔ اے اللہ بیشک میں تیری رحمت کے حصول کے ذرائع اور تیری بخشش کے راستے اور ہر گناہ سے سلامتی کی التماس کرتا ہوں، اور ہر نیکی پر قائم رہنے اور جنت کی کامیابی

---

[1] ابن ماجہ شریف/۲۱۸ مکتبہ تھانوی/۲۱۲ [2] قاضیخاں ا/۳۱۶ زیلعی ۲/۱۷ [3] ترمذی ا/۱۰۹)
[4] حصن حصین مترجم/۳۲۱)

رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَ بَارِكْ لِیْ فِیْمَآ اَعْطَیْتَنِیْ وَ اخْلُفْ عَلٰی كُلِّ غَائِبَةٍ لِّیْ مِنْكَ بِخَیْرٍ۔[1]

(کتاب المناسک/۳۹)

اور جہنم سے نجات کی التماس کرتا ہوں، اے میرے رب مجھے اس روزی پر قناعت عطا فرما جو تو نے مجھے دی ہے، اور مجھے برکت عطا فرما ان چیزوں میں جو تو نے مجھے عطا فرمائی ہیں۔ اور تو خیر کے ساتھ میری ہر اُس چیز کا نگہبان بنجا جو مجھ سے غائب ہے۔

ہدایت | یہ دُعاء رُکنِ یمانی پر پہنچنے سے پہلے ختم کردیں، اسکے بعد یہ دُعاء پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ[2] وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اے اللہ میں آپ سے دُنیا و آخرت کی بھلائی اور معافی کا طالب ہوں۔ اے اللہ ہمکو دُنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرما۔ ہماری جہنم کے عذاب سے حفاظت فرما۔ ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑے غالب رہنے والے، گناہوں کو معاف کرنیوالے، دونوں جہانوں کے پالنہار ہماری فریاد سُن لے۔

پانچویں چکّر کی دُعاء

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہہ کر پانچواں چکر شروع کردیں اور یہ دُعاء پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّاظِلُّ عَرْشِكَ[3]

اے اللہ جس دن تیرے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہوگا، اُس دن مجھے عرش کے سایہ

---

[1] حصن حصین/۱۸۰ [2] ابن ماجہ مکتبہ تھانوی/۲۱۲ [3] زیلعی ۲/۱۷)

وَلَا بَاقِيَ اِلَّا وَجْهُكَ وَاسْقِنِيْ مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً هَنِيْئَةً مَّرِيْئَةً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا[1] اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ[2]
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَ نَعِيْمَهَا وَمَا يُقَرِّبُنِيْ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا يُقَرِّبُنِيْ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ[3]

(منتخب شدہ)

کے نیچے جگہ عطا فرما اور تیری ذات کے علاوہ کوئی باقی رہنے والا نہیں ہے اور مجھکو اپنے نبی سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے سیراب کرادے ایسا خوش ذائقہ پانی پلادے کہ جس سے پھر ابدالآباد تک پیاس نہ لگے ۔ اے اللہ میں تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں جسکا تیرے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا تھا۔ اور میں ہر اُس چیز کے شر سے تیرے دربار میں پناہ مانگتا ہوں جس سے تیرے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔ اور تو ہی مددگار اور تو ہی کافی ہے۔ اور اللہ کی مدد کے بغیر معصیت سے حفاظت اور طاعت پر قدرت نہیں ہوسکتی۔ اے اللہ بیشک میں تجھ سے جنّت اور اسکی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کا سوال کرتا ہوں جو قول و فعل و عمل میں سے مجھ کو جنت تک پہونچا دے۔ اور میں جہنم کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور قول، فعل، عمل میں سے ہر اس چیز سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھ کو جہنم سے قریب کرسکتی ہے۔

---

[1] زیلعی ۲/۱۷ [2] ترمذی ۲/۱۹۲ [3] وبعضہٗ فی الحزب الاعظم ص۲۶ حصن حصین /۳۲۰)

ہدایت | یہ دُعا رکنِ یمانی پر پہنچنے سے پہلے ختم کر دیں، اسکے بعد یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اے اللہ میں آپ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور معافی کا طالب ہوں۔ اے اللہ ہم کو دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما۔ اور ہماری جہنم کے عذاب سے حفاظت فرما۔ اور ہم کو نیک لوگوں کے زمرے کیساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑے غالب رہنے والے اور بڑی مغفرت کرنے والے دونوں جہانوں کے پالنہار۔

چھٹے چکّر کی دُعا

بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہہ کر چھٹا چکر شروع کر دیں۔ اور یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ لَكَ عَلَیَّ حُقُوْقًا کَثِیْرَةً فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ وَحُقُوْقًا کَثِیْرَةً فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَلْقِكَ۔ اَللّٰھُمَّ مَا کَانَ لَكَ مِنْهَا فَاغْفِرْهُ لِیْ وَمَا کَانَ لِخَلْقِكَ فَتَحَمَّلْهُ عَنِّیْ وَاَغْنِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ

اے اللہ بیشک تیرے، میرے اُوپر بے شمار حقوق ہیں جو تیرے اور میرے درمیان میں ہیں۔ اور بیشمار حقوق میرے اور تیری مخلوق کے درمیان میں ہیں۔ اے اللہ اِنہیں سے جو حقوق تیرے ہیں مجھ سے ادا ہونے سے رہ گئے ہیں تو اُسے معاف فرما دے اور جو تیری مخلوق کے ہیں اسکو اپنی مخلوق سے بخشوانے کی ذمہ داری لے لے۔ اور مجھ کو حلال کمائی کی توفیق عطا فرما اور حرام سے حفاظت فرما

ے ابن ماجہ شریف / ۲۱۸ مکتبہ تھانوی / ۲۱۲)

عَنْ مَّعْصِيَتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ يَاوَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنَّ بَيْتَكَ عَظِيْمٌ وَوَجْهَكَ كَرِيْمٌ وَاَنْتَ يَا اَللّٰهُ حَلِيْمٌ كَرِيْمٌ عَظِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔ [1]

اے اللہ تیری طاعت کے ذریعے معصیت سے حفاظت اور تیرے فضل کے ذریعے غیروں کے دست نگر بننے اور احسان مند ہونے سے میری حفاظت فرما۔ اے بہت زیادہ بخشنے والے اے اللہ بیشک تیرا گھر بڑی عظمت والا ہے اور تیری ذات کرم والی ہے۔ اے اللہ تو بڑا بردبار اور کرم والا اور عظمت والا ہے درگذر کرنے کو تو پسند فرماتا ہے لہٰذا میری خطاؤں کو درگذر فرمادے۔

ہدایت | یہ دعاء رکنِ یمانی پر پہنچنے سے پہلے ختم کر دیں، اسکے بعد یہ دعاء پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ [2] وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اے اللہ میں آپ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور معافی کا طالب ہوں۔ اے ہمارے رب ہم کو دنیا و آخرت کی بھلائی عطاء فرما۔ اور ہماری جہنم کے عذاب سے حفاظت فرما۔ اور ہم کو نیک لوگوں کیساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑے غالب رہنے والے اور بڑی بخشش کرنے والے دونوں جہانوں کے پالنہار۔

ساتویں چکر کی دعاء

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہہ کر ساتواں چکر شروع کر دیں اور یہ دعاء پڑھیں۔

---

[1] کتاب المناسک/ ۴۵ [2] ابن ماجہ شریف / ۲۱۸ مکتبہ تھانوی / ۲۱۲)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا كَامِلًا وَّیَقِیْنًا صَادِقًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّلِسَانًا ذَاكِرًا وَّحَلَالًا طَیِّبًا وَتَوْبَةً نَصُوْحًا وَتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ یَاعَزِیْزُ یَاغَفَّارُ، رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ[۱]	اے اللہ بیشک میں آپ سے ایمان کامل اور سچا یقین اور وسیع ترین رزق کا سوال کرتا ہوں اور خشوع کرنیوالا دل اور ذکر کرنیوالی زبان پاک حلال کمائی اور سچی توبہ اور مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق اور موت کے وقت سکراتِ موت کی آسانی اور مرنے کے بعد مغفرت اور رحمت اور حساب وکتاب کے وقت عفو ودرگذر اور معافی اور حصولِ جنت کے ساتھ کامیابی اور تیری رحمت سے جہنم سے نجات چاہتا ہوں۔ اے بڑے غالب اور بڑی بخشش کرنے والے اے میرے رب مجھ کو علم نافع کی زیادتی عطا فرما اور مجھکو آخرت میں نیک لوگوں کے زمرے میں شامل فرما۔

ہدایت | یہ دعا رکن یمانی پر پہنچنے سے پہلے ختم کردیں۔ اسکے بعد یہ دعا پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ[۲] وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَاعَزِیْزُ یَاغَفَّارُ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔	اے اللہ میں آپسے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور معافی کا طلبگار ہوں۔ اے ہمارے رب ہم کو دنیا وآخرت کی بھلائی عطا فرما اور ہماری جہنم کے عذاب سے حفاظت فرما اور نیک لوگوں کیساتھ ہم کو جنت میں داخل فرما اے بڑے غالب اور بڑی بخشش والے دونوں جہان کے پالنہار۔

---

[۱] کتاب المناسک/۴۹ [۲] ابن ماجہ شریف/۲۱۸ مکتبہ تھانوی/۲۱۲)

مقامِ ابراہیمؑ پر نماز

طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقامِ ابراہیم پر پہنچے۔ اور وہاں پہنچکر یہ آیت پڑھے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى (ابن ماجہ شریف ص۲۱۸ مکتبہ تھانوی ص۲۱۲ مسلم شریف ۱/۳۹۵، حصن حصین ص۱۸۰) (تم مقام ابراہیم کے پاس اپنا مصلّٰی بناؤ)

یہ آیت پڑھکر پھر مقامِ ابراہیمؑ کے پاس دُو رکعت صلوٰۃ طواف پڑھے۔ بشرطیکہ وہاں پر جگہ خالی ہو، اور طواف کرنے والوں کے درمیان اور لوگوں کی بھیڑ میں وہاں پر نماز کی نیت باندھنا جائز نہیں۔ بجائے ثواب کے گناہ کا خطرہ ہے۔

صلوٰۃِ طواف کے بعد مقامِ ابراہیمؑ پر دُعائے آدم علیہ السّلام

شکرانہ دُو رکعت صلوٰۃ طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقامِ ابراہیمؑ پر جاکر دُعائے آدم علیہ السّلام پڑھے۔ اور دُعائے آدم علیہ السّلام کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ (کچھ فرق کیساتھ حوالے)

اے اللہ تو میرے ظاہری اور باطنی حالات کو خوب جانتا ہے میرا عذر قبول فرما، اور تو میری حاجت کو جانتا ہے لہٰذا میری طلب پوری فرما، اور تو میرے دل کی بات جانتا ہے میرے گناہ معاف فرما۔ اے اللہ بیشک میں تجھ سے ایمان راسخ اور یقین صادق کا سوال کرتا ہوں جو میرے قلب میں پیوستہ ہوجائے حتی کہ میں جان لوں کہ مجھکو صرف اتنی مقدار پہنچ سکتی ہے جتنا تو نے میرے لئے لکھدیا ہے اور میں تجھ سے اس چیز پر رضامندی طلب کرتا ہوں جتنا تو نے میرے لئے مقدر کر رکھا ہے۔

(تبیین الحقائق ۲/۵۴، فتح القدیر ۲/۴۵۷، فتح القدیر زکریا ۲/۴۶۸، شامی کراچی ۲/۴۹۹، تقریرات رافعی ۲/۱۶۰)

(نوٹ) جو شخص صلوٰۃِ طواف کے بعد مذکورہ دُعار کریگا اللہ تعالیٰ اسکے تمام گناہ معاف کردیگا، اور اسکی تمام پریشانی دُور کردیگا۔ اور اس پر کبھی فقر وفاقہ کی نوبت نہیں آئے گی۔ اور دُنیا ذلیل ہوکر اس کے پاس آئے گی۔ (تبیین الحقائق ص۲۳)

ملتزم پر پڑھنے کی دُعَار

مقامِ ابراہیم پر مذکورہ دُعار سے فارغ ہونے کے بعد ملتزم پر آئے۔ اور ملتزم خانۂ کعبہ کے دروازہ اور حجرِ اسود کا درمیانی حصّہ ہے۔ اور اس جگہ دُعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔ اور ملتزم پر ان الفاظ سے دُعائیں مانگے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا بَيْتُكَ الَّذِیْ جَعَلْتَهٗ مُبَارَكًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنِیْ لَهٗ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ وَلَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ وَارْزُقْنِیَ الْعَوْدَ اِلَيْهِ حَتّٰی تَرْضٰی عَنِّیْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ٥

(مراقی الفلاح ط۲۱۴ تبیین الحقائق ۲/۳۷)

اے اللہ بیشک یہ تیرا وہ گھر ہے جس کو تونے تمام عالم کیلئے مُبارک اور ھدایت کا ذریعہ بنایا ہے اے اللہ جس طرح تونے مجھے اس کے حج کیلئے ھدایت دی ہے۔ اسی طرح میری طرف سے قبول فرما۔ اور میرے اس سفر کو اپنے محترم گھر کا آخری سفر نہ بنا۔ اور دوبارہ لوٹ کر آنا نصیب فرما یہاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہوجائے۔ یاارحم الراحمین اپنی رحمت سے میری دُعار قبول فرما۔

میزابِ رحمت کے نیچے پڑھنے کی دُعَار

میزابِ رحمت یعنی بیت اللہ شریف کے پرنالے کے نیچے دُعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں، مگر اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ دھکّا مکّی سے بچتا رہے۔

اگر وہاں دعاء کرنا ممکن ہو تو وہاں کھڑے ہو کر یہ دعاء پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا لَا يَزُوْلُ وَيَقِيْنًا لَا يَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ وَاَسْقِنِیْ بِكَاْسِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً لَا اَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا۔

(تبیین الحقائق ۲/۱۷)

اے اللہ میں تجھ سے ایسے ایمان کا طالب ہوں جو کبھی زائل نہ ہو۔ اور ایسے یقین کا طالب ہوں جو کبھی ختم نہ ہو۔ اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مرافقت اور معیت کا طالب ہوں۔ اے اللہ مجھے اس دن اپنے عرش کا سایہ عطاء فرما۔ جس دن عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالہ سے ایسا شربت پلادے کہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوں۔

آبِ زمزم پینے کی دعاء

ملتزم سے فارغ ہونے کے بعد بئرِ زمزم پر پہنچے اور آبِ زمزم پیتے وقت ان الفاظ سے دعاء پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ۔ (حصن حصین مترجم ص ۱۸۹ قاضیخاں ج ۱ ص ۳۱۹ زیلعی ج ۲ ص ۳۷)

اے اللہ میں تجھ سے علم نافع اور رزق واسع اور ہر مرض سے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔

سعی بین الصفا والمروہ کے لئے مسجدِ حرام سے نکلنے کی دعاء

زمزم سے فراغت کے بعد حجرِ اسود کا استلام کرے۔ اسکے بعد سعی بین الصفا والمروہ

کے لئے صفا پہاڑی کی طرف روانہ ہوجائے، اور مسجد حرام سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔
(غنیۃ الناسک ص۶۸ بالمعنی ترمذی ۱/۷۱)

اللہ کے نام سے مسجد حرام سے نکلتا ہوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا ہوں۔ اے اللہ میرے گناہ بخش دیجئے۔ اور میرے لئے اپنے فضل ورحمت کے دروازے کھول دیجئے۔

صفا پر چڑھنے کی دُعاء

مسجد حرام سے نکلنے کے بعد صفا کی چڑھائی پر چڑھتے وقت یہ دعاء پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔
(غنیۃ الناسک ص۶۸، مسلم شریف بالمعنی ۱/۳۹۵)

میں اللہ کا نام لیکر وہاں سے شروع کرتا ہوں۔ جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع فرمایا ہے۔ بیشک صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

صفا پر کھڑے ہوکر پڑھنے کی دُعاء

جب صفا پہاڑی پر کھڑے ہوجائیں تو بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہوکر تین مرتبہ یہ دعاء پڑھکر اللہ سے دعاء مانگے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ تنہا ہے اسکا کوئی ہمسر نہیں اس کیلئے ملک ہے۔ اس کیلئے تمام تعریفیں ہیں وہ زندہ ہے مرتا نہیں وہی ہر شے پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ تنہا ہے اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی تنہا اس نے ہجوم

عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔ | کے ساتھ آنیوالے لشکروں کو شکست دی ہے۔

(مسلم شریف ۱/۳۹۵، غنیۃ الناسک ص۹۶)

نیز یہی دُعاء مروہ پر بھی اسی طریقہ سے پڑھے جس طرح صفا پر پڑھی گئی تھی۔ اور یہ دُعاء میلین اخضرین سے پہلے پہلے ختم کر دے۔

میلین اخضرین کے درمیان پڑھنے کی دُعاء

جب سعی کرتے ہوئے میلین اخضرین یعنی ہرے ستونوں کے پاس پہونچے تو یہ دُعاء پڑھے : ـــــ

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ۔

اے میرے رب میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور میرے ان گناہوں کو درگذر فرما جو تیرے علم میں ہیں بیشک تو ہی سب پر غالب اور زیادہ کرم کرنے والا ہے۔

(ہکذا قاضیخاں ۱/۳۱۷ زیلعی ۲/۲۰)

میلین اخضرین کے بعد مروہ کی طرف چلتے ہوئے پڑھنے کی دُعاء

میلین اخضرین سے تجاوز کرکے جب مروہ کی طرف آگے بڑھے تو یہ دُعاء پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنِيْ بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِيْ عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاَعِذْنِيْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥

اے اللہ مجھ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا پابند بنا دے۔ اور مجھے انہیں کے دین پر موت عطا فرما۔ اور ہر گمراہ کن فتنوں سے اپنی رحمت کے ذریعے سے میری حفاظت فرما۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے مجھے اپنی رحمت سے نواز۔

(تبیین الحقائق ۲/۲۰، قاضیخاں ۱/۳۱۷)

پھر میلین اخضرین کے بعد مروہ تک آنے جانے میں یہی پڑھتا رہے۔ اور اگر کسی کو کوئی بھی دُعا یاد نہیں ہے تو وہ اپنی مادری زبان میں جو بھی دُعائیں یاد ہوں، اُنکے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مُرادیں مانگتا رہے۔ نیز مذکورہ دُعائیں جس طرح صفا پر پڑھی گئی تھیں اسی طرح مروہ پر بھی پڑھیں۔

مسئلہ:۔ میلین اخضرین کے درمیان دوڑ کر چلیں۔ مگر صفا سے اپنی رفتار پر چلتے ہوئے اُتریں۔ اور پھر میلین اخضرین کے بعد مروہ تک اپنی ہیئت پر چلیں۔ اور میلین اخضرین کے درمیان ہر چکّر میں مَردوں کو دوڑنے کا حکم ہے، عورتوں کو نہیں۔

نو۹ ذی الحجہ کو منیٰ سے عرفات کیلئے روانگی کی دُعا

نو۹ ذی الحجہ کی صبح کو منیٰ میں فجر کی نماز پڑھکر جب سُورج طلوع ہوجائے تو عرفات کے لئے روانہ ہوجائے۔ اور روانہ ہوتے ہوئے یہ دُعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُّ فَاجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا وَحَجِّيْ مَبْرُوْرًا وَارْحَمْنِيْ وَلَا تُخَيِّبْنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ سَفَرِيْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِيْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔	اے اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اور تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ تیری ذات کا ارادہ رکھتا ہوں، لہٰذا میرے گناہ معاف فرما۔ اور میرے حج کو قبول فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ اور مجھ کو نامُراد نہ بنا۔ اور میرے سفر میں برکت عطا فرما۔ اور میدانِ عرفات میں میری حاجت پوری فرما۔ بیشک تو ہر شئی پر قادر ہے۔

(زیلعی ۲/۲۳)

اس دُعا رکو پڑھکر روانہ ہوجائے۔ اور راستہ میں تلبیہ کثرت سے پڑھے، اور تکبیر، تہلیل، تسبیح، تحمید اور درُود و سلام پڑھتے ہوئے عرفات پہنچ جائیں ــ اور درمیان میں بار بار تلبیہ پڑھتا رہے۔

عرفات میں داخل ہونے کی دُعار

جب میدانِ عرفات کے قریب پہنچ جائے اور جبلِ رحمت پر نظر پڑجائے تو یہ دُعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُّ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ وَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَوَجِّهْ لِيَ الْخَيْرَ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ۔ (زیلعی ۲/۲۳)	اے اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اور تجھ ہی پر توکل کرتا ہوں۔ اور تیری ذات کا ارادہ کرتا ہوں۔ اے اللہ میرے گناہ معاف فرما۔ اور میری توبہ قبول فرما۔ اور میری طلب اور میری مراد مجھے عطا فرما۔ ہر قسم کی خیر کو میرے لئے اس طرف متوجہ فرمادے جدھر میں متوجہ ہوتا ہوں اللہ کی ذات پاک ہے۔ ہر تعریف اللہ کیلئے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور اللہ بہت بڑا ہے۔

عرفات میں سب سے افضل ترین دُعار

میدانِ عرفات میں سب سے افضل اور بہتر دُعار، دُعائے توحید ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے میدانِ عرفات میں جو دُعائیں کی ہیں ان میں سب سے افضل ترین دُعار، دُعائے توحید ہے ــ اور دُعائے توحید کے الفاظ یہ ہیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ	اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

(غنیہ/۸۳، حصن حصین/۱۸۴، ترمذی ۱۹۹/۲ زیلعی ۲/۲۵)

وہ تنہا ہے اسکا کوئی ہمسر نہیں۔ اُس کے لئے ملک ہے۔ اور اس کیلئے تمام تعریفیں ہیں اسی کے ہاتھ میں تمام بھلائی ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس دُعار کو پڑھکر اللہ سے جو بھی مُرادیں مانگی جائیں انشاء اللہ قبول ہوجائیں گی اور میدانِ عرفات میں ذکر اور دُعاؤں کے درمیان میں تلبیہ بھی پڑھتے رہیں۔ اگر ممکن ہو تو مذکورہ دُعار کو عرفات میں سَو مرتبہ پڑھے۔

بکثرت پڑھنے کی دُعار

میدانِ عرفات میں دُعائیں بہت کثرت سے کرنی چاہئیں۔ کیونکہ عرفات کی دُعار بہت مقبول اور افضل[1] ہوتی ہے۔ اور میدانِ عرفات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسبِ ذیل دعار بھی کثرت کے ساتھ پڑھنا ثابت ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ

اے اللہ میرے دل کو نور سے بھر دے، اور میرے کانوں کو نور سے بھر دے، اور میری آنکھوں کو نور سے بھر دے۔ اے اللہ میرا سینہ کھولدے اور دنیا و آخرت میں میرے ہر کام کو آسان فرمادے۔ اے اللہ میں تجھ سے دل کے وسوسوں سے پناہ مانگتا ہوں اور کام کی پراگندگی اور پریشانی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور قبر کے فتنے اور آزمائش سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں تیرے دربار میں ہر اس چیز کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو رات میں داخل ہو اور ہر اس چیز کے

---

[1] افضل الدعاء دُعاء عرفۃ۔ اوجز المسالک ۲/۲۷۷)

وَشَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ۔
(غنیۃ الناسک/۸۳حصن حصین/۱۸۳)

شر سے پناہ مانگتا ہوں جو دن میں داخل ہو۔ اور ہر اس چیز کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جس کو ہوا اپنے ساتھ لے آتی ہو۔ اور زمانہ کی ہلاکت کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

عرفات میں ظہر وعصر کی نماز کے بعد وقوف کے شروع میں پڑھنے کی دُعار

اور عرفات میں ظہر وعصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں ایک ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ اور ان دونوں نمازوں کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ بلکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد فوراً ذکر و تلاوت، دُعار وغیرہ میں مشغول ہونے کے لئے وقوف کریں۔ اور وقوف کی ابتدار میں یہ دُعار پڑھیں۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْاٰخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ لَاعَيْشَ اِلَّاعَيْشَ الْاٰخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى وَنَقِّنِيْ بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْلِيْ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى۔
(غنیہ/۸۳حصن حصین/۱۸۴)

اے اللہ میں تیرے دربار میں حاضر ہوتا ہوں بیشک اصلی بھلائی آخرت کی بھلائی ہے۔ اور زندگی نہیں ہے مگر آخرت کی زندگی اصلی زندگی ہے۔ اے اللہ تو اپنی ہدایت سے مجھے ہدایت عطا فرما۔ اور اپنی پرہیزگاری سے مجھے پاک صاف فرما۔ اور دنیا و آخرت میں میری مغفرت فرما۔

عرفات کی شام کو پڑھنے کی دُعار

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کی شام کو کثرت کے ساتھ

جو دُعار پڑھی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَالَّذِیْ تَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ، اَللّٰھُمَّ لَکَ صَلٰوَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ وَاِلَیْکَ مَاٰبِیْ وَلَکَ رَبِّ تُرَاثِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَۃِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ۔

(غنیہ/۸۳)

اے اللہ ہر تعریف تیرے لئے ایسی ہے جیسی تونے کی ہے۔ اور بھلائی تیرے لئے ہے اُن چیزوں میں سے جو ہم کہتے ہیں۔ اے اللہ میری نماز میری قربانی و مناسک اور میری زندگی اور موت تیرے واسطے ہے اور تیرے ہی پاس میری پناہ گاہ ہے۔ اور تیرے لئے ہے اے میرے رب میرا پراگندہ ہونا اے اللہ میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور دل کے وسوسے سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور کام کے انتشار اور پراگندگی کی پریشانی سے پناہ چاہتا ہوں۔

عرفات میں دُعار مانگنے کے لئے جتنی دُعائیں منقول ہیں وہ بہت کثیر تعداد میں ہیں۔ اور بہت لمبی لمبی دُعائیں ہیں ان میں سے چھانٹ چھانٹ کر مذکورہ چار دُعائیں ہم نے یہاں لکھدی ہیں۔ اور یہ دُعائیں مختصر بھی ہیں اور جامع بھی ہیں۔ ان دُعاؤں کے ساتھ دُعار کرنے میں انشاء اللہ بہت جلد قبول ہو جائیگی۔

عرفات سے واپسی میں مزدلفہ کے راستہ کی دُعار

عرفات سے واپسی میں مزدلفہ کے راستہ میں بار بار تلبیہ پڑھتے رہیں، اور کثرت کے ساتھ استغفار کریں، اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ کثرت کے ساتھ پڑھتے رہیں، اور اس کے ساتھ یہ دُعار بھی پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَفَضْتُ وَمِنْ عَذَابِکَ اَشْفَقْتُ وَاِلَیْکَ

اے اللہ میں تیرے دربار میں حاضر ہوتا ہوں۔ اور تیری طرف چلتا ہوں اور تیرے عذاب سے

رَغِبْتُ وَمِنْ سَخَطِكَ رَهِبْتُ فَاقْبَلْ نُسُكِيْ وَاَعْظِمْ اَجْرِيْ وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَارْحَمْ تَضَرُّعِيْ وَاسْتَجِبْ دُعَائِيْ وَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ (ہکذا زیلعی ۲/۳۰، ومعناہ فی قاضی خان ۱/۳۱۸)

خوف زدہ ہوں۔ اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور تیرے غضب سے ڈرتا ہوں۔ اے اللہ تو میرے مناسک حج کو قبول فرما۔ اور عظیم ترین ثواب عطا فرما اور میری توبہ قبول فرما۔ اور میری گریہ وزاری پر رحم فرما۔ اور میری دعاء قبول فرما۔ اور میری مراد اور طلب عطاء فرما۔ اے ارحم الراحمین ــ

مزدلفہ کی دعاء

نویں اور دسویں ذی الحجہ کی درمیانی رات مزدلفہ کی رات ہے۔ اس رات کی فضیلت شب قدر سے کم نہیں ہے۔ تمام رات جاگتے رہنا، نماز، تلاوت اور دعاء میں مصروف رہنا بڑی خوش قسمتی ہے۔ اور مزدلفہ کی رات میں یہ دعاء بھی کثرت کے ساتھ پڑھتے رہیں ــــ

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَرْزُقَنِيْ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ جَوَامِعَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ وَاَنْ تُصْرِفَ عَنِّي السُّوْءَ كُلَّهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ غَيْرُكَ وَلَا يَجُوْدُ بِهٖ اِلَّا اَنْتَ۔ (ہکذا زیلعی اختصاراً ۲/۲۷)

اے اللہ بیشک میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو اس مقدس مقام میں تمام نیکیوں اور بھلائیوں کا مجموعہ عطاء فرما۔ اور مجھ سے ہر قسم کی برائیوں کو دور فرما۔ بیشک تیرے علاوہ یہ کام کوئی نہیں کرسکتا۔ اور نہ تیرے سوا کوئی دوسرا اس بھلائی کی بخشش کرسکتا ہے۔

(نوٹ) مزدلفہ میں رات گذارنے کے بعد فجر کی نماز اوّل وقت میں پڑھکر وقوف شروع کردے۔ اور اس میں اللہ سے دُعائیں مانگے۔ اور گریہ وزاری کرتے رہیں۔ اور سُورج طلوع ہونے سے ذرا پہلے منیٰ کو روانہ ہوجائیں۔

مُزدلفہ میں وقوف کی دُعاء

جب مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد طلوعِ شمس سے پہلے وقوف کیا جائے تو دورانِ وقوف یہ دُعاء پڑھنا بہت بڑے اجر کا باعث ہے۔

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَالْبَيْتِ الْحَرَامِ وَالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِنَّا التَّحِيَّةَ وَالسَّلَامَ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

(مفہوم قاضیخاں ۱/۲۱۸، وکذا زیلعی ۲/۲۶ اختصاراً)

اے اللہ مشعر حرام کے طفیل سے اور تیرے بیت حرام کے طفیل سے اور حُرمت والے مہینوں کے طفیل سے اور رکن اسود اور مقام ابراہیم کے طفیل سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح کو ہماری طرف سے دُرود وسلام کا تحفہ پہنچا دے اور ہم کو سلامتی کے گھر میں داخل فرما یعنی جنّت کا اعلیٰ مقام ہم کو عطاء فرما۔ اے عظمت والے اور کرم والے ہماری مُرادیں پوری فرما۔

(نوٹ) مزدلفہ سے سّتر کنکریاں لیکر چلیں، جو منیٰ میں جمرات کی رمی کرنے میں کام آئیں گی۔ اور سّتر اسلئے لینا ہے کہ اگر تیرہویں تاریخ کو بھی رمی کرنا پڑے تو کل سّتر کنکریاں ہوجائیں گی۔

بطنِ محسّر سے گذرنے کی دُعاء

جب مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوجائے تو راستہ میں وادیٔ محسّر پڑیگی۔ یہ منیٰ

اور مزدلفہ کے درمیان کچھ نشیبی علاقہ ہے، یہاں اصحابِ فیل پر عذاب نازل ہوا تھا یہاں سے استغفار پڑھتے ہوئے اور یہ دُعاء پڑھتے ہوئے گذرنا چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَ عَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔ (کتاب المناسک ص۱۱۲ مسنون ومقبول دُعائیں / ۱۲۲)

اے اللہ ہم کو اپنے غضب کے ذریعہ سے ہلاک نہ فرما۔ اور نہ اپنے عذاب کے ذریعہ ہلاک فرما۔ اور اس سے پہلے ہم کو معاف فرما۔

منیٰ پہنچنے کے بعد پڑھنے کی دُعاء

جب مزدلفہ سے منیٰ کو پہنچ جائے تو جمرات تک پہنچنے سے پہلے پہلے بار بار تلبیہ پڑھتے رہیں۔ اور تکبیر و تہلیل اور استغفار بھی کرتے رہیں۔

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ مِنٰى قَدْ اَتَيْتُهَا وَاَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ اَسْأَلُكَ اَنْ تَمُنَّ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَآئِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ (کتاب الحج ص۱۳۷ بالمعنیٰ قاضیخان ۱/۳۰۱)

اے اللہ یہ مقام منیٰ ہے جس میں میں حاضر ہوا ہوں۔ اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور تیرا بندہ زادہ ہوں۔ میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ تو میرے اوپر ایسا احسان فرما جیساکہ تو نے اپنے اولیاء اور نیک بندوں پر فرمایا ہے۔ اے سب سے بڑھ کر رحم والے۔

جمرات پر کنکریاں مارنے کی دُعاء

یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کرتے وقت پہلی کنکری کیساتھ تلبیہ ختم کر دینا چاہیئے۔ اور ہر کنکری کے ساتھ یہ دُعاء پڑھتے جائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّيْطٰنِ وَرِضًى لِّلرَّحْمٰنِ۔ (معلم الحجاج / ۱۷۰)

میں اللہ کے نام سے شیطان کو کنکری مارتا ہوں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ یہ کنکریاں میں شیطان کا منہ کالا کرنے اور اللہ کو راضی کرنے کے لیے مار رہا ہوں۔

اسی طرح تینوں دن کی رمی میں ہر کنکری کے ساتھ یہ دُعار پڑھتے جائیں۔

جمرات کی رمی کے بعد کی دُعار

ہر جمرہ کی رمی کے بعد دُعار مانگنا بہت مقبول ہے۔ جن مقامات میں دُعائیں قبول ہوتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جمرات کی رمی کے بعد ہاتھ اٹھا کر دُعار مانگی جائے اور یہ دُعار بھی پڑھی جائے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا۔

(قاضیخان علی الہندیہ ۱/۳۱۸ ہکذا زیلعی ۲/۳۰)

اے اللہ اس کو میرے لئے حج مبرور بنا دے اور میرے گناہ معاف فرما۔ اور میری کوشش کو قبول فرما۔

قربانی کی دُعار

پہلے دن بڑے شیطان کو کنکری مارنے کے بعد یعنی رمی جمار میں خدا کے حکم کی تعمیل کے بعد قربان گاہ پہنچ جائے۔ اور قربانی کرنے کے لئے صرف بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا کافی ہے۔ لیکن اگر کسی کو یاد ہو تو جانور کو لٹاتے وقت یہ دُعار پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

(قاضیخان علی الہندیہ ۱/۳۱۹ مشکوٰۃ شریف ۱۲۸)

بیشک میں اپنے آپ کو اُس ذات کیلئے ہر چیز سے یکسو ہو کر متوجہ کرتا ہوں جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بیشک میری نماز میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العٰلمین کیلئے ہے اسکا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ اور اسی کا ہم کو حکم دیا گیا اور میں سراپا فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

حلق کی دُعاء

قربانی سے فارغ ہونے کے بعد سر منڈا کر احرام کھولدینا ہے اور سر منڈاتے وقت یہ دُعاء پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِي نَفْسِي وَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَاجْعَلْ لِي بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنْهَا نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(قاضیخان ۱/۳۱۹)

اے اللہ میرے اندر برکت عطاء فرما اور میرے گناہ معاف فرما۔ اور سر کے ان بالوں میں سے ہر بال کے عوض میں میرے لئے قیامت کے دن ایک ایک نور عطاء فرما۔

مکہ معظمہ کے قبرستان جنۃ المعلیٰ کی زیارت کی دُعاء

مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے بعد دُنیا کے تمام قبرستانوں میں سب سے افضل ترین قبرستان مکہ معظمہ کی جنت المعلیٰ کا قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں ہزار نفوسِ قدسیہ مدفون ہیں۔ سیدۃ النساء حضرت خدیجۃ الکبریٰ اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ جب اس کی زیارت کے لیے پہونچے تو ان الفاظ سے سلام پیش کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔

اے مؤمن قوم کی بستی کے رہنے والو تم پر سلام ہو۔ اور بیشک ہم بھی ان شاء اللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے ہیں۔

(حصن حصین/ ۲۵۴، ابوداؤد شریف ۲/۴۶۲، مسند امام احمد بن حنبل ۲/۳۷۵ حدیث ۸۸۶۵)

اس کے بعد سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ کے شروع کی آیت اور آیۃ الکرسی وغیرہ جو بھی یاد ہو اس کے ذریعہ سے ایصالِ ثواب کردے۔

ہر متبرک مقام پر پڑھنے کی دُعاء

دورانِ سفر جب بھی کسی متبرک مقام پر پہنچے تو اس دُعاء کا پڑھنا بہت مفید ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی مُرادیں پوری فرمائیں گے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا وَعَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ۔

اے اللہ اے ہمارے رب ہماری عبادت قبول فرما۔ اور ہم کو برائی سے عافیت عطا فرما۔ اور ہماری خطائیں معاف فرما۔ ہم کو مسلمان ہونے کی حالت میں دنیا سے اُٹھا لیجئے اور اسلام کی حالت میں دنیا میں زندہ رکھئے اور ہم کو اپنے نیک بندوں کے ساتھ ملا دیجئے۔

صبح و شام کی دُعاء

روزانہ صبح و شام جو شخص حسب ذیل دُعاء پڑھیگا وہ ہر قسم کی مضرت سے محفوظ رہیگا۔ اگر صبح کو تین مرتبہ پڑھیگا تو دن بھر کے لئے محفوظ رہیگا۔ اور اگر شام کو تین مرتبہ پڑھیگا تو پوری رات کے لئے محفوظ رہیگا۔ دُعاء کے الفاظ یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

(ترمذی ۲/۱۷۶)

اس اللہ کے نام سے (میں صبح کرتا ہوں یا شام کرتا ہوں) جس کے نام کے ساتھ رُوئے زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور نہ آسمان میں کوئی چیز نقصان پہنچا سکتی ہے وہ سُننے والا جاننے والا ہے۔

دشمن یا خطرات سے حفاظت کی دُعاء

جب کسی وقت دشمن سے ناگہانی حملہ یا نقصان کا خطرہ ہو تو یہ دُعاء پڑھیگا تو انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ رہیگا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

(حصن حصین مترجم/۱۹۲)

اے اللہ بیشک ہم آپ کو اُن کے مقابل میں سپرد کرتے ہیں اور اُن کی شرارتوں سے تیری پناہ لیتے ہیں۔

دن ورات میں پڑھنے کی دُعاء سیّدالاستغفار

جوشخص سیّدالاستغفار کو ایک مرتبہ دن میں یا رات میں کامل یقین کے ساتھ پڑھیگا تو اگر وہ اُس دن میں یا رات میں وفات پاجائیگا تو ضرور جنتی ہوگا۔ دُعاء کی اس فضیلت کی وجہ سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کا نام سیّدالاستغفار رکھا ہے۔ (بخاری شریف ۲/۹۳۳) دُعاء کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ۔

(بخاری شریف ۲/۹۳۳)

اے اللہ تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو نے مجھ کو پیدا کیا۔ میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور تیرے وعدہ پر اپنی کوشش واستطاعت کے مطابق قائم ہوں۔ اور میں تجھ سے پناہ لیتا ہوں۔ ان تمام اُمور کے شر سے جو میں نے کئے ہیں میں تیری اُن نعمتوں کا اعتراف کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر نازل فرمائی ہیں۔ اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ تو میرے گناہ بخشدے اسلئے کہ گناہوں کا بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں

مکہ معظّمہ سے واپسی کی دُعاء

آفاقی حاجی پر مکہ معظّمہ سے واپسی کے وقت ایک الوداعی طواف کرنا واجب ہے۔ اور طواف کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حجرِ اسود کو بوسہ دے۔ اسکے بعد کعبۃ اللہ کی جُدائی پر افسوس وحسرت کے ساتھ جس طرح ہوسکے خوب گڑگڑا کر روئے۔

اور اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنائے، اور حسرت کی نگاہ سے بیت اللہ کیطرف دیکھتا ہوا اور روتا ہوا مسجد حرام سے باہر نکلے اور دروازہ پر کھڑے ہوکر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ وَارْزُقْنِي الْعَوْدَ اِلَيْهِ لَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

(مسلم شریف ۱/۴۳۵، المسالک فی المناسک ۱/۶۲۰)

اے اللہ میرے اس سفر کو اپنے محترم گھر کا آخری سفر نہ بنا۔ اور میرے لئے دوبارہ لوٹ کر آنا مقدر فرما۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ تنہا ہے۔ اسکا کوئی شریک نہیں اس کیلئے بادشاہت ہے۔ اسی کیلئے ہر قسم کی تعریف ہے۔ وہی ہر شئے پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنیوالے ہیں۔ عبادت کرنیوالے ہیں۔ اپنے رب کی تعریف کرنیوالے ہیں، اس کی رحمت کا قصد کرنیوالے ہیں۔ اللہ نے اپنے وعدہ کو سچا کرکے دکھایا اور اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور اس نے تن تنہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دشمنوں کو شکست دی ہے جو ہجوم کے ساتھ لشکر لیکر آئے تھے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ❊ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا
وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔

لہ قاضی خان علی ھامش الہندیہ ۱/۳۱۹)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۳۰) مسائلِ زیارتِ مدینۃ المنوّرہ

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًا ؕ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ وَالَّذِیۡنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَهُمۡ تَرٰىهُمۡ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانًا۔ الآیۃ

(سورۂ فتح ۲۸، ۲۹)

وہی ذات ہے جس نے اپنے رسُول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو ہر دین پر غالب رکھے اور اللہ ہی حق ثابت کرنے کیلئے کافی ہے محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھ کے لوگ کافروں پر زور آور سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں ان کو رکوع اور سجدے میں اللہ کے فضل کی جستجو میں اور اس کی رضا جوئی میں۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ✤ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ

روضۂ اطہر کی زیارت کی فضیلت

حج سے فراغت کے بعد سب سے افضل اور بڑی سعادت سیّد المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت ہے۔ کوئی بھی صاحبِ ایمان ایسا نہیں کرسکتا کہ دیارِ قدس میں پہنچنے کے بعد روضۂ اقدس کی زیارت سے محروم واپس آجائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ارشاد فرمایا: جو شخص میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کریگا اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہوجائے گی۔ [1]

---

[1] من زار قبری وجبت لہٗ شفاعتی۔ الحدیث۔ (شعب الایمان ۳/۴۹۰ حدیث ۴۱۵۹ - المسالک فی المناسک ۲/۱۰۶۱)

اور ایک حدیث میں آیا ہے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج کو جائے اور پھر میری موت کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو اس کی فضیلت ایسی ہے جیسے میری زندگی میں میری زیارت کی ہے۔ لہ

(مشکوٰۃ شریف ۱/۲۴۱، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ۴/۱۳۴،
مستفاد غنیۃ المناسک ص۲۰۱)

مدینۃ المنورہ کا سفر

جب مکۃ المکرمہ سے مدینۃ المنورہ کے لئے روانہ ہوجائے تو راستہ میں کثرت کے ساتھ درود وسلام پڑھتا جائے۔ اور جہاں تک ممکن ہو اسی میں مستغرق اور منہمک ہوجائے۔ اور راستہ میں مسجدِ حرام سے ۱۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر مقام سرف پڑیگا اسی میں ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر ہے ممکن ہو تو وہاں کھڑے ہوکر فاتحہ اور ایصالِ ثواب کرے۔ اور جوں جوں مدینۃ المنورہ سے قریب ہوتا جائے، خشوع وخضوع اور درود وسلام میں اضافہ کرتا جائے۔ (مستفاد غنیہ قدیم/۲۰۲ جدید/۲۷۵)

مدینۃ المنورہ کے قریب پہنچنے کی دعاء

جب سفرِ مدینہ منورہ کا قصد کرے، اور اپنے خیالات اور توجہات کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یکسو کرلے، اور جتنا مدینہ منورہ سے قریب ہوتا جائے درود شریف کی کثرت کرتا جائے، اور جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچ جائے تو یہ دعاء پڑھے۔

لہ عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔ الحدیث۔ المعجم الاوسط ۱/۹۵ حدیث ۲۸۷، مشکوٰۃ شریف ۱/۲۴۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ۸/۴۲۴ حدیث ۱۰۲۰۹)

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْ دُخُوْلِیْ وِقَایَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ الخ
(قاضیخان ۱/۳۱۹)

اے اللہ یہ تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم پاک ہے۔ اس حرم مقدس کو میرے لئے جہنم سے خلاصی کا ذریعہ بنادے اور اس کو میرے لئے جہنم کے عذاب اور برے حساب و کتاب سے حفاظت کا ذریعہ بنادے۔

دخولِ مدینۃ المنورہ کے آداب و دعاء

جب مدینۃ المنورہ پہنچ جائے تو شہر میں داخل ہونے سے قبل اگر ممکن ہو تو غسل کرے، اور اگر غسل ممکن نہ ہو تو وضو کرلے، اور نئے کپڑے یا دھلے ہوئے کپڑے پہن لے۔ اور مدینۃ المنورہ کے سفر میں ایسی گاڑی کا انتظام ہوجائے تو بہتر ہے جس میں آداب کی رعایت کرنے میں گاڑی والا پریشان نہ کرے۔

اور جب سرورِ کائنات، فخرِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں داخل ہوجائے تو بوقت دخول یہ دعاء پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَةِ رَسُوْلِكَ

اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں جو اللہ تعالیٰ چاہیں گے وہی ہوگا اس کی مدد کے بغیر معصیت سے حفاظت نہیں۔ اور اطاعت پر قدرت نہیں۔
اے میرے رب مجھ کو سچائی کے ساتھ داخل فرما۔ اور سچائی کے ساتھ نکالئے اور اپنی طرف سے میرے لئے ایک طاقتور مددگار بنادیجئے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ أَوْلِيَآئَكَ وَأَهْلَ طَاعَتِكَ وَأَنْقِذْنِيْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مَسْؤُلٍ۔

(غنیہ/۲۰۳، غنیہ جدید/۳۷۶)

اے رب میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھولدے اور مجھے اپنے رسولؐ کی زیارت سے وہ فائدہ عطار فرما۔ جو تو اپنے اولیاء اور فرمانبردار بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ اور مجھے جہنم کی آگ سے بچا، اور میری مغفرت فرما۔ اور مجھ پر رحم فرما، اور تو مانگنے جانیوالوں میں سے سب سے بہتر ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَّنَا فِيْهَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا۔

(غنیہ جدید/ ۳۷۶)

اے اللہ ہمارے لئے اس شہر میں بہترین ٹھکانا اور بہترین رزق عطا فرما۔

مَدینۃُ المنوّرہ کی فضیلت

پوری روئے زمین میں سب سے افضل ترین زمین کا وہ حصّہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر سے ملا ہوا ہے۔ اور یہ خوش قسمتی مدینۂ طیبّہ کو حاصل ہے۔ اسکے بعد کعبۃُ اللہ اور حرم مکی ہے۔ اس کے بعد حُدودِ مدینۃ المنورّہ ہے۔ (شامی کراچی ۲/۶۲۶)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائی: اے اللہ حضرت ابراہیمؑ تیرے بندے اور تیرے خلیل تھے۔ انہوں نے اہلِ مکّہ کے لئے برکت کی دُعا فرمائی تھی، اور میں تیرا بندہ اور تیرا رسُول ہوں۔ میں اہلِ مدینہ کے لئے برکت کی دعا کرتا ہوں۔ تو اہلِ مدینہ کو اہلِ مکّہ سے دوگنی برکت عطا فرما۔ چنانچہ آج مدینہ کی برکت لوگوں کی نظروں میں ہے۔

(ترمذی شریف ۲/ ۲۲۹)

ے دل میرا تسخیر کیا ایک عربی نے ٭ مکی، مدنی، ہاشمی و مطلبی نے

حرمتِ مدینۂ منورّہ

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے اللہ! جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے حُدودِ مکّۃ المکرّمہ کو محترم قرار دیا ہے اسی طرح میں حُدودِ مدینۃ المنورہ کو محترم قرار دیتا ہوں۔ (ترمذی شریف ۲/۲۳۰) [۱]

اور حضرت سیّد الکونین علیہ السّلام نے اہلِ مدینہ کے لئے برکت کی دُعاء فرمائی، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اہلِ مکّہ کے لئے برکت کی دُعاء فرمائی ہے[۲]

حُدودِ مدینۂ منورّہ

حُدودِ مدینۂ منوّرہ بڑے بڑے دو پہاڑوں کے درمیان وسیع وعریض ہموار علاقہ ہے۔ جس کے ایک طرف جبلِ اُحد اور دوسری طرف جبلِ عیر ہے اور بعض روایات میں جبلِ اُحد کی جگہ جبلِ ثور آیا ہے۔[۳] اور مدینۃ المنورہ میں جبلِ ثور کے نام سے ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ جو جبلِ اُحد کے دامن پر ہے۔ اور مکۃ المکرمہ میں جو جبلِ ثور ہے وہ کافی بڑا ہے۔

بہرحال جب مدینۂ منوّرہ کی حُدود میں داخل ہوجائے تو ہمیشہ اس فکر میں رہنا چاہئے کہ ارضِ مقدس کے احترام کے خلاف کوئی امر صادر نہ ہو۔

---

[۱] عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلع لہ احد فقال ھٰذا جبلٌ یحبّنا ونحبّہ اللّٰھمّ ان ابراھیم حرّم مکّۃ وانی احرّم مابین لابتیھا۔ الحدیث (ترمذی ۲/۲۳۰)

[۲] عن سعد بن ابی وقاص فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایتونی بوضوءٍ فتوضأ ثم قام فاستقبل القبلۃ فقال اللّٰھمّ ان ابراھیم کان عبدک وخلیلک ودعا لاھل مکۃ بالبرکۃ وانا عبدک ورسولک ادعوک لاھل المدینۃ ان تبارک لھم فی مدّھم وصاعھم مثلی ما بارکت لاھل مکۃ مع البرکۃ برکتین۔ الحدیث ترمذی ۲/۲۲۹

[۳] یہ سب روایتیں قدرے فرق کے ساتھ بخاری شریف ۱/۲۵۱، مسلم شریف ۱/۴۴۲، مسند امام احمد ۱/۱۲۹ ترمذی ۲/۲۲۹ میں موجود ہیں۔ مسلم کی عبارت یہ ہے المدینۃ حرمٌ مابین عیر الی ثور۔ الحدیث (۴۴۲/۲)

رِیَاضُ الجنّہ میں عبادت کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حجرۂ عائشہؓ اور منبرِ رسُول صلے اللہ علیہ وسلم کا درمیانی حصّہ جنّت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔ جو شخص اس مقام پر جاکر نماز پڑھیگا اور ذکر و عبادت میں مشغول ہوگا اس کے لئے جنت میں جانا بالکل آسان ہوجائیگا۔ (مسلم شریف ۱/۴۴۶)

اور وہاں پر جگہ مشکل سے ملتی ہے، بھیڑ کافی ہوتی ہے۔ اسلئے نماز سے ایک آدھ گھنٹہ قبل پہنچنے کی کوشش کی جائے۔ اور اکثر علماء کے نزدیک زمین کا یہ ٹکڑا قیامت کے دن جنت میں چلا جائیگا۔ (تاریخ مدینہ منورہ/ ۱۲۲)

مسجد نبویؐ میں دخول کے آداب

؎ دل میرا تسخیر کیا ایک عربی نے
مکّی، مدنی، ہاشمی و مطلبی نے

جب مدینۂ منورہ میں داخل ہوجائے تو سب سے پہلے مسجدِ نبویؐ میں داخل ہوجائے۔ اور مسجدِ نبوی میں داخلہ سے قبل کسی دوسرے کام میں نہ لگ جائے۔ ہاں اگر کوئی سخت ضرورت پیش آجائے تو اس سے فارغ ہوکر فوراً داخل ہوجائے۔ البتہ عورتوں کا رات میں داخل ہونا بہتر ہے۔ اور مسجدِ نبوی میں داخل ہوتے وقت یہ دُعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔	اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں۔ اور صلوٰۃ وسلام اللہ کے رسُول پر نازل ہوا ے میرے رب میرے گناہ معاف فرما میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھولدیجئے۔

(غنیۃ الناسک جدید/۹۷ قدیم/۵۱)

اس دُعا کو پڑھتے ہوئے نہایت عاجزی و انکساری اور خشوع و خضوع کے ساتھ اگر ممکن ہو تو بابِ جبرئیلؑ سے داخل ہوجائے تو زیادہ بہتر ہے۔ اور داخل ہوکر اوّلاً ریاض الجنّہ میں دُو رکعت تحیۃ المسجد پڑھکر دُعا کرے۔ اور اگر فرض نماز کی جماعت

کھڑی ہوجائے تو اس میں شرکت کرے۔ اور یہ فرض تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہوجائیگا۔

(فتح القدیر بیروتی ۱۶۸/۳، کوئٹہ ۹۵/۳)

روضۂ پُرنور علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ پر سلام پڑھنے کے آداب و طریقہ

ریاض الجنّۃ میں دو رکعت تحیۃ المسجد اور دعاء سے فراغت کے بعد نہایت ادب کے ساتھ قبلہ کی طرف سے مُواجہ شریف (قبر شریف) کی جالی سے کچھ فاصلہ پر اس طرح کھڑا ہوجائے کہ اپنی پشت قبلہ کی طرف ہو، اور چہرہ قبر مبارک کی دیوار کی طرف ہو۔ اسکے بعد حضورِ قلبی سے غایت درجہ یکسوئی کے ساتھ ان الفاظ سے درود و سلام کا نذرانہ پیش کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰہِ
مِنْ جَمِيْعِ خَلْقِہٖ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا حَبِيْبَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا سَيِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَ
بَرَكَاتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ
اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَاَشْهَدُ
اَنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ بَلَّغْتَ

اے اللہ کے رسول ؐ آپ پر سلام ہے
اے اللہ کی مخلوق میں سے سب سے برگزیدہ
بندے آپ پر سلام ہو۔ اے اللہ کے بندوں
میں سب سے بہتر آپ پر سلام ہو۔ اے اللہ کے
حبیب آپ پر سلام ہو۔ اے اولادِ آدم کے
سردار آپ پر سلام ہو۔ آپؐ پر سلام ہو
اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور برکا ت آپ
پر نازل ہوں۔ یا رسول اللہؐ میں اس بات کی
گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے
لائق نہیں۔ وہ تنہا ہے۔ اس کا کوئی ہمسر
نہیں میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ
اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ میں اس

الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَ نَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرًا جَازَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازٰى نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ، اَللّٰهُمَّ اَعْطِ سَيِّدَنَا عَبْدَكَ وَرَسُوْلَكَ مُحَمَّدَ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ، وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ، اِنَّكَ سُبْحَانَكَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

(فتح القدیر بیروتی و دیوبند ۳/۱۶۹، مطبوعہ کوئٹہ ۳/۹۵)

بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے رسالت کو پہنچا دیا ہے۔ اور امانت کو ادا کر دیا ہے اور آپ نے اُمّت کی خیر خواہی فرمائی ہے اور بے چینی کو دُور کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرماتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے ان جزاؤں میں سے بہترین جزا عطا فرمائے جو کسی نبی کو اسکی امت کیطرف سے دی ہے۔ اے اللہ تو اپنے بندے اور اپنے رسُول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند و بالا درجہ عطا فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقامِ محمود پر پہنچا دے جس کا تونے وعدہ فرمایا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نزدیک مقرّب درجہ عطا فرما بیشک تو پاک ذات ہے۔ اور عظیم ترین احسان کرنے والا ہے۔

اس طرح دُرود وسلام سے فارغ ہونے کے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوکر آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے اپنی مرادیں مانگے — اور اللہ تعالیٰ سے حسنِ خاتمہ، رضائے الٰہی اور مغفرت کا سُوال کرے۔ پھر اسکے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کرے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ کے ساتھ درخواست کی جائے۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ

یا رسُول اللہ میں آپ سے شفاعت کا

وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ۔ (فتح القدیر ۳/۱۸۱، فتح القدیر زکریا دیوبند ۳/۱۶۹، کوئٹہ ۲/۹۵)

سوال کرتا ہوں اور اللہ کی طرف آپ کا وسیلہ چاہتا ہوں اس بات کیلئے کہ میں اسلام اور آپ کی سنّت پر مروں۔

دوسرے کی طرف سے سلام

اور اگر کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام کے لئے کہا ہے تو اس کا سلام بھی اس طرح عرض کردے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ۔ (غنیۃ جدید/۲۷۹ قدیم/۲۰۴)

یارسول اللہ آپ پر فلاں بن فلاں کیطرف سے سلام ہے۔ وہ آپ سے اپنے رب کے پاس شفاعت کا طالب ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی طویل دعائیں بعض کتابوں میں موجود ہیں، مگر بہت زیادہ لمبی دعاؤں کو احاطہ کرنا اور یاد کرنا عام لوگوں کے لئے پریشانی کا باعث بنجاتا ہے اسلئے اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ نیز اگر کسی کو دعاء اور درود وسلام کے مذکورہ الفاظ بھی یاد نہ ہوسکیں تو وہ اپنی مادری زبان میں جس طرح بھی ہوسکے ادب کے ساتھ روضۂ اطہر پر سلام پیش کردے۔ اور جب تک مدینہ منورہ میں قیام رہے کثرت کیساتھ مذکورہ طریقہ سے روضۂ اطہر پر حاضر ہوکر درود وسلام پیش کرتا رہے۔

سیّدنا حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ پر سلام

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے بعد ایک ہاتھ کے بقدر داہنی طرف کو ہٹ کر سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ کیساتھ سلام پیش کرے ـــــــــ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِيَهُ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقَهُ فِي الْاَسْفَارِ وَاَمِيْنَهُ عَلَى الْاَسْرَارِ اَبَابَكْرِ نِالصِّدِّيْقَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا۔

(فتح القدیر ۳/۸۱، فتح القدیر زکریا دیوبند ۳/۱۸۰، کوئٹہ ۳/۹۵، غنیۃ الناسک/۳۰۴)

اے اللہ کے رسولؐ کے خلیفہ اور غارِ ثور میں ان کے ساتھ اور سفروں میں ان کے ساتھی اور ان کے رازوں کے امین ابوبکر صدیقؓ آپ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو امتِ محمدیہ کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے۔

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ پر سلام

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سلام پیش کرنے کے بعد ایک ہاتھ مزید داہنی طرف کو ہٹ کر سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر ان الفاظ کیساتھ سلام پیش کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقَ الَّذِيْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ مَرْضِيًّا حَيًّا وَمَيِّتًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا۔ (فتح القدیر ۳/۸۱، فتح القدیر زکریا دیوبند ۳/۱۸۰، کوئٹہ ۳/۹۵، غنیۃ الناسک/۳۰۵، غنیہ جدید/۳۸۰)

اے امیر المؤمنین عمر فاروقؓ کہ جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت و شوکت عطاء فرمائی۔ آپ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کا امام بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندگی میں اور بعد وفات پسند فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو امتِ محمدیہ کی طرف سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

اور اگر کسی وقت روضۂ اطہر تک بھیڑ کی وجہ سے نہ پہنچ سکے تو مسجد نبویؐ کے

کسی بھی حصّہ میں کھڑے ہوکر سلام عرض کرے۔ مگر اس کی وہ فضیلت نہیں ہے جو مواجہ شریف کے سامنے کی ہوتی ہے۔ نیز مسجد نبویؐ کے باہر سے بھی اگر مواجہ شریف کے سامنے سے گذرنا ہو تو تھوڑی دیر ٹھہر کر سلام عرض کرتا ہوا جائے۔

دربارِ رسالت کے سامنے ہوکر دُعاء

درُود وسلام سے فراغت کے بعد دوبارہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوکر حق تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود پڑھکر آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ اور توسّل سے ہاتھ اٹھاکر اللہ تعالیٰ سے دُعاؤں میں مُرادیں مانگیں۔ اور حضور پُرنور علیہ السّلام سے شفاعت کی درخواست کرے، اور اپنے لئے اور اپنے والدین، عزیز واقارب اور دوست واحباب اور تمام مؤمنین اور مؤمنات کے لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے توسّل سے اللہ تعالیٰ سے دُعائیں مانگیں ۔۔ اور راقم الحروف سیاہ کار کے لئے بھی ایسے مقبول ترین مقام پہ دِل سے دُعاء فرمائیں۔ اس گنہگار پر بڑا احسان ہوگا۔ (غنیہ جدید / ۳۸۰)

درُود وسلام ودُعاء کے بعد دُو رکعت

درُود وسلام اور دُعاؤں کے بعد پھر اُستوانۂ ابولبابہؓ کے پاس آکر دُو رکعت نماز پڑھکر اللہ تعالیٰ سے مُرادیں مانگیں۔ اسکے بعد پھر ریاض الجنّۃ میں جتنی ہوسکے نفلیں پڑھکر دُعائیں مانگیں، اور ریاض الجنّۃ میں دُعائیں بہت قبول ہوتی ہیں ۔
اور جب تک مدینہ منوّرہ میں قیام رہے پانچوں نمازیں مسجد نبویؐ ہی میں حاضر ہوکر ادا کرنے کی کوشش کرے۔ اور ہمہ وقت تلاوت، ذکر، دُعاء اور نوافل میں مشغول رہے۔ اور کوئی وقت اِدھر اُدھر ضائع نہ ہونے دے، اور عبادت ویکسوئی میں راتوں کو

جاگتا رہے۔ (فتح القدیر زکریا دیوبند ۳/۱۷۰)

راقم الحروف بھی آپ سے دُعا کی درخواست کرتا ہے۔

ریاض الجنۃ کے سات ستون

مسجدِ نبویؐ کا وہ قدیم حصہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ممبر اور حجرۂ عائشہؓ کے درمیان واقع ہے وہی ریاض الجنۃ کا حصّہ ہے۔ اور اس حصّہ میں سات ستون ہیں اور ہر ایک ستون پر سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے۔ اور مسجدِ نبویؐ میں یہ سات ستون بالکل نمایاں ہیں۔ اور یہ ساتوں ستون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ہیں۔ اور ہر ایک پر نام بھی لکھا ہوا ہے۔ تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

اسطوانۂ حنّانہ

اسطوانۂ حنانہ وہ ستون ہے جو کھجور کے تنہ کا تھا۔ مسجدِ نبویؐ میں منبر بننے سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی ستون پر ٹیک لگا کر خطبہ اور وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے۔ اور جب منبر بن گیا اور ستون کو چھوڑ کر منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دینے لگے، تو یہ ستون باقاعدہ آواز کے ساتھ زور زور سے رونے لگا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو اپنے سینۂ مبارک سے لگا لیا تو رونا بند ہو گیا۔ (ترمذی شریف بروایت عبداللہ بن عمرؓ ۱/۱۱۳)

کھجور کا تنہ تو وہاں مدفون ہے، لیکن اب وہاں پختہ ستون ہے۔

اسطوانۂ ابولبابہؓ

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر ان سے کوئی خطا صادر ہو گئی تھی تو انہوں نے خود اپنے آپ کو مسجدِ نبویؐ کے اس ستون سے باندھ دیا تھا جو اسطوانۂ ابولبابہؓ سے مشہور ہو گیا ہے۔ اور انہوں نے یہ عہد کیا تھا کہ جب تک حضور صلے اللہ علیہ وسلم خود نہیں کھولیں گے بندھا رہوں گا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جب تک خدا کی طرف سے مجھے حکم نہ ہوگا میں بھی نہیں کھولونگا۔

چنانچہ پچاس دن تک اسی حالت میں بندھے رہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر ان کی توبہ کی قبولیت کا اعلان فرمایا۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بہ نفسِ نفیس اپنے دستِ مبارک سے کھولدیا تھا۔ ان کی توبہ کا ذکر سورۂ توبہ میں ہے۔ اس جگہ پر توبہ کی قبولیت قرآن سے ثابت ہے۔ اسلئے یہاں پر دو رکعت نماز پڑھکر توبہ و استغفار اور دُعا کرنی چاہئے۔ (المسالک فی المناسک ۲/۱۰۷۹)

اسطوانۂ وفود اسطوانۂ وفود وہ ستون ہے جس کے پاس بیٹھکر باہر سے آنے والے قبائل نے آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر اسلام کی بیعت کی ہے۔ یہ ستون حجرۂ عائشہؓ اور حجرۂ فاطمہؓ کی دیوار سے متصل ہے۔

(غنیہ جدید/۳۸۲)

اسطوانۂ حرس اسطوانۂ حرس وہ ستون ہے جو حجرۂ عائشہؓ کی دیوار سے متصل ہے۔ ہجرت کے بعد شروع شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر پہرہ دیا جاتا تھا، تو پہرہ دینے والا اسی ستون کے پاس بیٹھ جاتا تھا، اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اعلان فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود فرمائیں گے۔ قرآنی اعلان کے بعد پہرہ کا سلسلہ ختم ہوگیا تھا۔

(غنیہ جدید/۳۸۱)

اسطوانۂ جبریلؑ حضرت جبریلؑ امین جب وحی لیکر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں تشریف لاتے تو اکثر و بیشتر اسی ستون کے پاس بیٹھے ہوئے نظر آتے تھے، اور اس جگہ کو مقامِ جبرئیلؑ بھی کہتے ہیں۔ اس جگہ بھی دُعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں۔

اسطوانۂ سریر اسطوانۂ سریر وہ ستون ہے جہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ اور آرام کے لئے

اسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر بچھا دیا جاتا تھا۔ یہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کی جگہ ہے اسلئے یہاں بھی دعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں۔

(غنیہ جدید / ۳۸۱)

اسطوانۂ عائشہؓ

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اس جگہ نماز پڑھنے کی فضیلت اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے گی تو نمبر لگانے کے لئے قرعہ اندازی کی نوبت آجائے گی۔ اسکے بعد سے صحابۂ کرام اس جگہ کی جستجو کرتے رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو جگہ بتلادی کہ اس جگہ جاکر توبہ واستغفار اور دُعا، اور نمازوں میں مشغول ہوجائیں، اس لئے اس ستون کو "اسطوانۂ عائشہؓ" کہا جاتا ہے۔ اس جگہ بھی دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ (غنیہ جدید / ۳۸۱)

لہٰذا مذکورہ مقامات میں سے کسی بھی جگہ دُعا ترک نہ کریں۔

مسجدِ نبویؐ کے ابواب

مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونے کے لئے جو ابواب ہیں ان کی اجمالی تفصیل یوں ہے۔ شاہ فہد کی تعمیر سے قبل مسجدِ نبوی کے کل دس دروازے تھے۔

۱ بابِ جبریلؑ ۲ باب النساء ۳ بابِ عبدالعزیز ۴ بابِ عمرؓ ۵ بابِ مجیدی ۶ بابِ عثمان ۷ بابُ السعود ۸ باب ابوبکر ۹ بابُ الرحمۃ ۱۰ بابُ السلام۔

اور جانبِ جنوب میں قبلہ ہے۔ اس طرف ان میں سے کوئی دروازہ نہیں ہے۔

جانبِ مشرق کے تین دروازے

جانبِ مشرق میں تین دروازے ہیں۔ بابِ جبریلؑ، باب النساء۔ بابِ عبدالعزیز۔

ان میں سے بابِ جبریلؑ اور بابُ النساء قدیم ہیں۔ اور بابِ عبدالعزیز سعودی حکومت نے بنایا ہے۔ ان میں روضۂ اطہر سے قریب ترین دروازہ بابِ جبریلؑ ہے۔ جب اس دروازہ سے داخل ہوں گے تو بائیں ہاتھ کو حضرت فاطمہؓ کا حجرہ ہوگا اور دائیں ہاتھ کو اصحابِ صُفّہ کی قیامگاہ ہوگی۔ اور تھوڑا آگے بڑھیں گے تو حجرۂ فاطمہؓ ختم ہوکر بائیں ہاتھ کو ریاض الجنّۃ کا حصّہ شروع ہوجائیگا۔ حضرت سیّدنا جبریل امینؑ اکثر اسی دروازہ سے تشریف لایا کرتے تھے۔

اس کے بعد دوسرے نمبر میں بابُ النساء اور تیسرے نمبر میں بابِ عبدالعزیز ہے۔

جانبِ شمال کے تین دروازے

جانبِ شمال سے جب مسجدِ نبویؐ میں داخل ہوں گے تو بڑے بڑے تین دروازے پڑیں گے۔ بابِ عمرؓ، بابِ مجیدی، بابِ عثمانؓ۔ ان میں سے درمیان میں باب مجیدی پڑیگا۔ اور بائیں ہاتھ کو بابِ عمرؓ اور دائیں ہاتھ کو بابِ عثمانؓ پڑیگا۔

جانبِ مغرب کے چار دروازے

مغرب کی جانب میں چار دروازے ہیں۔ ان میں شمالی مغربی جانب میں سب سے پہلے بابُ السّعود پھر دوسرے نمبر میں بابِ ابوبکرؓ تیسرے نمبر میں بابُ الرحمۃ، چوتھے نمبر پر بابُ السّلام ہے۔ لہٰذا بابُ السّلام بابِ جبریلؑ کے مدِمقابل میں پڑے گا۔ ان دس دروازوں میں بابِ جبریلؑ سے داخل ہونا زیادہ افضل ہے۔

(نوٹ) مذکورہ دس دروازوں میں سے کوئی بھی دروازہ جانبِ جنوب یعنی قبلہ کی طرف نہیں ہے۔ البتّہ ترکی حکومت کی تعمیر پر جو سعودی حکومت نے دائیں اور بائیں یعنی جانبِ مغرب اور جانبِ مشرق میں اضافہ کیا ہے۔ اس اضافہ

میں دو بڑے بڑے دروازے سعودی حکومت نے بنائے ہیں۔ ایک قدیم مسجد کی داہنی جانب بابُ السّلام سے مغرب کی طرف کچھ فاصلہ پر ہے۔ اور دوسرا قدیم مسجد کی بائیں جانب باب جبرئیل سے مشرق کی طرف کچھ فاصلہ پر ہے۔ یہ دونوں دروازے کافی بڑے بڑے ہیں۔ اور یہ اس اضافہ میں ہیں جو مسجدِ نبوی کے قدیم حصہ سے پیچھے کو ہٹ کر بنایا گیا ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ✤ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

جنّت البقیع

جنّت البقیع مدینہ منوّرہ کا وہ وسیع وعریض قبرستان ہے۔ جس میں ہزارہا صحابہؓ، تابعین، اولیاء اللہ اور نفوسِ قدسیہ مدفون ہیں۔ یہ قبرستان مسجدِ نبویؐ کی جانبِ قبلہ میں جنوبی مشرقی سمت میں واقع ہے۔ اور اس وقت مسجدِ نبویؐ اور جنت البقیع کے درمیان کوئی آبادی یا عمارت حائل نہیں ہے۔ اور اس قبرستان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے نو امّہات المؤمنین مدفون ہیں۔

۱ امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۲ امّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ۳ امّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ۴ امّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ۵ امّ المؤمنین حضرت زینت بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا ۶ امّ المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا ۷ امّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ۸ امّ المؤمنین حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا ۹ امّ المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا۔ (المسالک فی المناسک للکرمانی ۲/۱۰۸۶)

اور ازواجِ مطہرات میں سے امّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مکۃ المکرمہ کے قبرستان جنت المعلّیٰ میں آرام فرما ہیں۔ اور امّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار مقامِ سرف میں ہے، جو مسجدِ حرام سے سولہ کلومیٹر کے فاصلہ پر طریق مدینہ میں واقع ہے۔ اور یہ مسافت مسجدِ حرام سے جنت المعلّیٰ کے راستہ سے

مسجد عائشہؓ میں پہنچنے کی صورت میں ہے۔

اور اس قبرستان میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ اور نواسۂ رسول حضرت حسن ابن علیؓ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ نیز حضرت زین العابدینؒ اور حضورؐ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مزار بھی اسی قبرستان میں ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ مکۃ المکرمہ کے قبرستان جنۃ المعلیٰ میں آرام فرما ہیں۔ نیز اسی قبرستان بقیع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا اور عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا اور آپ کے چچازاد بھائی حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نیز حضورؐ کی رضاعی ماں دائی حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ اور اسی قبرستان میں خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت اسد بن زرارہؓ، حضرت عثمان بن مظعونؓ حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت علیؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سب اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ اور صاحب مذہب حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ اور اس قبرستان میں سب سے نمایاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ یہ جنت البقیع میں داخل ہونے کے بعد تقریباً دو سو قدم کے فاصلہ پر ہے۔ پھر وہاں سے سو قدم کے فاصلہ پر دیوار سے متصل حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا مزار ہے۔ اور یہ بھی نمایاں ہے۔ نیز ہمارے اکابر میں سے فقیہ العصر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدّث سہارنپوری مہاجر

مدنیؒ صاحب بذل المجہود شرح ابو داؤد شریف اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا زکریا صاحب شیخ الحدیث سہارنپوری نوراللہ مرقدہٗ اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔

جنت البقیع کی فضیلت

اس قبرستان کو دنیا کے تمام قبرستانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ ترمذی شریف میں حدیث شریف مروی ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو مدینہ کے قبرستان میں دفن ہونے کا موقع ملے وہ شخص ضرور مدینہ میں آکر مرے۔ اسلئے کہ جو مدینہ کے قبرستان میں مدفون ہوگا، ضرور میں اس کی شفاعت کرونگا۔ (ترمذی شریف ۲/۲۲۹)[1]
نیز بعض کتابوں میں اسکا بھی ذکر ہے کہ جو شخص اس قبرستان میں دفن ہوگا وہ ہمیشہ کے لئے عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

جنت البقیع کی زیارت

حجاج کرام اور عمرہ کرنے والوں کو مدینہ منورہ کی زیارت ضرور نصیب ہوجاتی ہے۔ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ ان کو اس قبرستان کی زیارت کا موقع ملتا ہے۔ لہٰذا مدینہ کے قیام کے دوران اس قبرستان کی زیارت کی بھی حتی الامکان کوشش کریں۔ اور موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ نیز اگر موقع ملے تو روزانہ زیارت کریں۔ ورنہ کم از کم ہفتہ میں ایک مرتبہ زیارت کے لئے حاضری دیا کریں۔ اور جمعہ کا دن زیادہ بہتر ہے۔ (مستفاد فتح القدیر ۳/۱۸۲، فتح القدیر زکریا ۳/۱۷۱)

---

[1] عن ابن عمرؓ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بھا فانی اشفع لمن یموت بھا۔ الحدیث - ترمذی ۲/۲۲۹)

اہلِ بقیع پر سلام

قبرستان بقیع ہر وقت کھلا نہیں رہتا، بلکہ بند رہتا ہے۔ اور جنازہ لیجانے کے لئے کھولا جاتا ہے۔ اور عام طور سے عصر کی نماز کے بعد جنازہ کے ساتھ داخل ہونے میں آسانی ہوتی ہے۔ اسلئے اس موقع کا انتظار کر کے داخل ہو جائے۔ اور اہلِ بقیع پر ان الفاظ کیساتھ سلام پڑھے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔ (ابو داؤد شریف ۲/۴۶۲)	اے ایمان والی قوم تم پر سلام ہو، بیشک ہم انشاء اللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے ہیں۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ۔	اے اللہ اہلِ بقیع کی مغفرت فرما۔ اے اللہ ہماری اور ان کی مغفرت فرما۔

اس طرح اہلِ بقیع پر عمومی سلام کے بعد جن حضرات کے مزارات کے نشانات باقی ہیں فرداً فرداً سلام پیش کرے۔

سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر سلام

قبرستان بقیع میں سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مزار نمایاں ہے، ان کو ان الفاظ سے سلام پیش کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ذَا النُّوْرَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا	اے مسلمانوں کے امام آپ پر سلام ہو۔ اے خلفائے راشدین میں سے تیسرے نمبر کے خلیفہ آپ پر سلام ہو۔ اے دو نور والے[1] آپ پر سلام ہو۔ اے جیش العسرہ (غزوہ تبوک)

[1] دو نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ کے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے ساتھ دونوں کی شادی ہوئی تھی۔

مُجَهِّزَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ بِالنَّقْدِ وَالْعَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْهِجْرَتَيْنِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَامِعَ الْقُرْاٰنِ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَبُوْرُ عَلَى الْاَكْدَارِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهِيْدَ الدَّارِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

(غنیہ جدید/ ۳۸۴)

کے لشکر کو روپیہ اور ساز و سامان دیکر روانہ کرنے والے آپ پر سلام ہو۔ اے ذو ہجرتین[1] والے آپ پر سلام ہو۔ اے قرآن کریم کو موجودہ شکل میں جمع کرنے والے آپ پر سلام ہو۔ اے مصیبتوں اور پریشانیوں پر صبر کرنے والے آپ پر سلام ہو۔ اے اپنے گھر میں شہید ہونے والے آپ پر سلام ہو آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکات نازل ہوں۔

اہلِ بقیع کو ایصالِ ثواب

حضرت سیدنا عثمان ذو النورین کو سلام پیش کرنے کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کے شروع سے مُفْلِحُوْنَ تک اور آیۃ الکرسی اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے اخیر تک اور سورۂ یٰسں، سورۂ تبارک الّذی، سورۂ قدر، سورۂ الہاکم التکاثر سورۂ کافرون، سورۂ اخلاص تین تین مرتبہ سے لیکر گیارہ مرتبہ تک درمیان میں جتنا ہوسکے پڑھکر تمام اہلِ بقیع اور تمام مؤمنین و مؤمنات کو ثواب پہنچادیں۔ اور اگر سب سورتیں نہ ہوسکیں تو جتنی بھی ہوسکیں پڑھکر ثواب پہنچادیں۔

(غنیہ قدیم/۲۰۹ جدید/۳۸۸)

---

[1] ذو ہجرتین سے ہجرتِ حبشہ اور ہجرتِ مدینہ مُراد ہے۔

سیّدالشہدار سیدنا حضرت حمزہؓ اور شہدارِ اُحد کی زیارت

مسجدِ نبویؐ سے تقریباً ۵،۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر وہ مقدس اور مشہور پہاڑ واقع ہے جس کے بارے میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار یہ ارشاد فرمایا ہے۔

اُحد جبل یحبّنا ونحبّہ۔ (ترمذی ۲/۲۳۰)	اُحد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

اور یہی وہ پہاڑ ہے جس پر ۳ھ میں وہ مشہور واقعہ پیش آیا تھا جس کو جنگِ اُحد کہتے ہیں۔ اسی غزوہ میں سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلیجہ ہندہ نے چاب لیا تھا، مگر ہندہ نے بعد میں اسلام قبول کرلیا۔ اور اسی غزوہ میں سّتر نفوسِ قدسیہ نے جامِ شہادت پی لیا تھا۔ اسی غزوہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہوگئے تھے۔ اسی غزوہ میں سرِ مبارک پر چوٹ آئی تھی۔ اسی غزوہ میں جسدِ اطہر میں جگہ جگہ تیر اور نیزوں کے نشانات لگ گئے تھے۔ پہاڑ کے دامن میں پتھر کی وہ چٹان آج بھی نمایاں ہے جس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مونڈھے پر قدمِ مبارک رکھ کر چڑھے تھے۔ اور چڑھ کر کفار کا اور صحابہ کی حالت کا معائنہ فرمایا تھا۔

اور اسی اُحد پہاڑ کے دامن میں ایک ہموار میدان میں سیدالشہدار حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور باقی شہدارِ اُحد کی قبریں ہیں۔ اور اس قبرستان کو چہار دیواری سے گھیر دیا گیا ہے۔ اور جالی دار دیواروں سے قبریں اچھی طرح نظر آجاتی ہیں۔
مدینۃ المنورہ کے قیام کے دوران شہدار اُحد کی زیارت بھی بڑی خوش نصیبی اور بڑا کارِ ثواب اور مستحب ہے۔ (مستفاد فتح القدیر ۳/۱۸۳، فتح القدیر زکریا ۳/۱۷۲، غنیہ قدیم ۲۰۸/ جدید ۱۸۶)

جَبَلِ اُحد کے درخت کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اُحد پہاڑ پر پہنچو تو اس کے درخت میں سے کچھ کھالو۔ اگرچہ اسکے درخت خاردار ہی کیوں نہوں۔ لہٰذا جس کو وہاں جانے کا موقع میسر ہو اُسکا وہاں کی چیزوں میں سے کچھ کھالینا مستحب ہے۔

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ۱/۹۲۶)

مسجدِ نبویؐ میں چالیس نمازیں

مسجد نبویؐ میں ایک نماز پڑھنا بروایت حضرت انسؓ دوسری مسجدوں میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ شریف/۱۰۲) نیز مسجدِ نبویؐ میں چالیسؓ نمازیں بلا ناغہ پڑھنا عظیم ترین فضیلت کی بات ہے۔
اور عذابِ قبر اور نفاق سے برارت اور جہنم سے خلاصی نصیب ہوتی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل ۳/۱۵۵ حدیث ۱۲۶۱۱، مستفاد ایضاح المسائل/۱۲۸ فتاوٰی محمودیہ ۲/۱۸۶
فتاوٰی رحیمیہ ۵/۲۲۲)

مسجدِ قبار کی زیارت اور نماز

مسجد قبار وہ مسجد ہے جسکی تعمیر میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے پتھر رکھا ہے۔ اور ہجرت کے بعد سب سے پہلے اس مسجد کی تعمیر ہوئی ہے۔ اور یہی وہ مسجد ہے جسکے بارے میں قرآن کریم میں لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى فرمایا ہے۔ اب یہ مسجد بہت بڑی بن گئی ہے۔ سڑک سے متصل کھلے میدان میں ہے۔ اور یہ مسجد مسجدِ نبوی سے تقریباً تین چار کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اس مسجد میں ایک نماز پڑھنے سے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ (ابن ماجہ شریف/۱۰۲، بخاری شریف ۱/۱۵۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ کے دن مسجد قبار تشریف لیجایا کرتے تھے۔ اسلئے کسی کو ہفتہ کے دن کا موقع ملے تو ہفتہ ہی کو مسجد قبار میں حاضری دینے کی کوشش کرے۔ اور قبار ہی کے علاقہ میں بئرِ اریس ہے یعنی وہ کنواں ہے جس میں سرکارؐ کی انگوٹھی سیدنا حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے گر گئی تھی پھر نہیں ملی تھی۔ (مسلم شریف ۱/۲۲۸ مستفاد فتح القدیر ۳/۱۸۳)

مسجدِ قبلتین و مساجدِ ستّہ

مسجدِ قبلتین و مساجدِ ستّہ کا ذکر اصطلاحی الفاظ کے تحت اس کتاب کے شروع میں گذر چکا ہے۔
(وہاں سے مُلاحظہ فرمائیے)

مسجدِ جُمعہ

مسجدِ نبوی سے قبا کو جاتے وقت راستہ میں مشرقی جانب وادیٔ زانونا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قبیلہ بنو سالم رہتا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قبیلہ میں یہ مسجد بن گئی تھی۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا جمعہ اسی مسجد میں ادا فرمایا تھا، اسلئے اسکو مسجدِ جمعہ کہا جاتا ہے۔ اس جگہ بھی دُعا قبول ہوتی ہے۔ لہٰذا اس مسجد میں دُو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دُعائیں مانگی جائیں۔

مسجدِ اجابہ

یہ وہ مقام ہے جہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت لمبی نماز پڑھکر تین دُعائیں کی تھیں۔ ایک دُعا یہ کی تھی کہ اے اللہ میری امّت کو عام قحط سالی سے ہلاک نہ فرما۔ دوسری دُعا یہ فرمائی تھی کہ اے اللہ میری امت کو اغیار کے تسلّط سے ناکام اور ہلاک نہ فرما۔ یہ دونوں دعائیں قبول ہوگئی تھیں۔ تیسری دُعا یہ فرمائی تھی اے اللہ میری امّت کو آپس کی خانہ جنگی اور آپس کی خوں ریزی سے حفاظت فرما۔ یہ دُعا قبول نہیں ہوئی تھی۔ (ترمذی شریف ۲/۴۰ کتاب الفتن)

اس مقام پر اس وقت ایک مسجد ہے۔ اسکو مسجد الاجابہ کہتے ہیں۔ یہ مسجد جنّت البقیع سے جانبِ شمال میں لبستان سمان کے پاس ہے۔ اس میں جاکر بھی دُو رکعت نماز پڑھکر دُعا کرنا مستحب ہے۔

مسجد ابی بن کعبؓ

جنّتُ البقیع سے متصل حضرت ابی بن کعبؓ کا مکان تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بکثرت وہاں تشریف لیجاکر نماز پڑھکر دُعا فرمائی ہے۔ اس جگہ ایک مسجد بنی ہوئی ہے۔ جو مسجدِ ابی بن کعب سے موسوم ہے، وہاں بھی دُعا قبول ہوتی ہے۔ اس وقت یہ مسجد جنّت البقیع کے اِحاطہ کے اندر آگئی ہے۔

مدینہ طیبہ سے واپسی کے آداب

جب مدینۃ المنورہ سے واپسی کا ارادہ ہو تو ریاض الجنۃ میں یا مسجد نبویؐ کے کسی بھی حصہ میں دو رکعت نفل پڑھ کر روضۂ اطہر علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ پر حاضر ہوکر پہلے کیطرح درود و سلام پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعاء کرے۔ اے اللہ میرے سفر کو آسان فرمادے اور مجھے سلامتی و عافیت کے ساتھ اپنے اہل وعیال میں پہنچادے۔ اور مجھ کو دونوں جہان میں آفتوں سے محفوظ فرما۔ اور میرا حج اور میری زیارت کو شرفِ قبولیت سے ہمکنار فرما۔ اور مجھے مدینۃ المنورہ کی دوبارہ حاضری نصیب فرما۔ اور یہ میرا آخری سفر نہ بنا۔ اسکے بعد اگر یاد ہوں تو ذیل میں آنے والی دعاء پڑھے۔ (مستفاد معلم الحجاج ص ۳۲۶)

مدینہ منورہ سے واپسی کی دعاء

اگر یاد ہو تو روضۂ اطہر کے سامنے ذیل کی دعاء پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھٰذَا اٰخِرَ الْعَھْدِ بِنَبِیِّكَ وَمَسْجِدِہٖ وَحَرَمِہٖ وَ یَسِّرْ لِیَ الْعَوْدَ اِلَیْہِ وَالْعُکُوْفَ لَدَیْہِ وَارْزُقْنِی الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرُدَّنَا اِلٰی اَھْلِنَا سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ اٰمِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

(غنیہ جدید/ ۳۸۸ قدیم/ ۲۱۰ ہکذا قاضیخان ۱/ ۳۱۹)

اے میرے اللہ، آپ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد نبویؐ اور حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس زیارت کو آخری زیارت نہ بنا۔ بلکہ میرے لئے دوبارہ آنا اور ٹھہرنا آسان فرما اور میرے لئے دنیا و آخرت میں سلامتی اور عافیت نصیب فرما۔ اور مجھے اپنے گھر عافیت اور سلامتی اور اجر و ثواب کیساتھ پہنچادے۔ اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے مالا مال فرما۔

اس کے بعد نہایت حسرت اور صدمہ کے ساتھ دیارِ حبیب سے رخصت ہوجائے۔

مدینۂ منوّرہ کی کھجور وطن لانا

جب مدینۃ المنوّرہ سے واپسی کا سفر ہو تو مدینۂ طیّبہ کی کھجور بھی ساتھ میں لانیکا اہتمام کریں۔ حدیثِ پاک میں مدینۃُ المنوّرہ کی کھجوروں کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔ اور حضرت سیّد الکونین علیہ السّلام نہایت اہمیّت کیساتھ بیان فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ مدینہ کی کھجور کھانے سے زہر بھی اثر نہیں کرتا۔ (مسلم شریف ۱۸۱/۲) لہٰذا حجاجِ کرام کا مدینۂ منوّرہ کی کھجوروں کو اپنے وطن لانا اور خود کھانا اور احباب اور اعزّاء واقارب کو کھلانا باعثِ خیر و برکت ہے۔ اور ہمارے اکابر سے ثابت ہے۔

(نقشِ حیات ۸۵/۱)

وطن سے قریب پہنچنے کی دعاء

جب حجاجِ کرام اور عمرہ کرنیوالے اس بارونق سفر سے واپس وطن کے قریب پہونچ جائیں تو یہ دُعاء پڑھیں

بِسْمِ اللّٰهِ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ الخ

(مسلم شریف ۴۳۵/۱ نفیہ جدید/۳۸۹)

ہم اللہ کا نام لیکر سفر سے واپس آرہے ہیں، ہم سفر سے توبہ کرتے ہوئے لوٹنے والے ہیں۔ ہم اللہ کی عبادت کرتے ہوئے لوٹنے والے ہیں ہم اپنے رب کی حمد و ثناء کرتے ہوئے سفر سے آرہے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کرکے دکھایا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور احزاب کے لشکر کو تنہا شکست دیدی۔

واپسی میں حاجی کا استقبال

جب حجاجِ کرام حج سے واپس آئیں، تو ان سے ملاقات، سلام، مصافحہ کرنا۔ اور ان سے دُعاء کرانا باعثِ فضیلت ہے اسلئے کہ حاجی کی دُعاء قبول ہوتی ہے۔

MAKTABA YUSUFIYA
Shop No. 2, Madani Market,
Near Masjid-e-Rasheed, Deoband
Pin-247554 , Mobile No. 09319522565